بسم اللہ الرحمن الرحیم

لبابِ حکمت

یعنی

انوارِ سہیلی اردو

دہلی
فی مطبع جوہر ہند
سنہ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض رست بنشین انگشایش نا اسید اینجا ؛ برنگ دانہ از ہر قفل میرو ید کلید اینجا ؛ حمد و ثنا پروردگار عالم کو ابتدائے ازل سے
انتہائے ابد تک سزاوار ہے وجوب وجود قدیم سے تعین اول کو منصۂ ظہور پر جلوہ گر فرمایا اور اسی نور مقدس سے
تمامی عالم کو خلوتکدہ عدم سے میدان وجود مین لایا اور حمد و سپاس اُس حکیم حاکم کو زیبا ہے کہ ارادہ ازلیہ
اسے کارخانہ جہان کو بوسیلہ ذات پاک مظہر کل موجودات مصدر فیض لاہوتی مجمع صفات جبروتی یعنی فخر
جملہ نسل آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتب کیا اور سارے ذرات عالم کو اُسی آفتاب عالمتاب
کے جمال جہان آرا سے نور دیا اور وجود اس کا نور دیدہ باریک بین بلکہ مطلع معنے کنت نبیا و آدم بین
الماء والطین اور مقطع مضمون انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
اور مبشر ببشارت لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم
اور مشرف بتشریف وانک لعلی خلق عظیم کیا خلاصہ موجودات سلالہ کائنات دافع مکر و
سازی رافع بازار غدر و دغا بازی شیرازہ جمعیت قلوب دوستان دین معیار
حال دشمنان شرع متین مروج قواعد حزم و تدبیر محراب اساس فتنہ فقدۂ
ناظم ممالک عدل و انصاف ہادم مراسم جور و اعتساف مفتاح مشکلات جملہ بنی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم مطلوب
ارباب شریعت مقصود اصحاب طریقت نبی الحرمین امام القبلتین رئیس الثاقلین انیس العالمین شفیع المذنبین

قدوہ جن و بشر اسوہ شفیعان روز محشر حامل ثقال نبوت و ایالت خاتم فصوص ناموس رسالت مہبط جبریل امین
منشی رب العالمین محمل خطاب آسمانی سور کتاب نورانی رموز دان سپیدی و سیاہی موصل فیوض و برکات نامتناہی
الہی عارف معارف قیوم قدیر کاشف دقایق معضلات تقدیر عارج معارج سبع سموات صاعد مدارج عالیات
مصداق آیہ کریمہ سبحان الذی اسری بالا نشین مسند بلند پایہ سدرۃ المنتہے والی قبضہ قاب قوسین او ادنے
مکحل بکحل الجواہر ما زاغ البصر و ما طغے غرض اصلی جملہ موجودات علت غائی آفرینش مکنونات منبع زلال صدق
و صفا حضرت ابو القاسم محمد مصطفے صلوات اللہ علیہ من الملک الاعلے زلاف حمد و نعت اوست بر خاک
ادب خفتن ؛ سجودی میتوان کردن درودے میتوان گفتن ؛ نظم خدا مداح آفرین مصطفے بس ؛ محمد حامد حمد خدا بس
محمد از تو میخواہم خدا را ؛ الہی از تو عشق مصطفے را ؛ اور درود نامحدود اوسپر اور اُسکے آل اطہار اور اصحاب اخیار پر کہ
جانشینان محفل شریعت صدر گزینان مسند طریقت کار فرمایان کشور دین متین ہادیان طریق صدق و یقین
گنجوران خزانہ رحمت الہی سر رشتہ داران فیض نامتناہی شاہان ملک تسلیم و رضا تاجداران اقالیم اجتبا
و اصطفا پیشوایان ارباب عقول راہ نمایان منہاج مستقیم حضرت رسول ہین خصوصاً چار قُب خلافت عظمی و
چار عنصر کالبد ولایت کبری کہ کمال صدق و عدالت اور سخاوت کا انکے ابدان مطہرہ مین نمودار ہوا اور جلایل
اوصاف زعامت قصوی نے انکے نفوس منورہ مین ظہور فرمایا اعنی قاتل الکفرۃ و الزندیق و فی الغار صاحبہ رفیق
افضل الامۃ و الخلایق بعد الانبیاء بالتحقیق نظام المومنین امام المسلمین ابو بکر بن الصدیق و عادل الاصحاب
صاحب الدرۃ و الاحتساب مزین المنابر و المساجد و المحراب المومنین عمر بن الخطاب و مقتدی الصابرین فی البا
و الضراء الثابت و الراسخ فی البلوی و الابتلاء جامع آیات القرآن کمثل الترتیب فی لوح الرحمان امیر المومنین امام
المتعبدین عثمان بن عفان و مظہر العجائب و الغرائب مطلوب کل طالب صاحب المفاخر و المناقب فصیح العرب و العجم
الکرم الامام یعسوب المسلمین رئیس المتقین امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم و علی اتباعہم و اشیاعہم
اجمعین انتہائی خطبہ بعد اسکے بیان کیا چاہتا تہا کہ کتاب کلیلہ و دمنہ کہ حکیم روشن رائے بیدپا برہمن نے رائے دابشلیم
ہندی کے واسطے کہ اس عہد مین وہ فرمان روا بعض ممالکات ہندوستان کا تہا اور پایہ تخت اس کا سومنات
تہا زبان سنسکرت مین تالیف کی تہی اور مطلب اس کتاب کا ایسی پند و نصایح پر ترتیب دیا تہا کہ سیاست
رعیت اور بسط بساط عدل رافت اور تربیت اور تقویت اولیاے دولت اور نظم و نسق اداب مملکت اور
بہت سے مطالب دینی و دنیوی کی بکار آمد ہوا اور دابشلیم [illegible] تفاصیل و کریمہ فواید سمجہکر نقل جمیع مشکلات کو

کلید مطالعہ سے اس کتاب کی کہولتا تہا اور یہ گوہر بے بہا اُسکے زمانہ مین سبکی نظر سے درج کتمان مین رہتا تہا اور مانند
لعل بدخشان کے کان خزاین سلطانی مین مخفی رہا کرتا تہا اس لیئے کہ بادشاہ کا حکم قدغن تہا کہ اس عروس پردہ
نشین پر کسی نامحرم کی آنکھ نہ پڑے باوجود این ہمہ اخفا اسکے نسیم عنبر شمیم نے اطراف جہان کو معطر کیا تھا۔ اُس نافہ
مشک منافع کے نکہت انجا سے شامہ عالم معنبر ہو رہا تھا القصہ نوشیروان کسرےٰ کے زمانہ مین یہہ خبر
فرحت اثر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ ہند کے کتب خانہ مین ایک کتاب ہے کہ زبان بہائم و وحوش اور طیور
وحشرات سے لوازم سیاست وجہانداری اور قواعد سلطنت وشہریاری جو کچھہ کہ بادشاہونکو
چاہیئے اوسمین جمع کیئے ہین اور اوسکو سرمایۂ منفعت اور وسیلۂ مصلحت مقرر کیا ہے۔ نوشیروان
کو کہ طبع عالی اُس کی جویائے آئین وعدل وداد تہی یہہ سُن کے کمال رغبت پیدا ہوئی اور چاہا کہ
کسیطرح اُس کتاب کو دستیاب کیجیئے اسلیئے برزویہ برشک کہ مقدم اطبائے پارس اور سب زبانون کا ترجمہ
اور جمیع فنون کمالات مین گوئے سبقت اپنے امثال سے لیگیا تہا حسب الحکم نوشیروان کے واسطے تلاش
اس کتاب کی ہندوستان مین کہ وہ زمانہ رای تلہند کا تہا آیا اور ہزار تدبیر سے اس کتاب کو حاصل کر کے زبان
سنسکرت سے الفاظ پہلوی مین کہ اُس زمانے مین زبان اہل ایران کی تہی ترجمہ کر کے حضور مین بادشاہ کی لایا اور شرف
امتحان بدرجۂ کمال پایا اور اسکے جلدو مین رتبہ برزویہ نامدار کا انتہای اوج عزت کو پہنچا اسکے بعد مصلحت کار مملکت
نوشیروان از جزی تا کلی مشورے پر اس کتاب کے موقوف تھی اور بعد نوشیروان کے سب بادشاہان عجم مخفی اور عزیز رکہتی ہین
اس کتاب کے مبالغہ کرتے رہے کہ کسی نااہل و ناسزا کے ہاتھہ نہ آئے تا کہ اسکے فیض مطالعہ سے لیاقت سلطنت کی کسی فرومایہ
کو حاصل نہو جائے چنانچہ پیر دہقان ابو القاسم فردوسی لکہتا ہے کہ باشندگان شہر ری سے ایک پہلوان فرومایہ تہا بہرام چوبینہ نام
اُسنے خازن ہرمز شاہ ابن نوشیروان سے ملکر اس کتاب کو مطالعہ کر کے دستور العمل اپنا کیا آخر تمام وضیع وشریف ایرانکو
مسخر کر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور خسرو پرویز کہ فرزند شاہ ہرمز تھا اُسکے ہاتھہ سے ناچار ہو کر روم کو بھاگا
تفصیل اُسکی شاہنامہ مین موجود ہے حقیقت تو یون ہے کہ یہ کتاب وہ دریائے فیض ہے جو شخص کہ مادہ قابل رکہتا ہو
اور اسکو دیدہ دل سے دیکہے اور گوش جان سے سُنے تو یقین غالب ہے کہ سعادت دارین سے محروم نہ رہے المختصر
بعد خرابی سلطنت ساسانیان اہل اسلام نے کہ شوکت فاروقی سے تمام مملکت ایران وتوران پر تسلط پایا کتاب
بھی بادشاہ ایران کی ملک ومال کے ساتھہ غارت گئی اور اسکے بعد جب خلیفہ ثانی عباسیان یعنی ابو جعفر منصور ابن
محمد بن علی ابن عبد اللہ ابن عباس نے فوایدس اُس کتاب کے سُنے شوق بے انتہا پیدا ہوا پھر ہزار تدبیر اُس نے ملک حبش

سے بہم پہنچائی اور ترجمہ اُس کا ابوالحسن عبداللہ ابن مقفا سی کہ سرآمد فضلاے عصر تہا زبان عربی میں لکھوایا پہر اُس کے بعد یہ نسخہ مطالعہ مین اُس بادشاہ کے رہتا تہا اور اُسکے اساس احکام خلافت اور بنائے شرائط عدل و رافت پند و نصائح پر اس کتاب کے موقوف ہنی اسکے بعد تیسری بار ابوالحسن ابن نصیر ابن احمد ساسانی نے ایک فاضل شہیر کو حکم کیا کہ اوس نسخہ کو زبان عربی سے فارسی مین ترجمہ کرے اور چوتھی بار رودکی شاعر کو حکم دیا کہ اس سلک دُر نایاب کو رشتہ نظم مین انتظام دے پانچوین بار ابوالمظفر بہرام شاہ ابن مسعود نے کہ اولاد سے سلطان محمود غازی غزنوی کے تہا کہ ممدوح حکیم سنائے کا ہے حکم دیا کہ افصح الفصحا اور ابلغ البلغا یعنی ابوالمعالی نصر الدین محمد ابن عبدالحمید نسخہ ابن مقفا کا ایسی فارسی سلیس مین ترجمہ کرے کہ فائدہ اُسکا خاص و عام کو پہونچے اور یہ نسخہ فی الحال دستیاب اور مشہور بہ کلیلہ و دمنہ ہے ترجمہ ہے مولانا مشارالیہ کا اور الحق کہ عبارت اُسکی لطافت اور خوش بیانی مین راحت افزائے روح سخن فہمان ہے اور سب ترجمے کہ مذکور ہو چکا بسبب کثرت لغات عربیہ اور اشارات بلیغہ کے کہ اکثر فارسی خوان اقتباس معنی سے دور و بے بہرہ تہے تہے اس واسطے یہ نسخہ متروک ہے اور مقبول طبع بعضے خاص و عام کے نہوئے غلہذا جناب امارت مآب کہ ذات والا صفات اُنکی جامع کمالات تہی یعنی امیر الاعظم دستور المعظم مستجمع الفضائل و المعانی نظام الدولہ و الدین شیخ احمد المشتہر بہ سہیلی نے کہ بے تکلف گویا سہیل تہا کہ یمن ہی تابان ہوا تہا واسطے منافع کافہ انام کے چہٹی بار حکم فرمایا کہ حاکم ملک معانی سرآمد فضلای حقانی واقف رموز یزدانی یعنی حسین ابن علی الواعظ متخلص بہ کاشفی اس عروس مذکور کو لباس نو پہنائے اور زیبا رویان معانی کو پردۂ الفاظ مغلقہ اور حجاب کلمات مشکلہ سے نکال کے عبارت روشن اور اشارات لطیفہ سے حسن افزائی کرے تا ناظران مشتاق کو جلوہ الفاظ اور حسن معانی بوجہ سہل نظر آئے اسکے بعد ساتوین بار ابوالفضل نے عبارت انوار سہیلی کو کچہ کاٹ کوٹ کے عیار دانش لکہی لیکن انوار سہیلی سے اُسے کچہ نسبت نہوئی لہذا اُس نے بہی کچہ رونق نہ پکڑی اب معلوم کیا چاہیئے کہ بنائے کتاب کلیلہ و دمنہ حکمت عملی پر ہے اور وہ حکمت عملی کیا ہے کہ جاننا مصالح حرکات ارادی اور افعال طبعی نوع انسانی کا اس طور کہ جس سے انتظام احوال معاد و معاش اور حصول کمال ہو اور قسم حکمت عملی کی دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ ہے کہ مصالح ہر فرد انسان سے جدا گانہ تعلق رکہے اور اوسمین اشتراک دوسرے کا منظور نہو یعنی مثلاً گہر مین دس آدمی ہین بی بی اور اولاد اور کنیز و غلام پس مصلحت ہر ایک کی جدا جدا ہے یعنی آداب فرزند کے والدین کے ساتہ اور طرح سے ہین اور معاشرت والدین کی اولاد سے اور طرح پر لازم ہے و علے ہذا القیاس غلام اور مولا کی مصلحت جدا جدا ان کی ذاتون سے متعلق ہے دوسرا اس مین شریک نہین ہو سکتا ہے پس اسکو تہذیب اخلاق کہتے ہین اور قسم دوسری وہ ہے کہ تعلق اُس کا

مصالح جماعت مشترکہ سی ہو وہ بہی دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ ہی کہ جس سے مصالح مشارکت منزل اور گہر کے
معلوم ہون اسکو تدبیر منزل کہتے ہین اور قسم دوسری وہ ہے کہ جس سے مصالح مشارکت شہر اور ولایت سے بلکہ اقلیم
و مملکت کے دریافت ہون اسکو سیاست مدن کہتے ہین تفصیل اسکی یہ ہے مثلاً بادشاہ اہل شہر و ولایت سے کیا معا
کرے یعنی ہر ایک کی لایق جدا جدا معاشرت اور معاملات جاری رکہے اور رعایا اور سپاہ بادشاہ سے کیونکہ پیش آئین
یعنے متابعت اور فرمانبرداری اور جان نثاری مین سرگرم رہین پس یہہ تفصیل سیاست مدنی کی ہے اور یہہ کتاب
شامل ہے تینون قسمون کو مگر بعض فواید تدبیر منزل اور سیاست مدنی اور جو کچہہ کہ تعلق تہذیب اخلاق سے
رکہتا ہی اسمین مذکور نہین ہو مگر جستہ جستہ جا بجا کچہہ بیان مین آگیا ہی اگرچہ ممکن تہا کہ اندک مکارم اخلاق مذکور کیئے
جاتے لیکن باعث تبدیل وضع کتاب کی ہوتی ہتی اور زیادہ تصریح کا یہہ محل تہا کہ اپنی جگہہ پر حکمائے بشرح و بسط بیان
کر دیا اس سبب سے قصد زیادتی کلام کا نکیا بس اسی طریق پر کہ حکیم بیدپا چلا تہا ہمنے بہی مصلحت جانا اور دو باب اول کے
مذکور ہین برزویہ برزشک اور بزرجمہر کے ہی اور اصل کتاب سے کچہہ علاقہ نہ رکہتے تہے اسلیئے وہ دونون باب کہ بجز حکایت اور کچہہ
فایدہ نہتا موقوف کر کے باقی چودہ باب کو کہ وہ وصایا تہے ہوشنگ پیشداد کی نہین عبارت روشن سلیس مین لکہا
اور ان حکایتون کو راے و برہمن کے طریق سوال و جواب پر قید کتابت مین کیا اب امیدوار ہون صاحب ہنران پاک
طینت سے کہ اس کتاب پر نظر الطاف دیدہ عنایت سے کرین تا بحکم ع عین الرضا عن کل عیب کلیلہ؛ خطا اس بضاعت
سے پوشیدہ رہے، اور بنظر عیب پوشی اصلاح مناسب سے کوتاہی نفرمایئن اور ستاری کہ صفت خاصہ خداے پاک سی ہی اسکی
پیروی کرین چنانچہ مضمون شعر گویا اسکے مناسب حال ہی ع کام پوشاک سے نہین ہمکو عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے اب بیان
کیا جاتا ہی کہ اس رسالے کہ پہلی اسمے انوار سہیلی تہا اور اب ملقب ہے بہ بستان حکمت چودہ باب پر یون ترتیب پائی ہے
باب پہلا اجتناب کرنیمین قول سے ساعی اور نمام کی ہی باب دوسرا سزا پانیمین بدکارونکی اور انکی شامت
احوال مین ہی باب تیسرا موافقت مین دوستون کی اور انکی فوائد مقاصد مین ہی باب چوتہا ملاحظہ کرنیمین
احوال دشمنون کی اور انکی تدبیر سے بیفکر نرہنے مین باب پانچوان ہی مضرت مین غفلت کرنیکی اور جو کچہہ کہ سبب
تساہل اور سستی کے حاصل ہوتا ہی باب چہٹا آفت تعجیل اور ضرر شتابکاری مین ہی باب ساتوان ہی احتیاط
اور تدبیرین کہ دشمنون کی بلا سے کسی حیلے کے سبب نجات پائی باب آٹہوان ہی احتراز کرنیمین ارباب مکر سے
اور اعتماد نکرنا تملق پر انکے باب نوان فضیلت مین عفو کے ہی بموجب حدیث شریف عفو الملوک ابقی للملک
کہ بادشاہون کیواسطے بہتر اس سے صفت دوسری نہین ہے باب دسوان مضرت مین زیادہ طلبی کی سبب

کہ سبب اسکی انسان اپنے مطلب سے بہی محروم رہتا ہے باب گیارہوان حزن اعمال اور طریق مکافات مین ہے
باب بارہوان فضیلت مین حلم و وقار اور سکون اور ثبات کے ہے خصوصاً بادشاہون کے واسطے سزا دیتا و ارباب
ہے باب تیرہوان پرہیز کرنیمین بادشاہون کے اہل عذر اور خیانت سے ہے باب چودہوان اسمین ہے کہ
التفات نکرے انقلاب زمانے پر بلکہ ہر کام کو قضا و قدر پر کہے اور رہر دم یہہ شعر مولف کا مد نظر رکہے بیت دیکہہ
کہدیتے ہین ہو جائیگا کل طعمہ مور ٭ آج بالفرض جو تو مثل سلیمان ہوگا ٭ بعد بیان ان باتون کے وہ حکایت
کہ جو منشا اس ترجمے کی ہو شروع کیجاتی ہے اب یہانتک تو جستہ جستہ مضمون بنا ہے تالیف انوار سہیلی
کا تہا اب ضرور ہے کہ مترجم اس اردوی معلے کا حال اس کتاب کی تالیف کا کہ مسمے بہ بستان حکمت ہے
اور کچہہ حال مولد اور مسکن اپنے نژاد کا اور بعض بعض واردات زمانہ سے جو کہ لاحق حال اپنے ہوئے ہین اور پست
و بلند دوران سے کہ جو پیش نظر آیا ہو جستہ جستہ بیان کرے اسکے بعد ماحصل کتاب لکہی اسنا چاہیے کہ ایکروز
بندہ اور خواجہ وزیر اور میان فرخ شاعر کہ یہہ دونون شاگرد رشید شیخ ناسخ صاحب کے ہین اور جناب احباب اور بہی باہم
بیٹہے تہے اور اسوقت شغل انوار سہیلی کے مطالعہ کا تہا اور سبہی مصنف کی فکر رسا پر سبنے زبان کہولی تہی کہ سبحان اللہ
مصنف اسکا عجب حکیم بیمثل تہا اور عجب کتاب تصنیف کی ہو کہ گنجینہ ہو اسرار الٰہی کا اور خزینہ ہو فیض غیر متناہی کا بلکہ
قرینہ اسپر دال ہے کہ یہہ جو کچہہ اسنے بیان کیا ہو منظنہ ہو کہ بامداد الہام غیبی ہو ورنہ آدمی انسان ضعیف البنیان
کب کنہ کو اسقدر جزئیات عالم کے پہونچسکتی ہے اگر مطالب اس کتاب کے کوئی بچشم خرد دیکہے تو کوئی دقیقہ دینی و دنیوی
سے باقی نہین چہوڑا ہو اور اگر کوئی غریب و فقیر خواہ رئیس و امیر خصوصاً بادشاہ اس کتاب کے مطالب کو اپنا
قبلہ مقاصد کرے تو یقین ہو کہ سعادت دارین سے سرفرازی پائے اور رونق اسکی ہر امر کی روز بروز ترقی کرتی جائے
اس گفتگو مین سب اہل مجلس نے اصرار کیا کہ اکثر زبانون مین ترجمہ اسکا ہو چکا ہو اگر تم اردو مین اسکا ترجمہ کرو تو خوب ہے پہر راقم
نے ہر چند عذر کیا پیش رفت نہوا کچہہ من اللہ بندہ کو بہی توفیق رفیق ہوئی اور بہت لسیر ہوئی کہ ما توفیقی الا باللہ
کہکر ارادہ کرو اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو سب بن آویگا لہذا خدا کی عنایت پر تکیہ کرکے شروع کیا جاتا ہے
اب سنا چاہیے کہ جب ارادہ ہوا کہ ترجمہ اسکا اردو مین کرون تو اول ضرور ہوا کہ بنظر تامل اس کتاب کی عبارت
اور مطالب کو دیکہا چاہیے اسلیے بغور تمام دیکہا تو بیشتر مطالب پر اعتراض وارد ہوتے ہین اور بعض جگہہ اجمال ہین
مثلاً دو چیز کا مذکور تہا جب تفصیل کی تو ایک کا مذکور ہوا اور دوسرا مطلب رہ گیا اور بعض جگہہ اگر کچہہ بیان ہوا تو مطلب
بیان ہوا ہو ورنہ نقصان رہتا ہو اور اکثر فقرات کے اسلیے رنگینی کلام سے طول دی گئی تہی سو حذف کرتا اس کا ضرور رہتا

اور بہت اشعار کہ مطالب سے جپیان اور دستور العمل تھے موقوف کرنا اُن کا مناسب تھا لیکن خیال مین یون آتا ہی کہ اتنا بڑا استاد اتنی نقصان دیدہ و دانستہ کیونکر رہنی دیتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ دراز سی جو لوگون نے اسکا مطالعہ کم کر دیا ہی تو کاتبونکی غلط نویسی سے یہ نقصان سب عارض ہوئے ہین لہذا اس بندے نے اپنی دانست مین اسی درست کیا اور بیشتر عبارت اور مطالب جا بجا کم و بیش کیئے اور اکثر جا پر کہ تقصر اسکا ضروریات سے تھا اور بعض جگہہ بڑہانا عبارت اور مطالب کا مناسب تہا اوسی طرح عمل مین لایا زیادہ تفصیل کر نہین طوالت ہوتی ہی لہذا اسپر موقوف رکھا کہ جسنی انوار سہیلی کو دیکھا ہوگا یا اب نظر تامل کے مقابلہ کریگا اُسپر خود منکشف ہو جائیگا گویا صورت کتابکی اوسی ہوگئی ہی برائے نام ترجمہ کیا جاتا ہی ورنہ یہ کتاب حقیقت مین جدا ہے لیکن حق یون ہے کہ احسان نقاش اول کا ہے ورنہ مجہ سے بے مایہ کو کہان طاقت اسکے بیان کی تھی ؛

شروع کتاب

جوہریان رستۂ بازار معانی و صیرفیان دار العیار سخندانی نے عنوان دفاتر اخبار کو اس طرح سے آرایش دی ہے کہ اقصای ممالک چین مین ایک بادشاہ تہا کہ شہرہ اسکی دولت کامگاری کا اطراف و جوانب مین دائر تہا اور چرچا عظمت و شہریاری کا مانند نیر اعظم کے ظاہر تھا سلاطین والا مدار نے حلقہ اسکی اطاعت کا گوش جان مین ڈالا تھا اور بادشاہان رفیع المرتبہ نے غاشیہ فرمانبرداری کا دوش پر رکھا تہا **نظم** فریدون حشمت جمشید اورنگ ؛ ہوا سکو دیکھ کر بیہوش ہوشنگ ؛ سکندر دیکھتا شوکت و شان ؛ تو رہتا صورت آئینہ حیران ؛ اور اسکے حاشیہ بساط دولت روز افزون پر ہمیشہ اُمرای عالمگیر اور وزرای صاحب تدبیر خدمتگاری کی حسرت باندہے رہتی تہے اور پای تخت اسکی ہمیشہ فضلای بزرگوار اور علمای نصیحت شعار کرسی عزت پر پایہ بپایہ بیٹہے تہے اور خزانہ اُسکا زر سرخ اور جواہر بے بہا سے تابان اور لشکر جرار ملازم رکاب بے پایان تہا اُس بادشاہ کو ہمایون فال کہتے تھے حقیقت مین اسم باسمی تہا کہ رعایا و برایا کے حق مین سراپا ہمایون اور عدل و داد مین روکش نوشیروان تھا سچ تو یہ ہی کہ اگر شحنہ عدل ضبط احوال رعیت مین اہتمام نکرے تو فتنہ دہر سخت بنیاد ستم سے بنیاد عالم کی برباد کر ڈالے اور پرتو شمع انصاف در و دیوار کلبۂ تاریک کو عدل و داد سے روشن کرے تو ظلمات ظلم سے اطراف مملکت خاک سیاہ ہوجاے اور اس بادشاہ کا ایک وزیر تھا رعیت پرور اور مرحمت گستر کہ رای عالم آرا اسکی میزان خرد مین گران و سبک عالم امکان کو خوب تولتے تھے اور فکر صواب اندیش اسکی ایک تامل مین ہزار عقدۂ لاینحل کہولتی ہی اور کشتی دریای فتنہ کو لنگر حلم گران سنگ اسکا گرداب اضطراب مین ٹہرا لیتا تہا اور خارستان بیداد کو تند باد سیاست سے برباد کرکے گلستان رعایا کو امین رکہتا تہا **نظم** ناسخ کام لیتا ہے وہ جیسے خامہ تحریر سے ؛ کرسکے ہرگز نہ کوئی تیر سے شمشیر سے ؛ عقل کیا اسکو کہین اشراق سے بہی ہے زیادہ ؛ بس بھڑا دیتا ہی وہ تدبیر کو تقدیر سے ؛ اور اُس وزیر با تدبیر کو خجستہ رای کہتے تھے ہمایون فال کسی مہم مین اسکے مشورۂ صواب اندیش کے سوا کوئی کام نہ کرتا تہا نہ بے ایما اُس کے میدان رزم مین کمر

مدار ہے کے باندھتا تھا اور نہ بے اشارے اوسکے دیوان عام مین مسند عیش پر جلوہ افروز ہوتا تھا ہر آئینہ بادشاہان نامدار
و امیران کامگار کو چاہیے کہ بحکم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ بغیر مشاورت بزرگان نکتہ دان دور اندیش اور بے اصلاح کار
آگاہان عقیدت کیش کے مصالح مملکت اور امور سلطنت مین عجلت خودپسندی کو پسند نفرمائین اور تمام
نظام ملکی اور احکام شرعی صوابدید خیرخواہان کامل اور مشیران عاقل پر رکھین **بیت** در ہمہ کار مشورت باید +
کار بے مشورت نکو ناید + ایکدن ہمایون فال شکار کیواسطے سوار ہوا اور خجستہ رای بھی سایہ کے مانند ہمراہ رکاب سعادت
آب تھا آخر کار اوس جگہہ پہنچا کہ فضاے صحرا اور پہن دشت کثرت شکار سے غیرت چرخ و پروین تھا اور نسر طایر خوف
باز بلند پرواز سے مانند طایر قبلہ نما مخفی اور خوفناک تھا اور جانوران شکاری تنگ بستہ ہر طرف تلاش صید مین
کوشش کرتے تھے اور یوزان پلنگینہ پوش شوق مشاہدہ آہوان سے چشم بین ہمہ تن چشم بن گئے تھے اور سگان
شیر چنگال آرزوے شکار گرگ شغال مین ہزار رنگ کی روبہ بازیان کرتے تھے اور بازان بلند پرواز تیر کمان جستہ کی مانند
سبک پروازیان کر رہے تھے اور شاہین آہنی چنگال نے نشترہای ناخن سے خون شریان مرغان ہوا کا جاری کیا تھا **نظم**
برون جستند بازان سبک خیز + بچون صید کردہ چنگ را تیز + درآمد چنگل شاہین بتاراج + نہ طوطی ماند در بالا نہ دراج
جبکہ شاہ نے صحرا کو چرند وحشی اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا اور سیر شکار سے دل بھر چکا شاہ و وزیر مع لشکر متوجہ
دار السلطنت کے ہوئے اوس ایام مین نیر اعظم برج حمل مین تھا القصہ بادشاہ مع لشکر ایک بہن دشت مین کہ
سطح ریگستان تھا پہنچا جس وقت کہ آفتاب تابان وسط السما پر گرم جاہ ہوا ہر ذرہ ریگ نے شدت حرارت سے آفتاب تیغ کا
حکم پیدا کیا خفتان جوشن پوشان شعلہ بن گئی اور نعل گھوڑون کی موم کیطرح نرم ہونے لگی چشمہ آب سے چشمہ آفتاب کے معلوم ہوتا
تھا اور طلب آب مین غزالان نگاہ وحشیان دشت کو سون اوس سراب گرم مین دوڑتے پھرتے تھے مطلق نشان پانی کا
نظر نہ آتا تھا خجستہ راے نے حال بادشاہ کا تباہ دیکھکے حکم کیا کہ جلد خسخانہ ایستادہ ہو تا بادشاہ استراحت فرمائے
شاہ ہمایون فال نے یہ سنکر فرمایا کہ اس حرارت آتش بار مین نقل سودا ہے **مصرع** خسخانہ لو جھتا ہے خبط + آگ اوسپر مین
پھیلا کیا ربط + اسوقت کہ سطح خاک شدت حرارت سے کرہ نار بن گیا ہے اور آفتاب چاہتا ہے کہ آج ہی آفتاب محشر بن جائے ایسے
حال مین تن تنہا سایہ خرگاہ مین پناہ لینا حکمت و مروت سے بعید ہے یعنی سر کو سایہ مین رکھنا اور جسم کو دہوپ مین جلانا دور از
عدل و انصاف ہے ہمیشہ کہ میں سایہ مین بیٹھون اور رفقا و فوج کہ میرے اعضا بدن ہین دہوپ مین جلین خیال ایسی نفع سعدی بجز
ایسی استراحت زنہار منظور نہین ہے جو سبکا حال ہے میرا حال خجستہ رای نے یہ سنکر دعا دی اور زبان ثنا کھولی اور یہ شعر مولف پڑہا **نظم** الہی تا ہے
اورنگ زرنگار سپہر + زمین تا شدہ زرنگار تیر قران ہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم + کہ کار حق بتو خلقت پناہ شاہان ہے + اور عرض کیا جو بندگان

سلطانی کہ سایہ پروردہ ابر عنایت عالی اور آسودگان خسخانہ حمایت شاہی ہین وہ تابش آفتاب حوادث سے کب محزون
سائبان الطاف خداوندی اور نخل پرورش خداوندی اونکے سر پر ہر دم سایہ افگن ہے، وہ عرض کرتے ہین کہ ہم سبکا آرام شہریار جہان کی
راحت مین ہی مصرعہ سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست ؛ اور اگر یون منظور ہے کہ بندگان شاہی ہی آرام پائین تو اس
نواح مین ایک کوہ ہی کہ جوان مردونکی ہمت کے مانند سربلند اور بسان طبع سخنوران فرح افزا و دلپسند ہے درخت سایہ دار اشجار
اور دلکشا فراخ و روشن جوش نباتات و ریاحین سے مثل گلزار مین شہریار جہان وہان وقت افزا ہو کر استراحت فرمائین
اور سایہ اشجار مین سب بندگان شاہی بھی بخوبی آرام پائین ہنگام شب عنان عزیمت مقر خلافت کیطرف پھیرین تا ہمہ
اور بنگاہ لشکر با آرام تمام روانہ ہوکے کسی دشت بیسایہ دار مین مقام کرین جسوقت سلطان سایہ نگان نخانہ مغرب کا عزم کری مہر آوا
شوکت و اقبال متوجہ منزل مقصود ہو القصہ ہمایون فال بموجب صلاح خجستہ رای کے روانہ ہوکے اُس کوہ کے نزدیک پہنچا عجب طرح کا
کوہ بلند دیکھا کہ آسمان مینا سے ہمسری کرتا تھا لالہ زار کوہی اور نرگستان کواکب دیدہ ایک چمن کے معلوم ہوتے تھے القصہ شاہ بالا کوہ پہونچکر
نہایت سرور سے چارسو گلگشت کرتا تھا ناگاہ ایک میدان نظر آیا کہ مانند میدان اہل وسعت فراوان رکھتا تھا اور سبزہ زار اُس کا
نہایت شادابی اور سرور افزائی مین نظیر جنت تھا اور زمان مرج نسیم مشکبار اسرار روایح گلزار کو چارسو جہان مین فاش
کرتے تھے اور ترنم بلبل سے حکایت رنگ و بوئے گل کی گوش ساکنان عالم بالا مین پہنچتی تھی نظم لطیف و دلکشا آب و ہوا ؛ مبارک
منزل و فرخندہ جا ؛ درختان چون بتان قد برکشیدہ ؛ زیکدیگر بخوبی سرکشیدہ ؛ فراز شاخ مرغان خوش آواز ؛ بالحان
ارغنون ہا کردہ برساز ؛ اور اُس مرغزار مین ایک چشمہ آب تھا کہ اُسکا پانی آب حیات کے مانند زندگی بخش تھا اُسکے دیکھنے
شاہ حد سے زیادہ مسرور ہوا اور کربس میدانکا کہ حقیقت مین میدان کربلا تھا خاطر عاطر ہمایون فال سے دور ہوا اور بخدام سلطانی کو
حکم دیکر کنارہ چشمہ آب پر بستر شاہی بچھوایا ہمایون فال تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ملازم رکاب دولت بھی لب چشمہ سایہ مین درختونکے راحت اندوز
ہوئے شاہ و سپاہ اُس ہوائے ہاویہ ہلاکت گاہ سے نکل کے اُس منزل بہشت مکانمین فرحت یاب ہوا اور عجائب مصنوعات الہی اور غرائب
مخلوقات نامتناہی رنگارنگ پر نگاہ کر کے ادائے حمد و ثنائے ایزد متعال مین بہزار زبان سرگرم بیان تھے کہ نقاش مشیت نے لوح سنگین
کیا کیا نقوش بوقلمون قلم قدرت سے کھینچے ہین اور صانع تقدیر نے بے حد و عد بنا تات گوناگون سنگ خارا سے پیدا کیے ہین مرغان
چمن اور نغمہ سرایان گلشن زبان حال سے حمد و ثنائے ایزد سبحان مین اس ترانے سے تہلیل اور تسبیح کرتے تھے بیت برگ
درختان سبز در نظر ہوشیار ؛ ہر ورقی دفتر یست معرفت کردگار ؛ ناگاہ نظر ہمایون فال کی ایک درخت خشک پر پڑی کہ شیخ فانی کے
مانند برجا ماندہ و بیحس و حرکت تھا اور اُس مین ایک جوف تھا کہ زنبوران عسل فوج فوج اُس قلعہ جوف مین فخیرہ
اپنی معاش کا رکھتے تھے جبکہ غوغا لشکر زنبوران شاہ کے کان مین پہنچا وزیر جہاندیدہ سے پوچھا کہ اجتماع ان جانوران سبکسر پرواز کا

اس درخت کی حوالی مین کسو واسطے ہی اور آمد و رفت ان کمربستگان ارشاد کے فراز و نشیب سے عبارت ہی کہ جسکے حکم سی خجستہ رائے نے
زبان سحر بیان کو موقف عرض مین اس طرح سے گویا کیا کہ اے شہریار کامگار یہہ لشکر جرار فرمانبردار ایک بادشاہ قہرمان کا
ہے کہ نام اسکا یعسوب ہے، اور جسے اور جسم مین ان سب سے وہ بزرگ تر ہے خلاق جہان نے یہہ عجب طرح کا گروہ بہ منفعت اور
کم مضرت پیدا کیا ہے کہ بمخواے واوحی ربک الی النحل سے ظاہر ہے اور اتمام لشکر بے پایان نے حکم نافذ بادشاہ پر سر
اطاعت رکھا ہے اور وہ تخت پر موم کے جلوہ افروز ہی اور وزیر و حاجب اور دربان اور پاسبان و غیرہ لوازم سلطنت
اپنے اپنے عہدہ اور کام مقرر پر سرگرم خدمت ہین اور فراست و کیاست اس قوم کی کہانتک بیان ہو سکے ایک ان مین سے یہہ ہے
کہ ہر ایک نے خانہ مسدس موم سے اس طرح کا اپنے اپنے رہنے کو بنایا ہی کہ مہندسان کامل اور ریاضی دانان عاقل تمام روی زمین
کے مانند سنمار رومی یعنی بناے خورنق اور شیداے پارسی کہ بانی ہفت گنبد بہرامی تھے اگر پرکار اور مسطر ہاتھہ مین لین تو دخل کیا
ہی کہ ایسے گھر برابر بنا سکین اور یون حکم بادشاہ ہی کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر سے پرواز کرکے شگوفہاے اشجار اور گلہاے خوشرنگ و بودار پر
جا بیٹھین اور رطوبت گل و شگوفے کی چوس کے آئین اول حاجب اور دربان انکا منہہ سونگہین اگر بوے خوش اس سے آئی تو اجازت ہی
کہ جا کر خانہ مسدس اور حجرۂ موسس مین آرام کرین اور برگہاے لطیف کے چاٹنے کے بعد جو لعاب تازہ اور خوش مزہ کہ انکی منہہ مین
باقی ہے اسے لا کے خزینہ بادشاہی مین جمع کرین اور اگر خدانخواستہ کوئی برگ بدبو پر بیٹھکر آئے اور ایسے کثیف و کریہ اسکے منہہ سے
آئے تو دربان و حاجب فی الحال اسکا سر کاٹ ڈالین اور اگر دربان کے تغافل سے کوئی داخل ہو گیا اور وہ بوے کریہ بادشاہ کے
دماغ مین پہنچی تو حکم ہوا کہ اس بے ادب برگشتہ بخت کو سیاستگاہ مین حاضر کرین اول اس جرم تغافل پر دربان کو قتل کرین
اسکے بعد اسکے سر کاٹین تا بار دیگر پھر کوئی یہہ حرکت نکرے اور یون پیشدادیون کے اخبار مین مورخ نے لکھا ہی کہ جمشید نے
آئین جہانداری اور رسم دربان و حاجب و بواب اور تخت و مسند انہین سے اخذ کیا تھا اور رفتہ رفتہ مرتبہ کمال قہرمانی کو پہنچا
ہمایون فال نے جو یہہ بیان خجستہ رائے سے سنا کمال اشتیاق سے زیر درخت آکے استادہ ہو کر اور تفرج کنان تماشاے بارگاہ
یعسوب و وزیر اور اہتمام حاجبان باتدبیر اور آمد و رفت ملازمان شہریاری اور قانون خدمت و ہوشیاری دیکھکر
سرگرم حمد و ثناے ایزد متعال ہوا کہ سبحان اللہ کیا گروہ پیدا کیا ہی کہ ایک ایک انمین سے قاعدہ دان اور بدل و جان
اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہی اور کیا غذاے پاک اور جاے پاکیزہ اختیار کی ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے سود و زیان کام سے ہے
اور دوسرے کے کام مین مطلق دخل نہین کرتے ہین بیت ہشت النجاست کاز اے نباشد بکسے کسے را بکسے کار نباشد
اور باوجود دخار دل آزار کے کوئی کسیکے درپے ایذا نہین ہے، اور بجانیش تواضع نوشانوش باہم رکھتے ہین اور اپنا ہم جنس سے
بلطف پیش آتے ہین اور آدمیون مین ہم انکے برخلاف مشاہدہ کرتے ہین کہ یہہ قوم اپنی ہی نوع کے ضرر و آزار مین سرگرم ہی پس یہہ رباعی

انہین کے حسب حال ہے رباعی ابنای زمانہ پایہ شور و شر اند ✤ انباشتۂ نفاق و عین ضرر اند ✤ مانند قطار اشتران فرد دون ✤ با یکدگر اند و در پے یکدگر اند ✤ وزیر نے عرض کیا کہ گروہ انکا ایک طبیعت پر پیدا کیا گیا ہے اور نوع آدمی کی طبایع مختلف اور طینت گوناگون سے پیدا ہوئی ہی اور انکی ترکیب مین روح اور جسم لطیف اور کثیف اور نور و ظلمت باہم آمیختہ ہین اور صفات ملکوتی اور خصایل شیطانی اور حاصل علوی اور مادہ سفلی انکی خلقت مین جمع ہین اسواسطے مشرب جداگانہ اور ملت علیحدہ رکہتے ہین یعنی عقل ملایکہ سی بہی انکو بہرہ ہے اور نفوس شیاطین سے بہی نہین مادہ ہی جو کوئی کہ دست موافقت دامن عقل پر مارے تو قدم شرف سے درجات وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ پر ترقی کرے بیت بہرہ از ملکت ہست نصیبے از دیو ✤ ترک دیوی کن و بگذر بفضیلت ز ملک ✤ اکثر آدمی نفس جفا جو کی پیروی سے مظہر اخلاق ذمیمہ بن جاتے ہین نظم بیخردی چند ز خود بیخبر ✤ عیب نبینند بچشم ہنر ✤ دود شوند از پیہ مار رسند ✤ باد شوند ابچراغی رسند ✤ اور بعضون نے کہ ہدایت نفس لوامہ سے جامہ صفات ملکی اپنے قامت پر قطع کیا ہے انکا وہ مرتبہ ہوا ہی جو اوپر بیان ہو چکا اور جو کوئی کہ پابند صفات شیاطین کا ہوتا ہی وہ زمرۂ اخوان الشیاطین مین محسوب ہوتا ہی یہ سنکے بادشاہ نے فرمایا جو کچھ کہ تو نے اے وزیر کہا سچ ہے لیکن صلاح انسانکی اسمین ہے کہ پاے قناعت دامن عزلت مین کہینچے تو پہر نوع اسکے واسطے فلاح دارین منصور ہی ورنہ آخر کار اسکو رنج عالم کرینگے اور آخرت مین اسکی نسبت سخن ذالیقہ نار جہنم حکم ہین گے اور سچ یون ہی کہ اکثر شخصون کی صحبت زہر مار سی زیانکار تر ہی اور انکی مخالطت سی جان و ایمان کا بچانا دشوار ہے اور اکثر فقرای باکیاست اور حکمای صاحب فراست نے جو کنج قناعت کو عزیز رکہا ہے تو معلوم ہوا کہ انکی نظر اسی معنی پر پڑی ہے جو مولوی معنوی فرماتے ہین بیت شعر چہ بگریزد ہر کو عاقل است ✤ زانکہ در خلوت صفاہاے دل است ✤ ظلمت چہ ظلمتہاے خلق ✤ می گریزد عاقل از غوغاے خلق ✤ بلکہ فقرا ے کامل صافی دل از خود رفتگی کے سبب اپنی ذات سے بہی صحبت نہین رکہتے ہین نا بدیگری چہ رسد وزیر نے عرض کی کہ جو بادشاہ نے فواید خلوت کے ارشاد فرمای بجا ہے لیکن سب نے اول عرض کیا تہا کہ بنی آدم کی خلقت مین انواع مختلفہ پر ترکیب پائی ہے چنانچہ بعضے فقراے کامل نے یہی وتیرہ پر زندگانی بسر کی ہے اور انبیاے عالی متعالی خصوصاً سید المرسلین امام المتقین شفیع المذنبین نے تعلیم و ہدایت مخلوق مین عمر شریف بسر فرمائی پس یہاں سے معلوم ہوتا ہی مصرع ہر کسے را بہر کاری ساختند ✤ اگر انبیاے الوالعزم مثل فقرا گوشہ نشین ہیچ مانند خلوت گزینی فرماتے اور اپنے ہی روح کی خیر مناتے تو مخلوق ساری ہدایت دین خدا سے محروم رہجاتی اور سارا عالم ظلمت کفر سے حشر تک بے نور اور بنور طلوع معرفت آلہی اور فیض تعلیمت خیر منتہا ہی جلباب عدم مین مستور رہتا اسی طرح سے اللہ تعالے نے بادشاہ کی ذات کو رعیت کی نگہبانی کے واسطے پیدا کیا ہے اور اگر بہ نظر تامل غور کیجاے تو ہویدا ہے کہ خلاق مطلق نے ایک کو دوسرے کا محتاج کیا ہی نفوس مختلط بیشتر ہیشر

عہ ترجمہ تحقیق بزرگی دی ہم نے اولاد آدم کو ۱۲ عہ نفس لوامہ آن است که نفس را ملامت کنندہ ۱۲ نفس تین ہین ایک امارہ دوسرا لوامہ تیسرا مطمئنہ امارہ وہ ہے جو برائی پر آمادہ کرے ۱۲ والله اعلم ۱۲ عہ جلباب بالکسر چادر و قمیص و بالاپوش زنان ۱۲ عہ نفوس جمع نفس بمعنی ذات و جان ۱۲ نفس ذات و روح و خون ۱۲ عہ دم است و جمع او انفاس ۱۲ آمد ۱۲

اور مخاصمت کو چاہتے ہین اور زبر دست زیر دست کو اکثر رنج پہنچاتے ہین پس اگر نہین کوئی بادشاہ اور فرمانروا ہو
تو ایک کے ضرر سے دوسرے کو کون بچائے اور محتاج کی حاجت کو کون بر لائے اور روز مغصوبون کی مخاصمت مین کون تصفیہ
کرے اور تصفیہ کے بعد حق مستحق کو کسطرح پہنچے چنانچہ ہر ذیحیات کو اسطرح مخلوق فرمایا ہے کہ سلطان اور رئیس
ہر جسم مین پیدا کئے ہین یعنی دل و سر اور جگر وغیرہ اگر سلطان دل اور رئیس اعضا بدن مین نہوتے تو صیانت
اس جسم بے بنیاد کی کون کرتا پس اس سے معلوم ہوا کہ گوشہ نشینی وہی اپنے موقع پر اوسی شخص گوشہ نشین کے آرام ظاہر و
باطن کے واسطے مخصوص ہے لیکن سلطنت اور غیر رسانی کے مدارج اوس سے بہتر ہے کہ اپنی ذات کو تکلیف دینا اور مخلوق پروردگار
عالم کو راحت پہنچانا کسقدر بلند ہمتی اور خوشنودی خدا کی ہے اور عزلت بھی بعض کیواسطے ہوسکتی ہے و الا تنہائی خلق اگر
منظور خدا ہوتی تو کاہے کو کتمان عدم سے صفحۂ ہستی پر نقش ہر ذیحیات کا کھینچا جاتا ہر گاہ لازم ملزوم تمام کارخانہ دنیا کا
یہہ ہے کہ ایک دوسرے کی مددگاری کرے یعنی کوئی کشتکاری کرے اور کوئی جو پیدا ہوا ہو اوسے بیچے اور کوئی خریداری
کرے اور کوئی پیسے اور پکائے اور کوئی کھائے اور کوئی پنبہ دانہ لوئے اور کوئی حلاجی اور ندافی کرے اور کوئی
اپنے موقع پر کاتے اور بنے اور قطع و برید کرے اور سیکر کام مین لائے اور اسین جو دھیان کرو کہ یہاں تنے کام کس
کس مددگاری سے جاری ہوئے ہین یعنی نجار اور حداد اور دہندی اور جلاہا اور مزارع اور گاڑی بان اور گاڑی کا
سامان یعنی بیل وغیرہ اور سامان تعلیہ انی اور کارخیاطی یعنی سوزن اور رشتہ اور مقراض وغیرہ کہ ان سبکو ایک جم غفیر نے
سرانجام دیا ہے القصہ بغیر صحبت و اتفاق اجماع کثیر کی درستی جملہ اسباب عالم کے ایک تنہا عزلت گزین سے ناممکن ہے بقول
اوستاد نظم بگیر دامن حبیبے و بکار بساز + کہ ہیچ کار نیاید بتنہائی + خلوت از اغیار باید نی زیار + پوستین بہر دی آمد نے
بہار + بادشاہ نے فرمایا کہ جو وزیر نے عرض کیا راست ہے لیکن بہت ہی قباحتون نے سلطنت کی بارگشتی مین اندراج
پایا ہے اوسکو کیا کیا جائے گا اور مواخذہ اوسکا کسکی گردن پر باقی رہیگا یعنی خلق الدین یعنی ہین کہ وہ زور بازو
رکھتے ہین اور بعضی ہین کہ قوت زر سے زبردستون اور مظلومون پر غلبہ کرتے ہین اور خبث نفوس سے خلق اللہ کی حق تلفی پر
مصروف رہتے ہین مدافعہ اوسکا کیونکر ہوگا اور حق و باطل کی کس طرح تمیز ہوسکے گی وزیر نے عرض کیا کہ اسکے واسطے حکیم
قادر نے سیاست مقرر فرمائی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ معنی سیاست کے بیان کرو وزیر نے گذارش کی ہے کہ سیاست
عدل کو کہتے ہین اور عدل نام اوسکا ہے کہ افراط اور تفریط کو موقوف کرکے ہر امر مین درجہ توسط کو اختیار کرے تاکہ
خیر الامور اوسطہا صادق آئے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اس تفصیل بادی کی کہ ہر امر مین ہزار پیچ کی گنجایش
رکھتی ہے اور مدارج اوسکے غیر متناہی ہین طاقت بشری سے باہر ہے کہ راہ ضعیف انسانی بنیاد نقصان

ان سبکو طے کرے اور اگر غلط فہمی سے حق تلفی کسی کی ہووے تو آخرت مین قاضی روز جزا کے آگے مبتلائے بلا ہونا پڑے
پس عقلا کے نزدیک اگر سو درجے مین ایک درجہ بھی راجع نقصان دنیا کا ہو تو اُس سے احتراز کرنا چاہیئے چہ جائیکہ اپنے تئین
مہلک دینے کہ مظلمہ جسکا ابد الآباد کے واسطے متیقن ہے پس صرف اتنی مسرت نفس کے واسطے کہ ہم فرمانروا اپنی نوع پر ہین
بار سلطنت سر پر رکھنا صواب اندیشی سے بہت دور ہے وزیر دانا دل نے عرض کیا کہ ارشاد عالی بجا ہے لیکن یہہ امر اگر موقوف
بشر کی رائے پر ہوتا تو زنہار یہہ عقدۂ مالاینحل کسی شخص سے جیسا کہ چاہیئے کھل نہ سکتا لاکن اللہ تعالے فرماتا ہے لا یکلف اللہ[۱]
نفسا الا وسعہا یہہ سچ ہے کہ وسعت ادراک انسان کی ایسی ہے کہ جمیع معاملات عالم کو کہ غیر متناہی ہین پہنچ سکے اسلیئے
اللہ تعالے نے انبیاء مرسل کہ رسل برحق اُسکے ہین کہ حکما اُنکو ناموس اکبر کہتے ہین مع کتب و صحایف ہر زمانے مین بھیجے اور
اپنے سب احکام حکمت نظام اُسمین درج کر کے زبان پر انبیاء کرام کے رکھے اور نام اُسکا شریعت کہا کہ کوئی دقیقہ دقایق
کائنات سے باقی نہ چھوڑا اب کسی امر مین حاجت اسکی نہین ہے کہ کوئی بادشاہ اور حاکم حکم شرع مین اپنی رائے کو دخل دے بلکہ
سزا اور جزا ہر امر کی مشروحاً فرما دی ہے اور اندیشہ اسکا نہین کہ اُس حکم مین خطا واقع ہو کہ وہ سب احکام معاد اور
معاش کے حکم سے پروردگار عالم کے ہین بلکہ جزا اور مقبولیت اس امر کی خداے کریم کے نزدیک حد سے زیادہ ہے یہانتک بادشاہ پر تاکید
ہے کہ سوائے نماز فرض نوافل کو بھی ترک کرے کہ اُتنا زمانہ کہ نوافل مین صرف ہوتا ہے عدل و داد خلق اللہ مین صرف کرے اب اس
جگہ سے یہہ دریافت ہوتا ہے کہ نوافل سے عبادت کو مخلوق کے برآمد مطلوب کے واسطے موقوف کرنیکا حکم آیا ہے اسلیئے وجود حاکم قہرمان کا
مخلوقات مین ضرور ہے کہ قواعد امر بالمعروف[۲] اور نہی عن المنکر[۳] کی محافظت کرے اور قانون سیاست کو موافق شریعت
غرا کے جاری رکھے تا کوئی سرکش جادۂ[۴] اعتدال[۵] سے پاؤن باہر نہ رکھ سکے اور بادشاہ بھی اس عمل خیر مین سعادت
حاصل کرے ہمایون فال نے کہا کہ حکم حاکم قاہر[۶] پیغمبر کے بعد کہ وجود اُسکا خلق مین ضرور ہے کسطرح کا ہو اور صفات
اُسکے ضبط ملک اور ملت مین کس نوع پر چاہیئے خجستہ رائے نے عرض کیا کہ حاکم کو چاہیئے کہ قواعد سیاست و دقایق عدالت
سے واقف اور بیدار مغز ہو اور اگر غافل اور عیاش ہے تو ملک و مال اسکا معرض زوال مین قریب الانتقال ہے اور خرابی عقبے کی
بادشاہ کیواسطے اس سے زیادہ نہین ہے کہ خلق خدا سے غفلت کرے اور نفس پروری مین مشغول رہے بلکہ بادشاہ کو لازم ہے کہ غور
و فکر رسا سے دریافت کر کے بعض گروہ کو تقویت بخشے اور مجالست اُنکی اختیار کرے اور بعض گروہ کو مغلوب اور
منکوب[۷] کر کے اُنکی صحبت سے پرہیز رکھے اور اس عمل کے بعد وہ لوگ جو راندۂ درگاہ ہونگے اُن مختارون کے واسطے کہ بادشاہ کی
ملازمت سے عزت یافتہ ہونگے اپنے سینون مین تخم کینہ بوئینگے اور انواع حیلہ و فریب سے مضامین بے اصل کو بندش دیکر نقصان
اور مطلب اُنکے گوش ملازمان شاہی مین پہنچا کر منتظر اُنکے زوال عزت و جاہ کے رہینگے اگر بادشاہ حلیہ احتیاط اور دور اندیشی سے

[۱] نہین تکلیف دیتا ہے خدا کسی کو مگر بقدر طاقت اسکی کے ۱۲
[۲] امر بالمعروف حکم کرنا ساتھ نیکی کے اور معروف کے معنے لغت مین پہچانا گیا ہوا اور شرع مین نیک معروف ہوتی ہے مجازاً معروف نے مقام نیکی پر استعمال پایا ۱۲
[۳] نہی عن المنکر منع کرنا بری بات سے اور منکر کے معنے نہ پہچانا گیا ۱۲
[۴] جادہ راستہ و روش نیک ۱۲
[۵] اعتدال برابر کرنا ۱۲
[۶] قاہر غالب و زبردست ۱۲
[۷] منکوب خوار و ذلیل ۱۲

عاری ہے اور ارباب غرض کی عرض کو سمع قبول مین جگہہ دے اور تحقیق حالات کما ینبغی بر التفات نکی تو بہت سے خلل ریاست مین پیدا ہون گے اور فساد اُسکا شدہ شدہ یہانتک نفوس ارکان سلطنت مین نفوذ کریگا کہ سر شعلۂ آتش فساد تا کرۂ نار پہنچیگا اور مدافعہ اُسکا آب پاشی تدبیر وزرای آزمان اور فکر بادشاہ قہرمان سے زنہار نہو سکیگا بیت سنہ گوش بر قول صاحب غرض : کہ از کینہ در سینہ دارد مرض : بادشاہ بیدار دل چاہیئے کہ بغور ہر بات کو سمجھکے نور ادراک سے ظلمت خبث تمام بد انجام اور دغلگو کو تمیز کرے اور کبھی چشم لطف سے اُس گروہ نے شکوہ کی طرف نہ دیکھے بلکہ زنہار اپنی صحبت مین اُنہین بار نہ دے تا دنیا مین خللہاے امور سلطنت سی امین رہے اور آخرت مین ذخیرہ اندوز سعادت ہو بیت ہر کہ درین خانہ شبے داد کرد : خانۂ فرداے خود آباد کرد : داد گرے شرط جہانداریست : دولت باقی ز کم آزاریست : جبن بادشاہ نے مواعظ حکماے ناصح کو دستور العمل کیا ملک اور رعیت اُسکی آباد و شاد و دعاگو رہی کی جیسا کہ راے دابشلیم بادشاہ ہندی نے اپنے اساس سلطنت کو ہوشنگ کے چودہ نصیحتون پر کہ تفصیل اُسکی بید پا برہمن حکیم دانا دل نے بیان کی ہے رکھا تھا اسی اُسنے تمام عمر راحت و کامرانی مین بسر کی اور اُسکے باغ سلطنت سے ہر ایک نے علی قدر حال برخورداری پائی اور جبکہ راے دابشلیم اس منزل فانی سے ملک بقا کو سدہارا آج تک نام نیک اور ذکر جمیل اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی ہی سچ کہا ہے کسی نے مصرعہ نام نکوست حاصل ایام زندگی : ہمایون فال نے جب یہ نام راے دابشلیم اور بید پا برہمن کا سنا مانند غنچہ تازہ کہ وقت سحر حرکت نسیم سے وا ہوتا ہی شگفتہ و خندان ہوکر فرمایا کہ ای وزیر تدبیر سے راے اور برہمن کی تحقیق احوال مین دل میرا مانند عاشق مہجور کے بیقرار رہتا اور خیالات مقالات مین ان دونو کے مانند طبع شعراے مضمون یاب شبانہ روز سرگردان ہامون و کہسار کا رہتا تھا اور ہر چند ان بزرگوارون کے تجسس احوال مین سعی کرتا رہا لیکن کسی نے دفتر اخبار سے ایک حرف بہی میرے سمع مشتاق مین نہ پہنچایا اسوقت تیری زبان سے نام ان دونو کا سنا معلوم ہوا کہ تو انکی اخبار سے خبردار ہے شگفتہ خاطر کیا اور کہا مصرعہ یار در خانہ و من گرد جہان میگردم : اسکے بعد کہا کہ اے وزیر با تدبیر جلد احوال دابشلیم اور بید پا بتفصیل بیان کر کہ تو اسکے باعث میرے اوقات تمام سے بہرہ مند ہو اور مین اس مواعظ کے سننے سے اور رعیت اور سپاہ کے فایدہ پہنچانے سے خداوند کریم کے نزدیک سعادتمند ہون مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

آغاز داستان دابشلیم و بید پا برہمن کی یہہ ہے

اول ایک جملہ اسمہان کیا جاتا ہی کہ دابشلیم اور بید پا برہمن دونون موحد خدا پرست اور عارف وقت تھے اس بات کو کوئی نجانے کہ جیسے اسوقت کی راے اور برہمن بت پرست ہوتے ہین سو ایسا نہین ہے اُس زمانہ مین دستور تھا ہر بادشاہ کو زبان ہندی مین راے کہتے تھے اور عارف محمد ویش کا برہمن لقب کہتے تھے یہانتک واسطے رفع شک کے لکھدیا گیا ورنہ حالات دو

بیان سی عرفان و ایمان اونکا خود ظاہر ہوتا ہے وزیر انور ضمیر راست تدبیر نے زبان روشن بیان کو اس ترانہ فرحت افزا کے ساتھہ مترنم کیا کہ طوطیان شکرستان سخنوری او بلبلان خوش الحان نہر پروری سی سُنا ہی کہ متعلقات سواد ہند مین ایک بادشاہ تہا فریدون فر جمشید لشکر جہان پرور عدالت گستر فیروز بخت ہمایون تخت رعیت نواز ظلم گداز کہ اوسنی ظلمت ظلم کو یکسر صفحہ روزگار سے محو کر ڈالا تہا اور بساط عدل و داد کو چار سوی عالم مین بچھایا تہا اور در دروازہ جود و احسان کا خلق خدا کے منہہ پر بے تکلف کہول دیا تہا چنانچہ اسکے ثنا مولف نے کہا ہی **بیت** وہ نخل ہے چمن سلطنت مین قد تیرا + کہ جسمین برگ عدالت ہی بار احسان ہے + اس بادشاہ کو رای دابشلیم کہتے تھے اور دابشلیم زبان ہندی مین بادشاہ بزرگ کو کہتے ہین اوس عصر مین پایہ تخت اوسکا سومنات تہا اسی جہت سی جو کہ بادشاہ سومنات کا ہوتا ہی اوسے آجتک تیمناً دابشلیم کہتے ہین اور حقیقت مین بزرگی اوسکی اسباب ظاہر اور باطن سے پائی جاتی ہے یعنی اسکی کمند ہمت کنگرہ فلک پر حلقہ مارتی تہی اور سامان امارت اسکا احاطہ خیال مین نہین آتا تہا ہزار فیل مست اور ثریا سی اسکی سواری مین موجود رہتی تہی اور لشکر مردان کاری و دلیران کارزاری حد شمار سے باہر تہا اور باینہمہ عظمت و جبروت عدل و داد رعیت پروری پر متوجہ تہا کہ خود بنفس نفیس ہر ایک متنفس کا حال بالمشافہ سنکر تا آل کار کو پہنچاتا تہا اور داد درمندون اور ستم رسیدون کی بوافقی دیکر ہر ایک کو راضی و خرسند کرتا تہا اور بیداد گردن کو شکنجہ سیاست مین یہانتک کہینچتا تہا کہ نام ظلم کا صفحہ روزگار مین کسی کی زبان پر نہ آتا تہا بقول سودا **بیت** شیشے کا اگر طاق سی پڑتا تہا پاؤن تہہر سے نکلتی تہی صدا بسم اللہ + اور اسکی صحبت خاص مین سوا ندماے حکمت شعار اور حکماے فضیلت آثار اور وزراے عالی مقدار کے پہے غیر ونکو جگہہ نہ ملتی تہی اور محفل اوسکی ہمیشہ لطایف کلمات مصلحت آئین اور مکارم صفات فواید آگین سے آراستہ رہتی تہی ایک روز اہل محفل سلطانی مین مذکور تہا کہ تمام صفات حمیدہ پر کونسی صفت کو ترجیح ہی باتفاق سب کا ایسا ہوا کہ اکمل اخلاق پسندیدہ اور اشرف صفات حمیدہ جود ہی چنانچہ قول معلم اول یعنی ارسطو کا ہی کہ حق عبودیت کی ادنی صفت یہ ہی کہ اللہ تعالی کو بہشتر جواد اور کریم کہہ یاد کیا کرے کہ اس صفت عالی نے جمیع موجودات مین سرایت کی ہے اور صاحب نبوت کبری صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ مطلب اوسکا یہہ ہے کہ جود ایک درخت ہی کہ جنت کے چمن مین اوگا ہی اور آبیاری جوی کوثر سے نشو و نما پایا ہی اَلجُودُ شَجَرَۃٌ فِی الجَنَّۃِ اور بموجب اسی حدیث پاک کی مولوی معنوی فرماتے ہین ۔ این سخا شاخیست از سرو بہشت + وای او کز کف چنین شاخے بہشت + اس باتکے دریافت کرنیکے بعد دابشلیم کی طبع سلیم جوش مین آئی اور بہت تمام اسپر مصروف ہوئی کہ اس نفس ابلہ کے فریب سے الفت اس جہان ناپائدار کی دل مین رکہنا اور مال کو اندوختہ کرکے راہ خدا مین صرف نکرنا اور غیرون کے واسطے چھوڑ جانا

اور مظالم اوسکا اپنے ذمہ بلا آیا دیکھ کہنا عقل صواب اندیش سے بہت بعید ہے اوسی دم حکم دیا کہ دروازے خزانے کے کھولین اور صلائے کرم و بخشش سب خاص و عام کو دی جبکہ یہہ پیدا کانین اہل زمانہ کے پہنچی خلق خدا جوق جوق از مسافر تا مقیم بے حد جمع ہوئی اور ایکروز بادشاہ نے خزانہ بیشمار مخلوق پر ایثار کیئے جتنا جسنے اوٹھالیا مطلق اوس سے مضائقہ نکیا حتی کہ ایک دانہ بھی زر و جواہر خزانہ مین باقی نرہا اور عالم مالامال ہوگیا سب دعا دیتے ہوئے خوش خوش اپنے اپنے مسکن و ماوا کو پہنچے اور ہر گدا و فقیر غنی و امیر ہوگیا **نظم** ز لطف برسائے سحاب دست لعل و گہر ❊ ہوئین زرنگ بدخشان و عدن راہ گذر ❊ گداے زیر خاک نے پائی فلوس تو بخشہ خورشید فلک مین ہے زر ❊ تمام روز دل شاد و ملم فتاب بانکے مانند زر بخشی مین مشغول رہا جبکہ سیمرغ زرین جناح عازم آشیانہ مغرب ہوا اور زاغ شب نے سایہ پر و بال سے آفاق کو چھپالیا بادشاہ نے بعد از فراغت کاروبار کے بستر راحت پر رکھا اور ہجوم نوم عرصہ بلغ پر مستولی ہوا نقشبند خیال اور روح سیار رویائے صادقہ سے مدرک قوای باطنی کو یون اطلاع دی کہ اے لبشارت ہو تجھے کہ تیری راے صواب اندیش باعث ہوئی کہ تو نے سب خزانہ خوشنودی خالق مین صرف کیا اور خلق خدا کو راضی کیا خدا تجھسے راضی ہوا اور تجھے راضی کریگا سر دست یہہ ہے کہ صبح پای عزیمت رکاب مرکب مین دے اور جانب شرقی دار السلطنت توجہ کر کہ گنج شائگان خزانہ رائگان تجکو عنایت ہوا ہے اور وہ ایسا خزانہ ہے کہ تمام عمر خرچ کریگا تو بھی تمام نہوگا اور بعد موت کے جو کچھ کہ پائیگا سو دیکھیگا بشارت ہو تجکو اور مبارک ہو تجکو اس خواب دیکھنے کے بعد راے کی آنکھ کھلی اور بشارت سے بہت خوش ہوا اور تا دم صبح شکر پروردگار عالم کرتا رہا اسکے بعد شرط طہارت بجا لایا اور اپنے زمانے کے قاعدے کے موافق عبادت کرتا رہا جبکہ شاہین زرین بال آشیانہ مغرب سے پرواز کر کے کنگرۂ افق مشرق پر جلوہ افروز ہوا بموجب حکم بادشاہ کے رکابدار مرکب ہوا رفتار صبا رفتار لایا شہریار سوار ہو کر جانب شرق دار السلطنت روانہ ہوا جبکہ حدود آبادی سے گذر کے عرصہ صحراے لق و دق مین پہنچا بتلاش تعبیر خواب ہر طرف نظر دوڑاتا تھا کہ یک ناگاہ ایک کوہ پر پڑی کہ مانند ہمت کریمان سر بلند اور استقامت مین بطور متوکلان گزیدہ پا بر جا اور مستقل ہے اور کیا دیکھتا ہے کہ زیر دامن کوہ ایک غار تاریک و تار ہے اور اوس غار پر ایک درویش عالی وقار بیٹھا ہے جبکہ بادشاہ کی نظر اوس عارف آگاہ دل پر پڑی تحیت و سلام بجا لایا اوس درویش روشن ضمیر نے نور صفائی باطن سے نقش مراد اوسکا صفحۂ سینہ سے مطالعہ کر کے زبان بیاز کھولی اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ اے شاہ شاہان اگرچہ مقابل محفل خلد شمائل بادشاہان صحبت گدا و بینوا محقر ہے اور خطیرۂ کاشانۂ سلطانی کہ ہم جنس جنت ہوتے ہین کاشانۂ فقیر و نکا سخت بعید ہے لاکن عادت جمہور سلاطین خدا شناس سے یہہ ہے کہ دل شکستہ کو بپایۂ التفات و مرحمت سے پیوند کرتے ہین اور ارشاد سید کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی یہی ہے کہ نعم الامیر علی باب الفقیر مناسب حال کے مصرعہ شاعر کا بھی ہے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ❊ ایضاً شعر نظر کردن بدرویشان منافی بزرگی نیست ❊ سلیمان با چنان حشمت نظرہا بود با مورش ❊ کیا عجب ہے کہ بادشاہ بھی تشریف لائے اور فقیر کو خوشدل کرے

بجالایا بعد ساعت کے بادشاہ نے رخصت چاہی درویش نے فرمایا بیت از دست من گدا بنیاید ٭ مہمانی چونتو بادشاہے ٭
لاکن برسم درویشان تحفہ محقر ایک برگ سبز رکہتا ہون مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ وہ یہہ ہے کہ والد سے مجہی ایک میراث
پہنچی ہے اور مین عبث پابند اسکا مدت در از سے ہون اس انتظار مین کہ جو سزاوار اسکا ہو اُسکے حوالہ کرون اور مین بفراغ خاطر باقی
انفاس عبادت خالق مین بسر کرون سو وہ یہہ ہے کہ اس غار کے کنج مین ایک گنج ہے کہ زر سرخ اور جواہر گران بہا سے بہرا اور حد شمار سے
باہر ہے اور میرا بیٹہنا اس جگہہ وہ فائدہ کے واسطے تہا ایک تو یہہ کہ باعث سرمایۂ قناعت تہا کہ القناعۃ کنز لا یفنی اور دوسرے دامن
توکل اُسکے وسیلے سے ہاتہہ آیا تہا بموجب بیت کسے کہ رُوے توکل ندید ہیچ ندید ٭ کسے کہ گنج قناعت نیافت ہیچ نیافت
اب تو اس مصرعہ کے موافق عمل فرما المولف ع غیب ہے جو آئے سو بے عیب ہے ٭ بادشاہ نے قبول کیا اور حکم دیا کہ جلد اس
غار کو کہود دین جبکہ کہودنے والون نے کہودنا شروع کیا بعد ساعت کے خزانہ تہ خانہ تک پہنچ جستہ کہ قفل تہ خانے کے تختے کا توڑ دیکہتے
کیا ہین کہ ایک خزانہ ہے کہ محاسب کی عقل جسکے حد شمار مین عاجز ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس سب کو اُٹہا کے خزانہ بادشاہی
مین داخل کرین حکم کی دیر تہی کہ ہزارون آدمی اور باربردار موجود ہوئے اور اُس سبکو ایک مکان علیحدہ مین لیجا کے رکہا اسکے بعد
بادشاہ تشریف لایا اور فرمایا کہ قفل ہر صندوق کا کہولین جبکہ قفل اُنکے وا ہوئے بادشاہ ایک ایک چیز نادر و نایاب کو دیکہتا تہا
اور متحیر ہوتا تہا اور زبان شکر بیان سے کہتا تہا کہ مین ذرہ بیمقدار کب اس مقدار کی لیاقت رکہتا تہا مگر وہ وہاب اور جواد ہے
جسے چاہے سو عطا کرے اُسکے کرم کے نزدیک یہہ بہی بے حقیقت ہے اسی طرح سے ملاحظہ کرتا تہا اور حمد و ثنائے رب قدیر مین مشغول
تہا کہ ناگاہ صندوق کلان مین ایک درج زرنگار مرصع کار نکلا کہ تمام اطراف اُسکے بندہائے پولاد سے مستحکم کیے تہے اور قفل
رومی ہزار مضبوطی سے اُسپر لگا تہا کہ دندانہ کسی کلید کا اُسپر کارگر نہوتا تہا اور عقدہ اُس کا کسی کے ناخن تدبیر سے نکہلتا تہا بادشاہ نے
دلمین کہا کہ شاید اسمین وہ جواہر ہین کہ سارا خزانہ اُسکے آگے بیمقدار ہے آہنگران حکمت دست کو بلا کر کہا کہ اسے اس تدبیر سے
کہولو کہ جو شی اسمین ودیعت رکہی ہے اُسے گزند نہ پہنچے القصہ جب کہ وہ درج کہولا اُسمین ایک صندوقچہ مانند برج
آسمان کے ستارہ ہائے جواہر سے مزین تہا نکلا اور اُس صندوقچہ مین ایک ڈبا تہا کہ نہایت صفا مین مانند ماہتاب کے مجلی تہا شاہ نے اُسے
اپنے ہاتہہ مین لیکر کہولا دیکہا کہ ایک پرچہ حریر ہے کہ چند سطرین اُسپر خط سریانی سے لکہین ہین وا التسلیم دیکہکر متعجب ہوا
کہ یہہ کیا چیز ہے بعضون نے کہا کہ نام و نشان اور حسب عدد اور نسبت اس خزانے کی لکہی ہے اور بعضون نے تجویز کیا کہ بطور طلسم یا
عمل کے ہے کہ حفاظت گنج کیواسطے لکہا گیا ہے جبکہ گفتگو ارباب صحبت کی اس باب مین زیادہ حد سے گذری شاہ نے کہا جبتک کہ
یہہ پڑہا نجاویگا تردد خاطر رفع نہوگا حاضران محفل مین اُس خط کے پڑہنے کی مہارت کوئی نرکہتا تہا مگر ایک حکیم زاویہ نشین
کہ جمیع فنون مین دستگاہ رکہتا تہا ارکان سلطنت اُس حکیم کو بمنت صحبت بادشاہ مین لائے بادشاہ شرط تکریم بجالایا

اور فرمایا کہ آپکے تکلیف دینے کا سبب یہہ ہے کہ اس راز مخفی سے آگاہی دیجیے یعنے مطلب ان سطرونکا کہ ہم نا واقف اور مشتاق اسکے
ہین بتفصیل فرمایئے حکیم نے اُس خط کو پڑہا اور بعد غور و تامل کے فرمایا کہ اس مکتوب مین فوائد بیشمار ہین اور یہہ در یکتا حقیقت مین
اس گنج کا حاصل ہی کہ قیمت جسکی پلہ ارض و سما مین تل نہین سکتی ہی القصہ مطلب اس سطور کا حرفاً حرفاً یہہ ہے کہ مین بادشاہ وقت
ہون یعنے ہوشنگ بن سیامک بن کیومرث بن سام بن نوح علیہ السلام اور اس گنجکو مین امانت رکھتا ہون کہ اعظیم بادشاہ
سومنا کیواسطے کہ لقب اُسکا دانشلیم ہوگا اور اسکا زغیب ہے سوا اللہ جل و علی کے کسیکو خبر نہتی مگر مجھے از روے الہام اتنا معلوم ہوا کہ خزانہ
اُسکے نصیب مین ہے یہہ کتبہ لکھکے خزانیکے ایک صندوق مین رکھا ہی کہ جب اس خزانہ کو وہ پائے اور یہہ تحریر پاتہہ آئے اسے مشرح دریافت
کرکے دستور العمل اپنا فرمائے تا سعادت دارین حاصل کرے اور اتنا سمجھے کہ زر و مال دنیا سے دل لگانا کام عقلا کا نہین ہے
کہ یہہ ہرجائی دست بدست پھرتی ہی اور مانند قحبہ کے ایک کی پابند نہین رہتی ہی نظم دنیا ایک ال بیسوا ہے: بے مہر و وفا
و بیحیا ہے: مردوں کے لئے یہہ زن ہے رہزن: دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن: رہتی نہین ایک جا یہہ جم کر: پھرتی ہی برنگ نرد گھر گھر
اور اتنا سمجھہ لے کہ دستور العمل سلطنت کا ہی کہ بادشاہونکو اُس سے گریز نہین ہی اور جو بادشاہ کہ اس وصیت پر چلیگا بخت و
دولت اُسکے یار ہونگے اور جو بادشاہ کہ ان چودہ قاعدونکے خلاف کام کریگا سلطنت اُسکی کبہی خلوہ پکڑیگی اور ارکان سلطنت
ہمیشہ تزلزل مین رہین گے اور اساس سلطنت بے استحکام وصیتین یہہ ہین **وصیت پہلی** یہہ ہے کہ بادشاہ
جسکو سرفرازی بخشی اور عزت افزائی اُسکی کیے پھر اُسے کسی دشمن کے کہنے سے یا کوئی خطا اُس سے صادر ہو تو یکایک پایہ
عزت سے گرائے اور تذلیل اور توہین اُسکی پسند نفرمائے وجہ یہہ ہے کہ اہل زمانہ جسکو کہ عزیز کردہ سلطان دیکھتے ہین یہہ لازم
حسد ہُرا ہے کہ خواہان اُسکے زوال دولت کے ہوتے ہین اور مقدار اپنے اپنے حسد کے خیر خواہی کے پردہ مین
دور دور سے مضمون پیچدار تراشکے لاتے ہین کہ اگر کسی پہلو سے بہی عرض اُنکی مقبول ہو جائے تو مطلب برآئے
کہ وہ کلام آخرکار منتہی اُس عزیز کے تخریب کا ہوتا ہے اسلئے بادشاہ بیدار مغز کو چاہیے کہ اُنکے ابتدائے کلام
سے انتہائے مطلب کو پہنچکے جواب دندان شکن ایسے پردے مین دے کہ حوصلہ تمام بد انجام کا پست ہو جائے
وصیت دوسری یہہ ہے کہ ساعی اور چغل کو اپنی محفل مین بار نہ دے کہ یہہ فتنہ انگیز اور جنگجو ہوتے ہین
اور نہایت انکی کم از شیطان نہین ہے بلکہ جب یہہ صفت اُسمین بیقین مشاہدہ کرے تو کسی حیلہ سے اس آتش فساد کو
آب شمشیر سے بجہادے تا وہ فساد اُس کا عرصہ جہان کو گھیر نہ لے **بیت** آتشے را کہ سوخت ازان: جز بکشتن علاج نتوان کرد
وصیت تیسری یہہ ہے کہ اپنے امرا و ارکان دولت کے ساتھہ طریق مودت اور سلوک جاری رکھے اور باتفاق مصاحبان یکدل
و مشیران عالی منزل کام ہائے کلی کو سر انجام دیتا ہے **لمولفہ بیت** تسخیر ملک کی ہی بنا اتفاق سے: برباد ہو گئی ہی ریاست نفاق سے:

وصیت چوتھی یہہ ہی کہ مداہنت اور چاپلوسی پر دشمن کے مغرور نہو ہر چند تملق اور تضرع کرے اعتماد اوسپر نہ لائے کہ دشمن دلی کبھی
دوست نہین ہوتا ہے **بیت** ہو جو دشمن دوست رو ہی اوس سے لازم احتراز + آتم صبیان ہوتی ہے بچونکے حق مین جانگداز
دشمنی سے خواہش دل جسکو بر آتی نہین + دوستی کرتے ہین آخر ننگے یار دلنواز + موافق اسکے غنی کشمیری کہتا ہے **ع** بوسن
ہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست + پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را **وصیت پانچوین** یہہ ہی جبکہ کوہر مراد ہاتہہ آئے
اوسے کمال محافظت سی رکہی نہادن اور غفلت سی ضایع نکرے والا پہر تدارک اوسکا نہو سکیگا اور بجز پشیمانی کچہہ ہاتہہ نہ
آئےگا **وصیت چھٹی** یہہ ہے کہ کسی کام مین عجلت نکری بلکہ تامل اور تانی کو عادت کرے کہ مضار
تعجیل کے بسیار اور منافع صبر و سکون کے بے شمار ہین **بیت** نہ کسی امر مین کرو تعجیل + کرتی ہی خوار کام کو تعجیل + کام ہوگا خراب
عجلت سی + نفع ہوویگا نہ پہر ندامت سے **وصیت ساتوین** یہہ ہی کہ عنان تدبیر اور استقامت کو ہاتہہ سے نہ چھوڑی
اور کسی مشکل مین دست و پا چہ نہو جیسی اگر گروہ دشمنونکا اوسکے ضرر اور ہلاکت پر متفق ہو جائے تو لازم ہمت و تدبیر یہہ ہی
کہ ہوش باختہ نہو جائے اور یہہ نہین دشمنون مین سے ایک شخص کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرکے صورت اپنی نجات کی نکالے کہ حدیث
شریف مین آیا ہی اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ یعنی لڑائی بنائے فریب و تدبیر کرسے کہو دڈالے کہ عاقلونے کہا ہی **بیت** ازدحام مکر خصم بحیلہ
توان گریخت + قَدْ یُفْلِحُ الْحَدِیْدُ کَمَا قِیْلَ بِالْحَدِیْدِ **وصیت آٹھوین** یہہ ہے کہ اہل حقد اور حسد سے
بچتا رہی اور انکی چرب زبانی پر غافل نہو جائے کہ جب نہال کینہ زمین سینہ مین اہل حسد کے نشو و نما پائیگا پہر سوا ضرر و آزار کے
کچہہ پہل نہ لائیگا **بیت** کینہ بہر سینہ کہ بنہاد درخت + دل شود شاز پے آزار سخت + **وصیت نوین** یہہ ہی کہ عفو کو
شعار اپنا کرے کہ ملازمون اور رفیقون اور غریبونکو نہو مرے قصور پر شکنجہ عتاب سخت مین نکہنیچی اکثر درگذر کری اور اغماض سی اوسے
نادیدہ و ناشنیدہ کرڈالے اور اسی طرح بادشاہان ماضی ذوی الاحترام اپنے رفقا اور غربا پر رحمت کی نظر اور خطاؤن سے درگذر
کرتے رہی ہین **بقول ناسخ** آگاہ قدیم سے ہی سب خلق خدا + چہوٹون سی خطا ہی اور بزرگون سے عطا + جسکو کہ سرفراز
کیا شفقت سی + مست اوسکو اگرچہ ہووے ہی خطا + **وصیت دسوین** یہہ ہی کہ کسیکے درپے آزار نہو کہ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ
سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا یعنے جزا بدی کی بدی ہے مانند اوسکے تا نتیجہ بھی لاحق نہو بلکہ باران احسان کو سر پر خلق خدا کے حتی الوسع برسا تارہ
تاکہ تیری باغ مراد مین اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ کے گلہاے تمنا شگفتہ ہون **قطعہ** نیک ار کنی بجا تو نیکی کنند باز +
ور بد کنی بجائے تو از بد تر کنند + امروز ہستی از بد واز نیک بیخبر + روزے بود کہ از بد و نیکت خبر کنند **وصیت گیارہوین**
یہہ ہی کہ بہل اوس کام کا کہ لایق اپنی وضع کے نہو ہرگز نکری بہت شخص ہین کہ اپنی طریق اور وضع کو چھوڑکر غیرون کے طریق پر چلتے ہین اور وہ طریقہ
کبہی انجام کو نہین پہنچتا ہی اور اپنے کام سے بہی جاتے رہتے ہین **بقول جرات ع** کہ بہولا اپنی بہی کوا چلا جو ہنس کی چال **وصیت بارہوین** یہہ ہے کہ اپنا حال حلم و ثبات سے

آراستہ کرے کہ علم نہایت امر بدیع ہے اور نکتہ ہی کا دَ الحکیمُ اَنْ یَکُوْنَ نَبِیًّا حدیث صحیح ہے **بیت** جانتے ہین جہا تدبیر علم و تیغ اہم
سے ہے بران تیغ حلم + **وصیت تیرھوین** یہہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ ملازم امین و معتمد کو رکھے اور شخص
خاین اور غدار سے اجتناب کرے جب عماد و عتبۂ سلطنت صفت امانت سے موصوف ہونگے تو رعایا و برایا براحت و آسانی
زندگانی بسر کرینگے اور اگر عیاذاً باللہ چہرۂ حال اونکا زنگ خیانت سے سیاہ ہوگا اور بادشاہ کے نزدیک انکی بات درجۂ
اعتبار کو پہنچی ہوگی تو یقینی اپنی جبلت کے موافق حق بیگناہوں کا تلف کرکے اونکو معرض تلف مین ڈالینگے اور یہہ مقرر ہے
کہ ستم رسیدونکی تاثیر آہ سی نتیجہ بد بارگاہ کبریائی سے بادشاہ کے واسطے مرتب ہوگا **ناسخ** چاہیئے ہون اہلکار ایسے امین و دیانت
حشمت مین رکھیں پاس دین + بادشہ کا ملک تا آباد ہو + ہو خدا راضی رعیت شاد ہو + اور اگر ہو جائین خاین اہلکار + ملک ہو
ویران رعیت خوار و زار + **وصیت چودھوین** یہہ ہے کہ محنت روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے چاہیئے کہ غبار ملال اوسکے دامن ہمت پر
نہ بیٹھے کسواسطے کہ مرد عاقل ہمیشہ پستہ تلف بلا ہوتا ہے یعنے فکر ہای آخر بینی اور اندیشہ دور و دراز مین مبتلا رہتا ہے اوسکی روشنی
طبع اوسکے واسطے خود بلا ہوجاتی ہے اور شخص غافل راحت سے روزگار بسر کرتا ہے یعنی کسی طرح کی فکر اوسکے دل مین راہ نہین پاتی ہے
بموجب **بیت** دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + اور دوسرا لازمہ مزاج فلک شعبدہ پرور ہے کہ
اہل کمال اور صاحب ہنر کو ہمیشہ عنا و فشار مین مبتلا رکھتا ہے اور بے ہنران اور تہی مغزون کو ترقی کرتا ہے شبانہ روز سرگرم اور سیرابی اسی کا رہتا ہے
بیت اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینیم + پس یقین جان کہ بے الطاف
لطف ازل اور بغیر عنایت فیض لم یزل کے تیر سعادت ہدف مراد پر نہین بیٹھتا ہے اور فضل ہنر بے اعانت قضا و قدر کے
کچھ کام نہین آتا ہے سچ ہے کہ دولت اکتساب علم و ہنر سے نہین ہے بلکہ وابستہ احکام قضا و قدر سے ہے **بیت** دولت نہ
باکتساب علم و ہنر ست + وابستہ احکام قضا و قدر ست + اور موافق اسکے ناسخ نے لکھا ہے **رباعی** ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت
ملتی ہے قضا و قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین رہتے ہین محروم + دانا ہیں ہر ایک احمق و خر سے دولت + اور یہہ جو وصیتیں کہ
بیان ہوچکین ہر وصیت کیواسطے حکایت معتبر اور داستان بہتر مقرر ہے اگر بادشاہ چاہے کہ انکی تفاصیل پر اطلاع پائے تو بجانب کوہ
سراندیب کہ قدمگاہ سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کا ہے توجہ فرمائے کہ یہہ عقدہ اوس جگہہ بتفصیل تمام کھلجائے اور گل مطلوب
کلی اوس روضۂ جنت نظیر مین شگفتگی پائے وَاللہُ مُؤَیِّدٌ لِوُصُوْلِ الْمَطْلَبِ وَحُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ جبکہ حکیم دانا دل نے یہہ
تفصیل کانون رای ہنرآرای کے پہنچائی دابشلیم نے بنوازش خسروانہ اوسے سرفراز فرمایا اور صحیفہ سراپا حکمت کو تعظیم تمام چوم کر تعویذ
بازوے شہریاری کیا اور فرمایا وہ گنج کہ مجھے خواب میں جسکا نشان اور بشارت دی تھی وہ یہی گنج اسرار ہے جو دست آئی درم و دینار
الحمد للہ کہ متاع دنیا اسقدر حاصل ہے کہ زیادہ اس سے احتیاج نہین ہے اور حقیقت اس مقرر یافتہ کی نایافتہ سے بدتر

جانتا ہون مین اب لازم یہہ ہے کہ شکرانی مین اس پندنامے کے کہ گنج حقیقی یہی ہے اس دفینہ کو بھی کہ ہاتہہ آیا ہی بر وجہ صدقہ
ارباب استحقاق کو پہنچاؤن اور یہہ ہدیہ ثواب روح بافتوح ہوشنگ بادشاہ کو واصل کرون اور مین بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ اس
تحفہ سنجیدہ سے بہرہ مند ہون خدام بادشاہی نے حسب ایمائے عالی مجموع اس دفینہ کو کہ جو نقود اور لآلی سے بہرا تہا رضائے
خدائے لایزال مین اہل استحقاق کو بانٹ دیا اور کچہہ اُس مین سے باقی نہ رکہا جبکہ اس حال سے فراغت پائی
بادشاہ مسند شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور شب ہمہ شب اس اندیشہ مین رہتا تہا کہ جانب سراندیپ روانہ ہو کر مقصد تمام
اور مطلوب سرانجام کو پہنچے اور تفصیل وصایا بر معرفت تمام حاصل کرکے اُسے عمدہ مملکت داری اور رکن رکین بادشاہی
کرے ایکدن دم صبح دالتسلیم نے فرمایا دو شخصونکو کہ مقربان حضرت اور صدق مشاورت اور حسن تدبیر اور خیر اندیشی مین مشار الیہ
وقت کے تہے اُنہین حاضر کرین جبکہ بموجب حکم دونون شخص حاضر ہوئے اور زمین ادب چومکے دست بستہ استادہ ہوئے بادشاہ ذی مرحمت
خسروانہ سے سرافراز کرکے مکنون خاطر فیض مظاہر کہ عزم سفر سراندیپ دلمین رکہتا تہا اطلاع دی کہ اس امر مین عنان اختیار میرے
قبضہ اقتدار سی باہر ہے تم اسمین کیا صلاح دیتے ہو اور بہت مدت مدید سے حل اس عقدہ کا تمہارے ناخن تدبیر پر رکہا ہے اور بنیاد مہمات
مالی و ملکی کو تمہاری رائے صواب نما کے سپرد کیا ہی اب اس مقدمہ خاص مین کہ میرا عمدہ مقاصد اور اہم مطالب ہے کیا صلاح دیتے ہوتا
مین اُسکے اطراف و جوانب پر نظر تامل کرکے حسن تدبیر پر کہ اتفاق سبکی رایون کا ہو اُسکو اصل الباب اور قابل عمل سمجہون شعر
بنائے کار بہ تدبیر باید ؛ کہ بے تدبیر کارے بر نیاید ؛؛ وزیرون نے عرض کیا کہ اس بات کا جواب فی البدیہہ بیجا ہے اور سلاطین کے ارشاد مین
بے تامل بات کہنا نا سنجیدہ اور محک نا رسیدہ کے مانند ہی چنانچہ وزراء نے دوسرے دن غور تمام کے بعد عرض کیا کہ غلامون کے خاطر
مین یہہ آتا ہی کہ اس سفر مین فائدہ تہوڑا اور مشقت زیادہ ہی کہ راحت اور لذت زندگانی بالکل برطرف ہو جائیگی اور محنت و ریاضت
اور کربت غربت بہت اُٹہانی پڑیگی اور یہہ بات ضمیر منیر بادشاہ عالم پناہ سے مخفی نہین ہے السفر قطعة من السقر شعلہ
سینہ سوز و الجلاء عظیم البلاء ناوک جگر دوز آنکہون نے اس سبب سے سرپر جگہ پائی ہی کہ زاویہ خانہ سی قدم باہر نہین رکہتے
ہین اور قطرات سطرات اشک اس باعث سی پائمال رہتی ہین کہ گوشہ کاشانہ مین قرار نہین پکڑتے ہین لمولفہ بیت سفر مین
سو طرح کی محنتین ہین ؛ اقامت مین سراسر راحتین ہین ؛؛ مرد عاقل کو چاہیے کہ راحت کو محنت سے بدلے اور غربت کو عوض
اقامت کے خرید نکرے حاصل کلام یہہ ہے کہ اگر حضر مین اچھی گذرے تو سفر کو ہرگز اختیار نہ کرے اور اگر ایسا کریگا تو اُسپر وہ گذریگا
جو کہ اُس کبوتر پر گذرا بادشاہ نے کہا کہ ماجرائے کبوتر کیونکر تہا **حکایت** وزیرون نے عرض کیا سنا ہے کہ دو کبوتر باہم
ایک آشیانے مین ہمسایہ تہے اور ایک ہی کاشانے مین ہمراز نہ غبار اغیار سے انکے خاطر پہ گرد تہی اور نہ محنت روزگار
سے انکے دل پر درد تہا محض آب و دانہ پر قناعت کرکے مانند درویش گوشہ نشین کے کنج توکل اختیار کیا تہا نام ایک کا بازندہ

حکایت

بازندہ و نوازندہ

تنہا اور نام دوسرے کا نوازندہ شام و سحر باتفاق یکدیگر نغمات موزون سے یاد الہی مین ترانہ سازی کرتے تھے اور کبھی الحان روح افزا مین مضامین گوناگون سے خوش آوازی کرتے تھے فلک تفرقہ انداز اُن دو یار راست کردار کے موافقت پر حسد لیگیا اور چرخ سحر ساز نے اُن دو ہمدم دمساز پر افسون دم کیا بقول سودا بیت پہنچیگے ہی منجنیق چرخ تا کے سنگ تفرقہ ؛ بیٹھے تھے کے ایکدم کہین بیٹھ کے ہمکلام دو ؛ بازندہ کو یکایک آرزوی سفر دلمین پیدا ہوئی نوازندہ سے کہا کہ ہم کب تک اس آشیانے مین رہا کرین اور محبوسون کی مانند ایک ہی کاشانے مین عمر عزیز کو بسر کرین اب دل چاہتا ہے کہ چندے سیر اطراف جہان سے دل خوش کرین اور لذت سرد و گرم زمانہ سے دل و گوش و چشم کو آشنا بنائین بموجب فرمان عظیم الشان قل سیروا فی الارض کے کاربند ہون کہ سفر مین عجائب بسیار دیکھنے مین آتے ہین اور فائدے بیشمار حاصل ہوتے ہین بزرگون نے کہا ہے السفر وسیلۃ الظفر اور تلوار جب تک میان سے باہر نہین آتی ہے معرکۂ میدان مین سرخروئی نہین حاصل کرتی ہے اور قلم جب تک کہ راہ رقم مین سر کو قدم بنا کر سیر نہین کرتا ہے نقش عبارت زیبا صفحۂ وجود پر ظہور نہین پکڑتا ہے آسمان نے کہ ہمیشہ سفر اختیار کیا ہے اس سبب سے بالاتر اور مزین باستارہاے گوناگون ہے اور زمین کہ ہمیشہ پابند سکون ہے اسلیئے پایمال عالم اور زبون ہے بیت بجرم خاک و بگردون نگاہ باید کرد ؛ کہ این کجاست بآرام و آن کجا ز سفر ؛ سفر مربی مرد ست و آستانہ جاہ ؛ سفر خزانہ مالست و اوستاد ہنر ؛ درخت گر متحرک شدے ز جا بجاے ؛ نہ رنج ارہ کشیدے و نہ جفاے تبر ؛ نوازندہ نے کہا اے یار ہمدم تونے مشقت سفر کی نہین کھینچی ہے اور کربت غربت نہین دیکھی اور یہہ نکتہ الغربۃ کربۃ تیرے گوش جان تک نہین پہنچا ہے اور باد گرم الفرقۃ حرقۃ تیری گلشن دلمین وزان نہین ہوئی ہے سفر وہ درخت ہے کہ سوائے ثمر فراق اور میوہ نہین لاتا ہے اور غربت وہ ابر ہے کہ سوائے باران مذلت کے ناکامی کی اور قطرہ نہین برساتا ہے بازندہ نے کہا اگرچہ رنج غربت بلاے جان فرسا ہے لاکن تفرج بلدان اور مشاہدۂ غرائب جہان کسطرح کا روح افزا ہے اور جبکہ طبیعت تکلیف سفر سے آشنا ہو جاتی ہے تو پھر کسی تکلیف سے متالم نہین ہوتی بلکہ ملاحظۂ عجائب دیہات و ولایات اور بہار گلزار سے تفرج حاصل ہوتی ہے نوازندہ نے کہا کہ اے رفیق تفرج اطراف عالم اور تماشاے ریاض ارم یاران ہمدم اور دوستان محرم کے ساتھ خوش آتا ہے بیت وہ ہم نہین جو کرین سیر بوستان تنہا ؛ بہشت ہو تو نہ منہ کیجے باغبان تنہا ؛ اور جسکا دل کہ آتش فراق یار و دیار سے برشتہ ہوا اُسے سیر شہر و ریاض بہلا کیونکر مسرور اور خندان کر سکیگی القصہ بعد رد و قدح بسیار اُن دو یار دمساز نے قطع کلام کیا اور ایک نے دوسرے کو باصد حسرت و یاس وداع کیا اور بازندہ نے بجانب ہوا پرواز کی اور نوازندہ نے بچشم گریان اور بادل بریان رخصت کرکے مراجعت کی اور غم جدائی اور تنہائی پر کلبۂ احزان مین بیٹھ کے زار زار تمام روز و شب روتا رہا اور یہہ شعر مولف کا تکرار کرتا تھا ؏ آتش غم سے مرا دل کیون نہو جل کر کباب ؛ ابر سے

مینا ہی مے ہی ہاے ساقی تو نہین + اور کبہی یہ شعر مولف کا پڑہتا تہا اور کہتا تہا کہ ای بازندہ **شعر** کوئی نہ اس طرح سے
کسی بیگانے سے کرے + تو نے کیا سلوک کہ جو مجھ آشنا کے ساتھ + اور بازندہ روئے ہوا پر شوق تمام سی پرواز کنان سیر کوہ ہاے
بلند اور بوستان فردوس مانند کی کرتا تہا اور خوش ہوتا تہا کہ ناگاہ ایک پہاڑ دیکھا کہ بلندی مین فلک سی لاف برابری مارتا تہا
اور عظمت تمام سی کرۂ زمین کو زیر دامن نیہودہ خاک سمجہتا تہا اوسکے زیر دامن ایک مرغزار دیکھا کہ سواد مینا رنگ اسکا روضۂ مینو کے
مانند دلکشا اور اوسکے نسیم غالیہ سے سرفہ مشک تتار سی زیادہ عطر سا ہتی **مثنوی** صد ہزاران گل شگفتہ در وے + سبزہ بیدار
و آب خفتہ در وے + ہر گلے گونہ گونہ از رنگے + بوے ہر گل رسیدہ فرسنگے + بازندہ کو وہ منزل خوش و رستا دلکش پسند آئی اور دن
بہی آخر ہو چکا تہا قصد بسیرا کا کرکے وہین مقام کیا ہنوز رنج راہ سی آسودہ نہوا تہا اور نفس راحت و آسایش سی درست نکیا تہا کہ
بیکنگاہ فراش سبک سیر ہوا نے سایبان ابر کو فضاے ہوا مین ایستادہ کیا اور خروش رعد و نہیب تق سی جہان آرمیدہ درہم اور برہم
ہوا کثرت اور شدت تگرگ باری سی شور نشور برپا تہا **بیت** خرمن مہ کو خطر تہا برق کے انداز سے + گوش کر دی ہو گئے رعد کی
آواز سے + بازندہ کو اوسوقت ایسی جا کہ تیر باران سحاب سے بہی بچی ملی اور ایسا گوشہ کہ صدمۂ برد زمہریر سی محفوظ رکہی میسر نہوا کبہی
درخت کی شاخون کے تلے چہپتا تہا اور کبہی برگ درختان کی پناہ لیتا تہا ہر دم آسیب ژالہ باری کا زیادہ ہوتا تہا اور ہر لحظہ ہیبت رعد
برق رو بیقراری کرتا تہا بازندہ نے جبکہ یہہ حال دیکہا یہہ اشعار مولف کہ اوسکے حسب حال تہی پڑہنے شروع کئے **بیت** فراق
یار مین مت گریبان کر ہمسے جا بدلی + دل افسردہ کو ٹہنڈی ہوا سے مت جلا بدلی + ترسے آنسوے دل پانی ہوا جاتا ہے دفتن
خدا کے واسطے لے اپنی گہر کا رستہ بدلی + فراق شمع رو مین سر سے پا تک آبلہ ہو نمین + جلا مت مجکو جا بدلی رولا مت مجکو جا بدلی
الفصہ بازندہ ناکام نے بلاے بے ہنگام پر صبر کیا اور گوشۂ آشیانہ اور مصاحبت یار فرزانہ کو ہر دم یاد کرتا تہا اور آہ سرد بار بار
حسرت و درد کہینچتا تہا اور کہتا تہا **بیت** گر خبر ہوتی جدائی ایسی ہوتی ہے بلا + اوس پری سی ہم نہ سایہ کی طرح ہوتے جدا +
جسوقت کہ خط صبح حاشیۂ مغرب پر کہینچا گیا اور رقم ظلمت شب کو ورق روزگار سے محو کیا اور فرمان آفتاب عالمتاب سے فرش رنگ
عالم مین درخشان اور ساحت زمین و آسمان مین رخشان ہوا **بیت** جبکہ مشرق سی ظہور اپنا کیا خورشید نے + تا فلک سے تا فلک
روشن کردیا خورشید نے + الفصہ صبح بازندہ نے پرواز کی مگر متردد اوڑتا تہا اور دلمین کہتا تہا کہ خانۂ قدیم کی طرف مراجعت
کرون اور کبہی کہتا تہا کہ شرم آتی ہے کہ لوگ کہینگے کہ کیا سمجھکے گیا تہا اور کیا سمجھ کے پہر آیا اور یاد رکہے گا کہ بس ایک ہی دن مین
عاقبت تنگ ہوئی اور محنت سفر کی نہ کہینچ سکا اور جاتیکے وقت کہتا میں ایسا تہا اسی فکر اور تردد مین اوڑتا تہا اور ہنوز قول فیصل
درمیان اسکے ضمیر دل کے قرار نپایا تہا کہ اس اثنا مین ایک شاہین تیز بال سخت چنگال ہوا پر بلند ہوا کہ شعاع آفتاب سی جلد تر شتاب
جا پڑتا تہا اور تیر اندیشہ سی بہی سبقت کرکے ہدف شکار پر پہنچتا تہا یکبارگی ناگاہ نظر اوس شاہین کی شکار جو کی بازندہ پر پڑی بازندہ نے بہی دیکہا کہ فضاے

پر مجھنے آئی بیچارے کبوتر کا دل مانند سیماب آتش رسیدہ کے تڑپنے لگا اور جو قوت کہ اعضای بدنی مین تہی دفعتہً جاتی رہی لمولفہ

بیت ہوا شہباز کی دہشت سی حال ابتر کبوتر کا + ہوا پرواز سے معذور پر شہپر کبوتر کا + القصہ شاہین بلند پرواز کبوتر مسکین و ناتوان کو پہلے ہی حملہ مین لیگیا بازندہ نے جبکہ آپکو گرفتار چنگل بلا دیکھا دل مین کہا کہ اگر اب کی بار پروردگار اس بلا سے نجات بخشی تو تمام عمر خیال سفر کو دل مین جگہہ ندونگا بلکہ بقیۃ العمر گوشہ کاشانے سی پاؤن باہر نکالونگا اس عرصے مین شاہین جاتا تہا کہ کہانا اسکا شروع کری کہ امداد غیبی سے ایک عقاب آہنی چنگال پیدا ہوا کہ شاہین اوسکی تیز دستی کے آگے مگس کی مانند تہا اتفاقاً نظر اوسکی شاہین و کبوتر پر پڑی پس دیکھتے ہی حملہ آور ہوا ہر چند شاہین کو عقاب سے قوت مقابلے کی نہ تہی لاکن عرق حمیت شاہین کی بہی جوش مین آئی عقاب اور شاہین مین مجادلہ شروع ہوا **بیت** زاغ با زاغ جنگ دیدیم + اوباین حیلہ و زمیانہ بجست + بازندہ نے فرصت پاکے ایک سوراخ مین کہ بہت تنگ ہزار مشکل سے اوسمین گنجائش پا سکے آپکو پنہان کیا اور خوف جان سے یہان تک لاغر اور باریک بنگیا کہ اوس سوراخ تنگ و تاریک مین آیا اور تمام شب [illegible] رہی تہہ کے نیچے بسر کیا جبکہ کبوتر سفید بال صبح نے آشیانہ سپہر پر پارنا شروع کیا اور زاغ شب سیہ فام عنقا صفت نظر سے غائب ہوگیا بازندہ باوجود ہزار دلی و بیطاقتی کے اوڑا اور بجرأت تمام پر و بال لرزنا شروع کیا ترسان و ہراسان لورپس بیتین ہزار جگہ پریشان نظر کنان اوڑا جاتا تہا ناگاہ ایک جگہہ دیکہا کہ ایک کبوتر ہی کہ دانہ چند اوسکے آگے پڑی ہین اور بیٹہا ہی بازندہ نے یہ دیکہا کہ بہوکا اور پیاسا کئی دنکا تہا اپنا ہمجنس سمجہکر الجوع الجوع گویان اسکے پاس جا بیٹہا ہنوز ایک دانہ نکہایا تہا کہ پاؤن پہندا بستہ بند دام دیکہا **بیت** دام شیطان است دنیا و دانہ لذتہای نفس + مرغ دل از حرص دانہ زود در دام افگند + اور مناسب اسکے شیخ ناسخ کہتے ہین **بیت** مرغ دانا پہنس گیا دانے کی خاطر جال مین جسطرح عاشق ہین عشق جنجال مین + بازندہ نے اوس کبوتر اسیر اور مین سے شکایت آغاز کی کہ ای برادر ہمجنس یہ واقعہ مجہپر بسبب جنسیت کے واقع کیون اس حال سی تو نے مجہی آگاہ نکیا اور شرط مروت کو کیون ترک کیا اگر شرط مہمانداری اور حق اخوت بجالاتا اور اندک بہی اسکا ایما فرماتا تو مین حذر کرتا اور تیرا اسیر بند بلا نہوتا کبوتر نے کہا کہ ای نا تجربہ کار اس گفتار بے سر و پا در گذر کہ آگے قدر کے احتیاط اور حذر کام نہین آتا ہی اور بعد حکم قضا کے کوشش کچہہ کام نہین کرتی ہی **بیت** چون تیر قضا ز شست تقدیر بجست + ہرگز نکند رد سپر تدبیرش + بازندہ نے کہا کہ ای مہربان کچہہ تدبیر فرما کہ اس مضیق سی رہائی ہاتہ آئی اور طوق منت تیری کا تا حیات میری گردن پر رہی کبوتر نے کہا کہ ای یار سلیم الطبع اگر مین حیلہ رہائی جانتا تو خود وابستہ دام آفات کیون رہتا اور اس حال شکستہ بالی کہ مشاہدہ کرتا ہی گرفتار نہ ہوتا اور اسیر قفس غم زیر زمین رہتا اور بہت نزدیک ہی ہی حال اوس شتر و بچہ سی کہ بعد رہروی بسیار جبکہ تہک گیا تو رو رو کر اپنی مان سے کہا کہ ای مادر مہربان نفس چند توقف کر کہ دم راست کرلون اگر کچہہ بہی ماندگی راہ کی برطرف ہو جائی تو آگے چلون مان نے جواب دیا کہ ای نادان بے بصیرت نہین دیکہتا ہی تو کہ مہار میری غیر کے ہاتہ مین ہی ۵ ہی بر دہر جا کہ خاطر خواہ اوست + اگر بہی بہلی ہی تہہا رہتا تو پشت بہی بار اور پاؤن تیرے رفتار سے بچا لیتی بازندہ نے جبکہ یہ سنا نا امید ہوکر تڑپنے لگا اور جہد تمام سے

حیات کا مستحکم تہا اور دوسر دوڑی جال کی گہس گئی تہی اور اُسکی قوت مین قادر توانا کی حکم سے ٹوٹ گئی اور اُسکی گردن بند دام
سے چہوٹ گئی اگرچہ کم طاقت اور نزار تہا لیکن بخوف جان پرواز کنان اور شکر گویان جانب کاشانہ روانہ ہوا اتفاقاً ایک دہ ویران ملا
اور شام بہی ہو چکی تہی ناچار ایک گوشہ مین بیٹہا اور ایک کشت زار کہ قریب دیوار کے تہا اُسکا تماشا دیکہتا تہا ہرچند کہ صدمات گوناگون
سے کوئی سیر سے آسودہ نکرتی تہی مگر بچا جان کا ہزار نعمت سے زیادہ تر سمجہتا تہا ہنوز رنج راہ برطرف نہوا تہا اور دم راست نکیا تہا کہ ایک
دہقان بچہ کہ کشت کی نگہبانی کیواسطے اُس دشت مین گشت کرتا تہا اُسکی نظر اس کبوتر پر پڑی کباب کی ہوس سے پانی منہہ مین بہر آیا
کمان گروہہ کہ جسے غلیل کہتے ہین غلہ اُس مین رکہکے مارا بازندہ بیچارہ شعبدہ بازی چرخ سے غافل طرف کشت زار کی مائل تہا ناگاہ
صدمہ غلے کا بازو پر پہنچا یہہ بلا رسیدہ ہوکا پیاسا زار و ناتوان آفت کا مارا اُسکے صدمے سے پر دیوار ایک چاہ تہا اُسمین سرنگون گر پڑا دہقان
بچہ نے دیکہا کہ شام ہو گئی اور کبوتر بہی ہاتہہ سے گیا بازندہ نیمجان کو اُسی چاہ تاریک مین چہوڑا اور راہ اپنے گہر کی لی القصہ بازندہ
دل خستہ اور بازو شکستہ نے شب اُسی درد والم مین بسر کی اور دلمین کہتا تہا کہ جو کوئی آرام عزلت پر شکر نکریگا اُسکا یہی حال
ہوگا کہ جو بلا آسمان سے نزول کریگی اُسے ناشکر زیادہ طلب کا گہر ڈہونڈہتی آئیگی اسکے بعد دست دعا اُٹہا کے عرض کیا کہ خداوندا
اور توبہ گنہگارونکے واسطے تو نے کہلا رکہا ہے مین ناسپاس نعمت توبہ کرتا ہون کہ ابکے بار تقصیر اس گنہگار کی معاف کر دے پہر
کفران نعمت نکرونگا اور کنج عزلت اور دانہ ہاے خشک کو لاکہہ راحت اور محنت سے بہتر سمجہونگا یہہ کہتا تہا اور زار زار روتا تہا اور پیشانی
اپنی سجدہ نیاز مین گہستا تہا کہ ناگاہ سپیدہ صبح کا اُس تاریکی مین گونہ جلوہ گر ہوا اور موذن نے صدائے اللہ اکبر بلند کی بازندہ نے
بسم اللہ کہکے جست کی اور لب چاہ تک پہنچا اور پہر پرواز کرکے افتان وخیزان نزدیک آشیانے قدیم کے بصد خرابی آپہنچا جبکہ
نوازندہ نے آواز جناح بازندہ کی سنی آشیانے سے باہر آکر منہہ بہر دیا اور شکر پروردگار عالم ہزار زبان سے ادا کیا اور یہہ شعر گویا کا پڑہا بیت
سنا مین مژدہ تو جو آیا ہان نئی جان ہین: قسم باذن اللہ تہہر کی صدا ہی کان مین: جبکہ دونون ہمکنار ہوئے بازندہ کو نہایت لاغر
اور ناتوان پایا کہا اے یار دلنواز بیان فرما کہ کیا حال گذرا اُس نے جواب دیا بیت ناصح صدمہ غم فرقت کا بیان ہو نہین
سکتا: جو داغ نہان ہے وہ عیان ہو نہین سکتا: جو کچہہ کہ میرے سر پر گذرا بعد اطمینان کے شرح اُسکی بیان کرونگا کہ وہ قصہ
پر ہول اور حکایت جانکاہ ہے کہ زبان پر لانے سے خون خشک ہوتا ہی اور مختصر اُسکا یہہ ہے کہ بے ضرورت شدید خدا سفر نصیب نکرے
مگر اُس سے بہتر ہے جبتک بازندہ رہے گوشہ آشیانے سے پاؤن باہر نہ رکہے گا اور اُس رنج وعنا کو زنہار اختیار نکریگا
غلام یہہ مثل اسواسطے لایا ہے کہ بادشاہ عالم پناہ ارادہ سفر کا نکرین کہ فراق یار و دیار کا نتیجہ جز نالہ زار و دیدہ اشکبار
نہین ہے دابشلیم نے کہا کہ اے وزیر ناصح اگرچہ مضرت سفر کی بہت ہے لیکن حصول فواید اُس سے بہی زیادہ ہین
۵ عیب ہے جملہ ناگفتی سفرش نیز بگو: اول یہہ کہ کوئی کہ غربت کی صحبت مین رہتا ہے مودب اور مہذب ہو جاتا ہی دوسرے وہ تجربے

کہ تمام عمر کے واسطے مفید ہون حاصل ہوتے ہین اور اکثر ترقی مراتب سفر مین میسر ہوتی ہے خواہ بطور صوری ہو خواہ بطرز معنوی کیا نہین
دیکھا ہے تو نے کہ پیادہ شطرنج کا سفر سات منزل کا کرکے شطرنج سے نکل کے وزیر ہو جاتا ہے اور ماہ چودہ دن کا سفر اختیار کرکے رتبۂ بلاغت
درجہ بدر کو پہنچتا ہے اور جو کہ اپنے مسکن اور بستی آباد و وطن سے قدم باہر نہ رکہے گا عجایب بلاد کے مشاہدے سے محروم اور اکابر عباد کی ملاقات
سے بے بہرہ ہیگا باز سیر و شکار کے سبب بادشاہ کے ہاتہہ پر بیٹہتا ہے اور عنقا روپوشی اور گوشہ گیری کے باعث ویرانے مین خوار و ذلیل رہتا ہے
لمولفہ بیت چاہیے سیر و سفر عاقل کو مثال آفتاب ۔ جو کہ گوشہ مین بیٹہے گا چندسان ہوگا خراب ۔ اور ایک درویش سیاح اپنے مریدونکو
اس رباعی کے مضمون پر تحریص کرتا تہا رباعی انسان کو چاہیے کہ سیر و سفر ہی سیر و سفر مین مایۂ علم و ہنر ۔ نکلے نہ اگر گنج
صدف سے باہر ۔ دریا مین سحال ہے کہ ہو ویسا گوہر ۔ اگر وہ باز شکاری زغن کے بچونکے ساتہہ بڑا ہوتا اور ہم صحبت انکا مدت العمر رہتا
اور ہوا سفر مین پرواز نکرتا تو کبہی بادشاہ کی تربیت سے مشرف نہوتا وزیر نے عرض کیا کہ صورت باز کے قصہ کی اسطرح ہے حکایت
راوی اشیا نے کہا ہے سنا ہے کہ ایک باز کے جوڑے نے قلۂ کوہ بلند پر آشیانا بنایا تہا اور فراغ خاطر سے اُس نشیمن مین رہتے تہے اور ویسا ہی ایک زغن بچے
مسرور و خرم تہے ایک مدت کے بعد خالق نسیم نے ایک بچہ خوب از محبوب اُنہین عنایت کیا طعمے کیواسطے دونون اکثر جاتے تہے اور طعمہ گونا گون
لاکر کہاتے تہے تا اعضا اسکے جلد تربیت پاوین کہ تہوڑے عرصے مین حد رشد کو پہنچے ایکدن دونونکو تہوڑی تاخیر واقع ہوئی اس باز بچے کو غلبۂ
اشتہا حرکت مین لایا ہر طرف قصد حرکت اور ہر دم میل تلاش طعمہ مین جنبش کرتا تہا کہ ایکبار آشیانے سے جست کرکے نشیب کوہ مین
گر افتاد اُسوقت ایک زغن یعنی چیل اپنے بچون کے واسطے طعمے کی تلاش مین آشیانے سے نکل کے کمر کوہ پر انتظار مین شکار
کے بیٹہے تہے کہ ناگاہ نگاہ اُسکی اس باز بچے پر پڑی سمجہی کہ یہہ موش ہے ہنوز باز بچہ زمین تک پہنچا تہا کہ جست کرکے اوپر ہی مین پکڑ کے
اپنے آشیانے کو لیگئی جبکہ خوب نظر کی دیکہا کہ یہہ موش نہین ہے بلکہ ہمجنس اپنا ہے جنسیت کی محبت نے جوش کیا اور یہہ سمجہے کہ اللہ تعالے
اسکی پرورش میرے ذمہ پر لازم کی ہے بہتر ہے کہ یہہ بہی آپ بچونسے ہی اسکی زیادہ پرورش کرون پس اُس دم وہ زغن اُسکی پرورش مین
مشغول ہوئی بلکہ زیادہ تر اپنے بچون سے اُسپر شفقت کرتی تہی تا زمانے کہ باز بچہ جوان ہوا اور اُسکے جوہر ذاتی نشو و نما مین آئے
بموجب حدیث شریف کل شئی یرجع الی اصلہ حوصلۂ باز بچے کا زغن کی صحبت مین تنگی کرنے لگا اگرچہ اس سے غافل تہا کہ مین بچہ
باز کا ہون تاہم ہمت اُسکی رات دن اسپر مصروف تہی کہ کچہہ کار مردانہ ایسا نمایان کرون کہ اس جیفہ خوری سے کنارے رہون کبہی خیال
کرتا تہا کہ اگرچہ مین بچہ زغن نہین ہون تو اُسکے آشیانے مین کیون پیدا ہون اور اگر زغن بچہ ہون تو دست باز داران تک و ہنگ
سیر ایسا یونسی کیون جدا ہی یہہ جانتا تہا اور یہہ رباعی زبان پر لاتا تہا رباعی داخل این دایرہ دارم خود را ۔ خارج این جمع شمارم خود را ۔ آن بہ
کہ ازین نیستی و ہستی خویش ۔ خوش بگذارم بگذارم خود را ۔ ایکدن زغن نے اُس کے نفس سیرچشمی کا ملکہ کہا کہ اے فرزند مین چند روز سے ملول ہو پس سبب تیرے ملال
کیا ہے جو بجز کہ غیر مطلع ہوا ہے لازم ہے کہ مجہسے مشرح بیان کرتا مین چارہ جوئی اُس کی کرون کہ رنج تیرا مجہسے بیان ہوتا ہے

بازیچہ نے عرض کیا کہ ای مادر مہربان مین خود حیران ہون اور سبب اپنے ملال کا مفصل نہین جانتا ہون مگر بلاشبہ ملول رہتا ہون
بیت پوچھا ای ہمدم تو میری اوداسی کا سبب + آپ مین دن رات حیران ہون ہوا ہی کیا مجھے + اب مصلحت میری دفع ملال کی
اسمین کہ بطرف رخصت مجھے عنایت کرو چندی سیر اطراف جہان کرون شاید برکت حرکت سی غبار غم میرے آئینہ خاطر سے دور ہو کہ طبیعت
عجائب سیر شکار سی آشنا ہو تو یقین ہے کہ صورت خوشی کی بھی آئینہ سینہ مین جلوہ نما ہو زغن نے جبکہ لفظ فراق زبان بازیچہ سے سنا
کثرت محبت سے کہ پرورش کے سبب عوض کے دلمین سمائی تھی نہایت بیقرار ہوئی اور کہا کہ ای فرزند یہہ کیا اندیشہ نامناسب ہی
کہ کرتا ہی اور یہہ کیا خیال باطل ہی کہ جسے دلمین جگہہ دیتا ہی سفر دریا ہی عالم آزار اور اژدہا ہی آدم خوار بغور دیکھہ کہ صورت سفر
و سقر مین بجز ایک نقطے کے کوئی فرق نہین ہے **بیت** سفر اہل بن جہان سقر ست + زان سبب صورت سفر سقر ست +
بیشتر لوگ کہ سفر اختیار کرتے ہین وجہ اسکی دو حال سی خالی نہین ہوتی ہے یا تنگی معاش یا بسبب لحوق حوادث کے سوائے سفر کے
صورت مفر نہین ہوتی ہی سو خدا کے فضل سے ان دونون سی تو محفوظ ہی منت خدا پر کہ گوشہ فراغت اور گوشہ راحت موجود ہی اور
اپنے سب امثال پہ سرفرازی رکھتا ہی پہر بلا باعث حصول دولت رنج سفر اختیار کرنا اور اقامت کو عمداً ترک کرنا طریق خردمندی سے
فرسنگون دور ہی **بیت** جو سفر کا قصد کرتے ہین وطن کو چھوڑ کر + پھنستے ہین دام بلا مین چمن کو چھوڑ کر + بازیچہ نے کہا کہ جو
کچھہ کہ تم بابا تو نے یہہ سب مہربانی اور شفقت سی ہے لیکن تعجب نکرتا ہون تو یہہ گوشہ اور توشہ ہرگز اپنے فراخور حال نہین
پاتا ہون اور جو کچھہ کہ میرے دلمین گذرتا ہی زبان پر نہین لاتا ہون زغن نے جانا کہ ہر شی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہی یہہ سب کا ظہور ہے
یہہ تحریک طبع اسکی روکنے سے نرکے گی لاکن بطور تجاہل عارفانہ زغن نے کہا کہ مین جو کچھہ کہتی ہون مقام قناعت ہے اور جو
اور جو تو نے ارادہ کیا ہی وہ مقام حرص کا ہی اور حریص ہمیشہ محروم رہتا ہے اور قانع روی بہرہ مندی دیکھتا ہی اور تو ای فرزند
شکر نعمت اور قدر دولت قناعت نہین کرتا ہے ڈرتی ہون کہ تجھے وہ نہ پہنچے جو گربہ حریص کو پہنچا باز نے کہا کہ قصہ گربہ حریص کا
کیا ہی **حکایت گربہ پیرزال** زغن نے کہا کہ ملک ختا مین ایک پیرزال تھی نہایت کہن سال اور مفلس اور ضعیف الحال ایک گھر
رکھتی تھی کہ تنگ تر تھا جاہلون کے سینے سی اور تیرہ تر تھا بخیلون کی گور سے اور اس بڑہیا نے ایک بلی پالی تھی لاکن تہیدستی سی خبرگیری
اوسکے طعمے کی قرار واقعی نکر سکتی تھی جو کچھہ اوسے میسر ہوتا تھا بقدر حصہ اوسے بھی دیتی تھی اور بلی بھی پیرزال کی مصاحبت مین
اسی حال سے بسر کرتی تھی باوجودیکہ اوسنے نان چشم خیال سی بہی نہ دیکھی تھی بلکہ نام نان بھی گوش وہم سے کسیکی زبان سے نہ سنتی تھی اگر کبھی موش سوراخ
محل کے نزدیک اسکی گذرتا تھا تو دیکھو نہین اوسے لیتی تھی ... جسکی نہ کرتی تھی لیکن **مصرعہ** رزق را عدی رسان پیدا ہے
والقصہ بقاعے حیات جنے مین دعا کیا ... ایسا شکار نصیب ہو کہ بناتوان ... کر دیتا تھا کہ مرتی تھی القصہ ایکدن یہ گربہ نیم جان
بانا بام ... کیا ہی کہ دیوار ہمسایہ پر ایک گربہ فربہ مانند بچہ شیر کمال قوت و طاقت سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آتی ہے گربہ پیرزن لاغری سے ...

اسکی دیکھہ کر متحیر ہوئی یہہ جانتی تھی کہ سب بلیان میرے ہی مانند ہوتی ہین پکاری کہ ای خواہر ہم نفس اس طاقت اور لطافت کا کیا سبب ہے مگر تو خان خطا کی مہمان ہے، ویا باعث اس طاقت لطافت کا کوئی اور چیز ہوئی ہر گربہ ہمسایہ نے جواب دیا کہ مین شام و پگاہ بارگاہ سلطان مین حاضر رہتی ہون جبکہ دستر خوان بچھایا جاتا ہی تو جرات کر کے بیک حملہ پارہ گوشت چرب فربہ لے بھاگتی ہون اور اوسے کھاکر آٹھ پہر مرفہ الحال رہتی ہون گربہ پیرزن نے کہا کہ گوشت فربہ کسی کہتے ہین اور نان مائدہ کسکا نام ہے مینے مدت العمر مین سوائے دال پانشوربا سے پیرزال ویا گاہ گاہ گوشت موش نام تیسری چیز کا نہین سنا ہی خدا جانے تو سچ کہتی ہے ویا مضحکہ کرتی ہی گربہ ہمسایہ ہنسی اور کہا تجہہ عنکبوت مار عنکبوت کہا جا ہی جسمین ہئیت اور ہیکل سے کہ تو ہی ہماری جنس کے واسطے ننگ ہے لمولفہ **بیت**

اگرچہ تو بلی ہی پر ملتا نہین ہے تجکو قوت ＋ اسلیے مین دست و پا تیری شکل عنکبوت ＋ اگر تو بارگاہ سلطان اور اوسکا دستر خوان دیکھے اور ان لذیذ نعمتون کی خوشبو تیرے دماغ کثیف تک پہنچے تو غالب ہے کہ بحکم یُحْیِی الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ پردۂ غیب سے حیات تازہ اور لطافت بے اندازہ تیرے نصیب ہو جاوے **بیت ناسخ** بوے طعام خوش دم عیسی سے کم نہین ＋ آ ئیگی جان جان مین گو دم مین دم نہین ＋ بڑھیا کی بلی نے کہا کہ لے خواہر مہربان میرا بہی تجہہ پر حق ہمسایگی اور ہم جنسی ہے اگر تو شرط مروت بجالائے تو مفت کرم داشتن ہے کہ مجہہ اپنے ساتھ خوان سلطان پر لیچل شاید کہ بدولت تیری مین بہی توانا ہو جاؤن اور تیری صحبت کی برکت سے حیات دوبارہ پاؤن گربہ ہمسایہ نے جبکہ سنین اوسکی سخنین رحم کھایا اور وعدہ کیا کہ تیرے بغیر آج خوان سلطان پر حاضر نہونگی گربہ پیرزن اوس وعدے سے خرسند ہوئی اور یہ ماجرا پیرزن سے بیان کیا پیرزن نے نصیحت کی کہ ای رفیق دمساز اہل دنیا کی باتون پر فریفتہ نہو اور گوشۂ قناعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑ کر کاسۂ حرص کا سوائے خاک گور کسی چیز سے بھرتا نہین ہے اور دیدۂ آرزوی دنیا سوائے رشتہ سوزن فنا سیا نہین جاتا **بیت** قناعت توانگر کند مرد را ＋ خبر دہ حریص جہان گرد را ＋ خدا را ندانست طاعت نکرد ＋ کہ بر بخت و روزی قناعت نکرد ＋ دل مین گربہ کے بادشاہ کے خوان کی ہوس ایسی سمائی تھی کہ پند پیرزال کو کچھ مال نہ سمجھی القصہ دوسری شب ہمسائے کی بلی کے ساتھ افتان و خیزان سلطان ختا کی بارگاہ تک پہنچی اس سے پہلے کہ گربہ پیرزال پہنچی کہ اوسکے سستی طالع ایک بلا پیش آئی تھی یعنے شب گذشتہ بلیون نے خوان سلطان پر از بس ہجوم کر کے یہانتک شور و غوغا برپا کیا تہا کہ مہمان اور میزبان دونو تنگ آئے تھے اسلیے خان ختا نے بتاکید حکم دیا کہ پیش از ین کہ دستر خوان بچھایا جاوے تیر انداز سخت کمان تا در انداز جمع ہون اور بہ و غارت دیکہے چلو نہین دیکر کمین گاہ مین منتظر رہین جبکہ کوئی بلی نظر آئے پیکان زنبور نیش سے جگر اوسکا ریش کرین گربہ پیرزال بیخبر اس حال سے جبکہ بوی طعام اسکے دماغ ناکام مین پہنچی بے اختیار مگس وار دستر خوان پر گر پڑی ہنوز میزان تہا کہ اسکا لقمہ گران سنگ طعام سے موزون ہوا تھا کہ تیر جگر دوز اسکے دونو پہلوؤن سے گذر گیا **نظم** چکان خون ازو استخوان دویدہ ＋ ہمین گفت وز ہول جان می دوید ＋ کہ گر رستم از زخم تیر زنان ＋ من و موش و ویرانہ پیرزن ＋ اور یہہ مثل مینے اسلیے بیان کی ہی کہ تو بہی گوشۂ آشیانہ کو غنیمت سمجھو اور قدم طمع کی کہ دوری مت بڑھاؤ

پہچانؤ اور زیادہ طلبی نفس حریص کی مکروہ جانیئے کہ بیش از قسمت اور پیش از وقت حاصل نہین ہوتا ہے اور مرتبۂ قناعت کہ بے
زحمت اور سراسر راحت ہے ہاتہہ کیون کہوتا ہے اور پہر افسوس کچہہ کام نہ آئیگا باز نے کہا کہ جو کچہہ فرمایا تونے لازمہ شفقت والدین
ہی ہے لیکن خیال فرما کہ اگر ہر کوئی عجوزہ کے مانند ہر طلب و یابس پر قناعت کرے تو اولو العزمی اور بلند حوصلی جہان سے اوٹھہ جاوے اور جو
کوئی کہ فقط اکل و شرب پر مثل بہایم قناعت کرتا ہے کبہی عالی ہمتون کے شمار مین نہین آتا ہے اور جو کوئی چاہے کہ[۵۱] مہر بزرگی پر بیٹھے
اور تاج سرفرازی سر پر رکہے کمر ہمت چست باندھے اور کار ہائے خسیس پر ہمت مصروف نہ کرے مثنوی ناسخ جسنے پائی ہے ہمت
والا؛ اسکی منزل ہے عالم بالا؛ کرگس چرخ جیفہ[۵۲] خوار نہین؛ کرگس زمین کو عار نہین؛ مرغ زرین چرخ کی ہے خوراک؛ دانا ہا
کواکب افلاک؛ زغن نے کہا کہ یہہ خیال محال کہ تیرے دماغ پر کثرت پندار سے مستولی ہوا ہے اور یہہ دیگ سودائے بیجا حاصل کہ حماقت
نفس امارہ سے تیرے دیگدان سینے مین جوش مار رہی ہے اور اسباب بلند پروازی کا ظاہر ایک ہی تیرے واسطے مہیا نہین ہے، غالب ہے
کہ نتیجہ اس نا شدہ کا کہ جسکو تو شدہ سمجہتا ہے بجز ندامت اور کچہہ حاصل نہو موجب بیت تکیہ بیجا بزرگان نتوان زد بگزاف؛ بلا اسباب
بندگی ہمہ آمادہ کنی؛ باز بچہ نے کہا کہ قوت میرے چنگال کی حصول دولت کے لئے خوب سامان ہے اور تیزی میری منقار کی فراغت
رفعت کے واسطے بہتر وسیلہ ہے مگر حکایت اُس شمشیر زن کی تونے نہین سنی ہے کہ وہ حوصلہ بادشاہی کا دماغ مین رکہتا تہا
آخرکار دست و بازوے دلاورییسے شاہد ہمت اُس کا تخت مراد پر بیٹہا زغن نے پوچہا کہ یہہ ماجرا کس طرح تہا حکایت
باز نے کہا ایام ماضی مین ایک مرد کاسب تہا کہ کثرت عیال سے بہت درماندہ رہتا تہا اور نہایت تہیدستی سے کبہی حرف آسایش کا
ورق نشاط سے نہ پڑہتا تہا اور فائدہ مزدوری کا اسقدر نہ تہا کہ سوائے خرچ روزمرہ کے کچہہ پس انداز ہوتا اسلئے تنگ رہتا تہا آخر
کار عنایت پروردگار سے اسکے ایک بیٹا پیدا ہوا کہ آثار دولت و اقبال اُسکی پیشانی پر تابان اور اطوار سعادت اور حشمت چہرہ
پرنور پر نمایان تہی بیت کوکب سعد آسمان جلال؛ گل شاداب گلشن اقبال؛ اور اسکے قدم کی سعادت سے اُسکی معاش مین
برکت ہونے لگی یعنی فائدہ حرفت[۵۳] کا دو چند سہ چند ہونے لگا والدین اُس اقبال نشان کی پرورش مین دل و جان سے مصروف
رہتے تہے جبکہ وہ باسعادت ایام تربیت کو پہنچا کہیل اُسکا سوائے تیر و شمشیر کے دوسرا نہ تہا اور جبکہ اُسے مکتب مین بٹہایا اول
حرف کہ اس لڑکے کی زبان پر جاری ہوا تیر و کمان بجائے الف بے تہا ہر چند کشان کشان مکتب کو لیجاتے تہے اور سوال تعلیم خطی کرتے
تہے یہہ جواب تیز و خطی سے دیتا تہا اور جبکہ کوئی اسے پڑہاتا تہا یہہ خطوط[۵۴] کتابت کو خطوط شمشیر تصور کرکے اُس سے مضمون جہانگیری کا
نکالتا تہا اور جبکہ ترغیب نقش و نگار نظم و نثر سے دیتے تہے یہہ نقش سپر سے مطلب سرفرازی مشاہدہ کرتا تہا باپ اسکا اسکے حالات دیکہکر متحیر ہوتا
تہا جبکہ شاہدہ شدہ سرحد بلوغ کو پہنچا باپ نے کہا کہ اے فرزند ارجمند چاہتا ہون مین کہ جو بہتری عالم کی ہے تیرے لئے ہو اور کوئی ضرر ظاہر
و باطن کا تجہے نہ پہنچے اب مصلحت یہہ ہے کہ مین نکاح تیرا ایک مخدرہ[۵۵] ہم قوم سے کہ خصائل کریمہ سے متصف ہو کر دن مبادا

[۵۱] بفتح میم سریر ... بمعنی تخت ۱۲
[۵۲] جیفہ بکسر جیم ... مردار ۱۲
[۵۳] حرفت بکسر پیشہ وری ۱۲
[۵۴] خط نوعی از نیزہ و بعضی گویند نیزہ راست باشد مانند خط مستقیم ۱۲
[۵۵] خطوط شمشیر مراد جوہر شمشیر است ۱۲
[۵۶] مخدرہ بضم میم و فتح خاے معجمہ و تشدید دال مہملہ مفتوحہ دختر در پردہ نشین ۱۲

تو مہلکہ شہوتمین گرفتار ہو پس احصار استوار اس بلاکے دفع کا کہ من تزوج فقد احصن اس سے بہتر نہین ہے اور مین نے اسقدر سامان بہی مہیا کر رکہا ہی کہ ہماسے کفو کے واسطے کفایت کرے اب اس بات مین تیری کیا مصلحت ہے بیٹے نے کہا کہ اے پدر شفیق بینے سامان اس سے بہتر اپنی شادیکا تجویز کر رکہا ہی آپ کو تکلیف اسکی ندون گا اور امداد تم سے اُسکی غیر ممکن ہے باپ نے کہا کہ اے جان بابا مجہے تیرے دست قدرت کا حال بخوبی معلوم ہی اور وہ عروس کہ جسکی خواستگاری تو نے کر رکہی ہے کس جگہہ اور کس خاندان سے ہی لڑکا گہر جا کر ایک شمشیر کہ خونریز دیونکی تیغ ابرو سے خونریزی مین ہزار درجہ زیادہ تہی لایا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار یہی عروس مملکت کی خواستگاری کی ہی اور مخدرہ سلطنت کو اپنے عقد مین لاؤنگا اور مہر اُسکا یہہ شمشیر تیز ہونیوالی اور خنجر خونریز ہی بیت عروس ملک کسی در بغل گیرد تنگ ؛ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ؛ مناسب اس شعرکے ناسخ استاد نے کہا ہے

ہاتہہ اگر چست ہی سپاہی کا ؛ زیر پا ہی سریر شاہی کا ؛ زور میدان جو سر کرے نہ عزیز ؛ وہی شایان ہی مجلا ہی کا باپ بدر بزرگوار مغلوب شہوت ہونا کام بہائم کا ہی جسنے کہ عروس سلطنت کو پسند کیا ہی وہ نظر کسی ذیل پر کب کرتا ہی بیت با نیک ہیچ کسی راستیز نیست ؛ مہر عروس ملک بجز تیغ تیز نیست ؛ چونکہ ہمت جبلی اُس فقیر زادیکی حصول دولت و سلطنت پر مصروف تہی بموجب مثل کے کسنے ڈہونڈہا کہ نپایا آخر اُسکی تیغ عالمگیر نے اکثر اقالیم کو مسخر کیا اور انجام کار مراد دلخواہ کو پہنچا باز نے کہا یہہ مثل اسواسطے بیان کی گئی ہے کہ جو اسباب دولت کہ میرے مقتضائے ہمت کی ہین مہیا رکہتا ہون اور توفیق یزدانی کہ دروازہ سعادت تمنیکا میرے آئینہ دل پر کہولدیا ہے تو امید غالب ہی پروردگار عالم سے رکہتا ہون کہ روے مطلوب جلد مشاہدہ کرون اور دست مراد گردن مقصود مین ڈالون اور سن اے مادر مہربان افسون اور فسانہ کسیکا میرے سوداے پختہ پر کارگر نہوگا اور اس خیال فرخندہ سے زنہار نہ پہرونگا لمولفہ بیت اوکہلی مین سر دیا دہمکوں سے کب ڈرتے ہین ہم ؛ عشق اُس پردہ نشین کا اُسکا چاہیے ؛ زغن نے جانا کہ یہہ مرغ عالی ہمت شرستہ فریب سے باندہا نجائیگا بناچاری اجازت سفر کی دی اور نمک مہاجرت سینہ ریش پر گوارا کیا باز بچے نے الوداع کہی اور آشیانے سے پرواز کرکے رو باوج سعادت کیا اور قریب اشام ایک درخت بلند زقلہ کوہ پر تہا اُسپر بسیرا لیا اُسوقت سایہ ڈہلا ہوا اور عجب بہار مرغزار کی تہی ہر طرف باز نگران تہا ناگاہ دیکہا کہ کبک دری بہزار جلوہ گری قہقہے کرتا ہی اور نعرہ نغمہ سرائی کا اطراف کوہ مین پہنچیدہ ہے باز اُسوقت ہرچند کوفتگی راہ اور ضعف اشتہا سے سست اور نزار تہا تو بہی ایک ہی حملہ مین کبک کو پنجے مین پکڑکر اُسی درخت پر لے گیا اور گوشت سینہ کا خوب سیر ہو کر کہایا تمام عمر آشیانہ زغن مین سواے جیفہ و مردار کے اور طعمے سے زبان اُسکی آشنا نہوئی تہی کبک کے سینے کا گوشت کہانے سے اور خون تازہ کے ذائقے سے عجب طرح کی کیفیت حاصل ہوئی قریب تہا کہ شادی مرگ ہو جاے کہ وہ لذت نتہی گویا شربت حیات تہا اور دل مین کہتا تہا کہ لعل منزل مین فائدے سفر کے یہہ ہی کہ مصاحبان

دنی اور کم ہمت سے رہائی پائی اور غذا ہاے ناملایم کے عوض طعمہاے خوشبودار اور مقبول طبع حاصل ہوئی اور آشیانہ تیرہ و تار سے
نکل کے درخت بلند اور منزل عالی پر جگہہ پائی اسکے بعد دیکھا چاہئے کہ پردۂ غیب سے کیا لطیفہ بیش آیا اسی طرح سے باز
چند روز شکار کبک دری اور دراج کا کرتا رہا اور اوس سنت پر خوش گذران کرتا ایک روز باز اوسی درخت پر بیٹھا تھا کیا
دیکھتا ہے کہ غول سواروں اور پیادونکے دامن کوہ میں صف باندھے ہوئے چلے آتے ہیں اور صیاد و صد ہا چرے اور باز اور
شاہین شکاری ہاتھونپر لئے ہوئے تلاش شکار میں چارسو نظر کر رہی ہیں اور وہ بادشاہ اوسی ولایت کا تھا کہ شکار
کے واسطے دامن کوہ میں آیا تھا اس حال میں وہ باز کہ بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھا تھا ایک صید پر چہوڑا چاہتا تھا کہ اوسے
صید کرے یہہ باز ہمت بلند اپنی جگہہ سے حملہ آور ہو کر اوس شکار کو بادشاہ کے باز سے پہلے صید کر لے گیا بادشاہ نے
جبکہ تیز پروازی اس باز سبک پرواز کی دیکھی عاشق ہو گیا اور دام دارونکو حکم گرفتاری کا دیا دام دارون نے چند روز کوشش
کر کے پہندا اوسکی گردن میں مارا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا بادشاہ نے حکم طیاری کا دیا تہوڑے دنون میں باز دارون
نے طیار کر کے حاضر کیا جبکہ بادشاہ نے اوسکی بلند پروازی اور سبک تازی دیکھی نہایت خرسند ہوا آخر ہمت بلند کے
وسیلے سے حضیض نکبت سے نکل کر اوج عزت کو پہنچا یعنے منزل اوسکی بادشاہ کے ہاتھ پر مقرر ہوئی سفر کے بدولت صحبت
زاغ و زغن سے چہٹ کے شرف صحبت بادشاہ حاصل کیا غرض اس بیان سے یہہ ہے تا فایدہ سفر کا معلوم ہو قطعہ
بہار دل سفر باشد کہ از وے بغلاید راگل مقصود بشگفت سفر کن تا مراد خویش یابی که فا مشوافی منا کبہا خدا گفت
جبکہ حکایت دابشلیم نے تمام کی وزیر ثانی نے بعد دعا خسروانہ عرض کیا کہ جو بادشاہ ظل اللہ نے فائدے سفر کے بیان فرمائے
سب میں کسیطرح کا شک نہیں ہے لاکن غلامونکے دل میں گذرتا ہے کہ بادشاہ عالم پناہ کی ذات ملکی صفات کہ راحت سب عالم کی ہے اوسکو
روضہ جاوید ای عشرت سے دور کرنا اور بادیہ رنج و محنت کو اختیار کرنا حکمت کے خلاف ہے دابشلیم نے کہا کہ مشقت کرنا کام
مردونکا ہے جب تک بادشاہ اذیت نفس کے گوارا نکریگا ضعفا سایہ گلستان راحت میں کبھی آرام نپاوینگے اور جو بادشاہ خود خوگردہ
راحت و آرام ہو البتہ جانو کہ کام رعیت کا تمام ہوا رباعی ناسخ ہوتا ہے جو بادشاہ آرام طلب + رہتا ہے ہمیشہ مایل عیش و طرب
ملک اوسکا خراب سلطنت بہی ہے تباہ + افواج و رعایا ہیں گرفتار تعب + اے وزیر کہ بندگان خدا دو قسم پر ہیں ایک
سلاطین کہ حصہ انکا فرمانروائی میں ہوا ہے انکو سوا محنت اور خلق خدا کی فکر کی آرام کرنا حرام او دوسرا ایک رعیت ہے کہ نصیبہ ان کا
فرمانبرداری او حصہ آرام سمجھنا ہے کہ دعا منعم وظیفہ اپنا کریں اور استراحت و آرام کے ساتھ کسب اور حرفت کرتے رہیں
اور یہہ دونو جمع نہیں ہوئے ہیں یا آرام اختیار کر کے رعیت بنے یا محنت مشقت شعار کر کے سلطنت و فرمانروائی کرے
قطعہ آنکہ تو یا بر سر تاز و تنعم مے زندہ روز گار مش دجہان سر داند و سرور

میکند + بادشاهی درچمن داد ندگل را زانگه گل + باوجود نازکی الزخار بستر میکند + حکیمون نے کہا ہی جد و جہد کرنا طالب کو سرحد
منزل رسا تک پہنچاتا ہے اور بیابان مجاہدہ کو قدم وفاسی قطع کرنا جمال مطلوب کو مشاہدہ مین لاتا ہی **رباعی** رغبت ہو جسکو
تن آسانی سے + کچھ کام نہین ہے اوسے سلطانی سے + سمجھے جو کوئی بستر گل کو پر خار + پائے وہ ثمر نخل جہانبانی سے
جسنے کہ علم محنت بلند کیا آخر تاج دولت سے ارجمند ہوا جیسا کہ وہ پلنگ بچہ کہ بیشۂ فرح افزا کی آرزو رکہتا تہا آخر کار
جانفشانی اور مشقت کی برکت سے دراز دستی اوسکے امن مطلوب تک پہنچے وزیر نے عرض کی کہ یہہ قصہ کسطرح پر تہا
حکایت رائے دابشلیم نے کہا کہ حوالی بصرہ مین ایک جزیرہ تہا نہایت خوش ہوا از بس لطافت سے چشمہ ہا سے آب
زلال ہر طرف روان اور نسیم روح افزا ہر گوشے مین نہایت اعتدال سے وزان تہی از بس نزہت سے اوسکو بیشۂ فرحت
افزا کہتے تہے ایک پلنگ اوسی بیشہ کا حاکم تہا اور ایسا قوت و دلاوری مین یکتائے روزگار تہا کہ شیران شرزہ نام اوس
کا نام کا اوسکے خوف سے نہ لیتے تہے مدت دراز اوس بیشے مین داد آرام دیتا رہا اور ناکامی کی صورت کبہی حاشیۂ خیال پر نگذری
اور اوسکا ایک بچہ تہا نہایت خوبصورت اور خوش سیرت ہمیشہ اوسکے دیدار سے مسرور ہوتا تہا اور کہتا تہا کہ یہہ بچہ اگر ایک سال
کا ہو کے اپنے ناخن اور دانت ایکبار بہی ہزبر کے خون سے سرخ کرلے تو ہم یا سنا اس بیشے کی اسکے قبضۂ اختیار مین دیکر بقیۂ عمر
گوشۂ قناعت و یاد رب العزت مین بسر کرون ہنوز نہال اوسکا شگوفۂ مراد نلایا تہا کہ باغ حیات اوسکا لشکر اجل نے لوٹ لیا **ع**
ای بسا آرزو کہ خاک شدہ + یعنے جبکہ وہ پلنگ شیر اجل کے پنجے مین گرفتار ہوا اوس نواح کے درندے کہ آرزو اوس بیشے
کی بیشتر رکہتے تہے یکبار سب حملہ آور ہوئے پلنگ بچہ نے دیکہا کہ مین مرد میدان ان سبکا نہو سکونگا جلاوطن اختیار کیا
اور باہم درندون مین نزاع عظیم واقع ہوئی ایک شیر خونریز شور انگیز سب پر غالب آیا اور اوس بیشے کو اپنے قبضۂ تصرف
مین لایا پلنگ بچہ چند روز آوارہ و سرگردان دشت و بیابان مین پہرتا رہا بعد عرصہ کے ایک شیر کے سایہ مین وارد ہوا
اور اپنی سرگذشت سے اونہین مطلع کرکے امداد چاہی اونہون نے اوس شیر زبان کا حال سنکے اعانت سے انکار کیا اور کہا کہ ای نادان
تیری منزل اب اوس شیر غرّان کے تصرف مین ہی کہ جسکے سبب سے ہوا پر پرندے پرواز نہین کرسکتے ہین اور پیل مست اوسکی دہشت
سے اوس صحرا کی حوالی مین قدم نہین رکہ سکتے ہین ہم تا توانون کو اوسکے چنگال سے قوت برابری اور دندان تیز سے طاقت ہمسری کی
کب ہے مگر ایک راہ صواب ہم تجہے بتاتے ہین کہ رجوع اوسکی درگاہ مین لا اور جان و دل سے کمر خدمت گذاری کی محکم باندہ کر شبانہ روز
اوسکی رضا جوئی مین مصروف رہا کر یقین ہے کہ شیر جوانمردی کو کام فرمائے اور منصب تیرا مدد گاری مین حاصل ہو جائے **نظم** تنے را
کہ نبوانی از جائے بردہ + بچارش او پائے نتوان فشرد + ہمان بہ کہ با او مدارا کنی + بد بیائی و خدمت آشکارا کنی + پلنگ بچہ کو یہہ بات پسند
آئی اور صلاح انکی نہین مسند فکی صلاح مین سمجہکر ملازمت شیر کی بہزار عجز و نیاز اختیار کی اور خدمتگذاری اوسکی جیسا کہ چاہیے بجالایا تو دن رات

مت مین مقبول شیر کا ہوکر عمدہ ارکان دولت ہوا شعر جد و جہد کسی کہ بیشتر ست ؛ کارش از جملہ کار بیشتر ست ؛ اتفاقاً شیر کو
ایک مہم در دست اس موسم مین پیش آئی کہ تنور فلک زیادہ از حد جوش مین اور عرصۂ کوہ مانند کوزۂ شیشہ گران التہاب[۵۱] و خروش
مین تھا کہ نہایت حرارت سے مغز جانوران ہوائی کا استخوان مین پانی ہوجاتا تھا اور سرطان دریا مین کباب کی مانند بریان رباعی
بجلی کیطرح سے ابر تر جلتا تھا ؛ مانند شفق شام و سحر جلتا تھا ؛ فانوس حباب و شمعین موجین ؛ پروانہ صفت مچھلی کا پر جلتا تھا
شیر تامل کرتا تھا کہ اگر اس مہم مین درگذر کرتا ہون تو طنطنہ سلطنت مٹا جاتا ہے اور اگر کسی کو حکم دیتا ہون تو ایسے وقت مین کہ
صدف قعر دریا مین دریا مین مانند کباب کے بریان ہوتی ہے کوئی ملازم ایسا خیال مین نہین آتا ہے کہ ایسی شدت حرارت سے اپنے دلکو
ملول نکرے اور طیب[۵۲] خاطر سے اس مہم کو قبول کرے اور اگر بناچاری آرے بلے کیا تو اس سے کیا ہوسکیگا بلکہ شکست فاش لاحق
حال ہوسکے تو زیادہ تر خرابی منصور ہے اسی فکر مین مستغرق تھا کہ پلنگ نے فراست سے جانا کہ بادشاہ کو کوئی فکر سنگین لاحق
ہوئی ہے کہ اس طرح سے از خود رفتہ ہے زمین بوس ہوکر عرض کیا کہ بادشاہ ظل اللہ کی عمر دراز ہو کونسا سانحہ صعب
رونما ہے کہ اسقدر فکر مزاج اقدس پر طاری ہے ہم سر فروش کسواسطے اور کسدن کے لئے ہین جبکہ ہم سب نثار ہوجائین اسوقت
فکر کرنا حضور اقدس کا بجا ہے ورنہ امکان نہین ہے کہ ہم میدان سربازی مین قدم نرکھین شیر نے دیکھا کہ پلنگ بچہ مرد میدان
نظر آتا ہے عجب نہین ہے کہ سامان اس مہم کا اسکی دلاوری سے سرانجام پائے شیر نے مرحبا کہا اور حال مشرحاً بیان کیا پلنگ نے بخوشی قبول
کیا اور فوج ساتھ لیکر روانہ ہوا جبکہ اس جگہ پہونچا مردی و مردانگی اعدا کو تہ تیغ کرکے اس بیشے مسخر کیا خواص دولت کہ
اسکی رکاب مین جلو مین تھے باتفاق سب نے عرض کیا کہ اس شدت حرارت سے اللہ تعالی نے تمہین کامیاب کیا اور کسیطرح کا دغدغہ[۵۳] باقی نرہا
بہتر ہے کہ چند ساعت سایۂ درخت مین آسایش کیجیے اور آب خنک[۵۴] سے تشنگی کو تسکین دیجیے جبکہ تمازت[۵۵] آفتاب کم ہو روانہ ہوجیے
آسودہ باش و بار مشقت فرو مکش ؛ بکشا میان کہ رنج جہان را کنارہ نیست ؛ پلنگ نے تبسم کیا اور کہا کہ شیر کے نزدیک سبب
سے تقرب کا یہی ہے کہ مین نے علم جفاکشی سب پر بلند کیا ہے پسندیدہ نہین ہے کہ کاہل مزاجون کے مانند طبیعت اپنی سستی سے آشنا کرون
کیونکہ سستی آخر کار پشیمانی لاتی ہے جسنے کہ کمر مشقت کی چست باندہی کبھی مطلب سے دور نرہیگا اور جسنے کہ راحت کو دوست کہا
زنہار منزل مقصود کو نپہنچیگا شیر نے ہمکو مشقت کا حکم دیا ہے شرط نمکخواری سے دور ہے کہ اسکے بحکم نام آرام کا ہماری زبان پر گذرے
اس حال مین پرتو آفتاب ہمین ظل ہما سے بہتر ہے رباعی ناسخ استاد کی ہماری طبیعت کے مناسب ہے رباعی جو شاہد مقصود کا طالب
ہو بشر دم نلے نگاپو سے وہ ہرگز دم بھر ؛ کرتا ہے درخت آرزو کو سرسبز ؛ خون دل و آب چشمۂ دیدۂ تر ؛ جاسوسان لشکر نے خبر اس
گفتگو کی ہو بہو شیر کو پہنچا شیر نے سر تحسین کو جنبش دی اور کہا کہ سرداری اور سروری ایسے ہی شخص کو زیبا ہے کہ مشقت دل سے گوارا کرے اور سر کو بالین
استراحت سے آشنا نکرے اور دور و نزدیک ممالک مین کوشش برابر کرے اس کے بعد پلنگ کو بلاکر باکرام

۵۱ التہاب بالکسر افروختہ شدن ۱۲
۵۲ طیب بکسر دوم خوش ۱۲
۵۳ دغدغہ بالفتح زیر بغل کسی را خارش دادن و در فارسی بمعنی اندیشہ گردیدن ست ۱۲
۵۴ خنک بفتحتین سرد و خوش ۱۲
۵۵ تمازت سعدر سوختہ فارسیان از شیئے بالفتح گرمی سخت تمام ماه اول تابستان ۱۲

تمام سرفراز کیا اور ولایت اُسی بیٹے کی اُسے سپرد کی بدولت مشقت کے مسند پدری پر متمکن ہوا اسی فرزیرہ مثل اسواسطے بیان
کی ہی تا معلوم کرے تو کہ بے تکاپو بلیغ آفتاب مراد کسیکا مطلع امید سے طالع نہیں ہوتا ہے اور بغیر جستجوی کامل نتیجہ رجا کا ہاتھ نہین
آتا ہی مثنوی ناسخ اُٹھا رنج اگر ہی طلبگار گنج ✽ کہ ملتا نہیں گنج بے درد و رنج ✽ نہ تنگ کر اگر ہو اذیت تجھے ✽ کہ ہی گنج مزد
مشقت تجھے ✽ اور اس سفر مین کہ مقصود میرا طلب علم ہی اسلیے عزم جزم کیا ہے اب شہسوار میری ہمت کا عنان عزیمت کو پھیر
نہین سکتا ہی ان ذلک لمن عزم الامور ✽ وزیروں نے جانا کہ ہماری نصیحت بادشاہ کی سفر کے مانع ہو سکے کی اسواسطے تایید کلام ابتدا
پر مصروف ہوکر اور شرائط مبارکباد سفر کی زبان پر لائے اور یہہ بیت گویا کی ہر دم بشاشت سے پڑھتے تھے لمولفہ بیت ہی جو
عزم سفر خدا حافظ ✽ رہ تو ہسکا حفیظ یا حافظ ✽ اور کبھی اس بیت کو تکرار کرتے تھے بیت بسفر رفتنت مبارکباد ✽ بسلامت
روی و باز آئی ✽ اسکے بعد دابشلیم نے نیابت سلطنت کی ایک میر معتمد کے سپرد کی اور رعایت حق رعایا اور وصیت حقوق
برایا بواقعی اُسکو سمجھا بعد فراغت امور ضروری مع خواص و خدام مخصوص جانب سراندیپ روانہ ہوا شہر بشہر مانند آفتاب کے
انتقال فرمایا تھا اور ہر گروہ و قافلہ سے منزل بمنزل فوائد حاصل کرتا جاتا تھا بعد طی مراحل بحر و بر او رقطع اندگرم و سرد کے اطراف
سراندیپ مین جا پہنچا جبکہ روائح نفحات قدم گاہ حضرت ابو البشر آدم علی نبینا و علیہ السلام اُسکے مشام جان تک پہنچی نہایت
مسرور ہوا چند روز شہر سراندیپ مین ماندگی راہ کی دور کرکے آسودہ ہوا پھر لشکر مع ہیر و بنگاہ اُسی شہر مین چھوڑ کر ساتھ چند از خواص متوجہ
کوہ کا ہوا ہر طرف مرغزار انواع ریاحین سے آراستہ دیکھتا تھا اور ہر طرف سے بوستان نزہت آباد کہ وہ گلشن باغ ارم کہا چاہیے نظر آتی تھی دابشلیم
ہر مقام متبرک کا طواف کرکے خرسند ہوتا تھا ناگاہ نظر اُسکی ایک غار تاریک پر پڑی کہ جسکے دیکھنے سے آنکھیں روشن ہوتی تھین اُس غار کو سمجھا اور
سے پوچھا کہ یہہ کسکی جگہہ ہے اور حقیقت حال اسکی کیا ہی اُنہوں نے عرض کیا کہ یہہ مکان حکیم بیدپا دانا دل کا ہے کہ بہت مدت سے
خلایق کی صحبت سے کنارہ کش اور اس غار کو منزل اور ماوا اپنا کیا ہی اور اندک کفاف پر قناعت کرکے خاشاک ناپاک ہستی کو
آتش ریاضت سے جلا دیا ہی اور اُسکے دیدۂ بیدار نے شب زندہ داری سے چہرہ خواب کا مدت دراز سے نہین دیکھا ہی اور اُسکی گوش ہوش
غایت پرہیزگاری سے آواز اہل دنیا کی سُنی ہی دابشلیم واسطے ملاقات حکیم کے بصد نیاز و تمنا قریب غار کے جا کھڑا ہوا اور اُس صاحب
کمال کی زبان حال سے زیارت کی اجازت مانگی اُدھر سے آواز مرحبا اور تعالے کی بعد اُسکے قدم آگے رکھا غار مین جا کر دیکھا ایک
شخص ہے کہ عالم تقریر مین علم حقایق بلند کیا ہی گویا سیرت ملکی نے صورت بشری مین ظہور پایا ہی جبکہ نزدیک پہنچا شرط
و قدموسی بجا لایا برہمن نے جواب سلام اور مراسم اکرام کے بعد اجازت بیٹھنے کی دی اور سبب
اذیت اختیار کرنے کا پوچھا دابشلیم نے حکایت خواب اور گنج اور وصیت نامہ ہوشنگ اور باعث
سفر کا واسطے دریافت ہونے اسرار جو وہ وصیتوں کے برہمن سے از مطلع تا مقطع بیان کیا برہمن نے تبسم کیا

اور ہزار آفرین پادشاہ کی ہمت پر کی اور کہا کہ علم کی طلب کیواسطے متحمل اتنی مشقتونکا ہونا کام مرد کا نہین ہے واقعی سلطنت
کا سزاوار ایسا ہی شخص ہوتا ہی کہ رفاہ اور آرام خلایق کے واسطے اتنی محنتونکو اختیار کری اسکے بعد وہ پرچہ حریر کا دابشلیم نے
برہمن کے ہاتھ مین دیا برہمن نے دیکھا کہ یہہ نسخہ دست گوہر فشان ہوشنک ابن کیومرث ابن طہمورث دیوبند ابن سام ابن نوح
علیہ السلام کا لکھا ہی چوم کر آنکھوںسے لگایا اور بغور تمام سب وصیتونکو دیکھکے دابشلیم سے بیان کرنے لگا اور مثل اور
حکایات واضح ہر ایک وصیت کی توضیح میں لاتا تہا دابشلیم قلم خیال سے لوح حافظہ پر لکہتا جاتا تھا بعد تمام کلام
وصایا ہوشنک حکیم دابشلیم نے ترتیب اس نسخے کی دیکر موسوم بہ کلیلہ ودمنا کرکے چودہ باب پر یون مرتب
فرمایا **باب پہلا اجتناب کرنے مین قول نمام اور چغلخور اور ساعی کے سوال**
دابشلیم نے بیدپا حکیم سے کہا کہ خلاصہ مضمون پہلی وصیت ہوشنک یہہ ہی کہ جو کوئی تقرب سلاطین مین عزت پاتا ہی آخر کینہ
وہ محسود ہم جنس کا ہوتا ہی اور حاسد اوسکی خرابی اور سلب منصب مین ہزار رنگ سی شعبدہ بازی اور حیلہ سازی کرتے رہتے ہین اور اکثر
پیرایہ خیرخواہی سلطان مین باتین مکر وفریب کی اوسکے حق مین بنایا کرتے ہین تا کسی طرح سے مزاج بادشاہ کا اوسکی طرف سے
متغیر کرین اور پایہ عزت سے اوسی گرائین اور بادشاہ کو لازم ہے کہ اقوال حاسد پر خوب غور کری اور تحقیق اور تنقیح کو درپردہ حد
صدق وکذب کو پہنچاے اگر جانے کہ قول حاسدونکا محمول بحسد نتہا بلکہ راست و درست تھا تو بتدریج اوسی اپنی نزدیکی سے
جدا کرے لاکن تشہیر بھی پردہ دری اوسکی نکرے کہ بہترین صفات سے بادشاہ کیواسطے ستاری اور درگذر ہی اور اگر معلوم
کرے کہ یہہ بیان انکا محض حسد اور نفسانیت ہی ہے تو اون حاسدونسی اجتناب کرے اور کبھی پھر اپنی صحبت بابرکت
مین اونہین بار ندے آسے حکیم دانا دل اتنا تو معلوم ہوا مگر اب یہہ التماس کرتا ہون کہ اس وصیت کے مناسب حال کوئی داستان بیان
فرماو اور قصہ کسی ایسی شخص کا کہ بادشاہ کا مقرب ہوا ہو اور حاسدونکی مکر وفریب سے اوسکے مرتبے مین خلل آیا ہو اور دوستی دشمنی اور
موافقت مخالفت سی مبدل ہو گئی ہو تفصیل بیان کر برہمن نے عرض کیا کہ اے بادشاہ جان تو کہ مدار سلطنت کا اس وصیت پر ہے
اگر بادشاہ اہل فساد کو تنبیہ اور منع نکریگا تو بتدریج ارکان دولت انکی فسادسی منکوب ومخذول ہو جائین گے اور خلل کلی امور سلطنت
مین واقع ہوگا وجہ اسکی یہہ ہے کہ سلطنت مانند عمارت کی ہے اور ارکان دولت ستون اوسکی ہین جبکہ ستون گر پڑے گے مکان برپا
نرہیگا جبکہ مفسد اور شریر دو دوستون مین مجال دخل کی پائین گے تو بجانکار انکا ضرر وحشت اور ملال کو پہنچیگا جیسا کہ شیر اور گاو مین ہوا
دابشلیم نے کہا کہ یہہ قصہ کیونکر تہا **حکایت شیر وگاو** برہمن نے کہا کہ ایک تاجر تھا کہ منازل بحر وبر کو طی کرتا رہتا تھا اور اقالیم شرق
وغرب مین کوئی شہر نہین چھوڑا تھا اور سرد وگرم زمانیکا بہت دیکھتا تہا اور تلخ وشیرین ایام کا خوب چکھا تھا **بیت** امین ہوشیار و
کاردانے بہ نزد سے تجربہ بسیار دانے + جب کہ مقدمہ سپاہ موت کہ عبارت ضعف پیری سے ہے اوسکی مملکت قوی پر

نمام چغل خور ۱۲ | ساعی دوانی رونق ۱۲ | داستان دراز | و محنت درنج ۱۲ | سلب ربودن ۱۲ | شعبدہ بازی ۱۲ | منکوب ۱۲ | مخذول ۱۲

تاخت کرنے لگا اور طلایۂ لشکر اجل نے کہ اشارہ موی سپید کیطرف ہی اوسکی حوالی حصار وجود کو گہیر لیا **نظم** نوبت پیری کہ زند کوس درود + دل شود از خوشدلی و عیش سرد + موی سپید از اجل آرد پیام + پشت خم از مرگ رساند سلام + تا جو سمجھا کہ دمبدم کوس رحیل بجاتے ہین اور سرمایہ حیات کہ مند وق بدن مین امانت تھا پھیر مانگتے ہین ایکدن بیٹونکو بلاکر نصیحت کی وہ جوان ثروت دولت اور نخوت شباب مین مغرور اور طریقہ اعتدال سے بہانتک دور تھے کہ پند پدر کو مضحک سمجھے باپنے کہا کہ ای جوانون مجھ پیر کی بات بدل سنو کہ یہ مال انا ر وختہ پدر کہ تم اوسے بیہودہ برباد کرتے ہو اور جو اسکے حاصل کرنے مین تمہین کچھ مشقت نہین ہوئی ہے اسلیئے تم قدر اسکی نہین جانتے ہو یہ عقل سے بہت دور ہے اسے بغور دنیا مال سمجھو کہ مال سرمایۂ دنیا و آخرت ہے جو فائدہ دین و دنیا کا مطلوب ہو اسی سے حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ طلب تمام بنی آدم کی تین قسم پر ہوتی ہے ایک طلب فراخی معیشت یعنے کہانا اور پینا اور عیش کرنا دوسری خواہش ترقی منزلت اور زیادتی منصب کہ مقصد جاہ و جلال اور بلندنامی ہے تیسرے استدعاے حصول فوائد عقبے کہ حاصل اسکا رضامندی خالق ارض و سما ہے اور یہ تینون مطلب مال سے حاصل ہوتے ہین نعم المال الصالح حدیث شریف مین آیا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے فرمایا ہے **شعر** مال را گر بہر دین باشی حمول + نعم مال صالح گفتہ رسول + معلوم ہوا کہ برکت سے مال کی اکثر مطلوب دل ہاتھ آتا ہے اور بغیر کسب و مشقت کے حاصل کرنا مال کا قبیل محال سے ہے اگر کبھی بطور ندرت بے مشقت ہی کچھ کسیکے ہاتھ آگیا تو قمار بازون کے مانند بے قدری سے صرف کرتا ہے اور گمان اوسے یہ ہوتا ہے کہ مین بڑا خوش نصیب ہون کہ بے جہت اسقدر مال مجھے ملا ہے اور ساون کے اندہے کی طرح ہمیشہ اوسے ہرا ہرا سوجہتا ہے یعنی جانتا ہے کہ ہمیشہ یون ہی مجھے ملا کریگا اور محنت اور کسب پر التفات نہین کرتا ہے صرف ہونیکے بعد سوا ے ندامت کے روی فلاح پھر نہین دیکھتا ہے اسلیئے کہتا ہون کہ کسب اور تجارت مین سعی کرو اور اس مال حلال کو راہ حرام اور عیاشی مین برباد نہ دو اول بڑے بیٹے نے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار ہم فائدہ کسب کو بے فائدہ سمجھتے ہین کیونکہ ہمنے توکل کو اختیار کیا ہے اور ہم خوب جانتے ہین کہ جو مقدر ہے اگر ہزار بار جد و جہد کرین یا شبانہ روز راحت مین بسر کرین کم و بیش اوس سے نہوگا اور مین ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جو کچھ روزی جسکے مقدر ہے ہر چند اوس سے بہاگتا ہے وہ خود بخود دامن سے آلپٹے گی اور جو چیز کہ مقدر مین نہین ہے ہر چند اوسکے پیچھے دوڑے وہ ہاتھ نہ آئیگی ہم کسب یا نکرین جو کہ نصیبہ ازلی ہے کم و زیادہ نہوگا چنانچہ داستان لوان نشا برود کی شاہد حال اس قول کی ہے کہ ایک کو گنج بدر بے رنج ہاتھ آیا اور دوسرے نے ملک موروثی باوجود کوشش کے ہاتھ سے کہو دیا سوداگر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر تھی

حکایت بادشاہ حلب

بیٹے نے کہ ولایت حلب مین بادشاہ نہایت آزمودہ کار انقلاب سے نہایت ہوشیار تھا اوسکے دو بیٹے تھے دریاے غرور جوانی مین غرقاب اور نشہ غفلت کا مزاج سے سرشار ہمیشہ لہو لعب مین مشغول اور دن رات نغمہ سرائی چنگ و رباب مین مصروف رہتے تھے بادشاہ عاقل تجربہ کار نے جانا کہ یہ ناخلف میرے بعد خزانہ میرا اندک مدت مین

تاراج و برباد کر ڈالین گے اور اُس شہر کی حوالی مین ایک زاہد تہا کہ پشت پا کو اسباب دنیا پر مارا تہا اور تعلق دار ناپائدار سے کنارہ کیا
تہا بادشاہ کو اُس زاہد سے الفت و حسن عقیدت بہت تہا زاہد سے کہا کہ مین مال اپنا تیرے مسکن مین دفینہ کرونگا جبکہ دولت بیوفا
اور جاہ بے بقا میرے فرزندون سے روتابی کرے اور وہ کم بضاعت اور محتاج ہو جائین یا کوئی مشکل امر سلطنت مین ایسی درپیش
ہو کہ بے صرف کثیر دفع بلا نہو سکے اُسوقت نشان اس مال کا اُنہین دینا شاید کہ رنج اُٹہانیکے بعد متنبہ ہو کر قدر مال کی سمجہین
اور اصراف بیجا سے باز رہین زاہد نے بادشاہ کی وصیت قبول کی بادشاہ نے زاہد کے مکان مین دفینہ کی جگہہ ترتیب دیکر سب خزانہ اپنا دفن
کر دیا اور بیٹون سے یہہ وصیت کی کہ جب تمہین مصیبت پیش آئے اور بے خزانہ کثیر دفع نہو سکے اس زاہد سے احتیاج اپنی
بیان کرنا غالب ہے کہ حاجت تمہاری رفع ہو جاے بیٹون نے بقیاس دریافت کیا کہ زاہد کو استطاعت خزانہ کی کہانسے بہم
پہنچی مگر پدر بزرگوار نے کوئی دفینہ اپنا زاہد کو بتایا ہو اور وصیت کی ہے کہ وقت ضرورت کے میرے بیٹونکو بعد میرے بتادینا
اتفاقاً اندک مدت مین زاہد اور بادشاہ بادۂ کل نفس ذائقۃ الموت سے بیہوش ہوئے بیت ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئی کل من علیہا فان :: اور وہ گنج صومعہ زاہد مین مخفی رہا بہائیون مین باپ کی وفات کے بعد تقسیم ملک و مال کے
واسطے مناقشہ واقع ہوا برادر کلان چہوٹے بہائی پر غلبہ پاکے ساری سلطنت کو اپنے قبض و تصرف مین لایا برادر کوچک مغموم
اور محروم منصب سلطنت سے بے نصیب رہا اور باخود اندیشہ کیا کہ آفتاب حشمت و اقبال نے مونہہ جانب مغرب زوال کیا
اور فلک جفا پیشہ نے شیوہ بیمہری و بیوفائی کا آشکار کیا اب باردگر مونہہ طرف دنیا ردی کے لانا اور آزمودہ کو پہر آزمانا
نتیجہ نیک نديگا بہتر یہہ ہے کہ جب گریبان دولت اپنے قبضہ قدرت سے باہر ہو جاے تو دامن توکل و قناعت کو ہاتہہ مین لائے بیت
گدائی کو بہت شاہ سے ہے فراغت :: یہ از بخت شاہی ہے کنج قناعت :: یہہ نیت کرکے شہر سے باہر آیا اور دلمین کہا کہ فلانا زاہد
والد بزرگوار کا دوست تہا مصلحت یہہ ہے کہ زاہد کی خدمت مین جا کر طریق ریاضت اور عبادت اختیار کرون جبکہ صومعہ
زاہد مین پہنچا سنا کہ طوطی روح شریف زاہد نے قفس بدن سے جانب ریاض جنت کے پرواز کی اور صومعہ اُس پیر روشن ضمیر کا خالی
ہے ایکساعت اندوہ و ملال سے کور رہا بعد اسکے کہا کہ یہہ جگہہ متبرک ہے اسی جگہہ مسکن اختیار کرون اسی نیت سے زاہد کی قبر پر مجاورت
اختیار کرکے ایک مدت اسی طرح بسر کی چند عرصے کے بعد یہہ اتفاق ہوا کہ حوالی صومعہ مین ایک کاریز تہی اور صومعہ خاص مین ایک چاہ تہا
کہ اسی کاریز سے آب اس چاہ مین لائے تہے اور اہل صومعہ اوس سے کام کرتے تہے ایکروز شاہزادے نے ڈول اُسمین ڈالا آواز پانی کی نہ آئی
متحیر ہوا کہ پانی نہونیکا سبب کیا ہے اور کونسی چیز مانع ہوئی ہے شاہزادہ اُس چاہ مین اُترا اطراف و جوانب نظر کرتا تہا کہ ایک گڑہا دیکہا
خیال کیا کہ کیا چیز ہے اُسے ٹہوکر لگائی مونہہ اُسکا کشادہ ہو گیا قدرے اور کہودا وہی مونہہ اُس خزانے کا تہا جبکہ زیادہ کہودا
دیکہا کہ گنج شایگان دینار سرخ اور جواہر آبدار سے بہرا ہے معلوم کیا کہ وہ اشارہ پدر بزرگوار کا اسی خزانے کی طرف تہا

الحمد للہ کہ میراث پدر ہاتھہ آئی سجدہ شکر بجالایا اور دلمین کہا کہ اگرچہ یہہ مخزن بیشمار عنایت پروردگار سے ہاتھہ آیا ہے لاکن دامن قناعت
و توکل کو نہ چھوڑنا چاہیئے اور بقدر یا یحتاج نہ صرف کیا چاہیئے اور یہہ شعر ناسخ اُستاد کا پڑھتا تھا بیت منہہ توکل سے فراغت میں موڑا
چاہیئے ٭ ہاتھہ سے دامن قناعت کا نہ چھوڑا چاہیئے ٭ اور حکایت برادران کلان کی یہہ ہے کہ جب مسند پدری پر متمکن ہوا بسبب نخوت و غرور
یہانتک مغرور ہوا کہ پروائے رعیت و فوج مطلق نرہی بجز داد عیش و آرام اور کام نکرتا تہا کہ ناگاہ دشمن صعب نے با فوج جرار تیغ
گذار اُس ولایت کے تصرف کا قصد کیا یہہ بیہودہ غفلت شعار جبکہ دشمن قریب آپہنچا ہراسان ہوا دیکہا کہ ایک حبہ خزانے
مین موجود نہین اور رعیت اور اہل فوج سب ملول اور دل برداشتہ ہین یاد کیا کہ باپنے اشارہ کنز زاہد کی طرف کیا تہا شاید
اُس سے کچھہ ہاتھہ آئے اسلیئے صومعہ زاہد مین آیا زاہد کو جان بحق تسلیم پایا ہرچند دست و پا مارے کچھہ مال کا پتا نپایا ناامیداً
پھر آیا اور اُس برادر خورد فقیر صورت پر کچھہ رحم نفرمایا اور نہ مطلق دلجوئی کی کہ اس حال کو تبدیل کروائے یا ساتھہ لیجائے ہرگز التفات
نکیا جبکہ اپنی منزل کو آیا اور مشاہدہ حال سپاہ سے سمجھا کہ ہرگز کوئی ارادہ جان نثاری کا نہین رکھتا ہے کہ لا ملک الا بالرجال
ولا رجال الا بالملک جبکہ تدبیر سر انجام زر سے ناامید ہوا حیلے اور دمسازی سے اہل لشکر کو امیدوار کرکے ہمراہ لیا اور کوچ
کرکے دشمن کے نزدیک پہنچا آخر دونون صفین مقابل ہوئین ہنوز صف جنگ آراستہ نہو چکی تہی کہ ایک تیر اُدہر سے اور ایک تیر
اِدہر سے ہوا قدرت نمائی حکیم کارساز کی دیکہا چاہیئے کہ دونون تیرون نے کام دونون بادشاہون کا تمام کیا اور فوج طرفین سے
احد من الناس مجروح بہی نہوا جبکہ دونون فوجون مین دیکہا کہ کام دونون فرمانرواؤن کا تمام ہوا اب جنگ و قتال محض حمق
اور ضلال ہے دونون فوجون کے سرداروں نے متفق ہو کر یہہ صلاح کی کہ کوئی ایسا شخص کہ لائق اور سزاوار دونو ریاستو نکا
تجویز کیا چاہیئے جبکہ تحقیق کیا دونون خاندان مین اُس شاہزادے صومعہ نشین کے سوا اور کوئی باقی نتہا القصہ باتفاق اسپر ہوا کہ
اُس سرفراز کے سوا کوئی لائق تاج سرفرازی کے نہین ہے کلہم اجمعین اُس شاہزادے پر راضی ہوئے آخرکار اُسکو صومعہ سے اُٹہا کر تخت
سلطنت پر متمکن کیا بدولت صبر و قناعت کے ملک موروثی کا حاکم ہوا اور سلطنت دوسری اضافہ ملی اے پدر بزرگوار یہہ
مثل اسلیئے بیان کی ہے تا معلوم کرے تو کہ ملنا منصب عالی کا سعی اور کسب سے تعلق نہین رکہتا بہتر یہہ ہے کہ اعتماد توکل پر
کرے نہ کہ سعی اور کسب پر جبکہ تاجر کے بیٹے سے یہہ داستان تمام کی باپ نے کہا کہ یہہ جو کچھہ کہا تو نے راست و
درست ہے مگر یہہ عالم عالم اسباب ہے اور حکمت الہی اسپر جاری ہوئی ہے کہ ظہور اکثر امور کا اس جہان مین
وابستہ تدبیر و اسباب ہے اور منفعت کسب کی توکل سے زیادہ تر ہے اور نفع توکل کا ہر جگہہ درست نہین ہوتا ہے اور متوکل
اُس سے عبارت ہے کہ تن آسانی اور نفس پروری سے مطلق قطع تعلق کرے یہہ نہیں کہ آدہا تیتر اور آدہا بٹیر ہو یعنی عیاشی اور
نفس پروری مین بہی مصروف رہے اور دعوے توکل کا بہی کرے ایسا دعویٰ کبہی صادق نہین ہوتا ہے اور منفعت توکل محض متوکل

کو پہنچتی ہے اور منافع کسب و مشقت کے متعدی ہوتے ہین کہ غیرون کو بہی پہنچتی ہین اور نفع پہنچانا غیرونکا عند اللہ اور عند الخلق محبوب ہے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ اور جو کوئی کہ غیر کے نفع پہنچانے پر قادر ہو حیف کہ وہ کاہلی کرے اور محتاج اوسے نفع پانیکا ہو مگر اے فرزند تو نے قصہ اوس مرد کا نہین سنا ہی کہ مشاہدہ حال باز و کلاغ کے بعد اسباب کسب کو برطرف کیا اور اوسی سبب سے عتاب الہی مین گرفتار ہوا بیٹے نے پوچھا کہ یہہ قصہ کسطرح پر تھا **حکایت** باپ نے کہا کہ ایک درویش ایکدن ایک میں گذرا اور آثار رحمت اور اطوار قدرت الہی مین اندیشہ کرتا تھا کہ ناگاہ شاہباز تیز پرواز کو دیکھا کہ تھوڑا گوشت چنگل میں لیکر ایک درخت کے گرد اوڑتا ہے درویش اس عجائب تازہ کو دیکھکر کھڑا ہوا اور حیرت تمام سے تماشا دیکھتا تھا کہ سبب اسکا کیا ہے ایک زاغ بے پر و بال کو دیکھا کہ اوس درخت پر بیٹھا ہے باز نے نزدیک آکر وہ گوشت زاغ کے حوالہ کیا درویش نے مشاہدہ اس حال کے یہہ شعر مؤلف کا پڑھا **المؤلفہ بیت** رزاقی کریم ہے کیا جلشانہٗ + سارے زمین کو سفرۂ انعام کر دیا + اور اپنے دلمین کہا کہ مین روزی کی طلب مین سرگردان پھرتا ہون تسپر بہی بہزار حیلہ و مشقت بہم پہنچتی ہے یہہ محض میرے اعتقاد کی سستی ہے اب بہتر یہہ ہے کہ سر فراغت زانوی قناعت پر رکھون اور اسکے بعد زنہار طلب روزی کی نکرون اور خط بطلان صفحۂ کسب و حرفت پر کھینچون کہ جو کوئی گوشۂ قناعت مین بیٹھے اور دل اسباب سے اوٹھا کر تعلق اپنا مسبب الاسباب سے کرے تو کبہی درماندہ کسی مین نہو اسکے بعد تین شبانہ روز زاویۂ عزلت مین بیٹھا مگر مطلق کسی طرف سے کچھ فتوح نظر نہ آیا ہر دم نحیف و ضعیف ہوتا جاتا تھا اور ادا امر اسد طاعت و عبادت سے بہی درماندہ اور کاہل ہونے لگا حق تعالے نے پیغمبر زمان کو حکم کیا پیغمبر نے درویش کے پاس جا کر عتاب فرمایا کہ اے فقیر بے تمیز مدار عالم اسباب کا موقوف و سائط پر رکھا ہے اگرچہ بے سبب بہی جو کچھہ اللہ تعالے چاہے وہ ہو جاتا ہے الا اوسکی حکمت کاملہ مقتضی اسکی ہی کہ مہمات عالم بغیر قاعدہ افادہ اور استفادہ کی جاری نہون بس بہتر یہہ ہے کہ تو اورونکے فائدہ کا سبب بن اور بے ہمتون کی مانند غیر سے فائدہ لینے کا محتاج نہو **بیت** چو باز باش کہ صیدے کنی و لقمہ دہی + طفیل خوارہ مشو چون کلاغ بے پر و بال + اے فرزند یہہ مثال اسلیئے بیان کی ہے تا معلوم کرے تو کہ کسی کے واسطے قطع تعلق زیبا نہین ہے اور توکل یون پسندیدہ ہی کہ باوجود اسباب کے متوکل ہی یعنی کسب کو بہی چھوڑے اور دل سے سمجھے کہ یہہ کسب محض حیلہ ہی اور جو کچھہ کہ اس حیلے سے حاصل ہوتا ہی محض عنایت اوسکی ہی کسب بیکار کچھہ حقیقت نہین رکھتا ہے اس نیت کو معتقد اپنا کرے یا تبضا اَلْکَسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ سے بہرہ مند ہو اور فائدہ توکل کا بہی حاصل رہے بزرگون نے فرمایا ہی کہ کسب کے ہونا کاہل نہ بنے کہ کاہل مردود خدا ہوتا ہی اور روزی کو محض انعام پروردگار سمجھے تا کافر نعمت نہو **نظم** ہر کسیکو چاہئے فکر معاش + ہو توکل پر بہو روزی کی تلاش + چاہئے کسب و توکل ساتھ ہو + سوئے حق دل سوے حرفت ہاتھ ہو بیٹے نے کہا کہ اے والد اگر کسب کر اور خداوند تعالے خزانہ کرم سے بہت سا مال و منال عنایت فرمائے تو اوسکو کسطرح پر صرف کرے اور اگر جمع کرے تو کیونکر رکھے باپ نے کہا اے فرزند مال

له ترجمہ بہتر آدمی وہ ہے کہ نفع پہنچاوے لوگون کو ۱۲
[illegible]
مدارتہ ۱۲

جمع کرنا آسان ہی مگر فوائد حاصل کرنا اوس سے البتہ مشکل ہے جبکہ مال ہاتھ آئے تو دو صورت کو اختیار کرے ایک یہہ کہ
محافظت اوسکی اوس طرح کرے کہ تلف و تاراج سے ایمن رہی بموجب حدیث شریف اُستُر ذَھَبَکَ وَ ذِھَابَکَ تا دسترس
دزدوراہزن اور کیسہ بُر کا اوس سے کوتاہ رہی کہ زر کے دوست اور زر دار کے دشمن بہت ہوتے ہین **بیت** چرخ نہ بر بنا زنان میزند
قافلہ محتشمان میزند ﴿ دوسرے یہہ کہ اپنے مال کے فائدے سے گذران کرے اور اصل مال کو ہرگز تلف اور صرف نکرے والا اندک زمانی
مین نکبت افلاس مین مبتلا ہوجائیگا جسکا مداخل نہو اور مخارج بدستور کرے یا مداخل سے مخارج زیادہ ہون تو غالب ہے
کہ ورطہ احتیاج مین پڑے اور کام اوسکا انجام کار ہلاکت کو پہنچے جیسا کہ اوس موش تلف کار نے ہجوم غم سے جان اپنی
دی بیٹے نے پوچھا کہ قصہ موش کا کسطرح تھا تاجر نے کہا **حکایت دہقان** کہتے ہین کہ ایک دہقان نے ذخیرہ غلے کا
کرکے دروازہ صرف کا بند کیا تھا اس نیت سے کہ جب احتیاج بغایت اور ضرورت نہایت درپیش آئیگی اوسوقت صرف کرونگا
قضارا ایک موش نے کہ تیز دستی مین لاثانی تھا قریب اوس انبار کے چار طرف سے نقب دیکے اور غلہ فراوان لیجاکے اپنی غار
مین فراہم کیا اسکے بعد ایک نخوت اوسکو پیدا ہوئی اور دعوا فرعونی شروع کیا اندک عرصے مین سب موش اوس محلے کے
اسکی خدمت مین حاضر ہوئے **نظم** عہد دولت مین کہ تیرا دوستی ﴿ کہاں کرتا ہی جو ایسا دوست ہے ﴿ کچھ بہی تجھسے دوستی اسکو نہ
فی الحقیقت تیرے زر کا دوست ہی اور دوستان ہم نوالہ اور حریفان ہم پیالہ واسطے خوردبرد غلے کے جمع ہوکے فرق نوالہ دو و اعمات
کے موافق خوش آمد مین مصروف ہوئے اوسکی مدح و ثنا کے سوا زبان کو اور سخن سے آشنا نکرنے تہے اسکے مناسب صائب فرماتا ہے **بیت**
لشکست قدر خود را نخوت فزود مارا ﴿ برما ز خود ستم کو ہر کس ستود مارا ﴿ اور اوسنے بہی دیوانہ وار زبان کو لاف و گزاف پر اور ہاتھہ کو
انعام پر دراز کیا تہا اس تصور پر کہ یہہ غلہ فراوان کبہی کم نہین ہونیکا ہر روز مقدار کثیر مصاحبون پر تقسیم کرتا تہا اور مطلق عاقبت اندیشی کا
دہیان مین نلاتا تہا اور یہہ شعر ناسخ کا تکرار کرتا تہا **بیت** کیا خوب شغل ہے یہہ کسی بادہ خوار کا ﴿ ہون آج مست غم نہین کل کے
خمار کا اوس سال قحط سالی نے آتش گرسنگی سینون مین مفلسون کے یہانتک بہڑکایا تہا کہ بدلے نان کے جان دیتی تہی تو بہی کوئی التفات
نکرتا تہا اور متاع خانہ کو بدلے جو کے بیچتے تہے تو بہی کوئی خرید نکرتا تہا موش بیخرد نے سفرۂ نان نعمت کو بیہودہ بچہا رکہا تہا
جبکہ چند روز اسیطرح پر گذرے دہقان کو کارد باستخوان کا یعنی جان پہنچا نقصان غلے کا دیکہتا تہا اور آہ سرد کہینچتا تہا اور دل مین
کہتا تہا کہ جزع و فزع اوس چیز پر کہ تدارک جسکا حیز امکان سے باہر ہو طریق خردمندی سے دور ہے اب مصلحت یہہ ہے کہ
باقیماندہ غلے کو لیکر دوسرے قریہ مین جا رہون جبکہ دہقان نے غلہ اوٹھانا شروع کیا یہہ موش آپکو صاحب خانہ اور مالک کاشانہ
سمجہتا تہا اور پردۂ خواب ناز مین غافل تہا جبکہ موش صدائے آمد و شد دہقان سے مطلع ہوئے تحقیق حقیقت حال کے
واسطے باہر آئے اور راہ سوراخ سے معاینہ حال دہقان کیا اور سبکو اطلاع دی سب نے کہ دم رفاقت بھرتے تہے ولی نعمت کو چہوڑکر راہ فرار لی

نظم ہمہ یار تو از بہر معاش اندہ پی لقمہ ہوا دار تو باشند چو حالت کاہد از مہرت بکاہند ریاضت بہر سود خویش خواہند ایسے رفیقان ریائی سے انقطاع بہتر ہے نہ آشنائی جبکہ موش نے سر بالین بستر راحت سے اُٹھایا ہر چند جیب و راست نگاہ کی تفحص کیا اثر ایک مصاحب کا نہ پایا گیا دلمین کہا المولفہ بیت جو ہمارے تھے فدائی دفعتًہ کیا ہوئے کیا سبب ہے چھوڑ کر ہمکو روانہ ہو گئے جبکہ باوجود تلاش کسی رفیق کا نشان نملا خرمن کی طرف روانہ ہوا اثر غلے کا بھی نپایا حتی کہ اس مقدار بھی نہ تہا کہ قوت ایکدن کا کرے اس حال کے مشاہدہ کے ساتھہ طاقت طاق ہوگئی اور اضطراب عظیم مین مبتلا ہوا اسقدر سر زمین پر مارا کہ ہلاک ہوگیا فائدہ اس مثل کا یہہ ہے کہ آدمی کو خرچ کرنا فراخور مداخل چاہیے اور اسطرح منافع مال سے گذران اپنی کرے کہ نقصان راس المال کو نپہنچے بیت بدخل و خرج خود ہر دم نظر کن چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن بعد اسکے چھوٹا بیٹا اُٹھا اور بعد ثنا و دعا یا یسے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو کوئی کہ اسقدر مال کی حفاظت کرے کہ انتفاع کلی اُس سے حاصل ہو پھر کس منافع کو کس طرح صرف کرے باپ نے کہا کہ طریقہ اعتدال کا ہر چیز پسندیدہ ہے بموجب حدیث شریف سرور عالم خیر الامور اوساطہا خصوصًا معاش کے باب مین نہایت ضرور ہے خداوند مال کو لازم ہے کہ اسراف سے اجتناب کرے والا طعن و تشنیع خلق اور ناخوشنودی خالق مین مبتلا ہوگا اور فی الحقیقت یہی ہے کہ اتلاف و اسراف مال وسوسہ شیطان ہے بموجب آیہ کریمہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وان اللہ لا یحب المسرفین لازمہ دانش یہہ ہے کہ اسراف سے اجتناب کلی کرے بلکہ مردم عاقل کے نزدیک بخل اگرچہ بد ہے لیکن اسراف سے بہتر ہے دوسرے یہہ کہ بخل اور امساک کی بدنامی سے بھی احتراز کرے کہ مرد بخیل ہر وقت مین مطعون اور دشمن خلایق اور ناکام ہوتا ہے اور مال اسکا آخرکار بخل سے آماج تیر تاراج ہوجاتا ہے غرض کہ سوا خیر الامور اوساطہا رستگاری متصور نہین ہے نظم دیتے نہین زر کا ہی مین جو ضا زر اُٹرجاتا ہے وہ مال لگاکر شہیر پاتین جو وارث اتفاقا میراث کہتے ہین دیا بخیل نے زر مر کر آخرکار نصیحت نے سوداگر کی دونون بیٹون کے دلمین اثر کیا ایک نے حرفت اختیار کی اور برادر بزرگ نے پیشہ تجارت بہتر سمجھکر سفر دور دست اختیار کیا اور پاس اسکے دو گاو بارکش تہے کہ تور فلک قوت مین اُنسے برابری نکر سکتا تہا اور شیر گردون اُنکی مہابت سے مانند روبہ کے زبون نظر آتا تہا بیت ناسخ بیل تن و شیر دل و مار دم گاو زمین خستہ ہو جو مارے جو سم ایک کا نام شتربہ اور دوسرے کا مندبہ نام تہا خواجہ تاجر اُنہین از بس عزیز رکھتا تہا اور ہر وقت تیمارداری ان دونون کی کرتا تہا لا اِنہ دمدقت سے بذات خود غفلت نکرتا تہا جبکہ مدت سفر کی دراز ہوئی اور منزلین بہت طے کرین تہین فتور دونون بارکش کے حال مین پیدا ہوا اور ضعف اُنکے اعضا پر مستولی ہوا اتفاقا ایک وادی مین دلدل اور کیچڑ بہت سے عین راہ مین تہی شتربہ اسمین پہنس گیا بہزار خرابی خواجہ تاجر نے اُسے نکالا لیکن طاقت رفتار مطلق نہین رہی تہی لہذا اُسی قربا نسی ایک شخص کو باجرت مقرر کیا کہ اسکے پاس دو چار روز رہے اور تیمارداری کرے جبکہ طاقت کچہہ بہی عود کرے تو تا کاروان سرا کہ خواجہ نے جہان مقام اپنے ٹہیرا لے تہے پہونچا دے

مزدور نے ایکدو دن بہایا بانمین نگہبانی کی آخر تنہائی سی گہبرایا اور شتربہ کو چہوڑ کر نزدیک خواجہ کے آکر کہا کہ قضا سے چارہ نہین ہے شتربہ مر گیا خواجہ
ملول ہوا اور بمجبوری کوچ کیا اور شتربہ کو چند پہر مین اسقدر قوت پیدا ہوئی کہ ہر طرف حرکت کرنے لگا ناگاہ ایک مرغزار کو پہنچا کہ انواع
ریاحین سے آراستہ اور گونہ گونہ روئیدگی سے پیراستہ تہا المولفہ نظم گل جو تہا اُس دشت مین بیخار تہا سبزہ شکِ سبزۂ رخسار تہا
نام کو بہی رنج جز راحت نتہا تہا نہ صحرا خلد کا گلزار تہا شتربہ کو وہ مقام نہایت بہایا اور رخت اقامت اُسی جگہہ ڈالا
جبکہ یکچند بے قید و بند اُس مرغزار مین حسب دلخواہ چرا اور ہوائے روح افزا اور فزائے دلکشا سے مراد دل حاصل کی کمال فربہی اور
طاقت لاحق حال اُسکے ہوئی نہایت سرور نشاط سے کبہی کبہی خوار[51] رعد آسا کہینچتا تہا اور اُسی بیشہ مین ایک شیر فرمانروا
تہا کہ کمال شوکت و غرور سے پیل مست کو خیال مین نہ لاتا تہا اور اپنے ہمجنس کو بہی ہرگز اپنے مقابل و برابر نجانتا تہا سباع[52] اور درندے
اُس بیشہ کے سب مطیع اور فرمانبردار اُسکے تہے جبکہ آواز خوار[53] شتربہ کے کان مین شیر کی پہنچی کبہی اس آواز کو شگاف سے کان اُسکے
آشنا نتہے سنتے ہی عجب طرح کا ہراس شیر کے دل پر طاری ہوا سمجہا کہ یہہ کوئی ببر[54] ہیران ہی کہ مین اُسکے آگے پشے کے برابر ہون
کہ اُسکی مہابت آواز سے خون رگونمین خشک ہوتا ہی اس ہیبت سے ایسا خوفناک تہا کہ اپنی جگہہ سے نہ نکلتا تہا اور چاہتا تہا کہ یہہ
خوف میرا کسی پر ظاہر نہو تو بہتر ہے اور ملازمان بادشاہی مین دو شغال تہے ایک کا کلیلہ اور دوسرے کا دمنا نام تہا دونو آپسمین
چچازاد اور ذہن و ذکا مین شہرۂ آفاق تہے کلیلہ عاقل و سلیم الطبع اور قانع مزاج تہا اور دمنا بزرگ منش اور طالب جاہ و حشمت
مین حریص تر اور فساد دوست تہا بفراست دمنا نے سمجہا کہ شیر کے دل مین خوف گاؤ کی آواز کا اثر کر گیا ہے کلیلہ سے کہا کہ بادشاہ کے حال مین کیسا تغیر
ہوا کہ سیر و شکار کو ترک کر کے ایک جگہہ مین گوشہ مین قرار پکڑا اور جگہہ سے جنبش نہین کرتا ہے سبب کیا ہے کلیلہ نے جواب دیا کہ حاصل اس سوال کا
کیا ہے اور ہمین بادشاہ کی فکر محال سے کیا علاقہ کہا شعر اسیح تو نے نہین سنا ہے بیت جائے شاہونکو فکر سلطنت کب ہمین شایان ہے ذکر سلطنت
ہم اس درگاہ سے طعمہ پاتے ہین اور اُسکے ساتہہ دولت مین آسایش بسر کرتے ہین سوا اُسکے شکر و دعا کے ہمین اور تفحص سے بیجا ہے دمنا تفتیش
اسرار ملوک اور انکے تحقیق احوال سے در گذر کہ ہم اُس جنس کے لوگونمین سے نہین ہین کہ بادشاہ کی مصاحبت سے مشرف ہون اور ہم اس لایق
نہین ہین کہ اسرار سلاطین مین قیل و قال کرین اس طرح کا کلام مصاحبان و مسازکیواسطے زیبا ہے بلکہ انکو بہی احتیاط لازم ہے اور اگر
کوئی تیرے مانند غیر کے منصب کا حوصلہ کرتا ہے تو اُسے وہ پہنچتا ہی جو اُس بندر کو پہنچا دمنا نے کہا کہ حکایت اُسکی کس طرح ہے **حکایت بوزنہ** [5]
کلیلہ نے کہا ایک بندر نے دیکہا کہ درودگر ایک چوب پر بیٹہا آرہ کہینچتا ہی اور دو میخین ہین کہ ایک شگاف چوب تراشیدہ مین ٹہونکدیتا ہے جبکہ آرہ
اُس سے کہینچتا ہے دوسرے کو بڑہا کر اُسی طرح سے ٹہوکتا ہے تا آرہ کشی کیواسطے آسانی ہو یہہ بوزنہ شاخ درخت پر بیٹہا تماشا
درودگر کی صناعی کا دیکہتا تہا اتفاقاً درودگر کسی کام کے لیے گیا بندر نادان نے اُس چوب پر بجائے درودگر
بیٹہکر میخ کو ہلانا شروع کیا آخر میخ شگاف چوب سے نکلی اور انثیین بندر کے کہ لٹکے

ہوئے تھے شگاف چوب مین در آئے اور شکنجے کے مانند دونون شق مین دبگئے بوزینہ درد مہلک سی چلاتا تہا اور کہتا تہا

۵ ہین جو عاقل رکہتے ہین وہ کام اپنے کام سے ٭ ہی وہ جاہل کام ہو جسکا پرائے کام سے ٭ میرا کام میوہ کہانا تھا نہ

آرہ کہینچنا اور تماشا سے بیٹھا تھا نہ کام نجر و نیشہ بوزینہ اسی طرح اندیشہ کرتا تہا کہ درودگر آپہنچا اور چوبدستی مارنا شروع کیا

حتی کہ کام بوزنیہ کا تمام ہوا آخر اپنے فضولی سے ہلاکت کو پہنچا کسی نے سچ کہا ہی ع کار بوزینہ نیست نجاری ٭ یہ مثل دمنا

اسلئے کہی گئی ہے ع کار خود کن کار بیگانہ مکن بجسنے کہ قدم انداز سے باہر رکہا معرض ہلاکت مین پڑا الکل عمل رجال

یعنی ع ہر کسی را بہر کارے ساختند ٭ مرد ہر کام کا جدا اور کام ہر مرد کا جدا ہے اور یہ کام تیرے سزاوار نہین ہی اس سے

درگذر اور یہہ تہوڑا طعمہ اور قوت کو پہنچتا ہے غنیمت جان دمنا نے جواب دیا کہ جو کوئی چوپایے تقرب سلاطین ہوتا ہی وہ فقط

طعمے پر کب قناعت کرتا ہی کہ یہہ کام سفلہ دنی الطبع کا ہی کہ سگ استخوان پر اور گربہ پارۂ نان پر خوش ہوتی ہے ملوک کی ملازمت

کا فائدہ یہ ہے کہ منصب عالی کو حاصل کرکے دوستونکو بلطف سرفرازی بخشی اور دشمنونکو سزای واقعی دی اور فقط طعمے کی

طرف گردن جہکانا کار بہائم خسیس طبع کا ہی تینے دیکہا ہے شیر نے خرگوش کو شکار کیا ہنوز کہایا نہین ہے کہ گورخر نظر آیا وسے

چہوڑ کر متوجہ صید کلان کا ہوا ہے بیت اگر بلندی اپنی تو ہمت چاہتا ہی گر کہلا ہے تیری ہمت کے موافق مرتبہ دیگا خدا جسنے کہ

مرتبہ بلند پایا اگرچہ گل کے مانند زندگانی ایک ہفتے کی ہو مگر خردمندونکے نزدیک عمر دراز شمار کیجاتی ہے سبب اسکا یہہ ہی کہ اسکا

یہہ ہے کہ اسکا ذکر جمیل مدت دراز تک باقی رہتا ہے اور جسنے کہ دون ہمتی کو کام اپنا پسند کیا جو کل مانند اگرچہ عمر دراز کہتا ہو پر اہل

فضل کے نزدیک گفتگو سی خارج اور حساب سے باہر ہے بیت جسکا ہی نیکنام باقی ٭ ہی مثل خضر مدام باقی کلیلہ نے کہا کہ کسیکو جس

کام کیواسطے پیدا کیا ہے طلب مراتب عالیکے اونکے واسطے سزاوار ہی کہ شرف انساب و فضیلت حسب اور بزرگ زادگی اور

استعداد اور استحقاق اوسکا رکہتے ہون اور ہم تم اوس طبقے اور خاندانسے نہین ہین کہ مرتبہ عالی کا حوصلہ کرین اور اوسکی طلب

مین قدم رکہین بیت خیال حوصلہ بحر می پزم ہیہات ٭ چہاست در سر این قطرۂ محال اندیش ٭ دمنا نے کہا کہ یہہ بزرگی

عقل اور ادب سے ہے نہ حسب اور نسب جو کہ خرد صافی اور عقل کامل رکہتا ہے پایۂ خسیس سے مرتبہ شرف کو مقرر پہنچیگا اور جو کہ عقل ضعیف اور

راے نحیف رکہتا ہی آخر کار درجۂ اعلی سے نکبت حضیض مین پڑیگا بیت بہ بیشکاری عقل شریف و رای درست ٭ توان کمند تصرف بآسمان

افگند اور بزرگونے کہا ہی کہ ترقی مقامات عالی زحمت بسیار سے ہاتھ آتی ہی اور تنزل تہوڑی سی تکلیف سی بہی میسر ہوتا ہی جیسا کہ سنگ گران کو بہت

مشقت سی زمین سے دوش پر لاتے ہین اور تہوڑی سی قوت سے زمین پر پہینک سکتی ہین جسن بلند ہمتونے کہ تحمل محنت شاقہ کا بیڑا عقل سلیم کیساتہ اٹہایا

کیا کوئی جنس اوسکی کسی قبیلے سی ہو مرتبۂ عالی کو پہنچ سکتا ہی ع متاع نیک ہر دوکان کہ باشد ٭ اور حصہ مرتبۂ منیف کا موقوف حسب لطیف اور نسب عالی پر

نہین ہے بلکہ فہم سلیم اور بادی بخت سی تعلق رکہتا ہی منقول ہو نقل بیت باغ عالم مین اگر پیوند ہمت ہو درست ٭ تو تو شاخ بید سے

سلہ بنجار درودگر ۱۲
سلہ زحمت کار در دسر ۱۲
سلہ دنی الطبع فرومایہ و کمینہ طبیعت ۱۲
سلہ نکبت بالکسر خواری ۱۲
سلہ حضیض بالفتح پستی ۱۲
سلہ منیف بالفتح بلند و زیادہ ۱۲

بہی مین ثمر پیدا کرون + لیکن اکثر لوگون نے دیکھا ہی کہ جسنے آسایش طلب کی آبرو سی ہاتھ دہویا اور دایم زاویۂ خمول و ناکامی مین رہا اور جسنے کہ
خارستان بلا سے اندیشہ نکیا اندک عرصہ مین چمن مطلوب سے گل مراد چنا اور باغ عشرت مین مسند عزت پر بیٹھا انونے اے کلیلہ اگر داستان
اون دونون ہمراہیونکی نہین سنی ہے کہ ایک رنج و عنا اختیار کرنیکے سبب سے دروازہ پادشاہی کو پہنچا اور دوسرا کاہلی کے باعث
سے حضیض احتیاج اور پریشانی مین رہا کلیلہ نے کہا کہ یہہ ماجرا کیونکر تہا **حکایت** دمنا نے کہا کہ دو رفیق تھے دمساز
ایک کو سالم کہتے تہے اور دوسریکو غانم باہم براہ و منازل طے کرتے جاتے تھے کہ گذر اونکا ایک کوہ کے نزدیک ہوا کہ قلا بکا
شبرنگ فلک سی عنان بعنان رہتا تہا اور کمر اوس کوہ کی منطقۃ البروج کے ساتھ سکاتب رکاب تھی دامن میں اوس کوہ کے
چشمۂ آب تہا کہ صفا مین مانند رخسارۂ تازہ رویان گلعذار اور حلاوت مین مانند سخن شکرین لبان شیرین گفتار کے تہا متصل
اوس چشمہ کے ایک حوض کلان بنا ہوا تہا اور اوسکے گرد درخت سایہ دار شاخ در شاخ دست در بغل ہو رہے تہے **مثنوی** گلون پر اوس روش سے
پیچ سنبل + کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل + ہر ایک سو جلوہ گر تھے سرو شمشاد + کہ جیسے جمع ہون خسرو پریزاد + نسترن تازہ بنفشہ
اور ریحان + برنگ خط مشکین عنبر افشان + برنگ چشم فتان چشم نرگس + باز چشم غزالان چشم نرگس + القصہ دونون رفیق بادیہ
ہولناک سی نکل کے اوس منزل پاک کو پہنچے جائے خوش اور منزل دلکش پائی چند ساعت فراغت کی بعد اوسکے اوس سے ہوکے گرد اوس حوض کے
پہرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کنارہ حوض کے سنگ سپید نصب کیا ہی اور چند سطرین خط سبز سے اوسپر بخط خوش لکھی ہین کہ سوا قلم
قدرت صفحۂ حکمت پر اور کوئی مالب النقش نہین کھینچ سکتا ہی اور مضمون اوسکا یہہ ہے کہ اے وارد و صادر اس حوض کے اگر تونے
اس منزل کو مشرف کیا ہے تو آگاہ ہو کہ ہمنے مہمان عزیز کی مہمانداری کی تدبیر خوب کہ چاہیے کر رکھی ہے مگر شرط اوسکی یہہ ہے
کہ سر بازی کر کے پانون اس چشمہ مین ڈالے اور گرداب و غرقاب سی ہول نکرے و جسطرح سی کہ ہو سکے پار اس چشمہ کے پہنچے اور پایان
کوہ مین کہ شیر سنگ کا بنا ہوا رکھا ہے اوسی دوش پہ رکھکر بلا تامل بالائی کوہ ایک حملے مین پہنچے اور نہیب سباع جان شکار سی کہ پیش آئی
اور خلش خارہائی جگر دوز سے کہ دامنگیر ہو ہرگز نڈرے اور اپنی کام سے باز نرہے پھر دیکھیے کہ کیا لطیفۂ غیبی پیش آتا ہی اور جلوۂ اِنَّ
مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کا کیا ظہور پکڑتا ہی **بیت** تا رہ نروی کسی بمنزل نرود + تا جان نکند بعالم دل نرسد + جبکہ اس مضمون پر مطلع
ہوکے غانم نے سالم سی کہا کہ ای برادر دل چاہتا ہے کہ اس راہ خطرناک مین مجاہدۂ مردانہ عمل مین لاؤن اور اس طلسم کی حقیقت
حال کو تفتیش تمام سی دریافت کرون جیساکہ شاعر نے کہا ہی **بیت** یا تو سر ہی نہین یا بنتی ہی مین دل لیلا اپنا + آج قصہ ہی چکا لیتے ہین چلکر اپنا +
سالم نے کہا کہ ای یار عزیز بمجرد مطالعہ ایسی خط کے کہ حقیقت جسکی رقم اور راقم کی مطلق معلوم نہو ترکیب خطر عظیم کا ہونا اور نصب العین
وہمی منفعت خیالی کے مہلکۂ بزرگ مین پڑنا دلیل ہی جہل مرکب کی کسی عاقل نے امید تقویت تریاق زہر کو نہین کہایا ہی سو کہ تریاق کی
گمان حقیقت اوسکی بہی موجود نہین ہے اور کسی خوش منظر النقد کو نسیہ سے بدلا نہین ہے غانم نے کہا کہ ای رفیق مشفق سعی اور کام کا ہم ہمت ہوتا ہے

اور اختیار کرنا محنت کا نشان دولت کا ہی بیت ہر کہ آسودگی و رحت جست ؛ دل خود از بخت شاد نکرد ؛ و انکہ نرسید از جفائے خار

فتح بادہ مراد نخورد ؛ بلند ہمت گوشہ اور توشے پر قناعت نہین کرتا ہی بلکہ تا پایہ عالی کو نہ پہنچے دست سعی باز نہین کہتا ہی اور بے رنج گنج

ہاتہہ آنا بہت کم ہوا ہے اسلیئے گلگون عنان برداشتہ میری ہمت کا رقصے سے نہ رکیگا اور اس گرداب بلا سے اندیشہ عبور کریگا سالم نے

کہا کہ اے برادر فرمانا تیرا مسلم مگر ایسی راہ مین قدم دہرنا کہ پایان جسکا نہو اور ایسے دریا مین تیرنا کہ کنارہ جسکا دیکہا کیا بلکہ سنا بہی نہو

طریق خردمندی سے دور ہے اور عاقل وہ ہی کہ جب ابتدا کسی کام کی کرے مدخل و مخرج اسکا بفحوائے قدم الخروج قبل الولوج یعنی دخول سے

پہلے خروج کو سمجہہ لے اور آغاز و انجام ہر کام کا بواقعی دریافت کر لے اور اُسکے نفع و ضرر کو میزان عقل مین خوب سا تول لے

اُسکے بعد عمل مین لائے تا رنج بیہودہ نہ کہینچے اور عمر عزیز کو برباد فنا نہ کرے ای برادر حکمائے نصیحت شعار نے کہا ہی پہلے جائے

استوار دیکہہ لے بعد اسکے قدم رکہے اور کسی مکان حصین مین در آئے پہلے راہ باہر نکلنے کی مقرر کر لے اور یہہ خط سبز نہال

عمل کے قابل نہین ہے کیا عجیب ہے کہ یہہ خط بدستور تمسخر اور واسطے استہزا احمقا کے کہینچا گیا ہو اور کیا بعید ہے کہ اس چشمہ مین

ایسا گرداب ہو کہ اس مین پہر کے نکل نسکتا ہو اور بالفرض اس سے نجات بہی ملے تو شیر سنگین ایسا بہاری ہو کہ اُٹہانا

اُسکا قوت بشر سے باہر ہو اور اگر بر تقدیر و فرض یہہ سب ہو نتیجہ ان مہلکون اور مشقتون کے اختیار کرنیکا معلوم نہین

کہ کیا ہی کاش وہ فایدہ بہی لکہا ہوتا کہ ہوس خام نتیجہ بہی اُس کا مد نظر رکہتے صاف یہہ ہے کہ اس معاملے مین ہرگز مین

تیرا شریک نہین ہون بلکہ تجہے بہی منع کرتا ہون غانم نے کہا استغفر اللہ مین تجہے کب شریک اپنا بتاتا ہون اور تیرے منع سے

کب اپنی ہمت اس عزیمت سے پست کرتا ہون اب مینے عہد خدا سے کیا ہے کہ وسوسہ شیطان سے ہرگز باز نہون گا اور

تجہے بہی معذور جانتا ہون کہ تو قوت اور ہمت میری ہمراہی کی نہین رکہتا ہی لاکن دور سے تو تماشا دیکہہ اور دعا مدد میری کر تا دیکہہ تو پردہ

غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے سالم نے کہا کہ اے برادر عزیز سمجہا مین کہ تو اپنے ارادہ سے باز نرہیگا اور اس نا کردنی کو مقرر کریگا مین جیسا کہ

ہمراہی کی قوت نہین رکہتا ہون ایسے ہی اس کار نا ملایم کے تماشے کی بہی اپنے مین طاقت نہین پاتا ہون کہ تو دیدہ و دانستہ

مہلکے مین پڑے اور مین تماشا دیکہون استغفر اللہ مجہسے نہو سکیگا یہہ کہا اور با دیدہ گریان روانہ ہوا اور غانم نے جان سے ہاتہہ دہو کر

اور لب چشمہ آکر یہہ رباعی پڑہی رباعی دریائے خطرناک مین مین جاؤنگا ؛ یا جان گئی یا کہ گہر پاؤنگا ؛ یا کشتی امید لگی ساحل پر ؛ یا

طوفان بلا کہا ؤنگا ؛ دامن ہمت کو استوار باندہ کے بسم اللہ مجریہا و مرسہا کہکر یہہ شعر پڑہا بیت درین دریائے بے پایان درین طوفان

شور افزا ؛ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا ؛ اور جست کی دیکہا کہ دریائے ہولناک ہے کہ ساحل جسکا مد نظر سے دور ہے

لیکن کریم کارساز کے کرم سے نزدیک ہے ہمت مردانہ کو مطلق قاصر نہ کیا آخر یقین کامل کی برکت سے کنارے چشمے کے

جا پہنچا اور دیکہا کہ وہ شیر گران سنگ کہا ہے بسم اللہ کر کے دوش پر اُٹہایا اور بیک حملہ قلہ کوہ پر لیجا کے دوش سے اُتارا دیکہا کہ شہر بزرگ

خوش ہوا اور خوش فضا دور سے نظر آتا ہے شعر شہر ہے کہ بہشت دنگ کی: چون باغ ارم بتازہ روئی: غانم نے بالائے کوہ قرار پکڑا اور
اُس شہر کیطرف نگاہ کرتا تہا کہ ناگاہ اُس شیر نے آواز ہولناک باہزار مہابت بلند کی کہ زلزلہ کوہ پر ہوگیا اور وہ آواز اہل شہر کو پہنچی
شہری تمام جوق جوق غانم کی طرف متوجہ ہوئے غانم یہ ہجوم دیکہکر متحیر تہا جبکہ وہ ہجوم قریب آیا اشراف اُس گروہ کے غانم کی طرف
متوجہ ہوئے نزدیک آکر دعا اور سلام شاہانہ بجالائے اور مرکب راہوار پر سوار کرکے اور شہر مین لا کے حمام مین غسل دیا اور انواع عطریات
سے معطر کرکے پوشاک بادشاہانہ پہنا کر تخت سلطنت پر بٹہایا اور عنان سلطنت غانم کے قبضہ اختیار مین سپرد کی سب طاعت اور
فرمانبرداری مین اپنے اپنے عہدہ پر مستعد اور بدل و جان مطیع اور فرمانبردار ہوئے غانم عجائب قدرت آلہی دیکہکے متحیر تہا وزرا سے پوچھا کہ یہہ کیا طلسم ہے
بتفصیل اسے بیان کرو عرض کیا کہ حکمائے زمانہ سابق نے یہہ چشمہ اور شیر کو دیکہا تمنے طلسم سے آراستہ کیا ہے اور اُس شیر سنگین کو بانواع
فکر و تامل بملاحظہ طلوع درجات اور بنظر ثوابت و سیارات اپنا بنایا ہے جبکہ بحکم رب غیب دان کوئی شخص اس چشمے پر آنکلتا ہے
اور امداد غیبی سے اتفاق اس بات کا اُسکے دلپر ہوتا ہے کہ چشمے کو طے کرکے شیر کو بموجب اس تحریر کے کہ سنگ سر چشمہ پر لکہا ہے دوش پر لیکر
بالائے کوہ پہنچتا ہے اور وہ شخص ایسا ہی عمل کرتا ہے جیسا کہ تو نے اے کامگار عمل فرمایا اور وہ کونسا زمانہ ہوتا ہی کہ اول بادشاہ
اس شہر کا مرچکتا ہے اس حال کے بعد ستارہ حشمت حسن نو دولت کا اس کوہ کی بلندی سے طلوع کرتا ہی بعد اسکے جب آواز شیر ارکان
سلطنت کی اور ارکان شہر کے کان مین پہنچتی ہی با کرام اُسے بادشاہ بناتے ہین جیسا کہ مشاہدہ مین شہریار کے آیا اسیطرح نوبت بنوبت
ایک کی موت کے بعد نوبت دوسرے کی چلی آتی ہے بموجب رباعی ناسخ جاتا ہی جو ایک دوسرا آتا ہی: یہہ کہنہ مکان نیا مکین پاتا ہے
ہوتا ہی غروب چاند جب مغرب مین: سورج مشرق سے جلوہ دکہلاتا ہے: مدت متمادی اس طرح پر بسر ہوئی ہر کہ اس قاعدے اور اسی
دستور پر کہ مذکور سبکا ہوچکا استمرار رہا پایا ہی اب یہہ بادشاہی تجہے مبارک ہو غانم نے جانا کہ تقاضا اس محنت اٹہانیکا کہ دفعۃً میرے
دلپر غالب آیا باعث یہی تہا کہ تقدیر الہی فروغ کی باعث ہوئی تہی لمولفہ بیت بخت مسعود مددگار اگر ہوتا ہی: سنگریزہ کو اٹہاوے
تو گہر ہوتا ہی: یہہ مثل اسلئے بیان مین آئی ہی تا معلوم کرے تو کہ نوش نعمت بے نیش محنت میسر نہین آتا ہی جسکے دماغ مین کہ سودائے سرفرازی
جگہہ پکڑتا ہی سر سفلے کا پامال ہونا کب گوارا کرتا ہے لہذا پایہ دنی اور مرتبہ دون پر قانع نہیں ہوتا ہی اے کلیلہ مین جبتک تقرب
شیر حاصل نہ کرونگا اور مرتبہ مقربان حضرت مین داخل نہونگا سر کو بالین فراغت پر نرکہونگا اور پاؤن بستر
استراحت پہ دراز نکرونگا کلیلہ نے کہا کہ اے بوالہوس اس در مقفل کی کلید کہان پائیگا اور اندیشہ اس عقدہ
لاینحل کا عبث اپنے اوپر لازم پکڑتا ہی اور کیون بیہودہ آتش سوزان مین ہاتہہ ڈالتا ہے دمنا نے کہا کہ اے
برادر مصرع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد: ہو تحقیق تیرا ارشاد بجا ہے لاکن اسوقت کہ شیر کو تحیر اور تردد لاحق ہوا اور مجہے
راہ اُسکی رفع تردد کی بہت آسان ہاتہہ آئی ہے اگر اسوقت مین تدبیر میرے شیر کی سرور خاطر کا باعث ہوئے

تو یقین ہی کہ مطلب میرا کہ مصاحبت ہی جلد حاصل ہو کلیلہ نے کہا کہ اول مصاحبت شیر کی تیرے واسطے ایک امر خیالی ہے
اور بغیر ظن محال اگر یہہ بہی ہوا اگر تو نے کہ ساری عمر بادشاہ کا تقرب نہین پایا ہے اور طریقہ آداب بادشاہی سی نابلد محض ہے
پس یہہ سب شدہ ایک آن مین ناشدہ ہو کے تیری جانکی ہلاکت کا باعث ہو جائیگا اور پھر تدارک بہی کچھہ نہ ہوسکیگا دمنا نے
کہا کہ جو شخص عاقل اور صاحب فضل ہوتا ہی اندک زمانہ مین ہر فن کا ہو جاتا ہے جبکہ مین آداب شاہی مین نظر کرتا رہونگا اور جو راہ
روش مقربان قدیم کی دیکھونگا اونکی پیروی سے قدم باہر نہ رکھونگا یہ وجہ کیا ہے کہ عتاب شیر کا مجہپر ہوا اور دوسرے یہہ ہی کہ ایسی
باتین بے امداد غیبی میسر نہین ہوتی ہین جبکہ بخت مساعدت کرتا ہے اور پایۂ بلند پر پہنچتا ہی تو خود بخود وہ آپ توانائی ہو جاتا ہے
چنانچہ اخبار مین لکھا ہے کہ آفتاب دولت ایک محترفہ بازاری کا بلند ہوا آخر کار رتبہ جہانداری کو پہنچا اور شہرہ اوسکے نظم و نسق کا
عالم مین منتشر ہوا ایک بادشاہ قدیم نے اوسے لکھا کہ تو پیشہ نجاری خوب جانتا تھا طریقہ ملک داری کا کس سے سیکھا اوسنے
جواب لکھا کہ جسنے مجھے دولت کامگاری عطا فرمائی اوسی نے قواعد جہانداری کے میرے لوح سینہ پر لکھ دیے تھے لمولفہ **بیت** مورد لطف
آلہی جو کوئی ہوتا ہے ۞ جو سزاوار ہی کام اوس سے وہی ہوتا ہی ۞ کلیلہ نے کہا کہ بادشاہ تمام ارباب فضل کو مخصوص اپنا نہین بناتے
ہین بلکہ اپنے نزدیکی انکو کہ ارث اسباتکی رکھتے ہین اور پشتہا پشت سی اعتماد اونکا چلا آتا ہے اونہین اپنی خدمتین اختصاص دیتے
ہین اور تو شیر کے ساتھہ سابقہ موروثی رکھتا ہے نو سیلۂ ذاتی کوئی پایا جاتا ہے کہ اوس سے سرفرازی خلاف دستور تو پائے بلکہ غالب
یہہ نظر آتا ہے کہ قباحت کا کوئی ایسا پہلو نکل آوے کہ مضرت عظیم کا باعث ہو اور یہہ بہی تسلیم کیا کہ تو نے شیر کا تردد خاطر رفع
کیا اور وہ مسرور بہی ہوا عوض اوسکا یہی ہی کہ تیری حقیقت سی زیادہ تجھسے سلوک کردے یہہ مشکل نہین ہے بلکہ بیشتر ہوا ہے کہ ہر کارے
باخبر دار نے ایسی خبر بادشاہ کو دی ہے کہ نہایت مسرور ہوئے ہین اور عوض اوسکا انعام خلعت اونکی مقدار سی زیادہ عطا فرمایا
ہے یہہ نہین کبہی سنا ہی کہ اس جنس کو کبہی وزیر یا مصاحب یا منصب کیا ہوا اور یہہ ہو تیرا حال بہی ایسا ہی ہے بشرطیکہ گمان
تیرا درست پڑے اور اگر خطا تیری رائے مین واقع ہوئی تو وہی ہوتا ہے کہ جو مینے پہلے کہا ہے دمنا نے کہا کہ جو بادشاہ
کی صحبت مین سرفراز ہوا اوسکے بعد اداء تسلیم سی جد و جہد اختیار کری اور رنج ہائے بسیار و شربتہائے ناگوار سی مضایقہ نکری
ممکن نہین ہی کہ مرتبہ اوسکا روز افزون نہو مگر یہہ ضرور ہے کہ جب بادشاہ کی نزدیکی حاصل ہو تو پانچ کام کو اختیار کرے
پہلے یہہ کہ شعلۂ آتش خشم کو آب حلم سی بجھا ڈالے دوسرے دیو شیطان اور شہوت کو دور کرتا رہے تیسرے حرص فریبندہ اور طمع فتنہ انگیز کو
عقل پر غالب نہونے دے چوتھے بنائے کار راستی اور درستی پر رکہے اور دروغ و فریب سے اجتناب کلی کرے پانچوین حوادثہ کہ پیش آوے
اونمین ثابت قدم رہے کہ مراد اوسکی حسب دلخواہ برآئے کلیلہ نے کہا رائے تیری خوب ہے اور مبنی اوپر قصد کیا مگر یہہ فرمایا چاہئے کہ تم بادشاہ کے
نزدیک بھی پہنچے پھر کس ہنر سے منظور نظر ہو کر رتبۂ عالی کو حاصل کروگے دمنا نے کہا اگر تقرب بادشاہ کا حاصل ہوا تو پانچ خصلتین اختیار کرونگا پہلے

اسکی کرونگا دوسری ہمت کلی متابعت سلطان مین صرف کرونگا تیسرے اسکے افعال و اقوال پر ہر وقت اور ہر جگہہ نیکی
سے یاد کرونگا چوتھے بادشاہ جو کام کہ شروع کریگا اگر نیک ہوگا تو فوائد و منافع اسکے کہ باریک و بعید الفہم ہونگے انہین بکر رائے
درست سے ذہن مین بادشاہ کے کمال توضیح سے راسخ کرونگا کہ خوشی اسکے دلکی ہزار چند بڑھ جائیگی پانچوین اگر کوئی کام ایسا
کہ مضرت جسکی ملک و سلطنت کیطرف راجع ہوتی ہوگی اور بادشاہ اس امر مین غفلت کریگا تو عبارت شیرین اور لطافت دلکش سے
اسکو باز رکھونگا جبکہ یہہ ہنر میرے ثابت ہونگے تو سید م مظفر بنوازش و عنایت مجھے مخصوص اپنا کریگا اور ہمیشہ میری صحبت اور
نصیحت کا مائل رہیگا کیا نہین سنا ہی تو نے کہ ہنر چھپا نہین رہتا ہے اور ہنرمند بے بہرہ نہین رہتا ہی **نظم** نہین چھپتا ہنر چھپائے سے
کب چھپا مشک تر چھپانے سے + مشک کی پھیلتی ہی بو ہر سو + کہ ہنر کی ہی گفتگو ہر سو + کلیلہ نے کہا کہ تیری رائے نے اس کلام پر خوب قرار
پکڑا ہے اور ارادہ مضبوط ہو چکا ہے مگر بہ نظر سابقہ محبت کہتا ہون کہ بہت خوفناک اور پر حذر رہنا کہ صحبت سلاطین کے امر دشوار اور
باعث خطرہای بسیار ہے کہ حکمای نصیحت شعار نے کہا ہی کہ عاقل تین چیز کو مجبوری اور ضرورت شدید کی بغیر اختیار نہین کرتا ہے
مگر وہ نادان کہ بوئے خرد جسکے دماغ تک نہین پہنچتی وہ ان تین کامون کو اختیار کرتا ہے پہلے آرزو بادشاہ کی خدمت کی اور دوسرے
کھانا زہر کا تریاق کے اعتماد پر تیسرے افشای راز عورتون اور لڑکون سے کرنا اور اتنا سمجھ لے کہ تشبیہہ بادشاہ کی کوہ بلند کیساتھ ہے
اگرچہ اسپر معادن زر اور جواہر قیمتی ہین لاکن مسکن اژدہا و پلنگ و موذیات کا بھی ہی اسلئے جانا بھی اسپر مشکل ہی اور مقام کرنا اوس سے مشکل تر
اور دوسری تشبیہہ بادشاہ کی دریائے عمیق کے ساتھ ہی کہ جو تاجر سفر دریا کا اختیار کرتا ہے یا در و جواہر حاصل کرتا ہی یا گرداب غرقاب
ہلاکت مین پڑتا ہے **بیت** بدریا گر منافع بیشمار است + اگر خواہی سلامت بر کنار است + دمنا نے کہا کہ ای بھائی جو کچھ کہ تو نے کہا جانتا
ہون کہ یہہ محض دوستی اور خیرخواہی ہے کہ صحبت بادشاہ کی آتش سوزان کے مانند ہے جو نزدیکتر پہنچیگا خطرہ اسکو بیشتر ہوگا
بیت صحبت بادشہ کر پرہیز + ہیزم خشک تو و آتش تیز + لاکن جو کہ مخاطرہ نہین کرتا درجہ بزرگی سے بے نصیب رہتا تین کام کرنا بیجا ہی
مگر بلند ہمتی کے ساتھ پہلے طلب صحبت سلطان دوسرے سفر دریا تیسرے مقابلہ کرنا دشمن سے اور مین کم ہمت نہین ہون پھر کس واسطے بادشاہ کی
صحبت سے خوف کرون بلکہ یہ مثل گویا کہ اس مطلب پر ہے **مطلع** ہاتھ سے خرش جنونکی باگ چھوڑا چاہیئے + جسطرف لیجائے اسکا منہ
نہ موڑا چاہیئے + کلیلہ نے کہا اگرچہ مین منکر اس تدبیر کا اور مخالف اس عزیمت کا ہون مگر تیری رائے مین اس کام مین وثوق اور طبیعت
تیری اس اندیشہ مین ثبات رکھتی ہی مبارک ہو **ع** اینک بسر راہ برد خوش بسر آئی + القصہ دمنا کلیلہ سے رخصت ہوا اور
جاکے شیر کو سلام کیا شیر نے پوچھا کہ یہہ کون شخص ہے ملازمان شاہی نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا بیٹا ہے مدت دراز سے عتبہ عالی کا ملازم ہے
اور اسکے عزیز و اقارب ہمکو اسی آستان دولت نشان کے مین شیر نے کہا اسکے باپ کو مین پہچانتا ہون اسکے بعد نزدیک بلاکر
پوچھا کہ تو کہان رہا کرتا ہے اور کیا کام کرتا ہے دمنا نے عرض کیا کہ اپنے باپ کے عہدے پر ملازم درگاہ بادشاہ سے ہون

اور رات دن اسکا منتظر رہتا ہوں اگر کوئی مہم پیش آئی اور حکم مجھکو ہو تو انشاء اللہ تعالی باقبال شاہی سے تقویت تدبیر سے بہ
نہایت خوشی سے سرانجام دون چنانچہ بارہا دیکھا کہ ارکان دولت سلطانی کو مہم حادث ہوئی ہے کہ زیردستوں کی امداد سے سرانجام پایا ہے اور
زیردستان عالی مرتبہ سے انہیں کچھہ نہیں ہوسکا ہے **مصرعہ** اندرین باغ چو طاؤس نگارست مگس ۞ چنانچہ جو کام کہ سوئی سے نکلتا ہے نیزہ
باوجود سرفرازی تمام اس کام میں عاجز اور ہیچکارہ ہے اور جو کام کہ کاردو قلم تراش سے ہوتا ہے شمشیر آبدار اس جگہہ بیکار ہے اور جو کام کہ خدمتگاروں سے بن آتا ہے وہ امراء عالی
وقار سے زنہار نہیں ہوسکتا ہے غرض کہ کوئی شخص یا کوئی شی ہرچند بیقدر اور فرومایہ ہو دفع مضرت اور جلب منفعت سے خالی نہیں ہے فعل الحکیم
لا یخلو عن الحکمت غرضکہ قادر ذوالجلال نے جو چیز کہ خلق کی ہے بیکار اور عبث نہیں ہے شیر نے جو کلمات معنی خیز زبان و مناسب سے تحریر
ہوا اور مصاحبوں سے کہا کہ مرد ہنرمند اگرچہ گمنام ہو مگر روشنی دانش کی آخرکار اسے بروئے کار لاتی ہے جیسا کہ آتش ہر چند نرم
نرم سلگا کرے پر ایک وقت ہوا کی امداد سے بلند ہو کہنچتی ہے دمنا پادشاہ کے ارشاد سے شاد ہوا اور سمجھا کہ افسون میرا شیر پر کارگر ہوا اسکے بعد زبان
نصیحت کہولی اور عرض کیا کہ فائدہ تمام خصوصاً خدام ذوی الاحترام کو لازم ہے جو وسوسہ کہ بادشاہ کو پیش آیا ہے اگر کسی بادشاہ کو ہو
تو اسے بمقتضائے غمخواری فہم و دانش تمام اور غور و فکر تمام سے نیک تامل کریں اور جو صورت کہ خیرخواہی اور فوائد ملازمان شاہی کے باعث ہو
اسے ضرور عرض کریں اور طریق خیر اندیشی میں اصلا قصور نکریں بعد اسکے حال بادشاہ کو اختیار ہے کہ جو مناسب حال شاہی ہو اسپر
عمل فرمائے اور ہر ایک کی عرض و معروض کو میزان خرد میں تولے اور موافق خیرخواہی اور اخلاص ہر شخص کے اسے سرفراز فرما
تا حوصلہ ہر ایک کا روز بروز افزونی پائے کیونکہ جبتک دانہ بویا ہوا خاک میں پوشیدہ رہتا ہے اور پوشیدہ ہو کر سر نہیں نکالتا ہے کوئی
اسکی آبیاری اور پرورش میں کوشش نہیں کرتا ہے کوئی روئیدگی جبتک کہ نقاب خاک سے چہرہ نہیں دکھاتی ہے اور خلعت نمو نہیں
پہنتی ہے گریبان زمین سے سر نہیں نکالتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہال باردار یا درخت خاردار اگر نہال میوہ ہے تو پرورش اسکی ذمہ حسب زراعت کے
لازم ہے کیونکہ پرورش کے بعد جب ثمر مراد کو پہونچیگا تو میوہ شیرین بروقت منفعت ہوگا اور درخت خاردار پیشتر لایق قطع اور دفع کے
ہوتا ہے اسطرح سے بادشاہ کے ذمے پر اللہ تعالی نے لازم فرمایا ہے کہ ہنرمند کی فراخور استحقاق قدر اور عزت اسکی زیادہ کرے کہ ابلدن
خدمت اعادہ اس سے ظہور میں آئیگی اور بے ہنر کو اپنی محفل میں بار نہ دے کہ درخت خاردار خلش اور ریش رسانی کے سوا دوسرا کام
نہ کریگا **نظم** از ہنر خویش کند سینہ را ۞ بایہ مکن نسبت دیرینہ را ۞ زندہ بمردہ نشود ناتمام ۞ زندہ نو کن مردہ خود را بنام
از پدر مردہ بلاف ای جوان ۞ بگرسنگی چون خوشی از استخوان ۞ موش باوجودیکہ مردم خانہ کے ساتھہ قدامت رکھتا ہے لیکن
اس سے جو رنج پہنچتا ہے اسلئے اسکی ہلاکت میں سعی واجبی جانتے ہیں اور باز باوجود غریب بیگانگی کے انہیں
فائدہ متصور سے باعزاز تمام ہاتھوں ہاتھہ لئے رہتے ہیں بادشاہ کو لازم ہے کہ نظر آشنا اور بیگانے پر نکرے بلکہ مردم
عاقل اور فرزانہ کا خواہان رہے اور جو شخص کہ کارخانہ عقل و ہنر سے بیگانہ ہوں انہیں دخل نہ دے فاضل و ہنرمندان

کامل پر ترجیح ندی اور اگر منصب بیخبر دونگا خردمندون پر زیادہ کیا جائیگا تو خلل کلی امور سلطنت مین راہ پائیگا
اور شامت اس فعل کی بادشاہ کے حال پر آخر رجوع کریگی **بیت** ہوا اس شہر مین نہ ہمارا ہماسایہ فگن : عندلیبون سے زیادہ ہو
جہان قلندر زغن : کلام دمنا جبکہ تمام ہوا شیر نے اسپر تلطف کیا اور حکم دیا کہ بلا قید یہ حاضر ہوا کرے بعد اسکے ہر آن زیادہ کرنے لگا
اور بیشتر صلاح اور مشورہ اسکا مقبول کرتا تہا اور دمنا بہی حکایت عجیب اور نکات لطیف سے خوش دلی کرتا تہا تہوڑے ہی عرصہ مین
محرم حریم سلطنت ہو گیا اور صلاح امور سلطنت مین مشار الیہ ہوا ایکدن وقت مساعد پا کے عرض کیا کہ مدت ہوئی
ہے کہ حضرت نے ایک جگہہ پر قرار پکڑا ہے لذت سیر شکار اور تماشای باغ و بہار سے ہاتھ اوٹہا لیا ہے سبب اسکا کیا ہی چاہتا ہون
کہ موجب اسکا معلوم کرون اور اس بات مین جس طرح سے کہ ہوسکے تدبیر شفا کرون اور جو چیز کہ باعث ملال خاطر اقدس ہوئی
ہے اسی تدبیر سے اسے دفع کرون شیر نے چاہا کہ دمنا سے حال اپنا مخفی کرے اور کوئی سخن ساختہ کہکے بہلا دیوے کہ اسی حال مین
شتربہ نے آواز رعد آسا حلق کہینچے شیر آواز شتربہ سننے کے ساتہہ ہی زرد اور سراسیمہ ہو گیا اور عنان اختیار ہاتہہ سے چہوٹ
گئی شیر سمجہا کہ یہہ حرکت میری دمنا پر منکشف ہو گئی بناچاری حال اپنا مشرحاً بیان کیا کہ سبب میری دہشت کا یہی آواز
ہولناک ہے کہ سنتا ہون اور نہین جانتا ہون کہ یہہ آواز کسکی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ قوت و شوکت اسکے موافق آواز کے
مقرر ہوگی اگر ایسا ہی ہے کہ جیسا مین سمجہا ہون تو رہنا اس مقام کا صواب سے دور ہے دمنا نے کہا کہ بادشاہ کو سواے اس آواز کی اور تو اندیشہ
نہین ہے شیر نے کہا کہ ہرگز نہین ہی مدت سے اس آواز کی فکر مین مبتلا ہون دمنا نے کہا کہ اس آواز پر جلا وطن کرنا اور بلکہ بیچے
مردی کو چہوڑنا اور پاس ننگ و ناموس سے درگذرنا خلاف جوانمردی کے ہے کہ سننے سے کسی کی آواز سے سراسیمہ ہو جائے بادشاہ کی شان
لائق یہ ہے کہ کوہ کے مانند ثابت قدم رہے اور مانند کاہ کے ہر ہوا سے متزلزل نہو جیسا **نظم** کیا ہی آندہی کی حقیقت پیش کوہ : ار زنتکی کی
طرح آیا شکوہ : چاہیئے ہر حال مین ہو مستقل : عیب ہے ہر امر مین ہو ہول دل : بزرگون نے کہا ہی ہر آواز بلند اور جثہ قوی پر
التفات نکیا چاہیئے کہ ہر صورت دلالت معنی پر نہین کرتی ہی اور ہر ظاہر موافق باطن کے نہین ہوتا ہی شاخ ہر چند فربہ تر ہو جب لاغر ہے
ٹوٹ جاتی ہی اور کلنگ ہر چند بزرگ جثہ ہوتا ہے چنگال باز کوچک قامت کا شکار ہوتا ہے اور جو کوئی کہ اعتبار جثہ تو یکار کہتا
اسے وہ پہنچتا ہی جو اس روباہ کو پہنچا شیر نے کہا کہ قصہ روباہ کیونکر تہا **حکایت روباہ** دمنا نے کہا کہ ایک روباہ واسطے طعمے کے ایک
بیشہ مین پہرتی تہی ایک درخت کے تلے پہنچی کہ ایک طبل پہلوانی اسپر لٹکتا تہا یعنے دستور ہے کہ کشتی کے وقت پہلوان ڈہول بجاتے ہین اور
جبکہ ہوا چلتی تہی شاخ اس درخت کی اس ڈہول پر لگتی تہی اور ہمگین اس سے نکلتی تہی روباہ نے اس درخت کے تلے ایک مرغ
خانگی کو دیکہا کہ تلاش دانہ و کرم زمین پر منقار مارتا ہی روباہ نے چاہا کہ اسے غفلت مین اسے شکار کرے کہ ناگاہ آواز ڈہول کی روباہ
کا نئین پہنچی نگاہ کرکے دیکہا کہ جثہ کلان نہایت : طمع اسکی دوبالا ہوئی دل مین کہ مرغ کوچک سے کیا حاصل ہوگا

اور جثہ کلان کئی دن کے واسطے کفایت کریگا مرغ کی تاک چہوڑ کر ڈھول کیطرف متوجہ ہوئی مرغ اس عرصے مین ہوشیار ہوکر بہاگا
اور سو بادہ بالاے درخت آکر کوشش کرتی تہی آخر چیر کیا ڈہول کے چیر ا پوست اور لکڑی کے سوا کچہہ نہ پایا حسرت سے افسوس کرتی
تہی اور اشک ندامت سے رونی تہی کہ واے گرسنگی کہ طمع مین جثہ قوی کے صید ضعیف بہی ہاتھ سے گیا یہ مثل اسواسطے غلام نے
عرض کی تا شہریار آواز مہیب اور خیال ہیکل عظیم سے ذوق شکار اور حرکت سیر و تفریح سے دستکش ہو اگر غور و تامل سے ملاحظہ فرمائیگا
تو آواز مہیب اور جثہ قوی کی کچہہ مقدار نظر مبارک مین نہ ٹہیریگی لعد اگر ارشاد عالی ہو تو غلام جاکر حقیقت حال اوسکی معلوم کرکے خدمت
عالی مین مشروحاً عرض کرے شیر نے اجازت دی دمنا حسب الارشاد روانہ ہوا جبکہ نظر سے غائب ہوا شیر نے تامل کیا اور دل مین
نادم ہوا کہ مجہسے خطای عظیم صادر ہوئی اور خلاف مصلحت دانشمندون کے عمل کیا ہے کہ ایک شخص عالیخاندان اور بزرگ نزاد بہی نہو اور افعال
اور اقوال اوسکے بزرگونکے بہی معلوم نہون اور اس رتبہ کے لایق عقلاً اور نقلاً بہی نہو اسکو دفعتاً واحدۃً راز عمدہ کی خبر دینا مصلحت سے
بہت دور تہا افسوس کہ مجہسی بیجا حرکت بیجا صادر ہوئی بادشاہ کو لازم ہے کہ اس فرقہ کو نامذکوری اور مہمات خاص مین کہ اخفا انکا واجب ہے
ان لوگونکو ان سے آگاہی ندے پہلے جس نے کہ بغیر صدور قصور کے ایذا پائی ہو اور رنج بے سبب کہینچا ہو اس سے اندیشہ رکہے کہ اسکا دل کبہی صاف
نہوگا دوسرے جسکی حرمت و حشمت بادشاہ کی ملازمت مین برباد گئی ہو اور اسکی معاش اب تنگی سے بسر ہوتی ہو تیسرے وہ شخص کہ
اپنے عہدے سے معزول ہوا ہو اور آیندہ امید بہی کچہہ باقی نرہی ہو چوتہے جو شریر اور مفسد اور فتنہ پرداز بالطبع ہو اور آرام طلب
اور کاہل مزاج بہی ہو پانچوین گنہگار کہ تلخی عقوبت کی چکہی ہو اور ہمچشم اسکے کسی سبب سے بچگئے ہون چہٹے وہ مجرم کہ اور شریک اسکے
فقط گوشمال پاکے بچ رہے ہون اور اس نے عوض اسی گناہ کے نقصان حرمت پامال پایا ہو ساتوین کہ جس نے
خدمت پسندیدہ کی اور اسکا صلہ کچہہ نہ پایا ہو اور غیر نے تہوڑی سی خدمت سے بہت فائدہ حاصل کیا ہو آٹہوین کہ دشمنون نے
نمامی اور چرب زبانی سے بادشاہ کی نظرون سے گرا کے منصب اسکا آپ حاصل کیا ہو اور بادشاہ اس سے کشیدہ خاطر اور اسکے رفیقون کے
حال پر متوجہ ہو اور یہ ذلیل اور زبون سبکی آنکہون مین ہو اور نوین وہ شخص کہ واسطے اپنی منفعت کے اورونکو برطرف کرکے
ولی نعمت کیساتہہ مہربانین دلیری کرے دسوین جسنے کہ بادشاہ کے نزدیک مقبولیت و افعی نپائی ہو یعنی عزت اور اکرام اس کا
اورون سے کمتر ہو اور دشمن اسکا مرفع الحال اور خردمند ہون بادشاہ کو واجب ہے کہ ان دس فرقون سے راز اپنا کبہی ظاہر نکرے
بلکہ دیانت اور امانت اور مروت اہلیت جسکی کہ بارہا آزمائی ہو اسی اپنا محرم اسرار نکرے **بیت** خوب دیکہا تو کوئی قابل اسرار
نہین ہو مشورہ ہر کس و ناکس سے سزاوار نہین بدین نظر ان باتون کے کہ کبہی امتحان اس شخص کا نہ کیا ہی تعجیل کرنا ہرگز مناسب نتہا
اور یہہ بہی اس شخص کا دشمن کے پاس روشن بخردی اور دور اندیشی سے بہت دور نہا دمنا سا شخص ذی فن اور زیرک نظر آتا ہے
اور میری درگاہ سے نصیبہ فلاح کا بہی چندان حاصل نہین کیا ہے اگر عیاذاً باللہ اسکے دل مین خلاف اس

ملہ نزدیک بالکل ... وصل ... ہواسے ... معنی مصدر ... دی ... نامی ... بالعفو ... تعیلہ ... ۱۲ ... سوم ... بمعنی ... پامال گردن ۱۲

اس آزار کا چھپا ہوا اور قابو وقت پا کر ایسے محل مین خیانت کرکے فتنہ انگیزی کر بیٹھے تو عجب نہین ہی کہ دشمن کو مجبور غالب سمجھ کے
بامید سوخ و فراخ عہد و پیمان عہدہ عمدہ کا لیکے اُس راز سے اُسے آگاہ کرے تو دلیری اسکی زیادہ ہو جائے اور تدارک بھی دشوار
بیت نہو بدنفس لیکن بدگمان ہو جو کہ آفات زمانہ سے امان ہو بدیہ سمجھکر یا خود کہتا تہا کہ بڑی خطا کی مینے دیکھیئے کہ نتیجہ اسکا کیا ہو
مضطرب تھا اور چشم انتظار اس راہ مین کہتا تہا کہ دمنا پیدا ہوا شیر نے اضطراب اندر کے قرار پکڑا کہ دمنا نے زمین ادب کو چوم کر دعا دی
کہ شاہا حکم تیرا قاف سے تا قاف ہوا اور کہا کہ غلام نے نہ نخوت اسکی دیکھی و نہ شکوہ ایسی پائی کہ جسے قوت اور شوکت پر استدلال
کرتا ہین اور نہ دیکھین کچھ مہابت اور احترام اُسکا سمایا کہ جس سے اسکی بزرگی دلیل ثابت ہوتی شیر نے کہا اس بات کو ضعف و ناتوانی
پر حمل نہ کیا چاہیئے اور اس دھوکے پر فریفتہ نہوا چاہیئے کہ باد سخت گیاہ ضعیف کو کبھی توڑ نہین سکتی ہے لیکن درختہائے قوی ہیکل کو
بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالتی ہے اسیطرح مہتر اور بزرگ منش جبتک دشمن کو ہمسر اپنا نہین پاتے ہین اظہار قوت و شوکت نہین کرتے
باز کنجشک ضعیف کا قصد نہین کرتا ہے اور شاہین پشہ پر بال نہین کھولتا ہے وقعت تیری جو اُسکی آنکھ مین نہین سمائی ہی اسلیئے
اُس نے اظہار قوت تجھپر ضرور نہین جانا ہے دمنا نے عرض کیا کہ شہریار کو لازم ہے کہ عظمت اُسکی اسقدر اپنے ذہن مین
نرکھے اور اس مہم کو اتنا مشکل نہ سمجھے مینے اُسکے کلام سے حقیقت باطن کو کماحقہ دریافت کیا ہے اگر ارشاد ہو تو دست بستہ
آستانہ عالی پر حاضر کردون کہ حلقہ غلامی گوش جان مین ڈالکے غاشیہ ہواداری بھی دوش سے نہ اتارے شیر نے خوش ہو کر اجازت
دی دمنا نے شترابہ کے پاس آکر گفتگوی دلیرانہ آغاز کی کہ تو کون ہی اور کہانسے آیا ہی اور کس سو کو ہے اور سبب آنے کا بے اجازت
شہریار عالیجناب کے اس دیار مین کیا ہی شترابہ نے حال اپنا راست بے کم و کاست بیان کیا دمنا نے کہا کہ ای نادان اِس ولایت کا
وہ شیر غران ہے کہ کوئی ہمجنس اسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہے بلکہ پیل مست کوہ پیکر اُسکی ہیبت سے بید کے مانند کانپتا ہی اور اُسکی بے اجازت
اُس بیشہ کے حوالی مین کوئی پاؤن نہین رکھ سکتا ہی تو کیا سمجھا ہی کہ بیباکانہ اُس وادی مین قرار پکڑا ہی تجھسے ہزاران بیل شیر کے لشکر مین
شکار ہوتے ہین شاید کہ موت تجھے لائی ہے اگر یہانسے جاکر حال تیرا بیان کرون تو ایک آن مین تیری جان فنا ہوتی ہی مگر مجھے تیری غریب الوطنی
اور تنہائی پر رحم آتا ہے اسواسطے اپنی عادت کے موافق چاہتا ہون کہ مہمان نوازی اور غریب پرستی بجالاؤن اور شیر کی خدمت مین لیجاکے تقصیر تیری معاف
کراؤن بلکہ شیر کی مصاحبت مین تجھے سرفرازی دلواؤن شترابہ نے جبکہ یہ حکایت سنی بید کی مانند کانپا اور دمنا سے کہا کہ ای برادر اگر مین جانتا کہ یہ ولایت اُس
شہنشاہ کی ہی تو یہانکا قصد اسطرف کا نکرتا مگر غریب الوطن ہون اور ناواقف ہون اگر غریب نوازی کی راہ سے مجھپر رحم کرے تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالی تجھپر رحم فرماویگا دمنا نے قسم کھائی
اور کہا کہ میرے ساتھ چل حسب دلخواہ تیری ملاقات شیر سے کراؤنگا شترابہ اس پر راضی ہوا اور دمنا کے ساتھ چلا جبکہ نزدیک پہنچے دمنا پیشتر جاکر پایہ
شیر سے جا ملا اور شترابہ کے حاضر ہونیکا مژدہ دیا کہ اسی عرصہ مین وہ بھی پہنچا اور زمین ادب کو بوسہ دیا شیر نے بالطاف خسروانہ حال شترابہ کا پوچھا
شترابہ نے از ابتدا تا انتہا اپنا حال بیان کیا شیر نے کہا کہ حاضر رہا کر کہ ہمنے در الطاف ... دان بارگاہ و لعہ ساز ان غریب الوطن کے لیئے کھلا رکھا ہوا

ماندہ پر انعام کو واسطے خاص و عام کے حکم عام دیکر کہا ہے مولف بیت وہ شاہون سب خلق ہے راضی مجھسے ٭ سب جوش مین نہین
ہے کوئی شاکی مجھسے ٭ گاؤ نے بعد دعا و ثنا کے کمر خدمت چست باندھی اور ہمیشہ حاضر باشی کرنے لگا شیر بھی ہر روز زیادہ تر الطاف
فرماتا تھا اور تقرب اسکا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور اعزاز اور اکرام اسکا بہ نسبت سب ارکان دولت کے دمبدم ترقی پاتا تھا اور حسن خوبی
اور جوہر ذاتی اسکی ہردم ذہن مین شیر کی راسخ ہوتی جاتی تھی حتی کہ مقربان عالی مقدار مین شمار ہونے لگا غرض کہ اس خوبی سے حسن خدمت
بجالایا کہ تھوڑے سے عرصے مین شیر کا محرم اسرار ہوا اور ہر ساعت منزلت زیادہ اور مرتبہ عزت بلند ہوتا گیا کہ ایک ہی سال مین جمیع
ارکان دولت اور اعیان حضرت سے مرتبہ شتربہ کا زیادہ ہوگیا جبکہ دمنا نے دیکھا کہ شیر نے عزت بیل کی سرحد افراط کو پہنچائی اور انعام
واکرام مین یہانتک افراط کی کہ مرتبہ اعتدال سے درگذرا اور دمنا کی بات کو اسکے آگے کچھ وقعت باقی نرہی اور کسی مہم مین مشورہ اسکا درکار
نرہا دست حسد سر پر مارنے لگا اور سر پنجہ تاسف سے دیدۂ دل مین دینے لگا اور آتش خشم و شعلہ غیرت سے زاویہ دماغ جلنے لگا بیت دلمین
حاسد کے بھڑکتی ہے اگر نار حسد ٭ پہلے حاسد کو جلاتی ہے یہی کار حسد ٭ القصہ خواب و قرار دمنا کا مفارقت کرگیا اور آرام و سکون
نے ساخت سینہ سے رخت اقامت اوٹھالیا شکایت اپنی کلیلہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ ای برادر ضعف رای اور سستی تدبیر میری دیکھ
کہ تمامی ہمت نے شیر کے آرام کے لیے صرف کی اور گاؤ کو کہ شیر کی بیقراری اور اضطرار کا باعث تھا اسکی خدمت مین بآسانی حاضر کیا
اور جمیع مقربان سلطانی سے پیشی لیگیا اور مین اسکی مصاحبت کے سبب سے اپنی مرتبہ سے بھی گرگیا کلیلہ نے جواب دیا کہ جان من کار
خود کردہ را علاجے نیست یہ تیشہ آپ تو نے اپنے پاؤن پر مارا اور غبار فتنہ اپنی ہاتھہ سے اپنی راہ مین برپا کیا تجھہ وہ پیش آیا
کہ جو زاہد کو پیش آیا تھا دمنا نے پوچھا کہ ماجرا زاہد کا کیونکر تھا **حکایت** کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک زاہد کو بادشاہ نے خلعت
فاخرہ عنایت کیا ایک چور اس حال پر اطلاع پاکے خدمت مین زاہد کے بارادت حاضر ہوکے مرید ہوا اور خدمت قرار واقعی کرنے لگا
اور آداب طریقت کے سیکھنے مین یہانتک جہد بلیغ کی کہ محرم اسرار ہوگیا جبکہ زاہد کو بسبب اعتماد کے غفلت ہوئی ایکدن خلعت چرا
راہ لی جبکہ زاہد نے خلعت کو نپایا اور مرید کو غائب دیکھا سمجھا کہ وہ چور تھا اسی حیلہ سے خلعت چرا لیگیا اسکی تلاش مین شہر کی طرف
روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ دو نخچیر لڑتے ہین اور ایک نے دوسرے کو مجروح کیا ہے اور خون دونون کا زمین پر گرتا ہے روباہ گرسنہ اس
جا مین خون اوٹھا چاٹنے لگی کہ اتفاقا دونون کے ٹکر کے بیچ مین آپڑی استخوان اسکی مانند شکر کے پس گئے زاہد اس حال کے مشاہدہ سے متنبہ ہوکر
روانہ ہوا اسکو شہر مین پہونچا دروازہ اہل شہر کے بند تھے جگہہ اقامت کی ہر چند تلاش کی نپائی قضارا ایک عورت کوٹھے پر کھڑی
تماشا دیکھتی تھی زاہد کی سرگردانی سے جتی کہ یہ مرد غریب الوطن ہے مکان مین اپنے بلاکر جگہہ دی زاہد غنیمت سمجھکر اس
مکان مین فروکش ہوا اور گوشہ کاشانہ مین بیٹھکر یاد الہی مین مشغول تھا وہ عورت کاروبار ناہنجاری مین شہرۂ آفاق
تھی اور کنیزین اسکے سامان بدکاری کے سبب پیدا کرتی تھین ایک ان کنیزون مین کنیز تھی کہ کرشمہ جمال سے عروسان بہشت کو

شرمندہ کرتی تہی اور آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت سے جلاتی تہی اور چشم مست کی تیر غمزے سے سینہ عالم مین مانند ہدف کے رخنہ کرتی تہی
اور لب جان بخش سے نمک شکر کے مانند حلاوت روح افزا عطا کرتی تہی وہ ساتہہ ایک جوان زیبا رو مشکین مو سرو بالا ماہ سیما شیرین
زبان باریک میان کہ ترکان ختا اسکی چین زلف سے پیچ و تاب اور نوش لبان سمرقندی اسکی شکر شور انگیز کے شوق سے اضطراب مین
تہی دلبستگی اس درجہ رکہتی تہی کہ جدائی ایکدم کی تلخی مرگ سے بدتر سمجہتی تہی ہمیشہ باہم رنگ و بوی گل کے مانند مفارقت نکرتے
تہے وہ عورت بہی فریفتہ اس جوان کی تہی اور وہ جوان مطلق سیر التفات نکرتا تہا فقط اس کنیز کا شیدا تہا یہ عورت
وصل کنیز و جوان سے بہ تنگ آئی چاہا کہ اس [illegible] کہ زاہد ان ہی کے گہر مین مہمان تہا تدبیر اسنے جوان کی
ہلاکت کی اسطرح پر کی تہی کہ شراب مین دارو بیہوشی کی ملاکر پلا دیا تہا [illegible] دونو سرشار بادہ بیہوشی سے ہوکے زن بدکار نے سوم
زہر ہلاہل کو ایک نے مین رکہہ کے اور ایک [illegible] نے مین جو انکی [illegible] رکہا اور ایک اپنے منہ مین رکہہ کے چاہتی تہی بہو کے
دماغ مین پہنچنے کے ساتہہ ہی مغز اسکا زرآب ہوکے بہجاے کہ بحکم [illegible] غیب دان چہینک اس جوانکو آئی سودہ زہر کہ نے مین
بہرا تہا چہینک کے زور سے جست تہقری کرکے گلو اور دماغ مین اس قحبہ کے سرایت کرگیا فوراً ہلاک ہوگئی بموجب مصرع
ہم در سر آرزوی کہ در سر داری بیت جو چاہا کسی نے کسیکا برا ابد خدا نے کیا اسکا برا سدیکا برا نہ زاہد کو مشاہدہ اس مکروہ بات کے وہ رات مانند
روز قیامت کی دراز ہوگئی تہی جسوقت کہ زاہد صبح زاد نے یہ شب ظلماتی سے مخلصی پاکے سجادہ طاقت کو محراب افق پر بچہایا عالم روشن
ہوا زاہد نے اس گروہ ابلیس خصلت کی ظلمت سے رہائی پائی اور نکلکر مکان دوسرا تلاش کرنے لگا ایک کفشگر نے کہ معتقد خاص
زاہد کا اور باشندہ اس شہر کا تہا دیکہہ کر قدم پکڑے اور اپنے گہر مین لیے گیا اور تمام قبیلے کو زاہد کی خدمتگذاری مین مشغول کیا
تمام روز اسیطرح گذرا شب کو آپ بضرورت ضیافت کہ بدعوت تہا باجازت زاہد ایک آشنا کے گہر گیا اور زوجہ اس کفشگر کی ایک
آشنا رکہتی تہی زیبا و خوشخو و عشوہ ساز عشق باز اور ایک دلالہ انکے درمیان آفت روزگار تہی کہ افسون و افسانے سے آب و آتش کو بہم
جمع کرتی تہی اور زبانی سے سنگ خارا کو موم بناتی تہی زن کفشگر نے گہر جاکے اس دلالہ کو بلوا کر کہا کہ اس شیرین لب کو خبر کر کہ
آجکی شب شہد عیش [illegible] اور صحبت کے اندیشہ عشق سے ہے مصرع برخیز و بیا چنانکہ من دانم و تو بہ حسب الطلب شتابندہ وہ جوان
در پر حاضر ہوکر منتظر دروازہ کہلنے کا تہا یک ناگاہ کفشگر اس شب ظلمانی مین مانند بلاے ناگہانی کے آپہنچا اور اس مرد کو دروازے پر دیکہا
پیش ازین بہی کفشگر کو بدگمانی [illegible] نشانون کے سبب سے تہی اسوقت کہ اس ہیئت سے اسے دیکہا یقین ہوا کہ وہ گمان میرا گمان
تہا بلکہ یقین تہا گہر مین آکے دیکہا کہ عورت بہی آراستہ اور پیراستہ منتظرانہ بیٹہی ہے وضع اور [illegible] ہا اسکا اور بہی کفشگر کے یقین کا شاہد ہوا
کفشگر نے نہایت غصے سے چوب [illegible] اسی کار کے تہی ہاتہ مین لیکے کفشکاری کرنا شروع کیا جبکہ خوب زد و کوب کرچکا آخر کا ستون خانہ سے محکم باندہ کر
آپ بستر آرام پر دراز ہوا زاہد اس شب [illegible] کا مہمان تہا دل مین کہتا تہا کہ بے تحقیق اسقدر زد و کوب کرنا [illegible] انصاف دور ہے بلکہ اگر مین شفاعت

اس عورت کی کرتا تو بجا تہا کہ اس عرصے مین زن حجام کہ دلالہ تہی آئی اور کہا کہ ای بہن یار تیرا منتظر ہے جلد باہر آ اور فرصت وقت
کو غنیمت جان کہ یار تیرا دروازے پر کہڑا یہہ شعر مولف پڑھ رہا ہے **بیت** ہجر کی شب مجکو نیند آتی نہین :: زلف تیری سنبلوں
کی قسم کہاتے ہین ہم + زن کفشگر نے آواز حزین سے اسکو نزدیک بلاکے کہا کہ اس شوہر بیرحم نے شاید کسی درخانہ پر دیکہا تہا کہ دیوانہ دار
گہر مین آکر زیادہ از حد مجہے ملا اور دیکہہ کہ اس ستون سے باندہا ہے اگر تجہہ پر شفقت رکہتی ہے تو مجہے کہول اور مین عوض اپنے اس
ستون سے تجہے نرم باندہون اور مین جاکر اُس یار وفادار سے عذر خواہی کر آؤن اور اسکے بعد تجہے کہول دون اور آپ بدستور بندہکر کہڑی
رہون اگر یہہ کرے تو مجہے لونڈی اور میرے محبوب کو غلام اپنے احسان کا کرے زن حجام نے بکمال خوشی بندہنا اپنا اور کہلنا اسکا قبول
کیا اور وہ باہر گئی اس عرصہ مین کفشگر جاگا اور اُس عورت کو آواز دی زن حجام اس خوف سے کہ آواز میری پہچانیگا نہ بولی کفشگر بار بار
خفا ہوتا تہا اور چلاتا تہا تو بہی جواب ندیتی تہی کفشگر ازبس خفا ہوکر نزدیک آیا اور ناک اُسکی کاٹ کے ہاتہہ مین رکہدی اور کہا کہ لیجیو
تحفہ اپنے یار کو بہیجیو زن حجام خوف جان سے تسپر بہی نہ بولی اور دلمین کہتی تہی کہ تماشا ہے کہ عیش کسی نے کی اور مصیبت کسیکے سر
پر پڑی جبکہ زن کفشگر پہر آئی خواہر خواندہ کی ناک کٹی پائی نہایت غمناک ہوئی اور بہت عذر خواہی کرکے کہولدیا اور ستون سے
بندہکر کہڑی ہوئی زن حجام ناک ہاتہہ مین لیکر گہر کو بہاگی **مصرعہ** حیران کبہی ہنستی تہی روتی تہی کبہی قحبہ بد زاہد نے یہ سب صور
دیکہین لو سنین اور اس عجائب روزگار سے جوان دور اندیش گذرا زاہد کو حیرت پر حیرت ہوتی گئی مگر زن کفشگر نے بعد ساعت
کے غوغا برپا کیا اور ہاتہہ اٹہاکر دعا شروع کی کہ ملکا بادشاہا تو سمیع اور بصیر ہے کہ میرے شوہر نے مجہپر ستم کیا ہے اور تہمت اور افترا سے
ناحق مجہپر باندہ کے یہ حالت میری کی ہے تو مجہپر رحم کر اور اگر مین پاک ہون تو ناک میری کہ باعث زینت جمال صفحہ حسن عذار ہے
جیسی کہ تہی ویسی ہی درست کردے کہ سر مو نشان باقی نرہے غوغاے مناجات سے کفشگر بیدار ہوا اور نالہ مکر آمیز اور دعاے
شور انگیز اوسکی سنکے چلایا کہ ای قحبہ یہ کیا دعا ہے کہ تو کرتی ہے کہ دعا فاجرہ کی درگاہ الٰہی مین مقبول نہین ہوتی ہے **بیت** جو چاہے یہ دعا
ہو قبول خداے پاک :: اپنی زبان و دل کو اول بنا پاک + اس گفتگو مین فاحشہ نے شور کیا ای ستمگار ناخدا ترس بردم آزار اوٹہہ
اور تماشا قدرت الٰہی کا بچشم عبرت مشاہدہ کر کہ جو دامن میرا لوث فسق و فجور سے پاک تہا تو ایزد سبحان نے ناک مجہہ شکستہ دل کی درست
کردی اور تجہے خلق مین روسیاہی سے اور مجہے فضیحت اور تباہی سے نجات بخشی مرد سادہ دل نے کہ فریب شیطان اور مکر زنان سے غافل تہا
چراغ روشن کرکے دیکہا تو واقعی ناک اوسکی درست ہے اور نشان زخم کا بہی کہین باقی نہین ہے فی الحال معترف اپنی قصور کا ہوا اور ہزار
عذر خواہی و سماجت پیش آیا اور تقصیر سمجہا کہ یہ عورت پاک دامن ملکہ اولیاء اللہ ہے اسکے بند دست کہولے اور بہزار منت قصور اپنا
معاف کروایا اور توبہ کی کہ اسکے بعد اگر کوئی شبہ ہو تو وسوسہ شیطان کا سمجہونگا اور اگر بدلیل فسق کا ثابت کریگا تو مین
محض افترا اور سخن سازی جانونگا اور مقابل اسکے تو صلاحیت پیشہ کے فرمانے سے تجاوز نکرونگا اور توبہ کیند اور زن حجام

خواہر خواندہ یعنی منہ بولی بہن ۱۲
عذار بالکسر رخسار ۱۲
پشت بالکسر
اک ۱۲
آلودہ کردن
مناجات بالضم
درشت شدن
مستعمل ۱۲

ناز حجام اپنی ناک مانند جام کے ہاتھ پر رکھکے لہو مین ڈوبی ہوئی متحیر تھی کہ کیا حیلہ برانگیختہ کرے اور یہہ صورت کس شکل سے
شوہر کو دکھائے اور ہمسایہ اور اقارب سے کیا عذر درپیش لائے اور اپنے اور بیگانے کے سوال کا کیا جواب دے اسی حالمین صبح کاذب پیدا ہوئی
حجام جاگا اور آواز دی کہ کسبت میری دے کہ فلانے خواجہ کا روز صلاح ہے تا علی الصباح وہان جا پہنچون عورت نے جو اندیا کہ حجام چلا یا
زن بینی بریدہ نے ایک استرہ تنہا بن حجام کو دیا حجام غصے مین آیا اور اس تاریکی مین استرہ اسکیطرف پھینکدیا اور کہا کہ مین کسبت تمام ہی ناز حجام
مانگتا ہون اور تو ایک استرہ دیتی ہے عورت نے غوغا کیا کہ ہای ناک ہای ناک حجام متحیر تھا اقربا اور ہمسایہ اوس غوغا سے جمع ہوگئے اور عورت کو
خون آلودہ اور بینی بریدہ دیکھا زبان ملامت حجام پر سب نے کہولی وہ بیچارہ حیران پریشان نہ سوے اقرار رکہتا نہ زبان انکار جبکہ صبح
جہان افروز نے پردہ ظلمت کا آگے سے اوٹھایا اور آئینہ گیتی نما یعنی آفتاب جام جہان آرا درخشان ہوا **بیت** شب کی آخر نمایان ہو گئے
آثار صبح بدآتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح بعد اقربا عورت کے حجام بیگناہ کو گرفتار کرکے نزدیک قاضی شہر کے لیگئے اتفاقا زاہد
دم صبح قاضی کی ملاقات کیواسطے کہ سابقہ سابق رکہتا تہا حاضر ہوا تہا محکمے مین بہی موجود تہا اور یہ سب تماشا من اولہ الی آخرہ مشاہدہ
کیا تہا جبکہ اقربای زن حجام نے مرافعہ ہکا رو برو قاضی کے کیا قاضی نے پوچھا کہ اوستاد اس عورت کی ناک کاٹنے کا سبب کیا تہا حجام عقل و
ہوش باختہ سے جواب معقول سرانجام نہوا قاضی نے بحکم الجروح قصاص کے حکم دیا زاہد اوٹھا اور کہا کہ یا ایہا القاضی احکام مین تامل کر اور
دیدۂ فراست کہول کہ چور خلعت میرا نہین لیگیا اور روباہ ہلاک نہین ہوئی اور زن بلکارہ کو سکے زہر ہلاہل نے نہین ہلاک کیا ہی اور
زن کفشگر نے بینی حجام جورو کی نہین کٹوائی بلکہ یہ سب بلائین مینے بچشم خود دیکہین مین قاضی نے حجام کے قصاص سے تامل کیا اور زاہد
کیطرف متوجہ ہوا کہ اس اجمال کا ترجمانی ہو اور اس معانی نہد کا بیان واضح فرماوے زاہد نے جو معاینہ کیا اور سنا تہا از ابتدا تا انتہا مشرحا بیان کیا
اگر مجھے مرید کرنے کی آرزو نہوتی تو تیرا ہاتھ دزد مین گرفتار نہوتا اور روباہ اگر گرفتار طمع طعمہ نہوتی تو دو قوچ کے صدمے سے ہلاک
نہوتی اور یہہ زن فاحشہ جوان غافل کا اگر قصد نکرتی تو جان شیرین اس تلخی سے کہوتی اور زن حجام اگر مدد گاری حرام کاری نکرتی
تو ناک نہ کٹواتی اور فضیحت عالم نہوتی اور جو کوئی کہ بدی کرے تو نیکی کی طمع نہ رکہے اور جو کہ اندراین بوئے امید ذائقہ انار شیرین کی نکری
بیت چنین گفت دانای آموزگار بد مکن بد کہ بد بینی از روزگار اور یہ مثل اسلیئے کہی مینے تا تو جانے کہ راہ اس محنت کی خود اپنی
واسطے تو نے نکالی ہے اور در دروازہ اس رنج و مشقت کا آپ اپنے منہ پر تو نے کہولا ہے **مصرعہ** گفتا بکہ نالیم کہ از ماست کہ بر ماست دمنا نے
کہا کہ ای یار دین ہر طرح سے جلد اوٹھاونگا اور مضامین مناسب کو یہانتک ترقی دونگا کہ گاؤ کو مرتبہ عزت سے گرا کر اوسکو بلد یا قتل کروا دونگا اور دوستی
ہ آتش الفت منطفی ہوگی و الامر ہذا ہمیت ہے بہت دور ہے کہ اب اوس مین کوتاہی کرون او بزرگون نے بہی کہا ہے کہ پانچ کامون مین جتنی
سعی کرے معذور ہے بلکہ بجای اول شہر طاہے کہ رہیک بنا نہو تو طلب حشمت و مال چنین کوشش کرنی مناسب ہے **دوسرے** پرہیز
کرنا اوس چیز سے کہ حال اور استقبال مین جبر ے مان حضرت ہو **تیسرے** محافظت منفعت مین کبہی غفلت نکرے

چوتھے بچہ باپ کا جو اُس ضرر سے کہ جسمین ہو گیا ہو پانچوین تدبیر صایب جلب نفع اور دفع ضرر کی سعی ہر دم خیال مین رکھی
اور مین یہانتک اس بات مین کوشش کرونگا کہ رقیب کو دفع کر کے اپنے منصب کو پہونچونگا اور اسکا گوشت یا طعمہ سباع
کرونگا و یا اس بلا کا اخراج کلی کر دونگا کہ یہہ دغدغہ کسی نوع سے باقی نرہے اور مین اُس ضعیف چڑیا سے کم ہمت نہین ہون کہ عوض
اُسنے اپنا باشے سے لیا کلیلہ نے کہا کہ حکایت چڑیا اور باشے کی کیا ہے **حکایت باشہ و کنجشک** دمنانے کہا سنا ہے کہ کنجشک کے جوڑے نے
ایک درخت کی شاخ پر آشیانہ لگایا تھا فقط دانے پانی پر قناعت کر کے یاد الہی مین بسر کرتے تھے ایک باشے کا بھی نزدیک اُسکے آشیانہ
تھا جبکہ بھوکا ہوتا تھا برق کے مانند جانورون پر گر پڑتا تھا جبکہ یہہ کنجشک بچے نکالتی تھی اور پرورش پا کے قریب اڑنیکے ہوتے تھے
باشہ کمین گاہ سے حملہ کر کے اُسکے بچے شکار کر کے طعمہ اپنا کرتا تھا اور اُن چڑیون کو بحکم حب الوطن من الایمان کے اُس آشیانہ کا چھوڑنا
دشوار تھا اور باشے جفا پیشہ کے ظلم سے کوئی تدبیر بچنے کی بھی نکر سکتی تھی نہ رائے سفر کہتی تھی نہ روے اقامت ایکبار انکے بچے قریب
اُڑنے کے ہوئے تھے اور ماں اور باپ اُنکے بالیدگی اور رشد دیکھکر نہایت مسرور اور خرم تھے کہ ناگاہ خیال باشے جفاکار کا خاطر مین گذرا کہ ہنوز
انہین طاقت اڑنیکی کما حقہ حاصل نہین ہے مبادا وہ ظالم انہین شکار کرے تو کسطرح کا رنج حاصل ہو اس اندیشے مین وہ سب خوشی
مبدل بغم ہوئی اور آثار اندوہ ان دونو کے چہرے پر نمایان نمایان ہوئے ایک بچہ انمین کہ قریب رشد کے پہنچا تھا بفراست اُسنے اول
خوشی کا ہونا اور اُسکے بعد فوراً ملال کا چہرے پر آجانا دریافت کر کے ماں باپ سے ان دونون حالون کا سبب پوچھا اُنہون نے جواب دیا کہ اے
پسر **لمولفہ بیت** نپوچھ احوال اے فرزند دلکے زخم کاری کا نہ لوہا دیکھے پس چشم تر سے خون جاری کا بعد اسکے بعد قصہ باشے کا اور فرزندان
گذشتہ کا اور وہ اندیشہ کہ فی الحال لاحق ہوا تھا مفصل بیان کیا بچے نے کہا کہ اے والدین حکم قضا سے سرتابی طریق بندگی سے
دور ہے لیکن مسبب الاسباب نے ہر درد کی دوا پیدا کی ہے اور ہر مرض کیواسطے شفا رکھی ہے اگر اس عقدے کے حل ہونے مین سعی کرو
اور اعانت اُسکی درگاہ سے مانگتے رہو تو دور نہین ہے کہ قاضی الحاجات سے مدعا تمہارا حاصل ہو اور اس بلا سے تمہین نجات ملے کہ وہ ہمیشہ
شکستہ حالونکی دستگیری کرتا ہے یہہ بات بچے کی انہین پسند آئی ایک نے تو تلاش طعمی مین پرواز کی اور دوسرے نے باشے کے دفع
جور و جفا جوئی کے واسطے راہ صحرا کی لی مگر یہہ تردد تھا کہ کہان جاؤن اور کس سے درد دل اظہار کرون **بیت** رات دن رہتے ہین مجھپر
صدمہ ہاے درد دل نہ پر کرون کیا سخت مشکل ہے دوا درد دل نہ کہ اس حال مین ایک سمندر آتشکدے سے باہر آیا تھا اور فضاے صحرا مین
پھرتا تھا کنجشک کی نگاہ اُسپر پڑی وہ ہیئت عجیب اور ہیکل غریب دیکھکر دل مین کہا کہ حکایت اپنی درد دل کی اس جانور
غریب صورت سے کہون شاید کہ عقدہ میری خاطر کا کھلے اور کچھ علاج درد دل کا بتاوے اور اب تمام سے سمندر کے نزدیک جا کے لوازم بندگی
اور شرط نیازمندی بجا لا کے زبان توصیف اُسکی غریب نوازی اور مسافر پروری کے بیان مین کھولی سمندر نے کہا کہ آثار ملال تیرے بشرے سے ملاحظہ
کرتا ہون اگر رنج راہ سے ہے تو چند اس جگہہ توقف کر کہ آسودگی سے رنج تیرا مبدل براحت ہو اور اگر دوسری وجہ ہے تو اظہار فرما

تا اپنی طاقت کے موافق سعی کیجائے کنجشک نے اپنا حال زار اسطرح مشروحاً بیان کیا کہ اگر سنگ خارا کے سامنے کہتا تو اسکا بہی دل
مانند موم آتش رسیدہ کے نرم ہوجاتا سمندر کو اس حال کے سننے سے بعد رقت لاحق ہوئی اور کہا کہ صبر کر انشاء اللہ تعالے عنقریب
اس بلا کو تجہسے دفع کرتا ہون یعنے وہ تدبیر سوچتا ہون کہ خانہ اور آشیانہ اسکا اور جو کچہہ کہ اسمین ہو سوختہ ہو برباد فنا ہوجائے مگر نشان
اپنے آشیانہ کا پتا کنجشک نے پتا اپنے مکان کا اسطرح دیا کہ زیادہ تر مشاہدہ سے اسکے خیال مین آگیا اسکے بعد کنجشک کو رخصت کیا
اسنے اپنے آشیانہ کی طرف بہزار سرور رجوع کی اور سمندر شب کو اپنے ہمجنسون کی جماعت کے ساتہہ نفت اور گندک لیکے متوجہ اس
مقام کا ہوا اور نزدیک پہنچکے آہستہ آہستہ باشہ کے قریب نفت اور گندک تمام آشیانہ پر چہڑک گیا اور وہ اپنے جوڑے اور بچون کے ساتہہ
خواب ناز مین غافل تہا اسی وقت حکم سے خدائے قہار کے باد تند وزان ہوئی اور نفت نے دفعۃً آگ لی اور شعلہ بہڑکا کہ زن و بچے باشہ کے
سب جلگئے اور یہہ مثل سو اسواسطے بیان کی ہے کہ جو کوئی دفع دشمن مین کوشش کرے اگرچہ خود ضعیف اور دشمن قوی ہو مگر
ظفر اور فتحیابی کی امید ہے کلیلہ نے کہا کہ یہہ بات الٹی تیرے خیال مین سمائی ہے یعنی جو کوئی کسی ضعیف کو بے جہت ستاتا ہے اور
حسد کو کہ مردود خدا ہے دل مین جگہہ دیتا ہے عوض اسکا بہت جلد پاتا ہے چہ جا کہ دشمن قوی اور خود ضعیف ہو اور آپ ہی بے سبب
حسد سے ارادہ بیکار کرے تو یقین ہے کہ خود خراب ہو جاوے آگے غیب دان جانے ظاہر اشیر نے اسے اختصاص بخشا ہے اور عہد سرفرازی اس سے
بار ہا کیا ہے اور صحبت اس سے برآرہی پس مزاج شیر کا اس سے متغیر کرنا بہت مشکل نظر آتا ہے اور پادشاہ جسے سرفرازی دیتے ہین بے سبب
قوی اسے خوار و ذلیل نہین کرتے ہین اور جسکو کہ اوٹہاتے ہین بغیر وقوع خطائے عظیم نہین گراتے ہین سو وہ چند مقام ہین اور حاصل اسکا یہہ ہے
کہ جبتک کہ اسسے عداوت دولت و سلطنت اور افشائے راز سرزد نہین ہوتا ہے اور حد تحقیق کو نہین پہنچا ہے تب تک نہ اسے ذلیل نہین کرتے ہین اور بادشاہ بھی
لائق ہی ہے و الا اعتبار سلطنت و جہانداری جہان سے اوٹہہ جائے بیت جو رہا آب فرومی نبرد باعث چیست * شرمش آید فرو بردن پرورده خویش
اور مانند اسکے یہہ وجہہ بہی ہے دو یہہ جملۂ کلہ نہ لوٹے نہین کہو کہانی بیت * اپنا سینچا جانیکے بہی برے ڈونگی ریت * دمنا نے کہا کہ کوئی سبب
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ بادشاہ نے اسکی پرورش مین مبالغہ کیا ہے اور کل ارکان دولت پر مرتبہ اسکا یہانتک ہوا ہے کہ پادشاہ کی ملازمت سے
متنفر ہین اور منافع خدمت اور رصلاح دہی ان لوگونکی بالکل موقوف ہے اور ایسی ہی صورتون مین آفت بزرگ سلطنت پر وارد ہوتی ہے اور حکما نے
کہا ہے کہ آفت ملک کی چہہ چیزون مین متصور ہے اول ارکان دولت کو نا امید کرنا دوسرے ایسے فتنے کہ جنسے لڑائیان بے سبب پیش آتی ہین اور طرح
دشمنونکی اکثر نام باہر سے تیسرے ہوا خواہ یہانتک رنجیدہ ہون کہ بادشاہ کی عیب گوئی پر زبان کہولین اور بادشاہ عیش و عشرت اور
لہو و لعب مین مشغول ہے اور انکی اسمالت سے بے پروائی کرے چوتہے گناہونکی کثرت سے مانند قحط اور وبا و زلزلہ اور غرق و حرق
اور اسکے مانند بلائین پیش آتی ہین پانچوین جنگ کی جگہہ صلح اور مقام صلح مین جنگ کرے اور پس بادشاہ کو چاہیئے کہ باب
قہر کو بند کرے اور دروازہ لطف کا کہولے کلیلہ نے کہا کہ یہہ حال جو تو نے بادشاہ کا بیان کیا اسمین قصور تیرا کیا ہے کہ بادشاہ نے

اوسپر الطاف کئے کوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اوسی سرفراز کرے اور وہ انکار کرے لیکن تونے خواہی نخواہی انتقام ناحق پر کمر باندہی ہی اور کمین بستر مین بیٹہا چاہتا ہی کہ کسیطرح اوسے ضرر پہنچے اور مین یہ جانتا ہون کہ اندیشہ ضرر کا کسیکے حق مین بطریق مکافات[1] بہی اپنا ہی ضرر کرتا ہے اور اس بارہ مین مولف نے سچ کہا ہی **بیت** اوسیکا برا جلد ہوتا ہی گویا + جو کوئی کسی کا برا چاہتا ہے + اور جو کوئی دیدۂ عبرت کہولیگا اور مکافات نیک و بد کا ملاحظہ کریگا تو غالب[2] نیکی کے آویگا اور ہاتھ اور زبان کو ایذا دینے مخلوق سے محفوظ[3] رکہیگا جیسا کہ بادشاہ دادگر کا حال ہے گذر[4] دمنانے پوچھا کہ بادشاہ دادگر کا حال کیونکر تھا

حکایت بادشاہ دادگر

کلیلہ نے کہا زمانہ ماضی مین ایک بادشاہ تہا ظالم خونخوار ستم پیشہ غریبون پر دست تعدی دراز کیا تھا اور پا طغیان جادۂ اعتدال سے باہر رکہتا تہا ایک عالم نے اوسکے لئے دست بدعا اوٹھائے تھے اور زبان نفرین کہولی تہی لیکن یہ بادشاہ سیر[5] شکار سے پہر آیا اور منادی کی کہ مینے اپنی عمر شکستہ بالونکی آزار رسانی اور ضعیفونکی ایذا دہی مین بسر کی اور خرابی آخرت مین کوشش کرتا رہا اب توبہ صادق کرتا ہون اور عہد مضبوط باندہتا ہون کہ بعد الیوم[6] دست ظلم دامن رعایا تک نہ پہنچیگا اور پاؤن کبہی ستمگر کا کوچہ بیداد مین نہ پڑنے پائیگا **بیت** رعیت کو دل تنگ کہی جو شاہ + نہ کیونکر رعیت ہو اوسکی تباہ + رعایا کو اس خوشخبری سے جان تازہ حاصل ہوئی اور فقیران غم رسیدہ کا اس بشارت سے گل مراد باغ امید مین شگفتہ ہوا آخر نوبت عدالت اوسکی یہانتک پہنچی کہ بچہ آہو شیر مادۂ شیر بے خوف خطر پیتا تہا اور موش گربہ کیساتھ بازی کرتا تہا القصہ حال اوسکے عدل کا یہانتک پہنچا کہ بادشاہ دادگر اوسکا لقب ہوگیا **بیت** یہ نعمت اوسی عہد مین[7] پہ ہوئی + دہ بہیڑوں کی نگہبان صرصر[8] ہوئی + ایک ندیم[9] بادشاہ نے وقت فرصت پاکے عرض کیا کہ بادشاہ عدالت پناہ کی عمر دراز ہو سبب اسکا کیا ہی کہ مزاج اقدس دفعۃً ظلم و جفا سے احسان و وفا کیطرف مائل ہوا ہے پادشاہ نے فرمایا کہ مین ایکدن شکار مین کوشش کرکے ایک درخت کے سایہ مین کہڑا ہوکر ہر چہار طرف نگاہ کرتا تہا دیکہتا کیا ہون کہ سگ شکاری ایک روباہ کے پیچہے دوڑا اور اوسکا پاؤن پکڑ کے اتنا چبایا کہ استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے روباہ واویلا کرتی ہوئی ایک غار مین در آئی وہ کتا تہوڑی دور گیا تہا کہ ایک پیادے نے پتہر مارا پاؤن اوسکا بہی ٹوٹ گیا پیادہ چند قدم چلا تہا کہ گہوڑے نے لات ماری پیادہ بہی لنگڑا ہوگیا گہوڑا تہوڑی دور گیا تہا کہ پاؤن ایک سوراخ مین پڑ گیا ٹانگ اوسکے پاؤنکی بہی چورچور ہوگئی جبکہ یہ تماشا دیکہا اپنے دلمین سمجہا مین کہ مکافات[10] بدی کی بدی ہے دیکہا کہ کیا ان سبنے کیا اور کیا پایا جو کوئی اختیار کریگا اوس کام کو کہ نچاہیے آخر دیکہیگا وہ چیز کہ جس سے راضی نہوگا اور یہ مثل اسلیئے بیان کی ہی کہ مکافات بد سے تو ڈرے اور مقام بد اندیشی سے کنارہ کرے بادا کہ وبال اوسکا تیری بلا کا جاہو جائے اور حاصل اس حدیث کا یعنی مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ تجہی بہی پہنچے اور ایک بزرگ نے فرمایا ہی کہ بد نکر بدی پائیگا اور گڑہا کسی راہ مین نکہود کہ آپ گرپڑیگا دمنانے کہا کہ مین واقعی مظلوم ہون نہ ظالم اور ستمکش ہون نہ جفاکیش پس جوکوئی ظالم سے

[1] مکافات بدادا...
[2] ...
[3] ...
[4] ...
[5] ...
[6] ...
[7] ...
[8] ...
[9] ...
[10] مکافات ...

عوض لی اوسے کیون ضرر ہونے لگا کلیلہ نے کہا کہ تجہہ پر اوسنے کیا ظلم کیا ہے کہ بادشاہ نے اوسپر کرم کیا اور تجہہ اپنا مسند
آب زار ہوگیا ہے شنزبہ کا اسمین کیا گناہ بالفرض اس عمل مین اگر تجہے ضرر نہ پہونچے لاکین ہلاکت شنزبہ مین سعی تیری کیا کام
آئیگی تجہسے قوت اوسکی زیادہ ہی اور معین بیشمار رکہتا ہی اور خود بادشاہ اوسکا حامی اور مددگار ہی دمنا نے کہا بنا ے کار قوت پر نہیں
اور مددگاران بیشمار پر نہیں ہے راے درست اور تدبیر حسبت اس مقام مین مقدم جانا چاہیے کسواسطے کہ جو تدبیر و تدبیر سے
ایسے موقع مین کام نکلتا ہے زور اور قوت سی ہرگز بن نہین آتا ہے کیا نہین سنا ہے تونے ایک زاغ ناتوان نے تدبیر عقل سے
مار خونخوار کو ہلاک کیا کلیلہ نے کہا یہہ کیونکر تہا **حکایت زاغ و مار** دمنا نے کہا کہ ایک زاغ نے کوہ مین آشیانہ کیا تہا اور
اوس آشیانہ کے نزدیک سوراخ تہا کہ اوسمین ایک سانپ رہتا تہا کہ اوسکا آب دہان زہر ہلاکت اور لعاب بیخ دندان ہلاہل تہا
جب یہہ زاغ بچے نکالتا تہا سانپ کہا لیتا تہا زاغ کے جگر مین صدہا داغ فرزندونکی ہلاکت سے پڑ گئے تہے جبکہ نوبت ستم
کی ستمگاری اور زاغ کی بیقراری کی حد سے گذری شکایت اس حال کی ایک شغال سے کہ دوست اوسکا تہا کی کہ مین
اس زندگانی سے ہزار بار موت کو عزیز رکہتا ہون کہ اس ظالم جان شکار کے ہاتہ سے کوئی تدبیر نجات کی بہم نہین پہنچتی ہے
اور حب الوطن بہی نہین چاہتی ہے کہ وطن موروثی کو چہوڑ دون اور حمیت بہی رخصت نہین دیتی ہے کہ اپنے بچونکا عوض لیے
بغیر اور طرف نکل جاؤن اے یار وفادار تو کچہہ تدبیر بتا کہ مین اس بار غم سے سبکدوش ہون شغال نے کہا کہ تونے
بہی کچہہ تدبیر اپنے دلمین اسکی دفع کی ٹہیرائی ہے زاغ نے کہا کہ یہہ تدبیر ہے کہ جب شب کو یہہ سانپ خوب غافل ہوکر سو جاے
تو منقار سے دونون آنکہیں اسکی نکال لون شغال نے کہا کہ یہہ تدبیر راہ صواب سے دور ہے خردمند قصد دشمن کا اسطرح کرتے
ہین کہ خطرہ اپنی جان کا منصور نہو تو اس تدبیر کا ہرگز قصد نکرنا والا مانند ماہی گیر کے کہ کیکڑے کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور
جان عزیز اپنی برباد کی ہلاک ہوگا زاغ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تہا **حکایت** شغال نے کہا کہ ایک ماہی گیر تہا کہ شکار دریا ہمیشہ
کیا تہا اور بناے تلاش رزق مچہلیوں پر رکہی تہی یعنی بقدر حاجت ہر روزہ مچہلیان پیچ کے گذران کرتا تہا جبکہ ضعف پیری نے
اعضا مین جگہہ پکڑی اور قوت نے جواب دیا اور قوت لا یموت سے درماندہ ہوا اور شکار کی قوت کچہہ باقی نرہی دام غم مین گرفتار
ہوا اور دل مین کہتا تہا کہ افسوس عمر غفلت اور اسراف مین بسر کی اور ایام پیری کیواسطے کچہہ ذخیرہ نکیا آج قوت پیدا اگر اپنی قوت
نرہی کیا تدبیر کرون اور کسطرح باقی عمر بسر کرون اب یہہ بہتر ہے کہ دام شکار پہینکدون اور دام فریب بچہاؤن اسکے سوا کوئی
تدبیر بن نہین آتی ہے غالب ہے کہ اس حیلے سے باقی عمر بسر ہو جاے یہ فکر دلمین کرکے ایکدن اندوہناک آہ کرتا ہوا اور نالے
بہرتا ہوا لب نہر آبیٹہا ایک کیکڑے نے کہ مدت سے اوسکا آشنا تہا سر باہر نکال کے پوچہا کہ اے یار عزیز باعث تیری غمناکی کا
کیا ہے کہ حد سی زیادہ تجہے نزار دیکہتا ہون ماہی گیر نے کہا کہ کیونکر غمناک نہون تو جانتا ہے کہ میرا مایہ زندگانی یہی تہا کہ آبگیر سے بقدر

ضرورت ایک دو مچھلیان شکار کرکے اُس سے معیشت کرتا تھا چنانچہ ضرر مچھلیون کو بھی پہنچتا تھا کہ پیدایش اور افزایش انکی
بہت اور خرچ میسر تھوڑا ہی سو آج ماہی گیر سلطانی کہ اس راہ سے گذرے آپسمین گفتگو کرتے تھے کہ والی شہر کو مانند شکار کا شوق پیدا
ہوا ہے اسلیے ہمین خبر کو بھیجا ہے کہ جس جگہہ مچھلیان بہت ہون خبر لاؤ کہ وہان چلکے شکار کرون سو دریافت ہوا کہ اس آبگیر مین
مچھلیان بہت ہین کل ہزارون دام اس مین ڈالے جائینگے اور ایک مچھلی نہ بچے گی یہہ سنکر مینے ہر چند انسے سماجت کی کہ اس آبگیر سے رزق
میرا چلتا ہے بادشاہ کو اور آبگیر پر لیجاؤ اور میری پیری پر رحم کرو انہون نے ہرگز نہ مانا سو مین اس غم مین مبتلا ہون کہ کل ان مین سے ایک
ماہی باقی نہ رہے گی بس مین کیا کرونگا اور کدھر جاؤن گا یہہ سنکر کچھوا آبگیر مین گیا اور یہہ ماجرا مچھلیون سے بیان کیا خروش ماتم آبگیر
مین پیدا ہوا کچھوے سے کہا تہہ سب مچھلیان ماہی گیر کے نزدیک آئین اور کہا تمھین کچھ راہ نجات خیال مین نہین آتی ہے اب تجھسے مشورہ
پوچھتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے المستشار مؤتمن مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے اگرچہ دشمن ہی ہو جو پوچھے تو اُسے صلاح نیک
دی چاہیے جا کہ نفع تیرا ہماری حیات مین شریک ہے اب تو بتا کہ ہم کیا کرین اور کیونکر اس بلا سے بچین صیاد نے کہا کہ وہ ماہی گیر
بادشاہی ہین مجھے انسے صورت مقابلے کی ممکن نہین الا ایک تدبیر میرے خیال مین گذرتی ہے اگر تم قبول کرو تو کوئی کچھ نہین کر سکتا
یعنی یہان سے دیکھا ایک آبگیر ہے کہ پانی اسکا صفا مین صبح صادق سے دم برابری کا مارتا ہے و عکس اسکا آیینہ گیتی نما سے سبقت
لے گیا ہے جو انہ ریگ اسکی تہ سے صاف نظر آتا ہے اور اسقدر پانی ہے کہ کسی تدبیر سے اسکی تہ تک دام ماہی گیرونکا بلکہ خیال مین پہنچ سکتا ہے تم چلکر
پناہ اسمین لو جبکہ بادشاہ آئیگا اور آبگیر کو خالی پائیگا دام اُنکو سزا ملیگی اور آیندہ پھر کوئی قصد اس آبگیر کا نکریگا تمھین اختیار
ہے خواہ وہین ہو خواہ اپنے وطن قدیم کو مراجعت کرو مچھلیون نے کہا کہ صلاح نیک تو نے فرمائی لیکن تیری مدد کے سوا ہم کیونکر وہان پہنچینگے
ماہی گیر نے کہا کہ جو کچھ میری قوت سے ہو سکیگا دریغ نکرونگا مگر فرصت بہت کم ہے مچھلیون نے زاری کی کہ مددگاری ہماری ضرور فرمائیے
اللہ تعالے ضایع نہین کرتا ہے اجر احسان کرنیوالونکا صیاد نے تامل کرکے کہا مین صیادان بادشاہی تک جاکے ایک تدبیر کرتا ہون اگر بن آئی
تو تم سے دریغ نکرونگا ماہی گیر جا کر تھوڑے عرصے کے بعد آیا اور کہا کہ مینے ہزار حیلے سے انہین ایک مہینا بھر باز رکھا ہے جب تک وہ بادشاہ کو
اور طرف شکار کھلاتے ہین تب تک تمکو بدفعات اس آبگیر تک پہنچاؤنگا اب دو دو چار چار کو اپنے دوش پر رکھ کے پہنچاؤن یہہ ہر روز
چند مچھلیان اس فریب سے لیجاتا تھا ایک کو کھاتا تھا اور باقیونکو بیچتا تھا اور جب کہ یہہ ماہی گیر لب آبگیر آتا تھا مچھلیان
ایک دوسرے پر پیشی کرتی تہین اور چشم خرد انکی سہو اور غفلت پر رو رہی تہی اور کہتی تہی کہ جو فریب دشمن پر فریفتہ ہوگا اور
خسیس بدگوہر کے قول و فعل کا اعتماد کریگا انجام اسکا بخیر نہوگا جیسا کہ کسی شاعر ہندی نے کہا ہے دوہہ منتی پر اور پیت پر جو بر سیکھے
بینیا سو نر دردار پر پھر پاچھے پچھتائے جبکہ مچھلیان بیشتر جا چکین اور نوبت اس کچھوے کی آئی ماہی گیر نے سوچا کہ اسی بھی بازار مین
بیچے کوئی چھوڑنگ کے واسطے چند آنے کو لے لیگا سو نچ کے کچھوے کو دوش پر لیچلا جبکہ کچھوا سمجھا کہ اس نے راہ

شہر کی لی معلوم کیا کہ اس غدار نے یہی مکاری سے کام سب کا تمام کیا ہی اب تو بت میری ہے لیکن بہتر یہہ ہے کہ جو وقت گریز باقی ہے تو دست شمشیر تیز پر رکھنا ضرور ہے اب کوشش کرنا چاہئے دو حال سے خالی نہین ہے اگر کام دشمن کا تمام کیا تو نام مردانگی صفحۂ روزگار پر باقی رہا اور اگر مر گیئے تو بہی کوئی بے حمیت نہ کہے گا **قطعہ** چو خصم قصد تو کرد از برای دفع ضرر * بجد و جہد بکوش ار بعقل مشہوری * اگر مراد بدست آیدت بکام رسی * وگر بہم نرسد آن زمان تو معذوری * اسکے بعد کیکڑے نے جست کر کے حلق ماہی گیر کا محکم پکڑا اور چبانا شروع کیا ماہی گیر ضعیف و پیر تہا ویسے فشار مین تمام ہو گیا اور کیکڑے نے آبگیر کی راہ لی جبکہ منزل پہنچا ماجرا اپنا اور ماہی گیر کا بیان کیا اور ماہیان گذشتہ کی تعزیت کی بعد باقی ماندون نے تہنیت زندگانی کی دی سب خوش ہوئین اور مچھلیون نے حیات اپنی دوبارہ سمجہی اور یہہ قطعہ تکرار کرتی تہین **قطعہ** مر گیا دشمن کوئی دم شادمانی کیجیے * عمر آدم ہے جو دم بہر زندگانی کیجیے * مرگ دشمن پر شماتت کیا مگر شاد ہیں اب * زرد ہے چہرہ جو غم سے ارغوانی کیجیے * پس یہہ مثل اسلیئے بیان کی ہے تا جانے تو کہ اکثر لوگ اپنے حیلے سے آپ ہلاک ہوتے ہین مین تجہے وہ صورت بتاؤن کہ اگر اسکے موافق کام کرے تو تیری بقا اور دشمن کی ہلاکت کا سبب ہو زاغ نے پوچہا کہ وہ کیا ہے شغال نے کہا کہ قریے کی طرف اڑ کے جا اور چپ و راست نظر کر جبکہ کوئی چیز ایسی کہ جسے تو اڑ سکتا ہو منقار مین لیکر اڑ مگر اس طرح کہ آدمیونکی نظر سے غائب نہو جانا غالب ہی کہ مالک اس چیز کا تیر التعاقب کرے جبکہ نزدیک مار کے پہنچے اس چیز کو چہوڑ دینا جبکہ لوگ سانپ کو دیکہین گے اول کام اسکا تمام کرین گے اسکے بعد اس چیز کو لین گے اور تو بے رنج اور مشقت کے مخلصی پائیگا بموجب مشورہ شغال کے زاغ نے پرواز کی دیکہا کہ ایک بام پر ایک عورت غسل کرتی ہے اور کپڑے سب اتار رکہے ہین انمین سے ایک کپڑا منقار مین لیکر اڑا اور لوگ پیچہے دوڑے زاغ بموجب صوابدید شغال کے آہستہ آہستہ اڑا جاتا تہا جبکہ نزدیک سانپ کے پہنچا منقار سے اس کپڑے کو چہوڑ دیا لوگون نے آتے ہی کام اس سانپ کا تمام کیا اور زاغ نے بلائے مار سے نجات پائی یہہ شعر شیخ ناسخ کا پڑہا **شعر** دفع دشمن ہو گیا اب اشک خون پالا کہان * درد سینے مین کہان ہونٹھون پہ اب نالا کہان ۔ دمنا نے کہا یہہ مثل اسلیئے بیان کی ہے تا جانے تو کہ حیلے اور عقل سے جو کام ہوتا ہی زور و قوت سے وہ نہین ہو سکتا ہی کلیلہ نے کہا کہ حیلہ تیرا گاؤ سے بیش نہین جانیگا وہ قوت و شوکت اور عقل و فراست مین تجہسے بہت زیادہ ہے شاید کہ داستان خرگوش کی تو نے نہین سنی ہے دمنا نے کہا کہ یہہ قصہ کیونکر ہے

حکایت ۱۳ کلیلہ نے کہا کہ ایک بہیڑیا بہوکا بتلاش طعمہ صحرا مین ہر طرف دوڑتا پہرتا تہا اور خرگوش ایک سایہ مین غافل سوتا تہا بہیڑیے نے دیکہہ کے غنیمت جانا اور آہستہ اسکی طرف روانہ ہوا خرگوش نے نہیب دم اور آسیب قدم سے متنبہ ہو کر جست کی اور چاہا کہ بہاگے بہیڑیے نے راہ اسکی روکی اور کہا کہ کہان جاتا ہے خرگوش پر خوف غالب آیا تضرع آغاز کیا اور روئے نیاز زمین پر رکہا اور کہا جاتا ہون مین کہ تش

گرسنگی امیر سباع کی ہوش پر اور نفس اماره طلب غذا کے واسطے مضطرب نہین ہی مگر اُس جثہ ناتوان و ضعیف سی ایک لقمہ بہی امیر کا نہو سکیگا
مگر یہان سے نزدیک ایک روباہ ہی کہ نہایت فربہی سے راہ چل نہین سکتی ہے اور گوشت اوسکا تر و تازگی سے مانند آبحیات کے اور خون
اوسکا تازگی اور شیرینی مین قند و نبات کے برابر ہے امیر اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائے تو مین اوسے کسی حیلے سے گرفتار کر و اوُن
ناشتائی معقول ہو اور اگر اوس پر بہی سیری نہو تو مین حاضر ہون مجہے نوش فرمائے بموجب **مصرع** دیگر ان ار دہد کمند آورد کہ او خود زنندہ ایم
بہیڑیا خرگوش کے افسون پر فریفتہ ہوکر روباہ کیطرف روانہ ہوا اور وہ روباہ مکاری اور فریب مین شیطان کو درس دیتی تہی
اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین وہم و خیال سے سبقت لیجاتی تہی خرگوش جبکہ غار روباہ کے نزدیک پہنچا بہیڑیے
کو باہر کہڑا کرکے آپ اوسکے غار مین گیا اور بصد تکریم سلام ادا کیا روباہ نے بہی بکمال نیاز جواب سلام دیا اور کہا **بیت**
خوش آمدی زکجا آمدی بیا بنشین ٭ بیا کہ سید ہمت در دو دیدہ جا بنشین ٭ خرگوش نے کہا کہ مین مدت سے ملاقات شریف
کی تمنا مین رہتا تہا بسبب موانع روزگار غدار اور بسبب بیوفائی زمانہ ناہنجار کے ملاقات سی محروم تہا دریغا کہ ایک عزیز
کہ ملک کرامت مین بادشاہ سرفراز اور عرصہ ولایت مین پیر مرید نواز ہی اتفاق حسنہ سے اس دیار مین تشریف لایا ہی اور شہرہ
زاویہ گزینی اور گوشہ نشینی اس جناب کا سنکے اس بندہ حقیر کو وسیلہ ملاقات گردانا ہی چاہتا ہی کہ دیدہ و دل اس جناب کے جمال
جہان آراسی منور کرے اور مشام جان کو خوشبوی انفاس مشک فرسای معطر بنائے اگر اجازت ہو تو بہتر ہے والا آزردہ جانا اسی
قطب وقت کا اچھا نہین ہے **بیت** دم عیسی کے برابر ہے دم درویشان ٭ باعث رد بلا ہی قدم درویشان ٭ روباہ نے
طرز کلام سے اس فریب کو سمجہا اور دل مین خیال کیا کہ مین بہی انکے ساتھ بطور انہین کے سلوک کرون اور شربت انکا انہین کے
حلق مین ڈالون **مصرعہ** کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ٭ روباہ نے کہا کہ مینے کمر خدمت مسافرون کے واسطے باندہی
ہے اور دروازہ زاویہ خانہ کا مہمانون کے منہ پر کہول رکہا ہے خصوصاً ایسا عزیز کہ تو اسکی خوبی سے بیان جسکا کرتا ہے اور ایسا
صاحب کمال کہ جسکے تعریف تو اس درجہ فرماتا ہے اوسکی مہمانداری مین کیونکر تقصیر کرونگی اور جانتی ہون مین اَلضَّیفُ
اِذَا نَزَلَ بِرِزْقِهٖ معه اور بزرگون نے بہی کہا ہے **قطعہ** ہر کرا بینی بعالم روزی خود میخورد ٭ گر ز خوان تست یا با
ز خوان خویشتن ٭ پس ترا منت ز مہمان داشتن باید بہر آنکہ ٭ میخورد بر خوان احسان تو نان خویشتن ٭ **للمولفہ**
اپنی قسمت کے سوا کہاتا نہین کوئی بشر ٭ اپنے گہر مین بیٹہ کر وہ کہائے یا اورونکے گہر ٭ اوسکا تو مرہون
احسان ہو جو کہائے تیرے ساتھ ٭ یعنی کہاتا ہے وہ اپنا تیرے سر خوان پر ٭ امیدوار ہون کہ اتنا توقف
فرمائے کہ گوشہ کاشانہ کو جاروب کرلون اور قدم مبارک کیواسطے فرش لائق حال بچہالون خرگوش سمجہا کہ افسون میرا اسیر
کارگر ہوا کہا کہ مہمان میرا مرد بے تکلف ہی اور درویش مشرب آرایش مکان اور تکلف فرش کی حاجت نہین ہے

[margin notes: ۱ باره … / ۲ … غذا … / ۳ … / ۴ … ۱۲]

لیکن خاطر حاطر اگر مایل تکلف ہی اس سے بہی انکار نہین کہتا ہے یہ کہکر باہر آیا اور تمام ماجرا بہیڑیے سی کہا اور تعریف لحم اور تنعم و تازگی و تری سے خوشخبری تازہ دی بہیڑیا بہی دندان طمع تیز کر کے انتظار مین گوشت فربہ کے منہہ نہار رہا تہا اور خرگوش اس تصور مین تہا کہ جب یہہ روباہ کے کہانے مین مشتغل ہوگا تو مین یہہ فرار لونگا مگر روباہ جہاندیدہ نے پیش از ین از راہ احتیاط مسکن کے گوشہ مین ایک غار تاریک کہود رکہا تہا اور خس و خاشاک اوس غار کے منہہ پر بچہا یا تہا اور ایک راہ مخفی اپنے نکلجانیکو جُدی بنا رکہی تہی جلد جلد اوس خس و خاشاک کو درست کر کے آواز دی کہ ای مہمانو جلد قدم رنجہ فرماؤ یہہ کہکر جلد اوس راہ نہانی سے دوسرے غار مین جا کہڑی ہوئے خرگوش اور گرگ دونو جلد بیسے در آئے جبکہ پاؤن خاشاک پر پڑا دونون اوس غار تاریک مین گر پڑی بہیڑیا سمجہا کہ یہہ فریب اسی خرگوش کا تہا کہ مجہے گرفتار بلا کیا غصے مین آکر خرگوش کو چیر ڈالا اور وہ بہی اوسمین ہلاک ہوا اور روباہ سلامت رہی یہہ مثال اسوسطے کہی ہے تا جانے تو کہ مرد داہی سے حیلہ پیش جاتا ہے اور جو کہ عاقل اور صاحب احتیاط مین وہ کب کیسیکے افسون اور افسانے کا فریب کہاتے ہین منانے کہا یہہ سچ ہے کہ جو فرمایا تو نے لیکن گاؤ از بس مرد مغرور اور میری دشمنی سے غافل مطلق ہے بلکہ دوست جانتا ہے اس غفلت مین اوسے مار لونگا کیا نہین سنا تو نے کہ عذر خرگوش کا شیر مین اثر کر گیا اسلیئے کہ اوسکے مکر سے غافل تہا باوجود خرد و کیا سن کے ورطۂ ہلاکت مین پڑا کلیلہ نے پوچہا کہ یہہ کیونکر تہا۔

حکایت خرگوش و شیر دمنا نے کہا کہ حوالی بغداد مین ایک مرغزار تہا کہ اوسکی بوی نسیم بہشت نظیر تہی یہہ اشعار ناسخ کے اوسکے حسب حال ہین **مثنوی** مانند شفق ہین پہول رنگین + ہی لطف نجوم لطف نسرین + سنبل میں ہی طور زلف ذوایب + شبنم مین ہے جلوہ کواکب + نہرین ہین لطیف مثل کوثر + لہرین ہین تمام سلک گوہر + جو نخل ہے شان مین ہے طوبا + سبز ایسی ہی دشت چرخ خضرا + پانی ہی اثر مین آبحیوان + نظارہ ہی جسکا مایۂ جان + اوس مرغزار کے پرند او چرند خصوصاً خرگوش کی اوس کے بادہ ہی بسبب خوبی ہوا اور لطف فزا اور کثرت نعمتہای گونا گون عمر اپنی خوشی سی بسر کرتے تہی وہان ایک شیر تند خو بلا جو وارد ہوا کہ ہر روز خرگوش وغیرہ کی اوس ستمگار کی ہاتھ سی ہلاک ہوتی تہی اون سبکا عیش زندگانی اوسکے خوف سے تلخ تہا ایکروز مشورہ کر کے نزدیک شیر کے آئی اور زمین ادب بوسہ دیکے کہا کہ بادشاہا ہم تیری رعیت ہین اور تو بڑی محنت و مشقت ہر روز ایک کو شکار کرتا ہی اور ہم شب و روز خوف سے ہر دم مبتلای رنج رہتی ہین اسلیئے صلاح ٹہیرائی ہے کہ آپکی فراغت کا سبب ہو اور ہمکو امن و راحت رہی اگر بادشاہ ہمارا متعرض حال نہو تو ہم ہر روز چاشت کے وقت مطبخ شاہی مین ایک خرگوش بہیجدیا کرین اور کبہی وظیفہ مین قصور نکرین شیر اس پر راضی ہوا اور یہہ ہر روز قرعہ ڈالتی تہی جسکے نام پر پڑتا تہا اوسے بہیجا کرتے تہے اسی حال پر مدت مدید گذری ایکدن قرعہ ایک خرگوش کے نام پر پڑا اوسنی کہا کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو مین تمہین اس شیر کے شر سے نجات دلوا دون سبنے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی خرگوش نے اپنے جانے مین اتنا توقف کیا کہ وقت چاشت کا گذر گیا اور تو بیعی شیر کی حرکت مین آئی غصے اور غضب سے نہایت رنج کیا خرگوش آہستہ آہستہ نزدیک آیا دیکہا نہایت غضب سے دم زمین پر مار رہا ہی او نقض عہد کو یاد کرتا ہی اوس وقت خرگوش نے سلام کیا شیر نے پوچہا کہ کہان تہا اور حال وحوش کا کیا ہی

کہ ہمارے چاشت میں بدعہدی کی خرگوش نے عرض کیا کہ کیا طاقت غلاموں کی کہ بادشاہ سے بدعہدی کرتے آج کے دستور سابق ایک خرگوش آپکے وظیفے کا
میرے ساتھ آتا تھا ایک شیر راہ میں ملا اُسے چھین لیا ہر چند میں نے کہا کہ یہہ وظیفہ بادشاہ کا ہے مناسب نہیں تو حرکت بیجا کرتا ہے اُس نے جواب دیا کہ وہ کون ہوتا ہے
یہہ شکار میرا ہے اُس سے کہدو کہ اب اس سرزمین سے بہاگ جاوے اور لاف و گزاف اس قسم کے زبان پر لایا کہ میں اُسے عرض نہیں کر سکتا ہوں مجھہ غریب کو کہاں طاقت
اُس سے ہمسری کی تھی بہاگ آئے وقت اتنا البتہ سنا کہ اس نے کہا کہ ایک ساعت میں تجھہ حال بنا معلوم ہو جائیگا شیر گرسنہ کی رگ حمیت حرکت میں آئی اور کہا
کہ اے خرگوش اُس کا مکان مجھے بتا کہ وہ کہاں بیٹھا ہے خرگوش نے کہا میں جانتا ہوں اور دل میں ایک آگ لگ رہی ہے کہ وہ کلمات بے ادبی کے جو اُسکی زبان
سے آئے ہیں جانتا ہوں کہ عوض اُس خیرہ سر کا وہ برگشتہ بخت پاوے تو خوب ہے شیر نے کہا آگے چل اور مجھے بتا دے شیر ساتھہ ہو لیا اُسکے فریب
غافل خرگوش کے پیچھے روانہ ہوا خرگوش ایک چاہ عمیق میں لیگیا اور کہا کہ اے بادشاہ میں نہایت اُس سے ڈرتا ہوں اگر بادشاہ مجھہ اپنی
گود میں لیکے اس کنوئیں میں جہانکے تو میں بتا دوں شیر اُسے گود میں لیکے کنوئیں میں جہانکا عکس اپنا اور اُس خرگوش کا پانی میں دیکھا سمجھا کہ
یہہ شیر وہی ہے کہ خرگوش کو چھین لیگیا تھا گود میں لئے بیٹھا ہے شیر نے اس خرگوش کو کنارے پھینکدیا اور آپ کنوئیں میں کود پڑا اور وہیں تین غوطوں میں
واصل جہنم ہوا خرگوش نے وحوش کو مبارکبادی دی سب مسرور ہوکر شکر پروردگار میں مشغول ہوئے اور امن و امان سے باقی عمر بسر کی اس مثل
کی ایراد سے معلوم ہوا کہ دشمن ہر چند قوی ہو مکر کے دست سے اسیر ہو جاتا ہے کلیلہ نے کہا اگر بیل کو تو ہلاک کروائے اور شیر کو اسکے بعد رنج
پہنچے تو تیرے حق میں بہت نام قائل ہوگا اور اگر شیر کو کچھ رنج نہ پہنچے اور ہلاکت شتربہ کی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے مگر یہہ دور از قیاس و بعید
از عقل ہے اور جس صورت میں کہ شیر کو رنج پہنچے تو زنہار اُس کام کا اختیار نہ کرنا کہ کوئی عاقل حظ نفس کے واسطے اپنے مخدوم کا رنج گوارا
نہیں کرتا ہے کلیلہ نے خاتمہ انجمن کا اس سخن پر کیا اور دمنا کلام کلیلہ کا خلاف مطلب سمجھکر اُٹھہ گیا چند روز کے بعد دمنا وقت
فرصت پاکے اور مغموم صورت بنا کے شیر کی خدمت میں حاضر ہوکر دست بستہ کھڑا ہوا شیر نے کہا کہ تو بہت دنوں کے بعد نظر آیا خیر ہے
دمنا نے عرض کیا اللہ تعالی خیر ہی کریگا شیر اس کنایہ سے چونک پڑا اور پوچھا کہ کیا کچھہ حادثہ ہوا ہے دمنا نے کہا البتہ شیر نے کہا کیا ہے
دمنا نے عرض کیا ہمکو خلوت و فراغت چاہیے شیر نے کہا کہ جلد نزدیک آ کہ کام آجکا کل پر ڈالنا قباحت رکھتا ہے اور تدارک اُسکا دشوار
ہو جاتا ہے دمنا نے کہا کہ وہ بات کہ سننے سے جس کے سننے والے کو ملال ہو اُس بات میں جلدی اور دلیری کرنا نہ چاہیے بلکہ بہت سوچ کے بات کہنا مناسب
ہوتا ہے سننے والے کو ضرور ہے کہ جب بات خیر خواہی کے عرض کیجائے تو اُسمیں فکر تمام سے غور کرے جب جانے کہ غرض نفسانی سے خالی اور
محض دولتخواہی کے سے ہے البتہ عمل میں لاوے والا ہرگز سمع قبول میں جگہہ نہ دے شیر نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ میں سب بادشاہوں سے
فضیلت عقلی میں سبقت لیگیا ہوں اور ہر شخص کے استماع کلام میں تمیز شاہانہ پیش نہاد خاطر رکھتا ہوں تو بے تکلف جو کچھہ
کہنا ہے کہہ اور بے تردد جو کچھہ خیال میں آیا ہے اظہار کر دمنا نے عرض کیا کہ غلام کو اس امر میں عرض کرنیکی جرأت اسلیے ہوئی ہے کہ حضور
کی عقل و دانش پر وثوق کامل رکھتا ہوں اور یہہ بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ جو بات کہ غلام عرض کرتا ہے اسمیں محض خیرخواہی کے اور مطلب نہیں ہوتا ہے

اور کوئی غرض نفسانی اُس مین شامل نہین کرتا ہون بیت بحمد اللہ کہ ذہن شاہ محکی سلطنت بکر قلب و خالص ما میشناسد بہ شیر نے
کہا کہ امانت و دیانت تیری ظاہر اور ہلے تیری ہمیشہ محض خیر خواہی پر دائر دیکھی ہے کبھی ہم نے اُسمین دغل نہین پایا ہے دمنا نے عرض کیا
کہ بقا کافہ وحوش کی سلامتی ذات بادشاہ مین منحصر ہے پس جو ہمکو ازکہ پاکیزہ تہا و مین ادائے حق او صفائے صدق مین دریغ نکیجئے حکیمون نے
کہا ہے جو کوئی کہ سخن حق کو بادشاہ سے مخفی کرے مثال اُسکی یہہ ہے کہ طبیب سے حال بیماری چھپایا تو غالب ہے کہ اپنے نفس کو ہلاک کرے شیر نے کہا کہ
تیری ہواداری اور یکرنگی اس سے پہلے مجھپر ثابت ہو چکی ہے اور امانت اور دیانت تیری خوب متحقق ہوئی ہے جو اُسے بیان کر کہ تہ تمام بالحفظ کیا جائے
دمنا نے جبکہ شیر کو اپنے افسون و فسانے پر شیفتہ اور فریفتہ پایا زبان کہولی بیت کہ شاہا خرد رہنمون بادہ ظفر یار و دشمن زبون باد
شنزبہ ہمرازان لشکر کے ساتھہ خلوتین کی ہین و ارکان دولت کی صلاح اسطرح پر کی ہے کہ شیر کو آزمایا ہے مینے اور اندازہ اُسکے زور و قوت کا درستی
لے کا خوب سمجہا ہے اور ہر بات مین اسکے خلل بسیار و ضعف بیشمار پایا جاتا ہے بیت بہرہ جسکو سمجہے تہے ہم شیر نر چوب ہے جسکو سمجہے تہے شمشیر نر
مین حیرت مین ہون کہ بادشاہ نے اُسکا فر نعمت عدار کے اکرام مین اسقدر افراط کی ہے اور حکمرانی و فرمانروائی مین اُسکو ثانی اپنا بنایا ہے اور
اُس نے اُسکے مقابلہ مین یہہ صورت پیدا کی ہے پس بجز اُسکے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند بہ گنجایش اور کسی بات کی نظر نہین آتی ہے شیر نے
کہا کہ اے دمنا سمجہ کے بات کہہ کہ یہہ قیاس سے بہت دور ہے کہ شنزبہ ایسا کام کرے یہہ تو نے کس سے سنا ہے اور کہانسے ثابت کیا ہے اور خدا
نخواستہ ایسا ہو تو تدبیر اُسکی کیا ٹھہرائی ہے دمنا نے عرض کیا کہ بُرائی اُسکے درجہ کی اور بلندی مرتبہ کی ظاہر ہے اور جو کچہ کہ نیت
بادشاہ کی اُسکے حال پر ہے پوشیدہ نہین اسی قدر سب ارکان دولت کو اُسکی طرف رجوع ہے اگر جلد تدارک اس امر کا ہو تو بہتر ہے
اور اگر ہر جانب سے اُس نے تدبیر کامل کر لی تو یقین ہے کہ دست تدبیر دامن مدعا تک نہ پہنچے اور کام دشوار ہو جائے یہہ ظاہر ہے کہ جیسا
اگر موسے کے مانند ہو اور فرصت وقت کی پائے تو تابن جاتا ہے اور آدمی دو طرح کے ہوتے ہین ایک صاحب احتیاط اور دوسرے صاحب عجز
ہر واقعہ کے واقع ہونے سے سراسیمہ اور متردد ہو جاتے ہین اور صاحب احتیاط دو نوع پر ہوتے ہین ایک وہ کہ پیش از ظہور خطرات جو کچہہ
کہ آخر مین کرنا چاہیے اُسکے اول مین پیش بندی کرتے ہین اور ایسے ہی شخص گرداب بلا سے نکلکر ساحل نجات تک پہنچتے ہین ایسے
لوگونکو دور اندیش کہتے ہین اور دوسرے وہ ہین کہ جب بلا پہنچے دل کو قوی رکھین اور دہشت کو دل مین راہ دین غالب ہے کہ ان
شخصونسے بہی راہ تدبیر پوشیدہ نہ رہے اور اُس شخص کو صاحب احتیاط کہتے ہین اور ان تین گروہون کی تفصیل یہہ ہے کہ ایک کو عاقل
کامل کہتے ہین اور دوسرے کو نیم عاقل و تیسرے کو جاہل غافل اور حکایت اُن تین مچہلیون کی کہ باہم اُنکے مہر ہتی تہین حضور نے شاید نہین سنی ہین
شیر نے کہا یہہ حکایت کیونکر ہے **حکایت تین مچہلیونکی** کہا کہتے ہین کہ ایک آبگیر تہا شارع عام سے دور اور رہنے والونسے مخفی اور مستور
اور پانی اُسکا مانند سینہ صوفیان صافی دل صاف اور پینے والونکے حق مین آب حیات تہا اور یہہ آبگیر آب روان سے نزدیک تہا اُسمین تین مچہلیان مخفی
رہتی تہین ایک اُن مچہلیون مین اخرم تہی یعنی بہت احتیاط والی اور دوسری حازم یعنی صاحب احتیاط اور تیسری عاجز یعنی کم عقل ناگاہ چند ماہی گیر ان کا

اتفاقاً تاگہ ندادوس آ گہیر ... بہ اقتضائی آلہی سے حال ان تینون مچھلیونکا کہ اوس آبگیر مین رہتی تھین اونکو معلوم ہوا ایک ان مین سے حامل عیش کیواسطے دوڑا اور انہی گہیر کر ایک آبگیر کلام انکی گرفتاریکی تدبیر مین کرنے تھے ان مچھلیون نے سُنا عین یا ہین آتش حسرت سی جلنے لگین کہ افسوس کچھ راہ بچنیکی نہین ہے جسوقت کہ دام آپہنچیگا ماہی گیر ہمکو گرفتار کرینگے اسی فکر مین مضطر نہین ہنوز دام نہ پہنچا تھا کہ رات ہوگئی ایک مچھلی کہ اونمین بہت عاقل اور بار ہا دست بُرد زمانہ جفا کار او شوخ چشمی سپہر بے اعتبار اوسنی دیکھی تہی اور بساط تجربہ پر ثابت قدم تھی تدبیر اپنی خلاصی کی دام صیاد اور فکر نجات انکے فریب سے دلمین ٹھہراکے بے اطلاع اون دونون مچھلیون کے دوسرے چشمے کیطرف کہ متصل اوس آبگیر کے تہا دیے پاؤن روانہ ہوئے صبح صیاد اون ہی دو جانب سے اوس آبگیر کی باندہ کے جال ڈالا اوس مچھلی عاقل نے کہ مایہ خرد سے آراستہ تہی بتجربہ کار جبکہ یہہ حال مشاہدہ کیا بہت پشیمان ہوئی اور کہا کہ مینے غفلت کی اور انجام کار کو نہ دیکھا چاہیے تہا کہ مین بہی اوسی ماہی کیطرح ان بلا کے نازل ہونے سے پہلے تدبیر اپنی رہائی کی کرتی تو بہتر تہا کہ علاج واقعی کے وقوع سے پہلے کرنا چاہیے لہٰذا ہے **بیت** علاج واقعہ پیش از وقوع اولیٰ ہے ہو مرض جو کہ ... چارہ نہین ہے اب تو موقع فرصت کا نہین ہے اور فات سیلاب ... ہر چند کہ بزرگون نے کہا ہی کہ تدبیر بوقت فائدہ نہین کرتی ہی لیکن مرد عاقل کو چاہیے کہ عقل صائب اور رائی صواب اندیش کے منافع سے نا امید نہو اور دفع مکائد دشمن مین حتی الوسع کوتاہی نکرے ... مردہ بنایا اور بر روی آب تیرنے لگی صیاد نے اوسی اوٹھایا اور مردہ سمجھ کے دوسرے چشمے کے کنارہ پر ڈالدیا جبکہ صیاد دام کھینچنے مین مشغول ہوئے یہہ تڑپکے اوس چشمہ کلان مین جاتی رہی اور مکر و اندیشہ سے جان اوسکی سلامت رہی اور وہ مچھلی تیسری غفلت شعار حیران و سرگردان جب راست و چپ ... فراز و نشیب ... پھرتی تھی آخر گرفتار دام قضا ہوئی اور ہستی رہ اوسکی دشمن جان نکلی بادشاہ کو اس مثل کا ایراد سے فائدہ یہہ ہے کہ کار شنزبہ مین کہ ہنوز وقت تدبیر باقی ہی تعجیل فرمائیے والا کار از دست رفتہ تدارک پذیر نہین ہوتا ہی لطیفہ **بیت** آگیا قابو مین دشمن جب تو جلد چاہیے ... کے مانند اسکے سر کو توڑنا چاہیے پھر شیر نے کہا کہ جو کچھ کہا تو نے عقل کبھی اسی باور نکریگی کہ شنزبہ ایسی خیانت نکریگا اور ایسی نعمت کا کفران نعمتی سے برباد کرے کیونکہ اوسکے حق مین کوئی نیکی فروگذاشت نہین کی ہے دمنہ نے کہا کہ ارشاد شہریار بجا ہے لیکن ایسی ہی نیکی نے حوصلہ اوسکی بدی کا اس نوبت کو پہنچایا ہی **بیت** جس بہوڑ کیا چیز نا ہے واجب ہے مرہم و سیر ہے نامناسب بد لئیم و بدگہر جبتک کچھ امید باقی ہوتی ہے جب تک یہ چلے جاتے ہین اور جہان یکطرف اونکا بہر چکا بدخلقی اور بد اصلی کیطرف کہ اصل اونکی ہی رجوع کرتے ہین اور جب ضرر خوف ایمن ہوجاتے ہین اور حصول آل ہمہ مستغنی آتش کفران نعمتی اور فتنہ انگیزی افروختہ کرتے ہین شیر نے کہا پہر اسی ملازمون کیساتھ کیا طریق جاری رکہو کہ کفران نعمت نکرین دمنہ نے کہا کہ ایک ہی بار اپنی عنایت سے اونہین لبالب و مالا مال نکردو کہ نا امید ہو کر دشمنونکیطرف مائل کرین اور نعمت سے مالا مال بھی نکردو کہ خیالات فضولی اونکے دماغ مین بہر جائین بلکہ ہمیشہ خوف و رجا مین بسر کرتے رہین اور حال و مال اونکا وعدہ و وعید اور امید و بیم ... درمیان ... مستقل کہدو کہ عشق طغیان و عصیان ہو اور نا امیدی اور بے برگی بہی اس وجہ نہو کہ دلیری انحراف کا باعث ہو جب اس

لہ بد کہ ... بد ذات ... اسبابی کارزن ... وعدہ وعید ... وعدہ اور وعید مین ... کہ بندہ کام پر ... امید ... وعدہ ... مین اور ... کام ... کو وعید ... بے سامانی اور بے توشہ ہونا ۱۲

کہ مزنا کیا نکرتا شیر نے کہا کہ ای دمنا یہہ دن خیال مین گذرتا ہی کہ آئینہ سینہ شنزبہ اسی تک سی مصفا اور دل اوسکا اس خیال کی تہمت سے
پاک و مبرا ہے اور مینے اوسکے ساتھ عنایت اور عاطفت کے سوا اور کچھہ کام نہین کیا ہی اور عجب ہے کہ ایسا کیا ہو وہ اس نیکی کے عوض کیونکر
اندیشہ بد بکار لگا دمنا نے کہا کہ کج مزاج سے ہرگز راستی نہین ہوتی ہی اور بد اصل و زشت سیرت سے ستودہ خوئی اور پاکیزہ خصلتی ظہور مین
نہین آتی ہی کل اناء یترشح بما فیہ **مصرع** از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست مگر بادشاہ نی قصہ کچھوے اور بچھو کا نہین سنا ہی شیر نے کہا
کیونکر تھا **حکایت کچھوے اور بچھو کی** دمنا نے کہا کہ کچھوا اور بچھو مین باہم دوستی تہی ایکدن ایسی ضرورت داعی ہوئی
کہ دونون نے باہم صلاح کرکے جلاء وطن اختیار کیا اور متوجہ دوسرے ملک کے ہوئے قضارا ایک دریا راہ مین ملا بچھو کہ عبور دریا سے
عاجز تھا متحیر و پریشان خاطر ہوا کچھوے نے کہا کہ ای یار عزیز یہہ کیا سبب ہے کہ اپنی فکر نے ہاتھہ مین سپر دکی ہے بچھو نے کہا کہ اندیشہ یہہ ہی کہ
عبور دریا ممکن ہے کہ نہ طاقت تیرے فراق کی رکھتا ہون کچھوے نے کہا کہ غم نہ کہہ کہ اپنی پیٹھہ پر بٹہا کے ساحل مراد پر تجھے پہنچا دونگا کب
ہو سکتا ہی کہ تجہسے یار دلنواز کو کہ ہزار دشواری پیدا ہوا ہی آسانی سے چھوڑ دون القصہ بچھو کو اپنی پیٹھہ پر سوار کرکے روانہ ہوا
عین پیراکی مین کچھوے نے سنا کہ میری پیٹھہ پر کچھہ کہٹ کہٹ ہوتا ہی پوچھا کہ ای یار یہہ کیا حرکت ہی بچھو نے کہا کہ آزمایش اپنی نیش کی کرتا ہون
کہ تیرے جوشن وجود پر کچھہ نیش میرا اثر کرتا ہی یا نہین کچھوے نے آشفتہ ہو کر کہا کہ ای بیمروت مینے اپنی پیٹھہ تیری کشتی بنا کے یہ محنت
اختیار کی ہے اور توحق صحبت و خدمت یون ادا کرتا ہے اگرچہ تیرا نیش میری پشت پر کچھہ اثر نکریگا مگر یہہ کیا حرکت لوچ ہے
کہ تو کرتا ہی بچھو نے کہا کہ معاذ اللہ یہہ معنی اگر میرے خیال مین گذری ہون مگر اقتضاے طبیعت سی مجبور ہون نیش مارنا میری عادت
خلقی ہی یعنی خواہ پشت دوست ہو خواہ سینہ دشمن بہ شعر مولف کا تو نے نہین سنا ہی **بیت** ہو جو کچھہ نیش زن طعن او نہایت مغل ہی خلق
اسی خاطر ہو الجبوہ ہے مجبول ہے ٭ کچھوے نے دلمین کہا کہ حکیمون نے سچ کہا ہی کہ بداصل کی پرورش کرنا آبرو اپنی اور رشتہ کام کا برباد کرنا ہی
بیت ورخاک بجنن زر روز لیو دریغ نیست ٭ با ناکسان دریغ بود لطف و مردمی ٭ بزرگون نے کہا ہی کہ جو کوئی اصل مین نجیب نہین
ہے امید بھلائی کی اوس سے ہرگز نکرے اور ایرادے اس مثل کے ضمیر منیر بادشاہ پر ثابت ہوا ہوگا کہ سبب خبث ذاتی کے شنزبہ سے اندیشناک ہونا ضرور ہے
اور نصیحت دوستونکی اگرچہ غریب ہون گوش ہوش سی استماع فرمانا واجب ہے کسواسطے کہ بات پر ناصحان صاف طینت کے اگرچہ درشت
اور بے معنا ہو التفات نکرنا عواقب امور مین ندامت اور ملامت سے خالی نہین ہوتا ہی جیسا کہ بیمار فرمودہ طبیب پر عمل نکری اور غذا
اور دوا اپنی رغبت کے موافق کھائی تو بآئینہ افزایش امراض غلبہ کرکے اوسی ہلاکت کو پہنچائیگی **بیت** ناصح اندہی دشتی سخن اگلفت چو بگیا
صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد ای شہریار نقص مین یہ باشاہ نہین وہ ہی کہ عواقب کار سے غافل ہی اور مدعا اپنا کو خوار و ذلیل کہی اور جسکہ
کوئی حادثہ بنگ پہنچی احتیاط اوسمی ہوشیار بکیہ طرف کرے اور اوسکے بعد کوئی تدبیر نہوسکا اور دشمن غالب آئے شیر نے کہا اگرچہ بات
بہت درشت کہی اور حد سے تجاوز کیا تو نے لیکن قول ناصح کا اگرچہ درشت ہو رد کرنا مصلحت کے خلاف ہی لیکن مین تجہسی پوچہتا ہون

کہ اگر شترپہ بر تقدیر کہ دشمن بھی ہو تو کیا کر سکیگا کہ حقیقت مین میرا طعمہ ہے کیا دم اسکے تکو کا خس و خاشاک سے ہے اور امداد میرے اعضا کی گوشت
ہوئی ہی اور کہانیوالا اجزا نباتی کا کبھی گوشت خوار سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ہی اسلئے یہہ بات خیال مین نہین آتی ہی کہ وہ حوصلہ میرے مقابلے کا
کرے لمولفہ بیت کسطرح دشمن ہو مجسے علم رزم جنگ و قتال ۞ پیل سے بھڑجائیگی چیونٹی تو ہوگی پایمال ۞ اور آفتاب دولت شتر کہ افق عنایت
پروردگار سے تابان ہے اگر مادہ مانند گردانی کریگا تو زبون کا ہیدہ جائیگا دمنانے کہا کہ بادشاہ کو ان باتون سے غفلت نچاہیئے کہ وہ طعمہ میرا
یا مین اسیر غلبہ کہتا ہون اگرچہ وہ بذات خود مقابلے مین نہین آسکتا ہی مگر حیلہ و فریب سے سب کچہہ کر سکتا ہی کہ ہر آدمی ہزار
چند بار کہ اپنی قوت سے زیادہ ہو جبر ثقیل کی صنعت سے اٹھا سکتا ہی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ اسنے جمیع وحوش کو اپنے ساتہہ موافق
کیا ہے مبادا اسکے دام موافقت مین گرفتار ہو سب اسکے کہنے پر چلین تو بے دبی معاملہ اگرچہ بادشاہ قوی جثہ ہی سب کا مقابلہ نہین
کر سکتا ہی شیر نے کہا کہ تیرا اخلاص میرے دل مین اثر کر گیا مگر یہہ خیال میرا دامنگیر ہی کہ مینے اسے عزت بخشی ہی اور ہر مجلس و محفل مین اسکی
ستایش خردمندی اور اخلاص نیاز مندی بیان فرمائی ہی اگر اب اسکے خلاف دفعۃً عمل مین لاؤن تو نقصان قول اور کم التفاتی میری مشہور
اور بدعہدی و بیقدری میرے سخن کی سب کے نزدیک ثابت و متحقق ہو جا بیت ہر سر برا کہ خود برافرازی ۞ نتوانی زپا برانداختن ۞
دمنانے کہا کہ اے صاحب رائے صائب و تدبیر درست وہ ہی کہ جب دوستی سے اثر دشمنی کا ظاہر ہوا رخنہ کاری سے نخوت دشمن کی مشاہدہ کرے
فی الحال اطراف کا رستہ بند کرے اور دامن موافقت و مرافقت کو برچیدہ کرے اور اس سے پہلے تقدم بالحفظ کرے کہ دشمن فرصت کا موقع پاوے
اسکے کہ دانت آدمی کے مصاحب قدیم ہین اور انواع فوائد انسے حاصل ہوتے ہین مگر جبکہ درد شدید پیدا کرتے ہین اور کوئی دوا اثر نہین
نہین ہوتی ہی تو سوا اکھاڑ ڈالنے کے صورت آرام کی نہین نظر آتی ہی اور طعام کہ بدل ما یتحلل اور بدن کا بڑہانیوالا مادہ حیات ہی جبکہ
معدہ مین جاکر فاسد ہوتا ہے بغیر اسکے دفع کی مضرت سے مخلصی نہین ملتی ہی آخرکار دمدمہ دمنا کا شیر کے دل مین اثر کر گیا کہا
مین صحبت شتربہ سے کارہ ہوا اور پھر اسسے ملاقات کرون گا بہتر یہہ ہے کہ اسکے پاس کسیکو بھیجون کہ حقیقت حال اسسے بیان کرے اور
کہدے کہ ہمارے قلمرو مین نرہے اور جہان جا ہے وہان جائے دمنا ڈرا کہ اگر یہہ بات شتربہ کو پہنچے اور اپنی برات شیر سے عرض کرے تو میرا
حیلہ و مکر صاف ظاہر ہو جا کہا کہ ای بادشاہ یہہ بات احتیاط سے دور ہے جبتک کہ بات نہین کی گئی ہی اختیار باقی ہی اور جبکہ دشمن ہوشیار ہو گیا اور تدارک
اپنے بچاؤ کا کرلیا پھر بات اختیار سے باہر ہو جائیگی اور خالی شوار کہو گی بیت سخن تا نگفتی توانی نگفت ۞ ولی گفتہ را باز نتوان نہفت ۞
سخن و ہاتے او تیر کمان سے جبکہ باہر نکلا نہ وہ مونہہ مین آئیگا اور نہ یہہ شست مین ایک بزرگ نے کہا ہی بات دل کی ترجمان ہے اور دل
والی ولایت بدن کا اور سخن عرض کرنیوالا جوہر گنجینۂ وجود کا جبتک کہ درج دہن مین قفل خاموشی دیا ہے مہر سکوت سے نطق بیرنگی
ہوئی ہی تب تک چمن زندگانی مین سب ریاحین سلامتی کے ساتہہ و بیدہ و شگفتہ مین اور نہال حیات ثمرہ امن و راحت کا کہ رواج گلزار سخن
سبب تفریح دل اور تقویت دماغ ہو نیچے اور اسکے خلاف ظہور پکڑیگا تو مادہ صداع آخر کو پیدا کریگا کیونکہ زبان بستہ ایک نکتہ دلپذیر

مین عقدے ہا مشکل کہولتی ہے اور بات شر انگیز ایک اشارت مین گوہندیکو بندہا گران مین بستہ اور سر شکستہ کرتی ہے **قطعہ** اگر بچشم خرد در سخن نگاہ کنی :: بضاعتی ست کہ ہم سود وہم زیان آرد :: نشان کہ داد کہ ناگفتہ سخن کس را :: بدرد دل کند آوارہ پابجان آرد :: بسے شدست کہ گوبندہ را ہمین لفظی :: دہ بیاہماندم کہ بر زبان آرد :: بادشاہ اگر یہہ بات شتربہ کو پہنچی اور اپنی فضیحت آئینہ تصور مین معاینہ کی تو ممکن نہین ہے کہ مکافات سے پیش نہ آئے اور فتنہ انگیزی اختیار نکرے ارباب احتیاط گناہ ظاہر کیواسطے عقوبت پنہان جایز کہی ہے اور جرم پوشیدہ کیلیے عقوبت آشکارا تجویز نہین کی ہے صلاح یہہ ہے کہ اُسکے گناہ مخفی کی سزا پنہانی تجویز فرمائی شیر نے کہا کہ مجرد گمان کی اپنے نزدیکونکو دور کرنا اور جبتک ثبوت گناہ نہو حق تلفی مین اہل استحقاق کی سعی کرنا اپنے ہاتہہ سے تیشہ اپنے پانون پر مارنا ہے اور دفعتہً طریق مروت اور منہاج دیانت سے یکسو ہونا کام بادشاہ عالی مقام کا نہین ہے **قطعہ** نباشد پسندیدہ شرع و عقل :: کہ بے بینہ شاہ فرمان دہد :: کہ ہمچون مضا قضا حکم او :: بگیہان ستاند جان میدہد :: دمنا نے کہا کہ اس امر مین کوئی گواہ بادشاہ کی فراست سے بہتر نہین ہے جبکہ یہہ مکار غدار آئے بادشاہ کو چاہیے کہ نظر فراست سے نگاہ کرتے تاخبث اُسکے عقیدہ کا طلعت نازیبا لایح اور تجویز اُسکے باطن کی اطوار سے ہر دیعنی پیش و پس اور چپ و راست احتیاط کرتے آنا اور جنگ کا آمادہ ہونا واضح ہو جائے شیر نے کہا کہ اچھا کہا تو نے اگر یہہ علامات اُسمین پائی جائینگی تو غبار شبہ کا راہ حقیقت سے مندفع ہو جائیگا اور خدعہ گمان کا مرتبہ یقین سے مبدل ہو جائیگا دمنا جانا کہ ضمیر دم فتنہ انگیز نے آتش بلا کو بالا کیا اور شیر کے دل مین دمدمہ سے اثر کر گیا چاہا کہ سیل کو بہی دم مین اُسکے غیر کی طرف سے متردد کرین تا ملاقات کیلیے وقت یہہ آثار اُسمین پائے جائین خیال کیا کہ ملاقات شتربہ کی باجازت شیر ہو تو مناسب ہے تا بدگمانی سے دور رہون عرض کیا کہ اے بادشاہ اگر فرمان عالی ہو تو مین شتربہ سے ملاقات کرکے اور اُسکے مکنون ضمیر پر بخوبی مطلع ہوکے عرض حال کرون شیر نے اجازت دی دمنا اندوہ زدہ اور مصیبت رسیدہ بنکے شتربہ کے پاس آیا اور سلام و تحیت بجالایا اُس نے مدارا او تملق دمنا کے فراخور حال کیا اور یہہ مصرع گویا کا پڑہا **مصرع** دہ ہوئے ہمکو بیٹھے ہین جنہین ہم یاد کرتے ہین بنائے مناعہ شگفتہ کہ تو دوستونکو یاد نہین کرتا ہے اور کبھی اس طرف قدم رنجہ نہین فرماتا ہے سبب کیا ہے دمنا نے کہا کہ اگرچہ بظاہر شرف ملازمت سے محروم ہون الا بجان و دل اپکے ہوا داری و خیر خواہی مین مصروف ہون اور زاویہ عزلت اور گوشہ خلوت مین وظیفہ دعا و ثنا کہ باعث مزید دولت و حشمت ہے اشتغال رکہتا ہون گاؤ نے کہا کہ عزلت کا سبب کیا ہے دمنا نے کہا کہ جب کوئی یہہ سمجہے کہ مین مالک اپنے نفس کا نہین ہون بلکہ اسیر فرمان غیر ہون اور اُسکے مزاج کی بے استقلالی سے اتدن بیم جان و خطرہ ایمان مین بسر کرتا ہون اور ہر دم لرزان و ترسان ہون الا سرع رنجین سو اگوشہ گزینی کے اور کیا ہے **رباعی** نا سنج آلم کے لایق نہین گلزار جہان :: آمرغ چمن جہے نشیمن نادان :: عزلت نہین ہی جو مسر تجکو اس باغ سے جانے ہو قفس مین پنہان :: گاؤ نے کہا کہ اے دمنا بات اس سے واضح تر بیان کر تا نفع اس نصیحت کا تمام تر حاصل ہو دمنا نے کہا جو چیز کہ میرے نزدیک ممکن نہین ہین اُن دنیا بخشت و متابعت ہوا ہے محنت سو مجالست نادان ہے اور مصاحبت بدان ہے ملتمس مخالطت لیمان

بے مذلت اور ملازمت بادشاہان بے آفت اور کسیکو خمخانہ دنیا سے الیبا جرعہ نہین دیتی ہین کہ مست و بیباک نہو اور سر نخوت
گریبان تکبر سے نہ نکالے اور کوئی شخص نہین ہی کہ ہوا پر قدم رکہے اور گر نہ پڑے اور کوئی مرد ایسا نہین ہے کہ عورتونکو ہمدم اور ہمراز
کرے اور انواع فتنہ مین مبتلا نہو اور جو شخص کہ مردم شریر سے اختلاط رکہے عاقبت الامر پشیمانی تک پہنچے اور جو کوئی کہ مردم کمینہ اور سفلے سے
امید رکہے خوار و بیمقدار ہو اور کوئی مرد صحبت سلطان اختیار کرے اور اُس ورطۂ خونخوار سے سلامت باہر آئے یہ ممکن نہین ہی کہ شنزبہ نے
کہا کہ تیری بات اسپر دلالت کرتی ہے کہ شیر سے کوئی امر مکروہ تجھے پہنچا ہے کہ اُسکے خوف سے ہول و ہراس تیرے دل پر مستولی ہوا ہے
دمنا نے کہا کہ یہ بات اپنے نفس کے واسطے نہین کہی مینے بلکہ دوستونکے واسطے غمناک ہون اور یہہ ملال و کلال کہ مجھپر مستولی ہی تیرے واسطے ہی اور تو
جانتا ہی کہ زمانہ محبت کے میرے اور تیرے کس طرح پر ہین اور جو عہد کہ اول دن تجھسے باندھا ہے مینے اکثر اُسمین وفاداری ہی تو نے اور سمین
مجبور ہون کہ نیک و بد حادث ہوگا اوسی تجھے البتہ مطلع کرونگا شنزبہ ڈرا اور کہا کہ اے یار شفیق و اے دوست موافق جلد مجھے حقیقت
حال سے خبردار کر اور کوئی دقیقہ دقائق ہوا داری سے فروگذاشت نکر دمنا نے کہا کہ مینے معتمد سے سنا ہی کہ شیر اپنی زبان سے کہتا تھا کہ
شنزبہ خوب فربہ ہوا ہے اور اس درگاہ مین کچھہ حاجت اوسکی نہین ہی وحوش کو خوش کیا چاہئے یعنی ایکروز ضیافت خاص و مہمانی عام اوسکی
گوشت سے ضرور ہی مینے جو یہ بات سنی متحیر ہو کر دوڑا کہ تجھے اس سے آگاہ کرون اور اپنا حسن عہد تیری خدمت مین ثابت کرون اور جو کچھ
شرع مروت اور اقتضا صحبت تھا مجھپر واجب ہے اوسے ادا ہوا سبب من انچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم ❊ تو خواہ از سخنم پند گیر و
خواہ ملال اب صلاح وقت یہہ ہے کہ جلد کوئی تدبیر کر کہ اس ورطۂ ہلاک سے مخلصی حاصل ہو اور کوئی ایسا لطیفہ عمل مین لا کہ اس
مہلکہ سے راہ نجات ہاتھ آئے جسوقت شنزبہ نے یہ سخن دمنا سے سُنا عہد و پیمان شیر کے یاد کیے اور کہا کہ اے دمنا ممکن نہین ہی کہ شیر میرے
ساتھہ دغا کرے کیونکہ مجھسے کوئی خیانت نہین ہوئی ہے اور میرا قدم جادۂ نیکو خدمتی سے باہر بھی نہین پڑا ہی اور سوا اسکے خیر خواہی
کے کوئی اور امر بھی وقوع مین نہین آیا ہے پہر وسوسہ کیا ہی کہ شیر میرا دشمن ہے مگر شاید کسی نے دروغ بیفروغ مجھپر باندھا ہے اور شیر کو تزویر
فریب سے خشمگین کیا ہی کسواسطے کہ اوسکی خدمت مین ایک گروہ بدنفس ہے کہ سخن خیر سے بیگانہ اور خیانت اور زبان درازی مین دراز
اگر اونہون نے کوئی بات سنا اور پرداختہ کرکے عرض کی ہو تو عجب نہین ہی کیونکہ بدگوئی سے نیکونکے حق مین اکثر بادشاہون کو بدگمانی
آجاتی ہی اور اس گمان خطا سے راہ صواب پوشیدہ رہتی ہے اور قصہ اس بط کا تجربے کیواسطے ایسے موقع مین دلیل کافی ہی اور اشارہ وافی
دمنا نے پوچھا کہ یہہ قصہ کیونکر ہے حکایت شنزبہ نے کہا کہ ایک بط نے ایک شب پانی مین عکس ماہ دیکھا سمجھی کہ یہہ ماہی ہی ارادہ کیا
کہ اوسے شکار کرے کچھہ نپایا چند بار اسی طرح آزمائش کی جب دیکھا کہ حاصل اس سے کچھہ نہین ہی کنارہ کیا اور اسکے بعد عہد کیا کہ شکار ماہی
نکرونگی اور دوسری رات اگر ماہی بھی دیکھتی تھی تو روشنی ماہ کی جانکر قصد اُسکا نکرتی تھی اور کہتی تھی من جرب المجرب حلت به الندامة
ثمرہ اس تجربے کا حاصل یہہ ہوا کہ ہمیشہ بہوکی رہتی تھی گرمیرے طرف سے کان اوسکے بھرے ہین اور اوسکے دمین اسکی کدورت آچکی ہی اور دمنا نے جسکو کہی لطماس

غیر وجکا ہی تو غالب ہے کہ بہ صفائی دشوار ہم اور بنظر انصاف دیکہیے تو مجہہ مین اور غیرون مین کتنا فرق ہے اور نورانی سے
تا شب ظلمانی کتنا تفاوت ہے **مثنوی** کار پاکان را قیاس از خود مگیر + زانکہ ماند در نوشتن شیر و شیر + شیر آن باشد کہ آدم می خورد +
شیر آن باشد آدم میخورد + دمنا نے کہا کہ کرامت شیر کی اس سبب سی نسمجہا چاہیئے بلکہ اکثر عادت بادشاہونکی بہی ہے کہ کبہی بے
استحقاق کسیکو مرتبہ اعلی کے ساتہہ اختصاص دیتے ہین اور کبہی دوسرے کو کہ مستحق اوسکا نہایت ہوتا ہی بے سبب وجہت
تلف اور تاراج کرتے ہین شتربہ نے کہا یہہ تقریر شیر کی جو تو نے بیان کی اگر بے علت دست آویز اوسکا یہہ حال ہے تو امید رکہنا
اوس سے محض غفلت وخطا ہی کسواسطے کہ اگر غصہ کسی سبب سے ہو تو معذرت سے اوسکا دفع ہونا ممکن ہی اور اگر عیاذاً باللہ کچہہ موجب
بہی نہوا اور یا نمام کے مکر وافترا سے مزاج اوسکا متغیر ہوا ہو تو دست تدارک اس جگہہ کوتاہ ہی کیونکہ دروغ وبہتان کا اندازہ اور
مکر وفریب کی نہایت نہین ہے جو بات کہ میرے اور شیر کے درمیان واقع ہی اوسمین مین اپنا گناہ نہین دیکہتا ہون مگر از روی مصلحت و
خیر خواہی گاہ گاہ البتہ کچہہ بات مینے کہی ہے نہ از روی خلاف شاید کہ اس سبب سے اوسنے گمان میری دلیری پر فرمایا ہو مگر جو کچہہ کہ
مینے اوس سے عرض کیا ہی غالب ہے کہ وہ فایدہ کلی سے خالی نہوا اور یا اہنہمہ کسیکا شکوہ اور گستاخی کسیطرح کی مجہہ سے سرزد نہین ہوئی ہے
اور شرط تعظیم مین بہی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی کیونکہ گمان کیا جاےکہ نصیحت بسبب وحشت اور خدمت موجب عداوت ہوئی
ہو یہان یہہ مثل صادق آئی جو مولف نے کہی ہے **بیت** عجب ہے مرض ہو دوا سے زیادہ + دم عیسوی ہو قضا سے زیادہ + اور اگر یہہ نہین
ہے تو ممکن ہے کہ استغنا مملکت اور نخوت سلطنت باعث ملال ہوئی ہو کسواسطے کہ مقتضائی عظمت و تجبر یہی ہے کہ ناصحونکو بالطبع برا جانتے
ہین اور چاپلوسون اور خوش آمد گویونکو عزیز اور مقبول کرتے ہین ایسی ہی حالت دیکہہ کے بزرگون نے کہا ہی کہ نہنگ کی ساتہہ
تہہ دریا مین غوطہ مارنا اور مار کے لب سے زہر چوسنا بہتر ہے نزدیکی سلاطین کی اور ضرر بادشاہ کی صحبت کی مجہہ اوس سے بخوبی معلوم تہی
مگر مجبور تہا کہ آپہنسا تہا بلکہ بعضے ارباب حکمت نے بادشاہونکو آتش سوزان سے تشبیہ دی ہی اگرچہ اونکا پرتو عنایت امید وارونکے کلبہ تاریک کو
روشن کرتا ہی لیکن شعلہ سیاست بہی خرمن حقوق خدمتگذاری کو جلاے دیتا ہی اور عقول کامل اوسپر متفق ہین کہ جو کوئی آتش سے نزدیکتر ہی اوسکے
واسطے ضرر بیشتر ہے اور وہ لوگ کہ دور ہی سی تماشا روشنی کا دیکہتے ہین جلنے سے پناہ مین رہتے ہین اور فی الحقیقت یہی ہے کہ اگر
کوئی سیاست سلطانی اور ہول وہیبت بادشاہی سے واقف ہو تو ہزار سالکی عنایت کیبرابر نہ سمجہے اور مصداق اس قصہ کا مناظرہ باز اور مرغ
خانگی کا ہی دمنا نے پوچہا کہ یہہ حکایت کسطرح ہی **حکایت باز و مرغ خانگی**[۱۸] شتربہ نے کہا کہ ایک دن باز شکاری مرغ خانگی کے
ساتہہ مباحثہ کرتا تہا کہ تو نہایت بیوفا اور بدعہد ہی اور حکمای نصیحت شعار کا اسپر اتفاق ہی کہ عنوان صحیفہ خلاص سپیدۂ اہل وفا
اسمضمون سے ساتہہ ہے کہ اِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْاِیْمَانِ مرد کو چاہیے کہ اسمین کوشش کرے کوئی صفت اوسکی مشعر بیوفائی پر نہو لیکن
بجائی مرغ خانگی نے جواب دیا کہ مجہہ سے کونسی بیوفائی تو نے دیکہی ہی اور کیا بدعہدی سرزد ہوئی ہی باز نے کہا کہ علامت تیری بیوفائی کی یہہ ہی کہ آدمی

تیرے حق مین اتنا الطاف کرتے ہین کہ بے زحمت و بے تکلیف تجکو آب و دانہ کماد ہیان اُس سے متعلق ہو دیتے ہین اور رات دن تیرے حال کے خبرگیران رہتے ہین اور اُنکے بدولت گوشہ اور توشہ تجہے حاصل ہے اور جبکہ ارادہ تیرے پکڑنیکا کرتے ہین تو ایک بام سے دوسرے بام پر اور ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ مین بہاگتا پہرتا ہے بیت حق نمکی نمی شناسی ؛ ور منعم خویش می ہراسی ؛ اور مین باوجودیکہ جانور وحشی ہون اگر چند روز آدمیون کے ہاتہہ سے طعمہ کہاتا ہون تو اُنسے انس کرتا ہون اور اُنکے حق کا خیال کرکے شکار اُنکو پکڑ دیتا ہون اور کتناہی دور پہنچتا ہون جبکہ وہ آواز دیتے ہین پہر اُنکے پاس آجاتا ہون بیت مرغ دست آموز را چندانکہ کس دور افگند ؛ با نشاط بال آید باز چون گوید بیا ؛ مرغ نے جواب دیا کہ سبب تیرے پہر آنیکا اور میرے بہاگنے کا یہ ہے کہ تونے کسی باز کو سیخ پر بہنتے نہین دیکہا ہے اور مینے بہت مرغ خانگی تابہ گرم پر بریان دیکہے ہین اگر تو بہی یہہ دیکہتا جو مینے دیکہا ہے تو اُنکے نزدیک ہرگز نہ آتا اگرچہ مین بام ببام بہاگتا ہون مگر تو کوہ بکوہ بہاگتا پہرتا اور یہہ مثل اسواسطے لایا ہون تا تو جانے کہ وہ لوگ کہ صحبت بادشاہونکی طلب کرتے ہین اُنکی سیاست سے بیخبر ہین اور جنہون نے کہ اُنکی سیاست دیکہی ہے اُنہین نہ قرار سے خبر ہے نہ آرام سے اثر بیت نزدیکان را بیش بود حیرانی ؛ کایشان دانند سیاست سلطانی ؛ دمنا نے کہا کہ اگر شیر تیرے حق مین یہہ اندیشہ نکرے تو غلط ہے کیونکہ تجہہ مین ہنر بہت بسیار اور فضل بیشمار ہین اور سلاطین کسیوقت ارباب ہنر سے مستغنی نہین ہوتے ہین شیر نے یہ کہا کہ شاید میرا ہنر باعث گرانی ہوا ہو کہ اسپ تیز تگ کی راہ روی موجب غبار ہوتی ہے اور درخت میوہ دار کی شاخ توڑی جاتی ہے اور عندلیب خوش گفتار اپنے ہنر سے قفس مین گرفتار ہوتی ہے اور طاؤس کے بال و پر رعنائی کے سبب سے اُکہاڑے جاتے ہین قطعہ وبال من آمد ہمان دانش من ؛ چو روباہ را موے و طاؤس را پر ؛ ہنر عیب من شد وگرنہ سرم را ؛ نہ از خاک بلک از گہر بودے افسر ؛ اور ہر طرح سے بے ہنر ہنرمندون سے زیادہ ہین اور اہل ہنر کے خرابے مین ہمیشہ باتفاق مبالغہ کرتے ہین کہ حرکات و سکنات اُنکے اگرچہ نیک ہون تو بہی بدی کی طرف لیجاتے ہین اور اُنکی امانت اور دیانت کو خیانت پر محمول کرتے ہین اور وہی ہنر کہ جو سبب دولت و وسیلہ سعادت ہے اُسکی نسبت شقاوت اور نکبت کی طرف کرتے ہین بیت خوار کرتا ہے بشر کو دشمن ؛ عیب کرتا ہے ہنر کو دشمن ؛ دمنا نے کہا کہ اگر بداندیشیون نے یہہ قصد کیا ہو تو مآل کار اسکا کسطرح پر ہوگا شنزبہ نے کہا کہ اگر تقدیر اُنکی ارادے کے ساتہہ موافق نہین ہے تو کچہہ مضرت نہین ہونیکی اور اگر قضاے سبحانی اُنکی مکر اور غدر کے مطابق ہے تو کسی حیلے سے دفع اسکا ممکن نہین ہے دمنا نے کہا کہ خردمند کو چاہیے کہ ہر حال مین فکر و دراندیشی کو اپنا دمساز رکہے اور کبہی ایسا نہین ہوا ہے کہ جسنے کام اپنا عقل سے پیدا کیا ہو اور ظفر نہ پائی ہو شنزبہ نے جواب دیا کہ عقل اسوقت کام آتی ہے کہ قضا مانع نہو اسلئے کہ حکم ہوچکا ہو بعد حکم قضا کے چارہ ہاتہہ نہین آتا ہے اور حیلہ نفع نہین پہونچاتا ہے بیت اگر بر جبکہ ملادیتی ہے دامن تقدیر ؛ تو تدبیر کیو کرتی ہے رفو تقدیر ؛ اور جبکہ آفریدگار سبحانہ تعالے حکم نافذ فرماتا ہے دیدہ بصیرت پہلے تیرہ و خیرہ ہوجاتا ہے تا امضا حکم کے اُن لوگون پر پوشیدہ ہے اذا جاء القدر عمی البصر مگر تو نے قصہ بلبل اور دہقان کا نہین سنا ہے دمنا نے کہا کہ یہہ

کس طرح تھا حکایت شتربہ نے کہا کہتے ہیں کہ ایک دہقان باغ رکھتا تھا تر و تازہ کہ بوستان ارم سے اسکی نسیم اعتدال زیادہ رکھتی تھی
اور اسکی خوشبوی روح افزا دماغ جان کو معطر کرتی تھی **نظم** باغ عالم میں عجب گلزار تھا ۔ باغ جنت کی روش بیکار تھا ۔ تھی دم عیسی
اثر میں بوئے گل ۔ رشک خورشید درخشاں روئے گل ۔ نوائے عندلیب ہائے عشرت انگیز اور نسیم عطر بیز اسکی راحت آمیز تھی ایک گوشہ چمن
میں ایک گلبن تھا تازہ تر نہال کامرانی سے اور سرفراز تر شاخ شجرہ جوانی سے ہر صبح گل اس گلبن رنگین بے مانند رخسار گلرویان شگفتہ
ہوتے تھے بلبل نے اس گل رعنا سے عشقبازی شروع کی باغبان ایک روز اپنی عادت کے موافق باغ کے تماشے کو آیا دیکھا کہ ایک بلبل
نالاں صفحہ گل پر منہ ملتی ہے اور شیرازہ جلد زرنگار اسکا منقار تیز سے کھینچتی ہے باغبان پریشانی اوراق گل مشاہدہ کرکے گریبان
شکیبائی پھاڑنے لگا مگر اسوقت طرح دیکر گھر کو پھر گیا دوسرے دن آکر دیکھا تو وہی حال بلبل و گل کا پایا تیسرے روز جاکر دیکھا کہ حرکت
منقار بلبل سے **مصرعہ** گل بتاراج رفت و خار بماند ۔ پس خار خار منقار سے سینہ دہقان میں خراش پیدا ہوا اسنے بعد تدبیر
اسے گرفتار کرکے ایک قفس میں بند کیا بلبل بیدل نے طوطی وار زبان گفتار کھولی اور کہا کہ ای عزیز سبب کیا ہے کہ تو نے مجھے قید
کیا ہے اور کس باعث سے میری عقوبت پر میل فرمایا ہے اگر میرے نغمات تجکو پسند آئے ہیں تو خود آشیانہ میرا تیرے باغ میں ہے اور
ہر سحر گلستان نیز امیری نغمہ سرائی سے طرب خانہ ہے اور اگر کچھ اور مطلب خیال میں ہے تو مجھے اپنی مافی الضمیر سے آگاہ کر دہقان نے کہا کہ
کچھ جانتی ہے کہ تو نے مجھپر کیا ستم کیا ہے اور بارہا نازنین میرا گل ہے تو نے کیسا خراب کیا ہے پس سزا تیرے اعمال کی یہی ہے کہ تو یار و دیار اور
تفریح سیر گلزار سے بے نصیب ہو کر قفس میں تنہا رویا کرے جیسا کہ میں درد ہجر انسے گوشہ زندان میں تیرے باعث سے نالاں رہا ہوں **بیت**
بنال بلبل اگر بامنت سر یاریست ۔ کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست ۔ بلبل نے کہا کہ اس خیال سے درگذر کہ میرا اتنا گناہ ہے کہ ایک
اوراق گل ہی نے پریشان کئے تھے سو عوض میں اسکے گرفتار قفس ہوں اور تو نے کہ کعبہ دلکو ویران کیا ہے پس تیرا کیا حال ہوگا یہ بات دل
دہقان پر کارگر ہوئی بلبل کو آزاد کیا بلبل نے کہا جو تو نے مجھسے نیکی کی ہے بحکم ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کی میں بھی مکافات
اسکی کرتی ہوں سو وہ یہ ہے کہ اس گلبن کے نیچے کر توڑ اسے ایک آفتابہ پر زر دفن ہے اسے کھود لے اور اپنے کام میں لا دہقان نے اس مکان کو کھودا جو بلبل نے
کہا تھا سو پایا دہقان نے کہا کہ ای بلبل عجب بات ہے کہ آفتابہ زمین کے نیچے دیکھا تو نے اور دام خاک کے نیچے نہ دیکھ سکی بلبل نے کہا نہیں جانتا ہے تو
اذا نزل القدر بطل الحذر جبکہ قضا الہی نازل ہوتی ہے نہ دیدہ بصیرت میں روشنی رہتی ہے اور نہ تدبیر صائب سے نفع پہنچتا ہے اور یہ
مثل اسلیے لایا ہوں تا معلوم ہو کہ میں حریف قضا و قدر کا نہیں ہوں اور اسکے سوا کہ سر تسلیم بحکم الہی پر رکھوں چارہ دوسرا نہیں ہے
بیت سر ارادت ما و آستان حضرت دوست ۔ کہ ہرچہ بر سر ما میرود ارادت اوست ۔ دمنہ نے کہا یقین معلوم ہے کہ جو کچھ شیر نے تیرے واسطے تجویز
کیا ہے اسکا باعث یہی ہے کہ بیوفائی اور جباری اسکی ذات میں ازل سے ودیعت رکھی ہے اگرچہ اول میں اسکی صحبت حلاوت زندگانی دیتی ہے لیکن
آخر میں تلخی عمر رکھتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ ایک مار ہے کہ نقش و نگار ظاہر اسکا نقشہائے رنگارنگ سے آراستہ اور باطن اسکا زہر ہلاہل سے کہ

کوئی تریاق اوسے فایدہ نہ بخشے پیر استمبہ نے شنزبہ نے کہا کہ پہلے مینے تو نوش شیرین چکہا ہی اب وقت ہے زخم نیش تلخ کا اور ایک مدت
طرب و راحت مین بسر کی ہے اب ہنگام ہی ہجوم محنت و غم کا **بیت** ایدل مزۂ وصل چشیدی یک چند + اکنون الم فراق میباید خورد + اور حقیقت
یہہ ہے کہ اجل گریبان گیر ہو کر مجہے اس بیشے مین لائی تھی ورنہ مین شیر کی صحبت کے کب لایق تہا مین تو اوسکا طعمہ ہون چاہیئے تھا کہ اگر ہزار کمند
سے کوئی اوسکی طرف کہینچتا تو بہی ارادہ اوسکا نکرتا لیکن لکہا پیشانی کا کہ تقدیر الہی سے ہے اوس سے بندہ مجبور ہے اور دوسرے دمدمے نے
دمنا نے مجکو ورطہ ہلاک مین ڈالا ورنہ مین کب دیدہ و دانستہ دام بلا مین گرفتار ہوتا اب دست تدبیر دامن تدارک سے کوتاہ ہی کہ اوسکا وقت باقی نرہا
مصرعہ چون کنم خود کردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست + اور بزرگون نے کہا ہی جو کوئی دنیا سے قدر کافی پر قانع نہوا اور طلب زیادتی کی کرے
مثال اوسکی ایسی ہے کہ ایک شخص کوہ الماس تک پہنچے اور ہر ساعت اوسکی نظر ٹکڑے پر پڑے اور خیال کرے کہ یہہ بڑی قیمت کو ملیگا
اس خیال سے آگے بڑہتا جاوے اور ہر چند زیر پا الماس سے پانو اوسکے چہلنے جائین پر وہ مستی طلب مین خبردار نہو اور دیکہتا ہے آیا نہ ایک
یہہ آگے ہی بڑہتا جاوے اور وہ زخم ہر دم زیادہ ہوتے جائین اور یہہ اوسی صدمے کو پہ ہلاک ہو جاوے **بیت** از زیادہ طلبی کار تو آید بزیان +
سود اگر خواہی زاندازہ زیادت مطلب + دمنا نے کہا کہ یہہ سخن بغایت ٹہیک ہے کہا تو نے کہ جو بلا کسی پر نازل ہو تی شامت اوسکا حرص اور طمع ہے
بیت ہوا جو کوئی مبتلا طمع کے + وہ ہوگا اسیر بلا طمع + جو گردن کہ زنجیر حرص مین باندہی جاتی ہے آخر کو تیغ ذلت سے کاٹی جاتی ہے اور جسکے
دماغ مین کہ سودائے طمع جگہہ پکڑتا ہے آخر وہ سر خاک برابر ہوتا ہے اور اگر شخص کہ غایت حرص سے بسبب دولت پر وطنی نکبت مین پڑے
فقر مہلکہ مضرت مین گرفتار ہوتے ہین جیسا کہ وہ صیاد روباہ کی طمع کہتا تہا آخر نتیجہ پایا سبب دماغ اوسکے چہادا باہر ہوا شنزبہ نے
کہا یہہ ماجرا بیان کیا چاہیے **حکایت** دمنا نے کہا کہ ایک صیاد صحرا مین روباہ کو دیکہا کہ نہایت چستی و چالاکی سے ایک دشت مین گشت
کرتی ہی صیاد کو چال اوسکی خوش آئی بلحاظ صلاح اوسکی گرفتاری کرکے ایک سوراخ اوسکے دیکہا اسکے پاس کہودا اور خس و خاشاک سے چہپا پارہ
گوشت اوسپر رکہہ کے آپ کمینگاہ مین جا بیٹہا جبکہ وہ روباہ دیکہا اس سے باہر آئی اور بو اوس چبیحہ کے ناک مین پہنچی نزدیک آکے چاہا کہ اوسکو کہا
یہہ دلمین اندیشہ کیا کہ اگرچہ بو اس چبیحے کے دماغ کو معطر کرتی ہی لیکن تو بلا بہی مشام ہوشیاری مین آتی ہے اور عقلا اوس کام نزدیک کہ جسمین احتمال
ہلاکت کا ہو نہین جاتے ہین اور خردمند ایسے کام کو کہ اندیشہ فتنہ کا جسمین متصور ہو نہین کرتے مین ایک احتمال یہہ ہے کہ کوئی جانور مر گیا ہو اور
گمان غالب یہہ ہے کہ اس چبیحہ کے تلے دام بہی بچہا ہو بہر تقدیر ایسے اندیشہ ضرر سے حذر اولی ہے **نظم** مرترا چون دو کار پیش آید + کہ ندانی کدام
باید کرد + آنکہ در وے مظنۂ خطر ست + آنت بر خود حرام باید کرد + وانکہ بے خوف و بے خطر باشد + کہ ہمانت قیام باید کرد + روباہ نے یہہ فکر کرکے
یعنی آن کار ترا
خیال چبیحہ سے کنارہ کیا اور ایکطرف کی راہ لی اس اثنا مین پلنگ گرسنہ کوہ سے نیچے اترا جبکہ بو اوس مردار کی سونگہی بلا تامل اوس چبیحے پر دوڑا
پانو رکہنے کے ساتہہ اوس گہڑے مین گرا جبکہ صیاد نے پلنگ کے گرنے کی آواز سنی سمجہا کہ روباہ گری ہی نہایت حرص سے بے تامل اوس گہڑے مین اترا
صیاد کے آنے کے ساتہہ ہی پلنگ نے جست کر اوسکا پیٹ چیر ڈالا صیاد علیہ حرص او بے عقلی سے ہلاک ہوا اور روباہ فیض قناعت اور قطع طمع سے جان سلامت

لیکن مقابلہ اس مثل کا یہہ ہے کہ آفت طمع اور شقاوت زیادہ طلبی آزاد کو بندہ اور بندیکو سرافگندہ کرتی ہی شتر نے کہا کہ واقعی غلطی کی مینے کہ ملازمت
شیر کی اختیار کی کیا جانتا تھا مین کہ وہ قدر خدمت کی نجانیگا بزرگون نے سچ کہا ہی کہ صحبت اوسکی کہ قدر محنت کی نجانے اور خدمت اوسکی کہ قیمت محنت کی
نہ پہچانے مانند اوسکے ہے کہ کوئی شخص امید محصول پر تخم شیرین زمین شور مین بویا آب روان غیر کہا خوش مضمون لکھے و یا نصیحت سے میا تو الد و تناسل عشقبازی کر
یا نگو لیسے چراغ کی بقا سمجھی **قطعہ** معشوق و بادشاہ مین ہرگز وفا نہین + یہہ ہل سبد بسر مین ہرگز لگا نہین + کوئی چراغ آتش گل سے جلا نہین + پیاسیکو
قطرہ آب گہر سے ملا نہین + دمنا نے کہا اس بات سی درگذر اور ایسی کام کی تدبیر کر شتر نے کہا کیا چارہ کرون یہ یقین جانتا ہون میری عقل حکم کرتی ہی کہ شیر میرے
حق مین بدی تجویز نکریگا مگر اہل صحبت میری ہلاکت مین البتہ کوشش کرتے ہین اگر تقدیر میری نے زندگانی کی ترازو کف فنا مین سپرد کی ہی تو ہر ایک بہ
بلیہ تقاضیر الظالمان مکار اور ستمگاران غدار دست بدست اوٹھا دینگے جیسا کہ گرگ و شغال و زاغ نے ارادہ اونٹ پر کرکے باتفاق یکدیگر غائی دمنا نے کہا
یہہ حیلہ کیونکر تھا **حکایت گرگ و شغال و زاغ** شتر نے کہا کہتے ہین کہ زاغ سیاہ چشم اور گرگ تیرہ بخت اور شغال پر مکر ایک شیر شکاری کی خدمت مین حاضر رہتے
اور اسکا بیشہ شارع عام کے نزدیک تھا ایک اونٹ سوداگر کا اوس بیشے کے حوالی مین درماندہ ہو رہ گیا ایک مدت کے بعد قوت پاکے ہر طرف چارے کی طلب مین پھرتا تھا
کہ گذر اسکا اوسی بیشے مین ہوا جیسکہ شیر کے نزدیک پہنچا آداب خدمت بہزار فروتنی بجالایا شیر نے استمالت کی اور حال پوچھا شتر نے سوال کیا کہ غلام چاہتا ہے کہ سکونت
اس بیشے کی اختیار کرکے باقی عمر شہریار کی خدمت مین بسر کرے شیر نے کہا اگر رغبت ہماری صحبت کی رکھتا ہی تو تجھی امان اور اجازت ہی اونٹ شاد ہوا اور اوس بیشے مین بسر
کرنے لگا ایکمدت کے بعد وہ شتر نہایت فربہ ہوا ایک روز شیر شکار کیواسطے گیا تھا اتفاقاً فیل مست سے دوچار ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی شیر مجروح ہوا ایسی سکت کہ
پھر آیا دردناک و مجروح بسبب رنجوری کے گراں زاغ اور شغال اور گرگ کہ اوسکے خوان احسان سے لقمہ پاتے تھے بے برگ و نوا رہے شیر از راہ لطف کہ بادشاہوں کو خادم پر ہوتا ہے یہہ حال
انکا دیکھکے متاسف ہوا اور کہا کہ رنج تمہارا مجھپر دشوار ہی اگر کوئی صید نزدیک ہو تو اطلاع دو کہ مین اسی حال مین نکلکر اوسے شکار کرون تا تم بہرہ ور ہو وے
شیر کے پاس سے اوٹھکے ایک گوشے مین باہم دیگر مصلحت کی کہ اس اونٹ سے نہ بادشاہ کو منفعت ہے اور نہ ہمین الفت اب شیر کو اس بات پر لانا چاہئے کہ اوسے شکار کرے تا چار دو
دن ہمین اور شیر کو سد رمق پہنچے شغال نے کہا کہ اس خیال سے درگذر کہ شیر نے اوسے امان دی ہے جو کوئی کہ بادشاہ کو غدر پر تحریص کریگا اور نقض عہد پر
دلیری دلوائیگا حقیقت مین یہہ خیانت ہے اور خائن ہر حال مین مردود ہے اور خدا اور رسول اوس سے ناراض اور خلق ناخوشنود رہے گی **نظم** ہر کہ در طرح خیانت
گریست + دین و از عہد امانت برگشت + ہر کہ مردی ز امانت بود + قلب مردم ز خیانت بود + زاغ نے کہا کہ اوس بات مین حیلہ کیجائے اور شیر کو اس
عہد سے باہر لایا چاہئے تم سب یہین ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکے شیر کے نزدیک جا کر کھڑا ہوا شیر نے کہا کہ کوئی شکار کی خبر لایا ہے زاغ نے کہا کہ
کسیکی آنکھہ بھوک کے غلبے سے کام نہین کرتی ہے اور قوت حرکت کی بھی نہین رہی مگر ایک طرح غلاموں کی خاطر مین آیا ہی اگر بادشاہ اوسپر راضی ہو تو سبکو
رفاہیت تمام سے نعمت پہنچتی ہے شیر نے کہا کہ عرض کر زاغ نے کہا کہ اونٹ ہم مین اجنبی ہے اور اوسکی محبت سے کوئی نفع مقصود نہین ہے گویا صرف سوفت
مین ایسا صید کہ از خود شکار دام افتادہ ہی ہاتھہ آگئی شیر یہہ بات سنکے نہایت غضب مین آیا اور کہا کہ خاک ایسے بیوفاؤنکے سر پر کہ شیوہ نفاق اور رسم غدر نیک بات
نہین جانتے ہین اے مطریق بغض و فتوت سے محض بیگانہ ہین اور مجھی وہ بات تعلیم کرتے ہین کہ جس سے خدا ناراض ہو اور سلطنت برباد ہو جا بہلا جیسے کہ یہہ شعر مولف کا سنا ہوگا

وہ کیونکر خوف خدا سے غفلت کریگا بیت نہو مغرور گر زنگین یہہ ہفت کشور ہون ٭ سلیمان سے یہان اکدم مین لیلیے دیو خاتم کو ٭ عہد کا توڑنا
کسی مذہب مین جائز نہو کہ پہلے اسے اپنے زینہار مین لینا اور پھر پیمان شکنی کر کے اسے ہلاک کرنا اس سے بھی کوئی بری بات ہے ٥ ہر شاخ یا یار کہ از تربیت
سر بلند ٭ مشکل بدست خویش کہ اہم شکست تست ٭ زاغ نے کہا کہ مین اس مقدمے کو جانتا ہون لیکن حکما نے کہا ہے کہ ایک نفس کو اہل بیت کے واسطے
فدا کر دیا جائے اور اہل بیت کو قبیلے کے واسطے اور قبیلے کو فدائے شہر اور اہل شہر کو فدائے شہریار کرنا واجب ہے کہ سلامتی اسکی اہل زمانہ کو پہنچائیگی اس صورت مین صاحب عہد صفت
غنی یا کہ رہیگا اور اسکی ذات مشقت و فاقہ سے سلامت رہیگی شیر نے یہہ سنکر گردن جھکالی زاغ آیا اور یاروں سے کہا کہ اول قصہ ہلاک شتر کا مینے عرض کیا پہلے تو
سرکشی کی آخر اسکے بعد نیم راضی ہوا ہے اب یہہ تدبیر ہے کہ سب اونٹ کے پاس چلین اور مذکور شیر کی بھوک اور رنج گرسنگی کا بیان کرین اور کہین کہ ہم پناہ سایہ
دولت کا مدت مکابین روزگار خرمی کے ساتھہ بسر کرتے تھے اب یہہ جو حادثہ درپیش آیا مروت تقاضا نہین کرتی ہے کہ جان و نفس اپنا اسپر فدا نکرین و الا
کفران نعمت کے ساتھہ منسوب ہونگے اور مروت و جوانمردی سے محروم رہینگے بہتر یہہ ہے کہ ہم سب شیر کے پاس چلین اور اسکا شکر انعام و اکرام بیان کرین اور کہین کہ
ہم سے کچہہ نہین ہو سکتا مگر جان و نفس اپنا نچھاور کرتے ہین اور ہر ایک عرض کرین کہ بادشاہ آج ہمارا گوشت کہائے اور دوسرا اسکے قبولکو رد کرے
جبکہ نوبت شتر کی آئی ممکن ہے شتر کا ماننا قرار پاوے بعد اتفاق یہہ سب شتر کے پاس گئے اور یہہ سب فضولی اس سے بیان کی شتر سادہ لوح انکی افسون پر فریفتہ
ہوا اور اسی نوع سے کہ مذکور جیسا ہو چکا باتفاق انکے شیر کے پاس آئے اور زاغ نے زبان کھولی اور یہہ شعر مولف کا پڑھا بیت شمع ہم پایان مین صورت
سبزہ ٭ یہ لبلبہ غزلین تر گلستان کی بلبل ٭ ہماری حیات و صحت بادشاہ کی سلامتی پر ہے اگر ضرورت پیش آئی ہے بادشاہ کو اگر میرے گوشت سے سد رمق
حاصل ہو تو عین راحت ہے مجھے نوش فرمائیں اوروں نے کہا کہ تیرا گوشت کہانے سے کیا سیر بادشاہ کو ہوگی بیت تو کون ہے جو ہماری مین آکے کیا [illegible]
تہیرا مین آئے ٭ زاغ نے یہہ بات سنکر گردن جھکالی شغال نے عرض کیا مدت دراز متمادی ہوئی کہ تیرے سایہ دولت مین آب آفتاب حوادث سے امن و امان
گذران کی ہے آج کہ جناب بادشاہ کا مخمصہ مین مبتلا جانتا ہون کہ ستارہ اقبال ہزاران میرے فوق حال طلوع کرے یعنی بادشاہ طعمہ
چاشت کا میرے گوشت سے کرنا چاہیے اوروں نے جواب دیا کہ جو کچھ کہ عرض کیا تو نے ہواداری او رحق گذاری ہے مگر تیرا گوشت کہ بد بو کہنا مبادا اسکا استعمال بعد
رنج بادشاہ کا زیادہ ہو شغال خاموش رہا اور گرگ آگے بڑہا اور زبان شائستہ یون کھولی بیت خدایا تیرا ہو شہریار ٭ عدو روز میدان ہو تیرا شکار ٭ میری
بھی جان بادشاہ پر فدا ہے اور اسی بات کا آرزومند ہون کہ بادشاہ بخوشی میرے اجزا کو اپنے دانتوں مین جگہ بخشیں یاروں نے کہا کہ یہہ بات تیرا محض اخلاص اور محبت اور علامت
اختصاص ہے مگر تیرا گوشت خناق اور ضرر مین ہلاہل کے برابر ہے گرگ کھسک کے قدم پیچھے رکھا اور شتر دراز گردن نے بحکم کل طویل احمق بعد اسکے ادائے دعا کے
یہہ شعر مولف کا پڑہا ٥ کمان چرخ تیرے دوست کی ہو حلقہ بگوش ٭ تیر عدو کا لگا شہاب ثاقب تیر ٭ کہ مین از خاک [illegible] اس حضرت کا او
پرورش یافتہ اس دولت کا ہون حضور بادشاہ مطبخ کے واسطے اس ناچیز کا گوشت قبول فرمائے اور جا میری کام آوے تو بہی احسان اسکا بندوش نہین
ہو سکتا ہے بیت نوکری ذریح توہین [illegible] کی لذت سمجھون ٭ کام آئے جو میری جان سعادت سمجھون ٭ سب اہل فریب متفق الکلمہ ہوکے بولے یہہ بات
تیری فرط شفقت و صدق عقیدت سے دیکے ذوالوقع گوشت تیرا خوشگوار و بادشاہ کے مزاج کے لئے سازگار ہے حمیت تیری ہمت کہ اپنے ولی نعمت کے جان

مضایقہ نکیا اور اس معاملے سے اپنا نام نیک صفحۂ روزگار پر چہوڑا بیت زر کہیںے کو تو حاضر ہین ہزار بہ جان دینا ہی نہایت دشوار بہ اسکے بعد
حملۂ دہو اور جبر اُس مسکین کے پارہ پارہ کر ڈالے یہہ مثل اسواسطے بیان کی جاتی ہے تو کہ قریب اُلکہ کا خصوصاً جسوقت وہ متفق ہوتے ہین خالی نہین
جاتا ہے دمنا نے کہا کہ اسکے دفع کی کیا تدبیر ہے شتربہ نے کہا کہ اس حال مین بہتر میری راہ صواب سے دور نظر آتی ہی بلکہ سوا جنگ و جدال و حرب و قتال اور
چارہ نہین دیکہتا ہون اسلیے کہ حفظ مال اور حفاظت جان کے لیے اگر کوئی مارا بہی جاتا ہی تو درجۂ شہدا مین داخل ہوتا ہے بموجب حدیث شریف کے من قتل
دون نفسہ فہو شہید اگر میری اجل شیر کے ہاتہ سے مقدر ہے تو چارہ کیا لیکن ہمت مردانہ کے ساتہہ مارا جاؤن تو بہتر ہے کہ کوئی بے حمیت اور
بیغیرت تو نکہے گا اور موت نیکنامی کے ساتہہ بہتر ہے زندگانی بد نامی کے ساتہہ دمنا نے کہا کہ مرد خردمند جنگ کے وقت پیشدستی نہین کرتے مین
سنا ہوگا کہ پیشدادیون اور کیانیون کا قاعدہ تہا کہ دشمن پر پیشدستی نکرتے تہے اور اس مین بہت سے فوائد ہین کہ ہنگام حرب سبقت کرنا بیخردی
اور خطا بازرگی کی دلیل ہے بلکہ اصحاب رد مدارا اور تلطف کو پیش کرتے ہین اور مناقشہ کا دفع کرنا ملاطفت کے ساتہہ اولی جانتے ہین **نظم**
جو لوگ کہ ہوتے ہین دلا عاقل دہر ٭ کرتے نہین جز مہر عدو پردہ قہر ٭ پوشیدہ نہین ہے یہہ مثل ہے مشہور ٭ مرتا ہو جو گڑ سے کیون اُسے دیجے زہر ٭
دوسرے دشمن ضعیف کو خرد و خوار نجاننا چاہیے اگرچہ قوت اور زور سے بر نہ آئے شاید کہ غدر و فریب سے آتش فتنہ کو بہڑکائے اور تو خود حال تاثیر کو جانتا ہے
اور اُس کا علانیہ شرح اور بسط تجہکو معلوم ہے پس اُسکی دشمنی اور غایلہ جیبرت سے غافل نہو کہ جو کوئی دشمن کو خوار جانتا ہی اور اُسکی محاربت سے اندیشہ
نہین کرتا ہی پشیمان ہوتا ہے جیسا کہ وکیل دریا گشتہ بر تحقیر طیطوا ہو شتربہ نے پوچہا کہ یہہ کیونکر تہا دمنا نے کہا **حکایت[۲۲] وکیل دریا** ہی کہ
ساحل دریاے ہند پر ایک نوع پرندونکی ہی کہ اُنکو طیطوا کہتے ہین ایک جوڑا اُنکا دریا کے کنارے نشیمن رکہتا تہا جبکہ وقت انڈے دینے کا آیا مادہ نے کہا کہ
انڈے رکہنے کے واسطے جگہہ ڈہونڈا چاہیے کہ فراغ سے وہان گذران کرین نر نے کہا کہ یہہ موضع پاک اور جا دلکش ہے اب اُٹہنا اس محل سے مشکل
نظر آتا ہے یہین انڈے دیا چاہیے مادہ نے کہا کہ یہہ جگہہ اندیشہ کی ہی کہ اگر دریا موج مارے اور بچون کو لیجائے تو کسقدر رنج اُٹہانا پڑے نر نے
کہا کہ خیال مین نہین آتا ہے کہ وکیل دریا اس قدر دلیری کرے کہ ہمارے بچے لیجائے اور اگر بالفرض ایسی حرکت کرے کہ بچے ہمارے
غرق ہوجائین تو مین انتقام اپنا قرار واقعی اُس سے لونگا **بیت** کج روی ہمسے کرے کیا ہی مجال دریا ٭ ہمنے موج موج موتا ہے ابہی
حال دریا ٭ مادہ نے کہا کہ اپنے حد سے تجاوز کرنا لایق نہین ہے اور زیادہ اپنے طور سے لاف مارنا اہل خرد کو نہ چاہیے تو کس قوت اور
قدرت پر وکیل دریا سے انتقام لیگا اور کس شوکت و مرتبت پر مجادلت اور منازعت اُس سے کریگا **بیت** یہہ سنا ہی
ہر شکار انداز سے ٭ صعوہ بر آتا نہین شہباز سے ٭ اس اندیشہ سے درگذر اور بچون کے واسطے کوئی مکان محفوظ
اور جائے حصین اختیار کر اور میری نصیحت سُن جو کوئی کہ سخن ناصحون کا نسنیگا اور پند ہاے مشفق کا کار بند
نہوگا تو اُسے وہ پہنچیگا جو سنگ پشت کو پہنچا نر نے کہا کہ یہہ حکایت کیونکر تہی مادہ نے کہا **حکایت[۲۳] سنگ
پشت** کہتے ہین کہ ایک آبگیر مین کہ پانی اُسکا صفا مین مانند آئینہ کے عکس پذیر تہا اور غدوت سطح مین عین آب حیات اور چشمہ سلسبیل سے برابری

کرتا تھا اوس جگھہ ایک سنگ پشت اور دو بطین باہم مسکن رکھتی تھین اور مجاورت کی سبب سے رشتہ انکی بیت
کا مصادقت کو پہنچا تھا اور ہمسائگی مانند ہم خانگی ہو گئے تھے لمولفہ ع زہی وہ زیست جو یاروں مین گذری + خوشا وہ دم
خو غمخواروں مین گذری + ناگاہ دست روزگار غدار نے اونکے رخسارہ حالکو خراش دینا شروع کیا اور سپہر مینا فام نے صورت مفارقت
کی آئینہ روز و شب سے دیکھنا آغاز کیا یعنی ہر روز پانی اوس چشمہ کا خشک ہونے لگا مصرع وَاَیُّ نَعِیمٍ لَّا یُکَدِّرُہُ الدَّھْرُ یہانتک کہ آخر کار
اوس پانی مین کہ مادہ حیات اور مدد معاش تھا نقصان کلی ظاہر ہوا بطون نے جبکہ یہہ حال دیکھا سمجھین کہ بے آب زندگانی ناممکن ہے ناچار
دل وطن سے اوٹھایا اور عزیمت سفر کی مصمم کی بیت ناسخ جسکو وطن مین چین نہو وہ سفر کرے + گذرے وطن سے دشت بلا مین گذر کرے
ہر چند کہ رنج سفر کا بد ہوتا ہے مگر جفاے وطن سے بہتر ہے اسکے بعد با دل پر غم اور دیدہ پر نم سنگ پشت کے پاس آئین اور سخن الوداع درمیان مین لائین
اور یہہ بیت پڑہنے لگین بیت جدائی تیری کسکو منظور ہے + زمین سخت ہے آسمان دور ہے + سنگ پشت سوز فراق سے رویا اور کہا کہ یہہ
کیا بات ہے اور بغیر تمہارے کیونکر میری زندگی بسر ہوگی جبکہ مجھکو طاقت وداع کی نہین ہے تحمل فراق کا کیونکر کرسکونگا بیت ناسخ ابھی ہجر سے
کچھ ہوا نہین وہ گل مجھسے + ایسا نالان ہون کہ شرمندہ ہے بلبل مجھسے + بطون نے جواب دیا کہ ہمارا جگر بھی خار خار مفارقت سے ریش ہے اور سینہ
التہاب زبانہ آتش مہاجرت سے بریان لیکن کیا کرین کہ نزدیک ہے خرابی بے آبی کی ہماری خاک وجود کو باد فنا سے برباد کردے لاجرم بضرورت ترک یار
و دیار کرنا اور کربت غربت اختیار کرنا پڑا ہے لمولفہ بیت کہان عاشق نکلتا ہے برغبت کوے جانان سے + بمجبوری قدم آدم کا نکلا باغ رضوان سے
سنگ پشت نے کہا کہ جانتا ہون کہ بیپانی ہونیکی مضرت ہر ذی حیات کے حق مین حکم زہر قاتل کا رکھتی ہے اور زندگانی بے پانی ممکن نہین ہے لیکن
حق صحبت قدیم مقتضی اسکا ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھہ لیچلو اور محبت آباد فراق تنہائی مین تنہا چھوڑو بیت ناسخ جاتا ہے سفر کو تو
جا ہیجان + بد کا ہے پھر یہہ جسم بیجان + بطون نے کہا کہ اے دوست یگانہ و اے ہمدم فرزانہ تیری جدائی کا رنج جلای وطن سے زیادہ ہے
ہم جس جگہہ جائینگے اگر رفاہیت تمام بھی ملے اور عشرت کامل بھی حاصل ہو تو بھی تیرے دیدار کے بغیر دیدہ عیش تیرہ اور چشم محبت خیرہ
رہینگے لیکن کیا کرین کہ ہمارا چلنا پانو سے روی زمین پر اس مسافت دور و دراز کے ساتھہ متعسر اور تیرا اوڑنا اوج ہوا پر ہمارے اتفاق مین
متعذر ہے پس اس تقدیر پر ہمارا تیرے ساتھہ کیونکر ہو سکے سنگ پشت نے کہا کہ چارہ اس کام کا کچھہ تمہارے ذہن رسا سے دور نہین اور مجھہ
خستہ جان و فشار رسیدہ ہجران سے اسکی تدبیر کچھہ نہین ہو سکتی ہے بطون نے کہا کہ اے یار عزیز ہم اسکی بھی تدبیر کرسکتے ہین لیکن مجھکو
اسمین ہے کہ جو کچھہ کہین گے وہ تجھسے نہو سکے گا اور جو عہد کہ تو کریگا اوسپر ثابت نرہیگا سنگ پشت نے کہا کہ ہرگز نہوگا کہ تم میری اصلاح
کیواسطے بات کہوگے اور مین نکرونگا اور جو وعدہ کہ سراپا میرے واسطے مفید ہو اوسپر ثابت نرہونگا ایسا بھی مجنون نہین ہون کہ اپنی نیک و بد کو
نسمجھون مین شرط کرتا ہون نہوگا تیری کہنی کے خلاف + عہد کرتا ہون نہوگا اوسی ہرگز انحراف + بطون نے کہا کہ شرط یہہ ہے
کہ جو ہم تجھے ہوا پر اوٹھا کر لیچلین تو مطلق راہ مین بات نکرنا کسواسطے کہ جو ہمین دیکھیگا اور ہر سمت سے کذائی سے دیکھیگا تعریض اور کنایہ سے اپنی طور پر کلام کریگا

تو چونسے یا جو کچہہ کہ دیکہے مطلق نہ بولنا سنگ پشت نے کہا کہ مطلق مین آپکی فرمانے سی تجاوز نکرونگا اور یہہ شعر میر کا
میری تعلیم کو کفایت کرتا ہی **بیت** خموشی کی ہماری چلی بجا اب قصہ خوانی ہی + برابر سو زبان کے ایک اپنی بے زبانی ہی + اسکے
مناسب حال رباعی شیخ ناسخ کی ہی **رباعی** کرتی ہی فزون قدر بشر خاموشی + ہر عیب کو کرتی ہی ہنر خاموشی + ہو مردم
چشم سا سراپا بینا + انسان سے ہو سکے اگر خاموشی + بطون نے ایک لکڑی نکالی اور سنگ پشت سے کہا کہ اسی دانتون سے مضبوط پکڑ
اور بطون نے دو نو جانب سے اوس چوب کو چونچون مین پکڑا اور اوسی ہیئت سے ہوا پر اوڑین اور اوسی تالاب کی طرف کہ جہان پانی
تھا روانہ ہوئین قضارا انکا گذر ایک قریہ پر ہوا جب کہ نظر وہان کے لوگونکی ان بطون پر پڑی دیکہا کہ ایک چوب ہے کہ اوسمین
سنگ پشت لٹکتا ہی اور دونون گوشے اوسکے دو بطین چونچون مین پکڑے ہوئے اوڑی جاتی ہین اسطرح کا تماشا کہ کبہی کسینے ندیکہا
تھا وضیع و شریف اوس قریے کے غوغا کنان دوڑے کہ یہہ کیا عجائبات ہی ہر ایک اپنی اپنی طرح سی کلام کرتا تھا اور یہہ سنگ پشت
کو ناگوار گذرتا تھا ایک ساعت بہر نوع سنگ پشت نے ضبط کیا آخر آتش غضب دیگدان سینہ سنگ پشت مین جوش زن ہوئی اور طاقت
ضبط کی نرہی اور کہا کہ آنکہین تمہاری اندہی ہوگئی ہین کیون چلاتے ہو ادہر سنگ پشت نے لب کہولے اودہر زمین پر گر پڑا بطین چلائین
کہ تو نے خلف عہد سے ہمین رنج دیا اور آپ کو ہلاکت مین ڈالا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغ یہہ کہکے راہ اپنی لی اور سنگ پشت
ہلاک ہوا فائدہ اس مثل کا یہہ ہی کہ جو کوئی نصیحت کو ناصح کے سمع قبول مین جگہہ ندیگا وہ اپنی ہلاک مین سعی کریگا **بیت** ہمیشہ پشیمان احمق ہوگا
+ جو کہنا کسیکا نہین مانتا ہی + طیطوی کی نر نے کہا کہ مینے یہہ مثل سنی اور اوسکا مضمون معلوم ہوا لیکن تو نہ ڈر کہ شخص بزدل اور خوف خوردہ
ہرگز مراد کو نہین پہنچتا ہے اور بات وہی ہی کہ مینے جو پہلے کہی تھی کہ وکیل دریا رعایت ہمارے لوازم ہمسائگی کی کریگا مادہ نے ناچار اوسی جگہہ بیضے
رکہی جبکہ بچے نکلے تہوڑے سے عرصے کے بعد موج آئی اور ان بچون کو لیگئی مادہ نے اس حال کے مشاہدے کر کے گریبان اپنا چاک کیا
اور نر سے کہا کہ اے خاک بر سر مین جانتی تہی مین کہ یہہ دریا میرے بچون کو خاک مین ملائیگا اور آتش فراق میرے خرمن جانکو لگائیگا
مگر تیری عقل ناساز نے مجہے خراب کیا اب کیا تدبیر کرونگا کہ میرا آرایش دل اوس مرہم سی التیام پذیر ہو نر نے کہا کہ میرا دہی قول ہے
کہ مین انتقام اپنا وکیل دریا سے لونگا پس اسی حال مین اور پرندون کے پاس گیا اور جو کہ بزرگ اس قوم کے تہے اونکو جمع کیا
اور اپنا حال اونسے مشرح بیان کر کے کہا کہ اگر آج تم سب متفق ہو کے داد میری وکیل دریا سی نلوگے تو جرات اوسکی
بڑہ جائیگی کہ بعد اسکے یہہ ارادہ تم سب کے بچون کا کریگا اور یہہ نقصان ستم ہم سب کے حق مین قرار پکڑ جائیگا اب اسکی بعد اپنی
اپنے فرزندونسے سب قطع امید کرین یا مسکن اور وطن اپنے سب چہوڑ دین لمولفہ **بیت** یا گوارا کیجے قطع امید اولاد +
عزم غربت کیجئے یا خانہ آباد سے + اور یا متفق ہو کہ ہم عوض اپنا وکیل دریا سے لین کہ گربہ کشتن روز اول بہتر ہے **مصرع** علاج
واقعہ پیش از وقوع باید کرد + سب پرندے اس حال سے آگاہ ہو کر باہم اوڑے اور سیمرغ کی خدمت

میں حاضر ہوکے صورت حادثہ عرض کی اور کہا کہ اگر غم رعیت کا کھائیگا تو تو سلطان ہمارا ہے اور اگر پروا انکی زاریکی نہ کریگا تو فرمان مرغونکی سلطنت کا تیرے صفحۂ دولت سے مٹاکے منشور انکی پاسبانی کا اور کے نام پر لکھا جائیگا بیت غم زیردستان بخور زینہار + بترس از زبردستی روزگار + سیمرغ نے انکی استمالت کی اور باخدم وحشم اپنی دار السلطنت سے متوجہ اس خانہ کی دفع ہوا اور سب پرندوں نے اسکی امداد و رفاقت پر قوی دل ہوکے ساحل دریائے ہند کیطرف رخ کیا جبکہ سیمرغ نے اپنی سپاہ کیساتھ کہ حساب محاسب میں نہ سمائے اور انکا عدد صفحات میزان المکانمیں تولا نجائے اس دریا کے نزدیک پہنچا المولفہ نظم سبکے سب تند خو و خون آشام + سبکے پنجے بمثل ناخون کے حسام + سب دلاور دلیر و دشمن سوز + فوج اعدا پہ سبکے سب فیروز + سبکے پیپے تکبر پر و بال + دل سے آمادۂ جدال و قتال + برچھیاں جنگ میں تھیں منقاریں + بال و بازو تھے تیز تلواریں + دوستی کو ہزار بھی کم ہیں + مونس بیشمار بھی کم ہیں + ہے بہت ایک بھی عداوت کو + ہو حذر صاحب فراست کو + نسیم نے کہ سلسلہ جنبان موج ہوتی ہے یہ خبر وکیل دریائی کو پہنچائی وکیل دریا کہ اپنے حوصلے میں طاقت مقاومت سیمرغ نہ رکھتا تھا بناچاری بچے طیطوی کے پھیر دیئے غرض اس افسانے کے ایراد سے یہ ہے کہ کسی دشمن کو اگرچہ کیسا ہی حقیر ہو خوار نجانا چاہیے بعض جگہ سوزن خرد قامت وہ کام کرتی ہے کہ نیزہ دراز سے وہاں کچھ ہو نہیں سکتا ہے حکیموں نے کہا ہے کہ دوستی ہزار تن کی مقابلے میں ایک دشمن کے بعضی جگہ کام نہیں آتی ہے شتربہ نے کہا میں جنگ میں ابتدا نکرونگا تا بدنامی اور کافر نعمتی سے منسوب نہوں مگر جو شیر خواہ مخواہ ہی قصد میرا کریگا تو صیانت نفس اور مدافعہ اسکا پھر واجب ہے دمنا نے کہا کہ جب تو شیر کے پاس پہنچے اور دیکھے کہ دم اٹھاکے زمین پر مارتا ہے اور سرخی اسکے آنکھوں کی شعلہ کیطرح چمکتی ہے تب تو یقین کرنا کہ آج اسنے میرا قصد کیا ہے شتربہ نے کہا کہ اگر کوئی بات اسطرح پر مشاہدہ کرونگا تو یقین ہوگا اور شک باقی نرہیگا اسوقت حتی الوسع جو کچھ کہ ہو سکیگا قصور نکرونگا دمنا اسبات سے خوش ہوکر روانہ ہوا المولفہ بیت اور کے غم سے خوش جو ہو عقل اسے ذرا نہیں + شرم نہیں حیا نہیں صدق نہیں صفا نہیں + کلیلہ نے کہا کہ کام کہانتک پہنچا اور مہم نے کس چیز کے ساتھ انجام پایا دمنا نے جواب دیا مصرعہ بخت بھی بیدار ہے اور آسمان بھی یار ہے + بحمد اللہ کہ فراغ تمام تر نے منہ دکھایا اور کار دشوار نے آسانی سے سرانجام پایا اور احوال من اولہ الی آخرہ بیان کیا کلیلہ نے کہا کہ اچھا نہ کیا تونے اور انجام اس کام کا تیرے واسطے غالب ہے کہ برا ہو دمنا نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور جاکر شتربہ کو ہمراہ لیکر شیر کے نزدیک آیا شیر نے دمنا کی تعلیم کے موافق غرانا اور دم مارنا شروع کیا شتربہ کو یقین ہوا کہ شیر نے مقرر قصد میری ہلاکت کا کیا ہے اور اپنے دلمیں کہتا تھا کہ خدمت ملوک کی خوف ہلاکت سے خالی نہیں ہوتی ہے اور ملازمت سلاطین کی ہمخانگی مار اور ہمخوابگی شیر سے کم نہیں ہے اگرچہ مار نہفتہ اور شیر خفتہ ہو آخر مار ڈس لیگا اور شیر جاگیگا اور ضرر پہنچائیگا بیت مکن ملازمت پادشہ گران تمسم + کہ ہیچ صحبت سنگ و سبو نشود ناگاہ + یہ خیال کرتا تھا اور اندیشہ جنگ کا دلمیں کرتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ جان بری دشوار ہے لیکن بحکم اسکے بیت وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز

آخر کو دونوں طرف کہ جو دمنا نے افسون بھیجا تھا علامت اسکی ظاہر ہوئی یعنی دونوں طرف سے غش شیر کی اور خوار گاو کی بلند ہوئی
نظم ز غوغای ایشان وحوش و سباع ＋ دران دست بیشہ پریشان شدہ ＋ آخر شیر نے بیل کا کلا پکڑ کے چیر ڈالا اور کام اُسکا
تمام کیا کلیلہ نے جبکہ یہ صورت دیکھی دمنا سے کہا رباعی صد حیلہ و نیرنگ برآمیختہ ＋ وانگہ زمیان کار بگریختہ ＋ باران و صد سالہ
فرو نشاندہ ＋ این گرد بلا را کہ بر انگیختہ ＋ اے نادان اپنی رائے کی خامی دیکھتا ہے اور جانتا ہے یا نہیں دمنا نے کہا وہ خامی کون ہے
کلیلہ نے کہا کہ وہ یہ ہے اور یہ کام کہ تو نے کیا ہے اسمیں اسباب ضرر ظاہر موجود ہیں اول یہ کہ بے ضرورت اپنے ولی نعمت کو مشقت میں
ڈالا اور رنج قوی اُسکی ذات کو پہنچایا دوسرے اپنے مخدوم کو نقض عہد اور بیوفائی کیساتھ منسوب کیا اور اپنے خطا اور
کیواسطے بدنامی پادشاہ کی روا رکھی تیسرے بے سبب خون میں ایک بے قصور کے سعی کی اور ورطہ ہلاک میں اُسکو ڈالا چوتھے خون بیگناہ
کا اپنی گردن پر لیا کہ ناامید ہے مواخذہ سے نہ چھوٹیگا پانچویں جماعت کثیر کو بادشاہ کے حق میں بدگمان کیا غالب ہے کہ اکثر لوگ بادشاہ کی
بیوفائی کے خوف سے جلا وطن اختیار کریں اور خانمان سے آوارہ ہو کے محنت و بلا جلا گوارا کریں چھٹے سپہ سالار لشکر کو عرضہ تلف میں ڈالا کہ آئندہ
جمعیت سپاہ کی بعد اس حادثہ کے بے انتظام رہیگی ساتویں عجز اور ضعف اپنا ظاہر کیا تو نے اور یہ جو تیرا دعوی تھا کہ یہ کام مدارا سے بنا دونگا
سو خوب بنایا تو نے اور احمق ترین مخلوقات وہی شخص ہے کہ فتنہ خفتہ کو بیدار کرے اور جو مہم کہ صلح و نرمی سے تدارک پذیر ہو سکتی ہو اُسکو
جنگ و خشونت میں ڈالے دمنا نے جواب دیا بیت نہ نکلے کام اگر فرزانگی سے ＋ تعلق کیجیے دیوانگی سے ＋ کلیلہ نے کہا کہ تو نے خرد کے
موافق کونسا کام کیا کہ درست نہوا اور ہاتھ سے معمار تدبیر کے کونسی بنا ڈالی کہ وہ بن نہ آئی اور افسوس کہ اتنا نہ سمجھا تو کہ رائے درست
اور اندیشہ صواب کو جرأت اور شجاعت پر ترجیح ہے اَلرَّأْیُ قَبْلَ شَجَاعَةِ الشُّجْعَانِ ؎ کار با راست کند عاقل کامل بسخن ＋
کہ بصد لشکر جرار بسر نشود ＋ اے دمنا مجھے ہمیشہ سے حال تیرے عجب اور مغروری اور اس بنای فریبندہ کی چاہ پر مشغولی کا کہ جز نقش برآب تماشا کی نظر
اور کچھ حقیقت نہیں ہے معلوم تھا لاکن اُسکے اظہار میں مجھے تامل تھا مگر اب اسلیئے کہ تو انتباہ پائی اور خواب غرور غفلت سے بیدار اور مستی
شراب جہالت سے ہوشیار ہو اتنا کہا جاتا ہے کہ اب تیری غفلت و نادانی حد سے زیادہ ہو گئی اور بادیہ ضلالت میں سرگردانی اور پریشانی
تیری بہت ترقی کر گئی تو اب ضرور ہے کہ تجھے تیری تیرگی اور فرط دلیری سے کہ امور منکرہ میں تجھکو ہے آگاہ کروں ہر چند مجال قلم
نہیں کہ قطرہ اس دریا کا بیان میں آسکے لیکن لازم ہے کہ کچھ بقدر اپنے طاقت کے زبان آوری کروں بیت تا تو بدانی کہ چہا کردۂ
نقش و عاقبت خطا کردۂ ＋ دمنا نے کہا کہ اے برادر ابتدائے عمر سے تا این دم وہ قول کہ بیجا ہے اور وہ فعل کہ نامناسب ہے مجھسے وجود میں
ایسا یاد نہیں پڑتا ہے اور اگر کوئی عیب میرا آپنے مشاہدہ کیا ہو تو اسے فرمائیے کلیلہ نے کہا کہ تیرے عیب بہت ہیں مگر وہ شخص کہ شناسندہ عیب و ہنر ہو نہیں بلکہ
تو نے اول بڑا عیب یہ کہ اُسکو بے عیب جانتا ہے دوسرا یہ کہ تیری گفتار کردار پر ترجیح رکھتی ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ بادشاہ کیواسطے کوئی بات
اُسکے برابر نہیں ہے کہ قول اُسکے اہل کار کا اُنکے افعال پر رجحان رکھتا ہو اور اہل علم قول و فعل میں چار قسم کے ہوتے ہیں اول یہ کہ کہیں

اور نکرین یہہ طریقہ منافقون کا ہی دوسرے یہہ کہ انکہین اور کردن یہہ عادت جوانمردونکی ہی تیسرے یہہ کہ کہین اور کرین یہہ عادت
عادلونکی ہی چوتھے یہہ کہ نکہین اور نکرین یہہ خصلت بدنفسون اور دونمیونکی ہی اور تو اس گروہ سی ہی کہ کہین اور نکرین کہ جو شیوہ منافقین
کا ہی اور تو ہمیشہ اپنے منہ سے بات بڑہ کے کہتا ہی جیسا کہ گاؤ سے کہا کچہہ اور کیا کچہہ اور شیر جو تیری باتونپر فریفتہ ہوکر مرتکب ایسی کام کا
ہوا ہے عیاذاً باللہ اگر کوئی رنج اوسے شیر کو پہنچا دیا کچہہ ہرج مرج اوس ولایت مین تیرے کردار کے سبب سے نمودار ہوا اور شورش و
اضطراب رعایا کا حد سے گذرا اور بالنفس اور اموال خلق کے معرض تلف مین آگیس وبال اس نکال کا تیری گردن پر جیسا کہ پڑیگا
دیکھیگا **رباعی** گویا بدکار ہو کوئی یا بداندیش + پائیگا کبہی نوش جز نیش + جیسا کہ کریگا کام کوئی + ویسا ہی آگا اوسکے پیش
دمنا نے کہا کہ مینے بادشاہ کو بجز کلمہ نیک اور سخن نہین کہا ہی اور اس چمن مین سوائے نہال بندگی اور درخت نہین لگائے ہے
کلیلہ نے کہا کہ نہال کہ جسکا یہہ ثمر ہو مشاہدہ کیا جاتا ہی جڑ سی اوکہاڑنا بہتر اور وہ نصیحت کہ جسکا یہہ نتیجہ ہو لنت اوسکا اٹہا
اور کہی کوئی قول بیر اصلیہ عمل نیک سے آراستہ نہین دیکھا ہی اور عالم بے عمل مانند موم بے عسل کے کچہہ لذت نہین رکھتا ہی اور گفتار
بے کردار مانند درخت بے برگ و بار کے ہی کہ سوا جلانے کے اور کام کے سزاوار نہین ہوتا ہی اور اکابر نے دفاتر مین قلم کرم سے یہ لکہا ہی کہ چہہ
چیزونکی امید بہبودیکی ترکہی یعنی قول بے عمل اور مال بے تجربے اور دوست نا آزمودہ سے اور علم بے صلاحیت سے اور صدقہ بے نیت اور اوس زندگانی
سے جس مین صحبت نہو سنا ہی دمنا صحبت اوس بادشاہکی اگرچہ بذات خود عادل و کم آزار ہو مگر اوسکا وزیر ناپاک طینت اور خبیث ہو
بے سود ہے کیونکہ منافع بادشاہ کی عدل و رافت کی رعیت سی منقطع کریگا اور جیسا مظلوم ہونگا بادشاہ تک پہنچنے دیگا اور مثال اوس بادشاہ
کی ایسی ہی کہ چشمہ آب شیرین و صاف ہو اور اوس مین نہنگ نظر آتا ہو تو کوئی خوف جان سے ہاتھہ اوس مین نڈالیگا **بیت**
رسیدہ ام من تشنہ بگرد چشمہ صاف + ولی چہ سود کہ پایاب خوردن نیست + دمنا نے کہا کہ اس عمل سے سوائے حصول خدمت بادشاہ
اور کچہہ مقصود میرا نہین ہے کلیلہ نے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ بادشاہ کی خدمت سے سب موقوف ہوجائین فقط تنہا مین معتمد علیہ اور
مشارالیہ ہونا اقرب درگاہ شاہی مجھی پر منحصر رہے یہہ تیری فہمید غایت نادانی اور فرط بیخردمندی پر دلالت کرتی ہی کہ سواسطے
کہ بادشاہ کسی چیز اور کوئی شخص پر منحصر نہین ہی کیونکہ مشابہت بادشاہی کی حسن اور حسینونکے ساتھہ بہت ہی جیسا کہ محبوب
دلاویز کے ہرچند کہ عاشق بہت سے ہون مگر اوسکا جلوہ حسن عشاق کی افزونی کا طالب ہوتا ہی بادشاہ کو بھی ہرچند خادم اور ملازم
زیادہ ہون پر اوسکو بہی افزونی حشم و خدم کیطرف رہتا ہی اور یہہ تیری طمع خام دلیل روشن حماقت ہی حکمانے کہا ہی کہ دلیلین حمق
کی پانچ ہین اول منفعت اپنی غیر کے ضرر مین ڈہونڈہنا مولف **شعر** راحت وہ کیا ہی جس سے کہ ہو غیر کو گزند + ہمکو نہ اپنے پانو کی کانٹا کا
دوسرے بہبود آخرت کی بے ریاضت و عبادت امید رکہنا تیسرے دشمنی اور تندخوئی سے عورت کے ساتھہ عشقبازی کرنا چوتھے تن آسانی اور راحت
مین دقائق علم و حکمت [illegible] حاصل کرنا پانچوین بغیر وفاداری اور رعایت حقوق یاری و دوستی کی توقع خلق خدا سے رکھنا لیکن میری جو یہہ کلام تجہسی کیا محض مشفقت سے

تھا مگر یہہ بھی خوب جانتا ہوں کہ تیری شب تیرۂ شقاوت کیلیے مشعل پند سے روشن نہوگی اور ظلمت جہل و کدورت حسد کہ تیری ذات میں آمیختہ ہوئی ہی میری پند و نصائح سے جدا نہیں ہونیکی **بیت** بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ + ای دمنا تیری وہ مثل ہی کہ ایک شخص ایک مرغ سے کہتا تھا کہ رنج بیہودہ نہ اوٹھا اور اپنی بات ان جماعت کے ساتھہ کہ سماعت کرنیوالے نہیں ہیں ضائع نکر مگر اوسنے نسنا آخر اوسکی سزا پائی سو دیکھہ دمنا نے کہا کہ یہہ کیونکر تھا **حکایت مرغ ناصح بوزینہ** کلیلہ نے کہا کہتے ہیں کہ بندرونکی جماعت ایک کوہ میں رہا کرتی تھی ایک شب برفباری بہت ہوئی بیچارے قریب ہلاکت کے پہنچے جا بجا پناہ ڈھونڈتے تھے اور طلب میں آتش کے ہر طرف تگاپو کرتے تھے ناگاہ ایک جگنو پڑا دیکھا چنگاری سمجھہ کے گرد اوسکے ہیزم خشک چنکر آگ بھڑکنے کے بیٹھے کہ ایک درخت پر پرندہ ذی فہم نے دیکھکر آواز دی کہ ای بندرو یہہ آگ نہیں ہے کیوں اوقات ضائع کرتے ہو مگر اونہوں نے کچھہ التفات اوسکے کلام پر نکیا اور اپنے کام سے باز نہ رہے قضا را ایک شخص اوس جگہہ پر پہونچا اور اس ماجرے سے آگاہ ہوا اوس مرغ سے کہا کہ تو کیوں بیہودہ و بیجا کرتا ہی یہہ قوم تیری نصیحت سے باز نہ آوینگے بلکہ تجھی ضرر پہنچاوینگے اور ایسے شخصونکی تربیت میں سعی کرنا ایسا ہی کہ تلوار کو پتھر پر آزمانا اور برملا اہل ناصحت سے تریاق فاروق طلب کرنا **بیت** ہر کہ در اصل بدنہاد افتاد + ہیچ نیکی ازو مدار امید + زانکہ ہرگز بجہد نتوان ساخت + از کلاغ سیاہ باز سفید + مرغ نے جب دیکھا کہ بندر پند میری نہیں سنتے ہیں گمان کیا کہ شاید دور سے اس انبوہ میں آواز نہیں پہنچتی ہے نزدیک آ کر نہایت شفقت سے سمجھانا شروع کیا ہنوز مرغ کا کلام تمام نہوا تہا کہ بندرون نے گردن مرغ کی تن سے جدا کی ای دمنا حال میرا تیری دوستی اور نصیحت میں ایسا ہی کچھہ معلوم ہوتا ہی کہ میں سخن بے فایدہ کہتا ہوں اور اوقات اپنی ضایع کرتا ہوں کہ تجھے میرے کلام سے کچھہ نفع نہوگا بلکہ مجھی ضرر پہنچے تو دور نہیں ہی **نظم** کوئی نہ سنے اگر نصیحت + برباد نہ ہی کر نصیحت + فوراہ سے تا وہ نمانے + کچھہ فایدہ پند کا بجانے + جاہل وہ ہی او سے کر کنارہ + گمراہ ہے پھر وہ مارا مارا + دمنا نے کہا کہ ای برادر بزرگ کو چاہی کہ موعظت اور شفقت میں درگذر نہ فرماوین سامع استماع کرے یا نکرے یہہ اوسکا نصیب ہے **قطعہ** مدار پند خود از ہیچ کس دریغ مگو + اگرچہ از طرف مستمع شود تقصیر + سحاب قطرۂ باران زکوہ وا نگرفت + اگرچہ در دل خارا نمیکند تاثیر + کلیلہ نے کہا کہ میں نے باب نصیحت تیرے منہہ پر کبھی بند نہیں کیا لاکن بے سود ہی کہ تو نے بنای کار اپنی مکر او حیلہ پر رکھی ہی اور اندیشہ خود رأ اور خودسری اختیار کیا ہی اور آخرکار پشیمانی اوٹھاویگا مگر پہر پشیمانی بھی سود نہ بخشیگی اور ہر چند پشت دست کاٹیگا اور سینہ کوبی کریگا کچہہ فایدہ نہوگا کیونکہ امتحان ہوا ہی کہ خاتمہ مکر و حیلہ کا شامت اور خرابی پر ہوتا ہی جیسا کہ شریک زیرک حلقہ کمر میں گردن پھنسا کے گرفتار دام بلا ہوا اور شریک غافل برکت سے راستی اور سادہ دلی کی مراد کو پہنچا دمنا نے کہا یہہ کیونکر تھا **حکایت دو شریک عاقل و غافل** کلیلہ نے کہا کہتے ہیں کہ دو شریک تھے ایک عاقل اور دوسرا غافل ایک نہایت زیرکی سے نقش

فریب بازی بر روے آب قایم کرتا تھا اُسکا تیز ہوش لقب تھا اور دوسرا فرط نادانی سے سود وزیاں میں فرق نکرتا تھا اُسکو
خرّم دل کہتے تھے ان دونوں کو تجارت کا خیال ہوا باتفاق یکدیگر سفر اختیار کیا طے منازل و مراحل کرتے جاتے تھے قضارا
اثناے راہ میں بدرۂ زر ہاتھ آیا اُسکو غنیمت بیکران سمجھکر متوقف ہوئے شریک دانا نے کہا کہ برادر جہاں میں سود بھی
ہوتا ہی اب اس بدرۂ زر پر قناعت کرنی چاہیے اور گوشہ کاشانہ میں فراغت سے بسر اوقات کرنا بہتر ہی نظم چند گردی گرد عالم
بہر زر ✦ بیش گرد در شود غم بیشتر ✦ کاسۂ چشم حریصان پر نشد ✦ تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد ✦ یہ صلاح کرکے دونوں پھرے
اور شہر کے نزدیک پہنچکر ٹھیرے شریک غافل نے کہا کہ اے برادر اب اسکی تقسیم کیجیے شریک عاقل نے کہا کہ تقسیم کرنا ابھی مناسب
نہیں ہے بقدر ضرورت کچھ خرچ کو نکال لیں اور باقی کسی جگہ گاڑ دیں اور بوقت ضرورت اسی طرح اسمیں سے تھوڑا تھوڑا لیجایا کریں تا آفت
کوتوال وغیرہ سے محفوظ رہیں اور اگر یکبارگی [illegible] کوئی اخبار باز پہچانے تو آفت میں پڑ جائیں شریک غافل بیچارہ مکر و فریب
عاقل سے غافل اُسکے فسوں پر فریفتہ ہوا اور فسانہ اُسکا قبول کیا اور کچھ تھوڑا سا لے لیا اور باقی بدرہ ایک درخت کے نیچے
دفن کر دیا اور پھر شہر میں آکر اپنے اپنے گھر میں قرار پکڑا اور دوسرے شب چرخ شعبدہ باز نے [illegible] اس طرح پر کھیلا کہ شریک دانا
گیا وہ بدرۂ زر کھود کر اپنے گھر لیگیا اور زمین کو بدستور برابر کر دیا جبکہ شریک نادان بیخرچ ہوا اُسکے پاس آکر کہا کہ میں اب بہت
بیخرچ ہوں چلیے اور اُسمیں سے کچھ لائیے شریک عاقل نے تجاہل کیا اور کہا چلیے مجھے بھی ضرورت ہے القصہ دونو باہم نزدیک
اُس درخت کے آئے ہر چند اُس جگہ کو کھودا کچھ نپایا اُس تیز ہوش نے اُس نادان کے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ تیرے سوا
کون اس سے واقف تھا تو ہی کھود لیگیا ہے اور مجھے احمق بناتا ہی ہر چند اُس بیچارے نے قسمیں کھائیں اور اضطراب کیا کب
مانتا تھا لیکن یہ حقیقت میں اگر دانا ہوتا اور خموش ہو رہتا تو وہ شریک غافل بیچارہ غنیمت جانتا لاکن سُنتے کو کب
کبھی ہضم ہوتا ہی آخر دست و گریبان ہوا اور نوبت مجادلے سے محاکمہ کو پہنچی زیرک اُس غافل کو پکڑکر قاضی کے گھر لایا اور دعوی
اپنا ظاہر کیا سب مضمون قضیے کا سمع قاضی میں پہنچایا اُسنے انکار کیا غافل کے انکار بعد قاضی نے تیز ہوش سے گواہ
طلب کیے اُسنے کہا کہ اے قاضی اس درخت کے سوا کہ جسکے نیچے گڑا تھا اور میرا گواہ نہیں ہے اُمید غالب یہ ہی کہ حضرت سبحانہ
تعالی قدرت کاملہ سے اُس درخت کو گویائی بخشی اور وہ گواہی دے تا اس خاین بے انصاف کی بددیانتی پر کہ سب زر لیگیا ہی
اور مجھے محروم رکھا ہی تمام عالم آگاہ ہو قاضی اس بات سے متعجب ہوا مگر بعد قیل و قال بسیار یہ قرار پایا کہ کل قاضی اُس درخت کے
تلے چلے اور گواہی درخت سے طلب کرے اگر وہ گواہی دے تو اُسپر عمل کرے والا خیر شریک دانا اپنے گھر کو گیا اور سب ماجرا
اپنے باپ سے بیان کیا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار میں نے آپکی گواہی کے اعتماد پر یہ حیلہ محکمۂ قضا میں جمایا ہی اور اس مہم کا تیری شفقت
پر ارادہ کیا ہی اگر تو میرے ساتھ موافقت فرمائے تو یہ زر سب ہضم ہوتا ہی اور اسکا نصف اور حاصل ہوتا ہی پھر بقیۂ العمر آسایش بیٹھکر

بسر کیجیے باپ نے کہا کہ وہ کونسی بات مجھسے متعلق ہی بیٹے نے کہا کہ اُس درخت میں ایک بڑا جوف ہی شکو چلکر اسمیں بیٹھ رہو دنکو
جب قاضی آکر پوچھے تو تم گواہی ادا کرنا باپ نے کہا اے فرزند مکر و فریب کے خیال سے درگذر اگر بفرض محال آج خلق سے چھپا
پیش لیگیا مگر کل خالق کو کیونکر فریب دیگا جیسا کہ مولف نے کہا **بیت** گواہی دیگا ہر ایک عضو بر ملا ایکدن * چھپایا جنکو
کے عبث ہم گناہ کرتے ہیں * بلکہ بسا اوقات دیکھا ہی کہ حیلہ کو اکثر وبال جان ہوجاتا ہی اور اُسکی خبر خود بخود حیلہ ساز کو پہنچتی
ہے اور یہ فقر و فاقہ ہمارا ساتھ راستی کے بہت اچھا ہی کیا شعر مولف کا تو نے نہیں سُنا ہے **بیت** ہے بہتر
اطلس گردوں سے یہ پوشاک عریانی * ہمارے داغ سے نسبت نہیں تاج فریدوں کو * اے فرزند خوف کرتا ہوں کہ
مکر تیرا مینڈک کے مکر کے مانند ظہور نکرے بیٹے نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت ۲۶ غوک مکار** باپ نے کہا کہتے ہیں مینڈک
نے ایک سانپ کے نزدیک مسکن کیا تھا اور اُس ظالم خونخوار کے جوار میں گھر بنایا تھا جبکہ وہ مینڈک بچے نکالتا تھا سانپ
کھا لیتا تھا اُسکا دل فرزندوں کے داغ فراق سے جلتا تھا اُس مینڈک کی کیکڑے سے دوستی تھی اُسکے پاس آیا اور کہا کہ اے یار
موافق مجھے تدبیر لایق بتا کہ دشمن قوی مجھپر مستولی ہوا ہی اُسکے ساتھ نہ طاقت مقاومت رکھتا ہوں نہ جلا وطن ہو سکتا ہوں کیونکہ عجب
جائے خوش و مسکن دلکش ہی کہ اُسکا سواد مینا رنگ روضہ مینو کے مانند فرح افزا اور نسیم دلکش اُسکی طرہ خوباں کے مانند عنبر سا ہے کوئی شخص
باختیار خود ترک ایسی منزل کو نہیں کرتا ہی اور دل ایسے نمونہ فردوس سے نہیں اُٹھاتا ہی **بیت** جا من کوی مغان چه نسبت بیاجا * ترک عاشق فن جہان
چنین جا نکند * کیکڑے نے کہا کہ غم نکھا کہ دشمن قوی کمند حیلہ میں باندھا جاتا ہی اور خصم غالب دام مکر میں گرفتار ہو سکتا ہی مینڈک نے کہا
کہ تو نے کتاب حیل سے اس بات میں کیا مسئلہ حل کیا ہی اور دفع غائلہ دشمن بد اندیش میں کس تدبیر نے قرار پایا ہی کیکڑے نے کہا کہ
فلانی جگہ ایک راسو یعنے نیولا جنگجو ستیزہ خو رہتا ہی تو چند مچھلیاں پکڑ کے سوراخ راسو سے تا سوراخ مار تھوڑے تھوڑے فرق
سے چند جبکہ وہ نیولا ایک مچھلی کو کھائیگا تو پھر دوسری پر آئیگا اسی طرح شدہ شدہ سوراخ تک پہنچیگا جو کہ فیما بین راسو
اور مار کے عداوت جبلی ہے سو ظاہر ہی پس اسیوقت کام مار کا تمام کریگا اور تو ہر آئینہ اُسکے ضرر سے محفوظ رہیگا مینڈک نے
اسی تدبیر سے کہ موافق تقدیر کے تھی کام سانپ کا تمام کیا جبکہ اس قصہ کو دو چار دن گذرے نیولے کو مزہ انھیں مچھلیوں کا
یاد آیا اُسی طرح سے تلاش کنان تا غار مار آپہنچا ماہی و مار کو تو نہ پایا مگر مینڈک جو بچوں سمیت فراغ خاطر سے بیٹھا تھا اسکو
نوش فرمایا موجب **بیت** کہ از چنگال گرگم در ربودی * چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی * اور یہ اے فرزند اسلئے لایا ہوں کہ سرانجام
حیلہ کا گرفتاری و خواری ہی اور آخر کار مکر و فریب ندامت اور خاکساری میں ڈالتا ہی کسنے مغیلاں سے بوئے گلچکاں نہیں پائی **بیت**
نہ مکر و زرق کا کرنا سر انجام * کہ ہو گا اس سے بد تر تیرا انجام * بیٹے نے کہا کہ پند و سخن کو تاہ کر اور اندیشہ دور و دراز سے درگذر کہ کام تھوڑی سی
امداد سے منفعت بسیار بخشے گا اور اگر میری ہلاکت پر راضی ہی تو ویسا کہ کہ میں خود آپکو ہلاک کروں معہذا چارہ کچھ حرص مال سے

اور محبت فرزند سے دین و دیانت سی منحرف ہوکر بادیہ ضلالت و خیانت مین سرگشتہ ہوا اور مصداق إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ کا ظہور مین آیا آخرکار حق شناسی کو طاق نسیان پر رکھکر وہ راہ کہ شرع اور عرف مین ممنوع اور محظور ہی اختیار کی یعنے اوسی شب تیرہ مین بموجب ایما فرزند بادل مکدر جوف درخت مین جا بیٹھا صبح کو قاضی مع جم غفیر شہریان زیر درخت وارد ہوا اور خلق خدا نظارۂ عجائبات کے واسطے صف باندہے کھڑے ہوئے قاضی نے حسب اظہار مدعی درخت سی گواہی طلب کی درخت سی آواز آئی کہ اوس زر کو خرم دل کہ غافل لقب رکھتا ہی لیگیا ہی اور تیز ہوش پر کہ شریک اوسکا ہے ظلم کیا ہی یہہ سنکر سب متعجب ہوئے مگر قاضی نے فراست سی دریافت کیا کہ اس درخت مین کوئی سر ہی پر سوائے تدبیر صائب کے معلوم نہوگا **بیت** سر ہر نقش کہ از چشم خرد پنہان ست + حیرۂ آئینہ تدبیر نگرد د ظاہر + قاضی نے حکم کیا کہ بکثرت ہیمہ سوختنی اس درخت کے جڑ مین جمع کرکے آگ لگاوین جب کہ اوس انبار ہیزم کو جلایا اور دہوان اوسکا جوف درخت مین بھرا اور دم اوس پیر مرد کا گھٹا آخر نوبت بجان پہنچی ہر چند ضبط کیا مگر کیا ہوسکتا تھا القصہ چلایا اور امان چاہی قاضی نے اوسے باہر نکالا اور استمالت کی اور حقیقت حال پوچھی پیر نیم سوختہ نے صورت ماجرا بیان کی قاضی حقیقت حال پر مطلع ہوا اور امانت اور کوتاہ دستی غافل کی اور خیانت اور درازدستی بیحیا عاقل کی سب پر ظاہر ہوگئی مقارن اس حال کے شیخ فانی نے اس جہان فانی سے رحلت کی آخرکار آتش فریب نے اوسے نار جہنم کو پہنچایا اور غافل برکت صدق و صفا اپنے حق کو پہنچا اور عاقل نے شرمندگی اور روسیاہی حاصل کی اور مال لوٹا اور باپکو ہاتھہ سے کہو بیٹھا ایراد اس مثل کی اسلئے ہی تا معلوم ہوکر فریب ناپسندیدۂ خدا ہی اور انجام اسکا برا ہی دمنا نے کہا اگر تو نے عقل کا فریب نام رکھا ہی اور تدبیر کا حیلہ لقب کیا ہی اور مینے اس مہم کو بڑی تدبیر صائب سے سرانجام دیا ہی کلیلہ نے کہا تو یہان تک لیگا سست اور تدبیر کا نادرست ہی کہ زبان اوسکے بیان سے قاصر ہی اور خبث دل اور غلبۂ حرص مین یہانتک مبتلا ہی کہ انسان اوسکے ادا کرنے مین عاجز ہی فائدہ تیرے مکر اور حیلے کا جو کچھ ولی نعمت کو پہنچا سو ظاہر ہے دیکھیے کہ انجام اسکا کیا ہو اور شامت تیری دوروئی اور دوزبانی کی کیا نتیجہ بخشے دمنا نے کہا کہ دوروئی سے کیا نقصان ہی کہ گل رعنا دوروئی کے سبب سے زینت بخش باغ و بوستان ہوتا ہے اور قلم دوزبان کے سبب سے ملک و مال پر پاسبانی کرتا ہی تلوار کہ ایک رو رکھتی ہے خون پینا کام اوسکا ہے اور شانہ بسبب دورو ہونیکے فرق حسینان نازنین پر قدم رکھتا ہی **نظم** خون مخور در چو شمع درین دیر سر کہ او + بکر و و یکزبان بود از پاک گوہری + مانند شانہ ہر کہ دورو ہست و صد زبان + بر فرق خوبش جای دہند ش ز سروری + کلیلہ نے کہا کہ اے دمنا زبان آوری چہوڑ کہ تو نہ وہ گل رعنا ہی کہ دورنگی کے باعث تیری مشاہدۂ جمال سے آنکھیں روشن ہون بلکہ تو وہ خار گلزار ہی کہ دلآزاری کے سوا اور کچھ نفع تماشائیان باغ کو تجہسے نہ پہنچیگا اور نہ تو وہ قلم دوزبان ہی کہ اسرار ملک و مال کے خبر رکھی بلکہ وہ مار دوزبان ہی کہ تیری

کہ تیری زبان سے سوا زہر کے اور کیفیت کسیکو نملیگی بلکہ مار پر تجھکو فوقیت ہے کہ مار کی ایک زبان سے زہر آتا ہے اور دوسری زبان سے تریاق پیدا ہوتا ہے اور تیری دونون زبان سے زہر ٹپکتا ہے اور تریاق کا اثر نہین ہے چاہیے تھا کہ دوستون کے واسطے ایک زبان سے تریاق آتا اور دشمنون کے واسطے دوسری زبان سے زہر ٹپکتا تو مضایقہ نہ تھا اور تیرے دو زبانمین دوست اور دشمن کے واسطے زہر دینے والی ہین. دمنہ نے کہا کہ اے کلیلہ میری سرزنش سے درگذر کہ اگر شنزبہ بھی زندہ رہتا تو شیر سے کبھی آشتی نہوتی اور اسکے بعد بناے محبت باہم قایم نرہتی کلیلہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے جب کہ تجسا مفسدہ پرداز ایسے امور مین دخل پاوے وہان پھر آشتی کی گنجایش کہان کیونکہ قاعدہ مقرر ہے کہ تین چیزین جبھی تک برقرار رہتی ہین کہ تین چیزون نے اونمین دخل نہین پایا ہے اور اگر وہ تین باتین ظہور پکڑینگی تو یہہ تینون موقوف ہوجاینگی تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ اول یہ چاہ جب تک ہے اجمال پر رہیگا کہ دریا ملحق نہین ہوا ہے اور جبکہ دریا چاہ سے ملیگا پھر شیرینی اور لطافت اوس چاہ مین باقی نرہیگی دوسری صلاح اور موافقت باہم دوستونمین جبھی تک ہے کہ بد اندیش اور مردم شریر کو انکی صلاح اور صحبت مین دخل نہین ہوا ہے اور جبکہ ان مفسدون نے دخل پایا پھر توقع آپس کے وفاق اور اتفاق کی زنہار نرکھنا تیسرے مشرب مصاحبت اور مودت اوسوقت تک صاف رہتا ہے کہ مردم سخن چین اور فتنہ انگیز کو مجال سخن سازی اور رازداری کی نہین ہے اور جبکہ مردم دورویہ دو زبانے دیار وفا مین فرصت فساد کی پاوین پھر انکی دوستی پر اعتماد نرکہنا چاہیے کہ وہ نقش بر آب ہی جلد محو ہوجائیگا تیرے اس فتنہ کے بعد اگر شنزبہ سے پنجہ شیر کی مخلصی پاتا پھر ممکن نہین تھا کہ لطف اور تملق سے شیر کے گرویدہ ہوتا بلکہ اب ہر دانا کو موالفت شیر سے اجتناب واجب ہوا اور اس کام مین تو نے شیر کی خوبی سلطنت مین تامل اور دشمنی اپنے ولی نعمت سے کی کیونکوئی بدخواہ نکرے دمنہ نے کہا اگر شیر کی ملازمت ترک کرکے گوشہ کاشانہ مین معتکف ہوؤن اور تیرا دامن صحبت دست ارادت مین پکڑ کے سر عزلت گریبان خلوت مین رکھون تو تو خوش ہوگا یا نہین کلیلہ نے کہا حاشا مین بار دگر تجھسے صحبت رکھون یا تیری دوستی پر میل کرون بلکہ مین ہمیشہ تیری بدوضعی کے خیال سے متنفر تھا اور دایم تیری صحبت سے کنارہ کیا کرتا تھا کسواسطے کہ حکما نے کہا ہے کہ صحبت جاہل فاسق کم پر سے واجب ہے کہ انجام کار ضرر پہنچاویگی اور صحبت عاقل صالح کم التزام کرنے کہ وہ ہر وقت مین نافع ہوتی ہے اور مواصلت اہل فسق وفجور کے مار کی تربیت کی مانند ہے کہ ہرچند مارگیر اوسکے عہدہ صلاح مین رنج اوٹھاوے آخر چاشنی اوسکی دانتونکی ایکدن پائیگا اور مصاحبت اہل خرد نیک اندیش کی طبلہ عطار کی مانند ہے گو اوسکی متاع سے کچھہ حاصل نہو تو بھی خوشبو اوسکی مشام جان کو معطر کرتی ہے بیت پایئن خوشبو ہمنشین لازم ہی تو عطار کا مثل آہنگر نہ ہر جانب سے آتش بار ہو + مگر کیونکر تجسی کوئی امید رکھے کہ ایسے بادشاہ پر کہ جسنے تجھے عزیز و گرامی اور محترم مقامی کیا کہ جسکے سایہ دولت مین آفتاب دم اسلاف و بلندی مارتا ہے اور اوسکے آستان آسمان شان کی ملازمت کے سبب سے پائے افتخار فرق فرقدان پر رکھتا ہے تیر اس ستمگرہ کو تو نے روا رکھا اور حق انعام و اکرام بکلی نابود کردیا اگر اسلئے تجھسے

ہزار کوس دوری اختیار کروں نفع خرد ارجمند پسند کرتا ہوں اگر ایسے کس ناحق شناس سے کہ موافقت کروں تو عقل رہنما صواب اندیشی سے مجھے منسوب کہے مولف **نظم** سب کو ترک صحبت یاران روز خوب ہے + جو حضوری بد ہے اوس سے مہجوری خوب ہے اگرچہ نیکوں کی صحبت سے طبیعت شاد ہوتی ہے حکیموں کی نصیحت خود اوسے دوری خوب ہے + جیسا کہ صحبت اخیار و ابرار میں فائدہ نہایت ہے ویسی ہی صحبت اہل اشرار میں مضرت بے نہایت ہے بلکہ بدوں کی صحبت جلد اثر کرتی ہے پس عاقل کامل وہ ہے کہ دوستی مردم دانا ستودہ معاش کی اختیار کرے اور کذاب خائن کی ہمدمی سے پرہیز رکھے **مثنوی** تو ان بردی خلق بستن + بخلوت خانہ تنہا نشستن + رفیق نیک باید کرد حاصل + کہ صحبت را نشاید ہر سبیل + مراہست این سخن از عاقلی یاد + کہ صحبت بہ روان پاک و پاک باید + اگر افتاں ہر کس شد باید زیاری شان آخر شد گرفتار + اور جو کوئی کہ نا اہل سے انس کریگا اوسے وہ پہنچیگا جو اوس باغبان کو پہنچا دانا نے پوچھا کہ وہ کیونکر تھا **حکایت باغبان** کلیلہ نے کہا کہتے ہیں کہ ایک باغبان تھا اپنی عمر عزیز باغ و بوستان میں صرف کی تھی اور خود بھی ایک باغ ایسا آراستہ کیا تھا کہ اوسکی چمن فردوس نشان نے تر و تازگی سے باغ بہشت روضہ ارم میں پائی تھا اور عطر روت ازہار و انہار سے نا چیرت دیدہ بوستان نور ہی میں چھپا رکھا تھا درختان زرنگار رنگ سے جلوہ طاوسی باہزار رنگ کا ہیں زر نگار سے فروغ کا کاخ لیلا و منی ہر تھا اور سپہر انکی شاخ حلیہ پوش کے مانند منور اونکی نسیم کا عنبر فروش کے مانند معطر ہر ایک درخت میوہ دار و انکا کثرت اثمار سے پیران کہن سال کے مانند پشت خمیدہ اور میوہ حلاوت بخش انکا مانند حلوائے بہشتی سبب بیرت رسیدہ تھا غایت تازگی سے انکا سیب آسیب فریب محبوب سیمتن کے مانند دلکو نکلا ہی کرتا تھا بس بیعزال گویا اسی باغ کے واسطے موزوں ہوئی تھی **نظم** سیب ایسے کہ حضور اوسکے زنخدان کیا ہے + سنبل ایسا اگر کوئی کاکل پیچان کیا ہے + مزہ شفتالو نکا بوسہ جانان میں کہاں + ہیں انار ایسے کہ محبوبونکے پستان کیا ہے + گل میں وہ رنگ کہ رخسار پری میں بھی نہیں + سرو ایسے کہ کوئی سرو خرامان کیا ہے + اگے بادام کے کیا چشم فسون ساز کی قدر + ساتھ پستونکے کوئی لب خندان کیا ہے + چشم گردوں نے بھی دیکھا کبھی باغ ایسا + باغ بہرام کو کیا باغ پرستان کیا ہے + اور امرود اسکے کوزہ نبات کے مانند ناخون آدینان شیرین **بیت** نغمہ جوانی و دو عارض امرد سے سوا + اسپر شان میں تھا چرخ زبرجد سے سوا + کبھی شملہ پوش مانند صوفی شب خیز بارخسارہ سرخ و زرد شجر خانقاہ باغ سے باہر آکر اوسکے گرد آلود عشاق کو لطف مہر ماہ کا دیتے تھے اسطرح ہر میوہ اپنی طرح میوہ ہائے باغ ارم سے پہلو مارتا تھا پیر دہقان باہزار راحت استغنا اوس باغ میں تنہا زندگانی بسر کرتا تھا آخر الامر وحشت تنہائی سے ایکدن گھبرا کے ملول ہوا اور الم تجرد سے مجروح خاطر ہوکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ رباعی مولف کی پڑھتا تھا **رباعی** ہاتھ جنون وحشت نے دوڑائے گریبان کیطرف + پھر تجھ دیا نہ اونے بیابان کیطرف + چھٹ گئی دست خرد سے پھر عنان اختیار + پہلا پھر توسن وحشت بیابان کیطرف + ایک مدت اس دشت میں گشت کرتا رہا تھا ایک خرس زشت سیرت

قبیح صورت ناخوش طلعت ناپاک طینت بھی تنہائی کے سبب سے کہ جفت نرکھتا تھا اُس پہاڑ کے نیچے اوترا اور یہ دونوں جبکہ دوچار ہوئے بسبب جنسیت خباثت کہ دونوں کی جبلت میں تھی آپس میں باہم پیدا ہوا ایسے روستائی کا دل مصاحبت خرس پر مائل ہوا اور خرس بھی دیکھنے کے ساتھ ہی روستائی سے مانوس بدل ہوا باغبان خرس کو ساتھ لیکر اپنے رو کش باغ ارم میں داخل ہوا مولفہ بیت کرتے تھے زندن وہ ہم عیش باغ میں ✦ مانند غنچہ نکہت گل تھی دماغ میں ✦ جبکہ باغبان لباس راحت پر سر فراغت رکھتا تھا خرس بالین بیٹھکر مگس رانی کیا کرتا تھا ایکدن باغبان نوم غرق میں غافل بیٹھا تھا اور خرس حق موافق عادت کے مگس رانی کررہا تھا اور مکھیوں نے ہجوم یہانتک کیا کہ خرس ہر چند اڑاتا تھا مگر وہ ردی رسائی سے اڑتی تھیں خرس نے نہایت آشفتہ ہوکر ایک پتھر کہ وزن میں تخمینا بیس سیر کا ہوگا اٹھا کر مکھیوں پر مارا مکھیوں کا کچھ نہ بگڑا مگر کاسہ سر باغبان خاک برابر ہوگیا ایسے ہی جگہ پر کہا ہے کہ دوست نادان دشمن دانا سے بدتر ہے **بیت** دشمن دانا کہ پئے جان بود ✦ بہتر ازان دوست کہ نادان بود ✦ اور یہ مثل اسی واسطے وارد کی ہے تاکہ تیری دوستی بھی وہ نتیجہ بخشیگی کہ تیرے دوست کا سر خاک میں ملیگا اور سینہ خدنگ بلائے سپر بنیگا دمنا نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ دوست کی مضرت جائز رکھوں اور امتیاز نیک و بد میں کروں جیسا کہ خرس سے کیا کلیلہ نے کہا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں کہ تو اوتنا ابلہ نہیں ہے لاکن غبار طمع اور دود حرص تیرے دیدۂ بصیرت کو تیرہ اور خیرہ کرڈالیگا اور دوست کیواسطے ہزار توجیہ ناموجہ کرکے اسکے ضرر پر تو مطلق مضائقہ نکریگا جیسا کہ شہر اور شتربہ کے حق میں کیا اور ابتک دعوے پاکدامنی کرتا ہے اور ہرگز ندامت اور حیا تجھکو نہیں آتی ہے بس تیری مثل اُس سوداگر کے مانند ہے کہ کہتا تھا کہ ایک شہر میں موش نے سو من آہن کھالیا دوسرے نے کہا عجب نہیں ہے کہ باز لڑکے کو بھی اوڑالیگیا ہو دمنا نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت موشان آہن خوار** کہا کہتے ہیں کہ ایک تاجر کم مایہ سفر کو جاتا تھا سو من آہن ایک دوست کے گھر میں امانت رکھکر سفر کو گیا جبکہ پھر آیا وہ آہن طلب کیا امین نے کہا کہ وہ تیرا آہن ایک گوشہ میں رکھدیا تھا ایکدن اُسے کھول کے دیکھا تو چوہوں نے سب کھالیا تاجر نے کہا کہ تو نے سچ کہا چوہے لوہے کو بہت دوست رکھتے ہیں اور اسکی لذت پر جان دیتے ہیں ضرور کھالیا ہوگا کہ دانت چوہوں کے ایسے چوب نرم کے پر خوب چلتے ہیں مولفہ **بیت** بن گئے دانت اُنکے مقناطیس آن آہن ربا ✦ کیا تعجب ہے اگر آہن ہو موشوں کی غذا ✦ امین اس بات کے سننے سے بہت خوش ہوا کہ اتنا آہن بے قصہ و فساد ہضم ہوگیا اور سمجھا کہ یہ سوداگر بڑا احمق ہے البتہ لازم ہے کہ مہمانداری اسکی کروں تا اور بھی اسکا دعویٰ پاک ہوجائے آخر سوداگر سے مہمانی کے لئے مبالغہ کیا تاجر نے کہا آج مجھے کام ضرور ہے کل حاضر ہونگا یہ کہکر رخصت ہوکر باہر آیا اُسکے لڑکے کو ساتھ لیجا کے اپنے گھر میں چھپا رکھا اور صبح مہمانی کھانیکو اُسکے گھر آیا میزبان کو پریشان حال پایا یہ عذر کرنے لگا کہ اے مہمان عزیز مجھکو معذور رکھ کہ کل سے لڑکا اس شخص کا گم ہوا ہے اور تمام شہر میں منادی

دل نوازی کے ساتھ کہ جسکو ڈھونڈھ ہوا کہتی مین پہیرتی ہے لیکن اوس گم گشتہ کا نشان نہین ملتا ہی اسلئے جو اس سے پیر بیچارہ نہین مین لمولفہ بیت کثرت گریہ سے مین بھی پیر کنعان ہوگیا + جب سے وہ یوسف میری نظرون سے پنہان ہوگیا + سوداگر نے کہا کہ جسوقت مین کل تیرے گھر سے باہر نکلا تھا اسیطرح کا لڑکا کہ جو تیا بتایا تو نے دیکھا مینے کہ باز پنجون مین پکڑے ہوے ہوا پر اوڑا جاتا تھا میزبان خفا ہوا کہ اے سوداگر کیون جھوٹ بولتا ہی اور سخن محال کسلئے زبان پر لاتا ہی کہ باز کا تمام جثہ نیم آثار ہوگا اور اوس لڑکے کا بدن بیس سیر سے کم نہوگا کیونکر باز اوسی اوٹھا کر ہوا پر لیجاتا سوداگر ہنسا اور کہا تعجب نکر جس شہر مین کہ سو من آہن چوہے کہا جاتے ہین کیا عجب کہ وہان کا باز بھی بیس سیر کا لڑکا اوٹھا لیجائے کہ یہہ بات تاثیر آب و ہوائی شہر پر موقوف ہی مین سمجھا کہ شاید یہہ کام اسی سوداگر کا ہی کہا کہ ای سوداگر غم نہ کھا تیرا آہن چوہون نے نہین کھایا ہی اوسنے کہا کہ تو بھی اندیشہ نکر کہ تیرا لڑکا بھی باز نہین لیگیا ہی آخر لوہا اوسنی پہیر دیا اور لڑکا اوسنے بھیجدیا اور یہہ مثل اسلئے بیان کی ہی کہ جسکے مذہب مین کہ اپنی ولی النعمت سے یہہ فریب روا ہو ظاہر ہے کہ وہ اوروں سے کیا کچھہ نکریگا جبکہ اے دمنا بادشاہ سے تو نے یہہ دغا کی اب کون احمق تجھسے وفاداری اور حق گزاری کی رکھیگا اور میرے اوپر یہہ بات آفتاب سے روشن تر ہے کہ تیری ظلمت بدکاری سے پرہیز لازم ہی اور تیری مکاری اور غداری سے احتراز واجب اور شعر ناسخ کا تیری ہی حسب حال ہی بیت خاطر تیری فرقت مین ہو مسرور زیادہ + آنکھیں نہ تجھے دیکھین تو ہو نور زیادہ + مکالمہ کلیلہ اور دمنا کا یہانتک پہنچا تھا کہ غصہ شیر کا فرو ہوا اوسوقت تامل کیا اور دلمین کہا کہ افسوس شنزبہ کہ ہزار خوبی اور ہنر سے آراستہ تھا اور مینے اوسے اپنی امان مین لیا تھا اور بغیر تحقیق ایک شخص کمظرف کے کہنے سے ہلاک کیا اور مطلق تحقیق کر نکیا حق یون ہے کہ مینے راہ خطا مین قدم رکھا اور ناحق آپکو غمناک کیا اور اپنا وفادار اپنی ہاتھ سے کھو دیا آخر کار شیر اس ندامت مین مبتلا ہوا اور زبان ملامت اپنے حق مین کھولی اور اپنے نقصان فہم کا جرم بیان کرتا تھا اور ہر وقت سر گمبتلا پیچ و تاب تھا اور بیقراری شیر کی اس حادثہ جانکاہ کی حرارت سی مضاعف ہوگئی دمنے جبکہ خبر پشیمانی شیر کی خبرداروں کی زبانی سنی قطع سخن کلیلہ سے کر کے شیر کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اندیشی کا موجب کیا ہی جسوقت کہ شہریار چمن فیروزی مین خرامان اور دشمن خاک ذلت مین غلطان ہو اس سے بہتر کونسی خوشی لمولفہ بیت ہوگیا دشمن ہلاک اب جشن شاہی چاہئے + دمبدم شکر عنایات الہی چاہئے + شیر نے کہا کہ جسدم کہ آداب خدمت اور اطوار صحبت شنزبہ یاد کرتا ہون بے اختیار رقت اور حسرت مجھپر طاری ہوتی ہی بلحق کہ وہ پشت پناہ سپاہ تھا اور میری اتباع کی زور بازوی تدبیر سی مردانگی زیادہ کرنیوالا انتہاییت ناصح تھا جس سے انتظام جہان حیف کیا ہوا تھا جس سے پیر اعلم روان حیف کیا ہوا + دمنے نے کہا کہ بادشاہ کو اوس کافر نعمت دغا پیشہ پر تاسف کرنا روا نہین ہے بلکہ وظایف شکر الہی ادا کرنا واجب ہی اور اس فتحیابی سے ابواب شادمانی دلپر کھولنا چاہئے اور جس دشمن سے کہ امین نہوا اوسپر رحم کھانا خطائے فاحش ہی اور دشمن ملک و جان کا زندان گور مین محبوس ہونا نہایت خوشی کی جاہے عقلا نے اگرچہ عزیز مین مگر جب سانپ کاٹ کھاتا ہے تو حیات کے واسطے اوسکو کاٹ ڈالنا کام عقلا کا ہی اس کلام جراحت مین راحت ہی یہہ کلام دمنا کا شیر نے سنا اندکی تسکین پائی لیکن بعد اوسکے

آخرکار انتقام گاؤ کا لیگا اور کام دمنا کا فضیحت اور رسوائی کو پہنچائیگا اور قصاص مین شتربہ کے آخر یہہ غدار مارا جائیگا کیونکہ فریب و دغا ہمیشہ سے نامحمود ہے اور دوجیلی اور بد اندیشی کا نام مبارک اور مذموم ہی **مثنوی سعدی** بد اندیش ہم کشور شہر را + چو کژدم کہ خانہ کمتر رود + اگر بد کنی چشم نیکی مدار + کہ حنظل نمی آرد انگور بار + مپندار ای در خزان کشتہ جو + کہ گندم ستانی بوقت درو + مثل این چنین گفت آموزگار + مکن بد کہ بد بینی از روزگار + کسی نیک بیند بہر دو سرا + کہ نیکی رساند بخلق خدا

باب دوسرا سزا پانیمین بدکارونکے اور اونکی شامت انجام مین

دانشلیم نے کہا کہ یہہ حکایت حکیم بیدپائی سے سنی کہا کہ اے حکیم روشندل سنی مینے داستان ساعی اور نمام کی کہ اپنے ولی نعمت کو طریق مروت سے منحرف کرکے بدعہدی اور بیوفائی سے منسوب کیا یعنے کلام فریب آمیز اوسکا یہانتک شیر پر موثر ہوا کہ اوسنے اپنی رکن دولت کی خرابی اپنے ہاتھ سے کی مگر حکیم سخندان اسکی تفصیل ارشاد کرے کہ شیر بعد وقوع حادثہ شتربہ کیونکر اپنے فعل پر نادم ہوا اور دمنا کے حق مین کسطرح بدگمان ہوا اور اوسکا تدارک کیونکر فرمایا اور اوسکے فریب پر کیونکر مطلع ہوا اور پھر دمنا نے کیا کیا حیلے کئے اور انجام اس کام کا کسطرح پر ہوا برہمن نے یہہ شعر گویا کا پڑہا بیت پادشاہا مملکت تیری سدا آباد ہو + تو ہمیشہ خوش رہے تیری رعیت شاد ہو + اور یہہ کہنا کہ عاقبت اندیشی مقتضی اسکی ہی کہ بات سننے کے ساتھ از جا رفتہ ہوکر دفعتہ حکم سیاست نہ دے بلکہ جب تک کہ دلیل روشن اور برہان ساطع سے حقیقت کار پر بخوبی اطلاع نہ پائے اور اگر سخن اہل غرض کا بے سمجھے مقبول ہوا اور کار ناپسندیدہ عمل مین آیا پھر اوسکا تدارک دشوار ہوجائیگا بلکہ سخن چین صاحب غرض کو اوسطرح پر گوشمالی دے کہ اوروں کی عبرت کا سبب ہو تا بعد اسکے اور لوگ اس جنس کی باتکا حوصلہ نکرین والا دروازہ فساد کا کہل جائیگا اور اسباب خرابی ریاست ہر روز ترقی پائی جائینگی اور تدارک اوسکا پھر کسیطرح نہو سکیگا **مثنوی** بر انداز بیخی کہ خار آورد + درختی بپرور کہ بار آورد + جہان سوز را کشتہ بہتر چراغ + یکی بہ در آتش کہ خلق بداغ + اور مصداق اس قول کی حکایت شیر و دمنا کی ہی کہ جب شیر دمنا کے فریب سے آگاہ ہوا اوسکے بعد اسطرح سیاست کی کہ آنکہین سبہون کی کہل گئین اور فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ تمام خاص و عام کے ورد زبان تہا اور تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ جب شیر نے دمنا کی صلاح کے موافق کام گاؤ کا تمام کیا اسکے بعد اپنی تعجیل سے پشیمان ہوا کہ مینے کیا کیا اسی ندامت سے اپنے ہاتہہ دندان ملامت سے کاٹتا تہا اور سر حیرت زانوے حسرت سے نہ اوٹھاتا تہا اور یہہ کہتا تہا کہ جو مینے کیا عالم مین کسینے نہ کیا تہا کسواسطے اس کام مین جلدی کی اور کیون مینے تحقیق واقعی نکرلی لمولفہ **رباعی** سنی بات کیون مینے اہل حسد کی + نکی پیروی حیف عقل و خرد کی + پشیمان کیا میری عجلت نے مجکو + نہ تمیز کچہہ ہوسکی نیک و بد کی + ایک مدت تک اسی ہم و غم و غصہ کے ساتہہ شیر نے بسر کی اور اوسکے اندوہ خاطر کی جہت سے عیش جمیع سباع کا تلخ اور کام رعیت پر تنگ ہوا کہ مضمون اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ کا اوس بیشہ کے باشندون مین سرایت کر گیا کہ سب پریشان خاطر اور متاملل تہے اور اکثر حقوق آداب شتربہ یاد کرتے تہے اودہر ملال شیر کا بڑہتا جاتا تہا اور ہمیشہ تذکرہ شتربہ کیا کرتا تہا اور جو کوئی کچہہ احوال شتربہ کا نقل کرتا تہا اوسکو گوش دل سے سنتا تہا غرض یہی کام رات دن تہا

ایک شب پلنگ سے کہ مصاحب شیر کا تھا یہی حکایت کہتا تھا کہ پلنگ نے عرض کیا کہ اے شہریار اندیشہ کرنا اُسکا جو دست تلافی کوتاہ ہو گیا ہو بے فائدہ ہی اور نظر کرنا اُس مہم کا کہ دائرہ محالات میں داخل ہو بے سود اور محض سودا ہی کیونکہ تیر جب شست سے نکلا پھر ہاتھ آتا ہی بلکہ ایسا کام کہ حاصل ہونا جسکا عسیر ہو اُسمیں سعی کرنا دستیاب کو بھی ہاتھ سے کھونا ہی جیسا کہ روباہ نے مرغ کی طمع میں پوست پارہ بھی ہاتھ سے کھویا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہے **حکایت مرغ زیرک و روباہ** پلنگ نے کہا کہ ایک روباہ گرسنہ اپنے ویرانہ سے باہر آکر تلاش طعمہ میں ہر سو پھرتی تھی کہ ناگاہ چمڑے کی بدبو روباہ کے ناک میں آئی اُسطرف گئی دیکھا کہ ایک پوست پارہ سڑا پڑا ہے اُسے چبانے لگی اُسکے قریب میں ایک گاؤن تھا وہان بہت سے مرغیان چگتی ہوئی باہر آتیں اور ایک لڑکا زیرک نام اونکے ساتھ محافظ تھا روباہ کو طمع یہ ہوئی کہ اس پوست کو چھوڑ کے ایک مرغ انمین سے شکار کیجیے اور گوشت تازہ کھائیے اس خیال میں اودھر روانہ ہوئی کہ اثناء راہ میں ایک شغال سے دوچار ہوئی شغال نے پوچھا کہ کہان جاتی ہو اور کیون متفکر ہے روباہ نے کہا کہ اے عزیز ان مرغونکو دیکھتا ہی کہ کس فربہی اور لطافت سے ہیں اور میں کئی دنونسے بھوکی ہون رزاق نے پوست پارہ مجھے عنایت کیا تھا مگر چاہتی ہون کہ بہ شوق اسکا مقتضی ہی کہ انمین سے ایک مرغ پکڑ کے اُس سے کام جان کہ وہ گوشت لذت حیات رکھتا ہی شغال نے کہا کہ میں ایک مدت سے اس کمینگاہ میں ہاکہ انہیں سے ایک کو شکار کرون مگر وہ غلام زیرک کہ انکا نگہبان ہے طریق محافظت اسطرح پر جانتا ہی کہ صبا خیال اُسکی پاسبانی کے خوف سے صورت منصوبہ مرغ گیری ادھر نہیں لا سکتا ہی نقاش فکر اُسکے بیم نگہبانی سے نقش اُسکا لوح خیال پر نہیں کھینچ سکتا ہی اور میں اس فکر میں مدت سے ہون پر کچھ فائدہ نہوا تو نے جو یہ پوست پارہ پایا ہی اُسے غنیمت جان اور اس فضولی سے درگذر **بیت** **نان تلخ** جو ملا آتقدیر سے تسہیر قناعت چاہیے اور زیادتی کی توقع خبط ہی نقصان ہی + روباہ نے کہا کہ اے برادر جب تک دل کی مراد ترقی کیساتھ حاصل ہو مقصود ہوتا تب تک حیف نہیں کہ جو طلب ارادہ کرنا حیف عظیم ہے اور جب تک چمن آسایش میں گل عشرت کا نظارہ ممکن ہی قدم خارستان ونائت میں رکھنا عیب فاحش ہے اور مجھے ہمت عالی نہیں چھوڑتی ہی کہ پارہ پوست پر بس کرون اور گوشت فربہ تازہ سے دستبردار ہون شغال نے کہا کہ اے خام طمع حرص ناپسندیدہ کا ہمت عالی نام کہا ہی نفس کے عمل ناستودہ کا بزرگی لقب کیا اور اسبات سے خبر نہیں کہ بزرگی درویشی میں ہے اور راحت و عزت قناعت میں اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ جو تیرا نصیب دیوان رزاق سے مقرر کردیا ہی اُسپر خوش رہ اور جو کہ طالب فضولیکا ہوا ہی خراب و سرگردان رہا ہی **ع** رزق مقسوم ست وقت آن مقرر کرده اند + بیش وقت و بیش قسمت طمع داری جاہلی + اور میں یہ ڈرتا ہون کہ اس فضولی کے باعث سے کہ ارادہ کیا ہے تو نے وہ پوست کیا بلکہ جان بھی ہاتھ سے بچائے اور تیرا قصہ اُس گدھے کی سرگذشت سے بہت مشابہ ہی کہ دُم طلب کرتا تھا کان بھی کھو دئی روباہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت قصہ دراز گوش بے دم** شغال نے کہا **مثنوی** بود ستخری کہ دُم نہ بود وش + روزی غم بیدمی فزودش + از بہر قدمی قدم ہمی زد + دُم می طلبید دُم نمی شد + تا گہ نہ زراہ اختیاری + بگذشت میان کشت زارے +

دهقان پسرش را گوشهٔ دید + برجست از دو دو گوش برید + مسکین خر آرزوی دم کرد + نایافته دم دو گوش گم کرد + آنکس که نصیحت
نهد گام + این ست سزائے او سرانجام + روباہ نے نہایت تقاضائے حرص سے منہ شغال کیطرف سے پھیر لیا اور کہا کہ تو دیکھ میں کس لطائف
الحیل سے مرغونکو شکار کرتی ہوں یہ کہکر مرغوں کیطرف روانہ ہوئی شغال سمجھا کہ میری نصیحت اُسکی طمع پر اثر نہ کریگی اپنے بھٹے کی
طرف روانہ ہوا اور اودھر وہ پوست پارہ ایک زغن غوطہ مارکے پنجے میں لیگئی ہنوز وہ مرغوں تک نہ پہنچی تھی کہ زیرک نے جست کرکے
ایسی چوبدستی روباہ پر ماری کہ صدمہ شدید پہنچا پر جان سے بچ گئی روباہ نے جان بچی غنیمت جان کے ارادہ ہی پوست پارہ کیطرف کیا
اُسے بھی نہ پایا دست دعا بلند کیا اور آسمان کیطرف دیکھا اُس زغن پر نظر پڑی دیکھا کہ وہ پوست پارہ اُسکے چنگل میں ہے روباہ
نے الم نایافت مرغ سے اور پوست تازہ کے تلف ہونیکی حسرت سے یہانتک سر زمین پر مارا کہ دماغ پریشان ہوگیا مقصود اس مثل کے
ایراد سے یہ ہے کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک رکن رکین سلطنت کو ہلاک کیا اور جو کہ باقی ہیں اُنکی بھی فکر نہیں کرتا ہے یعنی امرا اور وزرا
اور افسران فوج سب سراسیمہ ہیں اور شنتربہ اب کسطرح ہاتھ نہ آئیگا پر باقی ماندونکو برباد نکیجئے شیر نے کہا کہ بات معقول کہی تو نے
لاکن شنتربہ کے مقدمہ میں خطائے عظیم مجھسے ہوئی اسلیئے اکثر خیال میرا اوسکی تلافی میں رہتا ہے پلنگ نے کہا کہ اے شہریار اوسکی
تلافی اضطراب سے حاصل نہوگی بلکہ اسکو تدبیر صائب و رائے درست چاہیئے اب صلاح کا امین ہے کہ بادشاہ ترک جزع و بیخودی
فرمائے اور بنائے کار تدبیر پر رکھے اور تحقیق مہم شنتربہ میں ایسی تدبیر فرمائے کہ مطلب راست براست واضح ہو جائے اگر شنتربہ کا
حال جو کچھ کہ مظہر نے ظاہر کیا تھا اور راستی اسی طرح تھا تو وہ اپنے جزائے عذر اور کفران نعمت کو پہنچا خوب ہوا اور اگر حاسد نے
افترا کرکے اُسے قتل کرادیا ہے تو دس نکام بدانجام کو ہدف تیر انتقام کرنا واجب ہے شیر نے کہا کہ وزیر ملک تو ہے اور تیری رائے
صواب اندیش پر مجھے ہمیشہ سے وثوق کلی رہا ہے اب تو ہی اس مقدمے کو کوشش بلیغ سے تحقیق کر اور مجھے گرداب تفکر سے نکال پلنگ
نے کہا کہ اقبال شاہی سے اندک عرصے میں اس کا حال مفصل عرض کرونگا اور کوئی دقیقہ دقائق سے پردہ خفا میں رہنے نہ دونگا
شیر اس وعدے سے خوش ہوا جب کہ شب ہوئی اور پلنگ نے شیر سے دیا س سے رخصت لی قضارا گذر پلنگ کا مسکن کلیلہ و دمنا
پر کہ دونوں باہم متصل تھے پڑا سنا اُس نے کہ دونوں میں آواز بلند مباحثہ ہو رہا ہے پلنگ اول سے دمنا پر بدگمان تھا ہو تک کہ آواز
مغلب گوش میں پہنچی زیادہ تر دغدغہ دل میں آیا اور اُس مسکن کے قریب ایک گوشے میں کھڑا ہو کر سننا شروع کیا کلیلہ نے کہا کہ اے
دمنا تو نے برا کام کیا کہ بادشاہ کو بدعہدی و خیانت سے مشہور خاص و عام کیا اور آتش فتنہ و آشوب تمام سباع میں بلند کی اور مجھ
یہی خیال آتا ہے کہ ساعت بساعت یہ فساد ترقی کرتا جائیگا اور اس وبال میں تو آخر کار گرفتار نکال ہوگا بموجب اس مصرعہ کے ع
خون آخر بیگناہونکا گریبان گیر ہے + مناسب اُسکے مواعظ نے بھی کہا ہے **بیت** خون بہائیگا کسی کا جو کوئی تلوار سے +
وہ بھی مارا جائیگا آخر اوسی تلوار سے + اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ جب بل مثیہ تیرے اس فساد کا کیا ہم پائینگے

تو کوئی تجھے معذور نرکھےگا اور نہ تیری مددگاری کریگا بلکہ سب تیرے قتل پر متفق ہونگے اب اس بات کی معلوم ہونگی بعد تجربہ
ہم خانگی خلاف رای صواب اندیش ہی قطعہ با بدان کم نشین کہ صحبت بد + گرچہ پاکی ترا پلید کند + آفتاب بدین صفائی را
پارۂ ابر ناپدید کند + اب جا اور سے آشنائی کر اور اسکے بعد مجھسے امید منقطع کر کہ مین کبھی تجھسے دوستی اور صحبت نرکھونگا دمنا نے
کہا کہ اے برادر مجھے اپنی صحبت سے محروم نرکھہ اور کار شنزبہ مین زیادہ ملامت نکر کہ کار رفتہ کا ہر بار یاد کرنا زیادہ ملال لاتا ہی
اور لاعلاج بھی ہی بلکہ شادمانی کر کہ جب دشمن اپنی تدبیر سے مارا گیا تو کیا جگہہ ملال اور ملامت کی ہی کلیلہ نے کہا کہ ای غافل
سادہ لوح باوجودیکہ جادۂ مروت و دیانت سے انحراف کیا ہی اور اساس فتوت کو تیر غداری سے منہدم کیا ہی پھر بھی ابتک دعوی
صداقت کا کہتا ہی اور امیدوار سلامت و عافیت کا ہی یہہ نہین جانتا ہی کہ کوئی منتقم حقیقی بھی ہی دمنا نے کہا کہ مین شامت
خیانت سے اور حیلہ و مکر کی آفت سے بیخبر نہین ہون اور قباحت سخن چینی کے اور نقصان فتنہ پردازی کے مجھسے پوشیدہ نہین مین مگر حرص
حسد اور حب جاہ کا مجھپر ایسا غلبہ ہوا کہ یہہ عمل مجھسے وقوع مین آیا اب اسکا کچھہ چارہ اور تدارک میرے اختیار مین نہین رہا ہر چند
پشیمان ہوتا ہون پر کیا ہو سکتا ہی ع چون کنم خود کردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست + پلنگ یہہ تمام ماجرا سنکر شیر کی ما
پاس آیا اور کہا ایک راز ہی اوسے عرض کیا چاہتا ہون پر شرط یہہ ہے کہ عہد درست کیجیے کہ بغیر ضرورت شدید اوسکا
اسکا افشا نہو بعد سوگند و تاکید کے جو کچھہ گفتگو کلیلہ اور دمنا سے سنی تھی مو بمو بیان کی اور ملامت کلیلہ کی اور اقرار
دمنا کا شمہ وار بیان کیا مادر شیر اس حادثہ کی کیفیت سنکے نہایت متاسف ہوئی دوسرے دن موافق معمول کے شیر کے پاس آئی شیر
کو نہایت غمناک پایا تو پوچھا کہ ای فرزند اتنی فکر اور حیرت کا سبب کیا ہی مثنوی ماہ کامل نہا ہوا کیون سہا + سرد تہا تو
کیون ہے عالم کاہ کاہ + کیا ہوا ہی باعث رنجیدگی + کیون ہوئی ہی اسقدر کاہیدگی + شیر نے کہا کہ میرا ملال شنزبہ کے مارنیکے
سوا اور اسکے اخلاق و عادات و آداب یا آنکی وداد اور کچھہ نہین ہی ہر چند یاد سے بھلاتا ہون بھولتا نہین ہی اور جبکہ صلاح کار
ملک مین تامل کرتا ہون اوسوقت اندوہ میرا بہت بڑہ جاتا ہی کہ افسوس ایسا یار غمخوار اور چاکر وفادار کہان ملیگا مادر شیر
نے کہا کہ گواہی کیواسطے اپنی دل کے برابر دوسرا شاہد نہین ہوتا ہی اور فحوائے شہادت سے ایسا پایا جاتا ہی کہ دل بادشاہ کا بیگناہی شنزبہ
کی گواہی کرتا اوسکا مارا جانا برہان واضح اور یقین صادق سے نہین ہوا تو غالب ہے کہ صاحب غرضونے برخلاف راستی عرض کر کے خون
اوس بیگناہ کا کر دیا ہی جس سے ہر ساعت ندامت تازہ اور اندوہ بے اندازہ ہوتا ہی اسیواسطے عقلا نے کہا ہے کہ توسن غضب بلجام شکیبائی
و تامل سے ایسی جگہہ روکنا ضرور ہی تاکہ گرداب ندامت مین نہ پڑے شیر نے کہا کہ ای مادر جو کچھہ فرمایا تو نے بجا ہی اس کام مین
میرے نفس امارہ عقل پر غلبہ کر گیا اور آتش غضب نے خرمن حلم کو جلا دیا اور اب تدارک اوسکا محال ہو گیا سوا صبر کے کچھہ چارہ نہین
لیکن بڑا رنج یہہ ہی کہ ہمیشہ کو مین ہدف تیر ملامت ہوا اور دھبہ بیوفائی کا دائمی میرے نام پر لگ جائیگا لیکن اب جو مین کلو گاو کی لئے کرتا ہون سب

اس کا یہہ ہی کہ بیجرمی گاؤ کی دلیل روشن سی سب پر ثابت کرکے انتقام لون تا کہ یہہ تو بدنامی میری کم ہو اور شنزبہ کہ بصفات حمیدہ متصف تہا اور بیجرم مارا گیا اس سے زیادہ کیا ندامت ہو گی لیکن کیا کرون کچھہ بن نہین آتا ہی لہذا چاہتا ہون کہ اسکی تحقیق مین کوشش تمام صرف کرون بعد تحقیق البتہ کوئی صورت تسکین نکل آئیگی والا اس رنج سی جینا میرا دشوار ہی اور اگر آپنے کچھہ اس امر مین سنا ہو یا دریافت کیا ہو تو مجھے آگاہ فرمائی مادر شیر نے کہا بیت دل ہمارا ہی خزانہ گوہر اسرار کا ٭ ضبط لیکن قفل ہی اپنے لب اظہار کا ٭ بات سنی ہی مینے مگر اظہار اوسکا جایز نہین ہی اور کہنا اس بات کی معلوم ہی لاکن افشا اوسکا روا نہین ہی کہ اسواسطے کہ اتہی بعض مقربین نے اوسکی کتابین مبالغہ کیا ہی بموجب مثل عرب کے قلوب الاحرار قبور الاسرار لمولفہ بیت عیب گوئی پیشہ مردان انشو نہین ٭ عیب پوشی سی کوئی پوشاک زیباتر نہین ٭ بادشاہ کو معلوم ہی کہ نقض عہد اور افشاے راز کتنا بڑا عیب ہے اور حکما نے اسکے اجتناب مین تاکید کی ہی اگر یہہ موانع نہوتے تو مفصل مین بیان کرتی اور سب اندوہ فرزند ارجمند کے دل سے دور کر دیتی مگر مجبور ہون کہ خلاف عہد نہین ہو سکتا ہی شیر نے کہا فی الحقیقت تاکید حکما کی اسطرح ہے مگر جسکے افشا مین مصلحت کلی اور نفع عام ہو اوسمین حکم ہی دیگر ہے بلکہ یہہ وہی جگہہ ہے کہ اگر کوئی کسیکی جان قصد ناحق کرے اور یہہ قسم شدید تاکید کرے کہ افشا اسکا نکرنا اور سامع اوس بیگناہ کی حفظ نفس کے واسطے آگاہ کر دے تا وہ حفاظت اپنی کرے ہرگز شریعت اوسے ماخوذ نکرے گی اور خداے کریم کے نزدیک بہی گنہگار نہو گا اور کہنے والے نے جو اسمین بے محل تاکید کی ہے تو عجب نہین ہے کہ اس امر مین اوسکی اوسکی بہی شرکت ہو اور معلوم ہوتا ہے کہ مظہر جانتا ہے کہ اسکے اظہار مین میرے واسطے بہی قباحت ہی اور اس صورت مین ظاہر ہونیکے وقت مین بچ جاونگا کہ مین نے تو پہلے مادر شاہ سے کہدیا تہا والا اگر وہ خیر خواہ ہمارا ہی تو اوسکی کیا جگہہ ملاحظے کی ہی کہ مین مبتلا ہون اور وہ حفاظت راز غیر کرتا ہے بہلا یہ کیسی حفاظت ہی کہ ماننے کہدا اور بڑے پردہ کرے امیدوار شفقت ہون کہ مجھے اس راز سے آگاہی دیجئے اور جو مصلحت اسمین ہو وہ فرمائیے اور اس سے تجاوز نکرو حکایت رازی بسیان آر کہ ما محرم رازیم ٭ بگذر ز سر ناز کہ ما اہل نیازیم ٭ مادر شیر نے کہا کہ جو اشارت تو نے فرمائے بغایت ستودہ اور یہہ بات تیری نہایت پسندیدہ ہی کہ اظہار اسرار کا دو عیب رکہتا ہے ایک تو دشمنی اوس شخص کی کہ جسنے امین سمجھہ کرکے کسیکو محرم راز کیا اور دوسرے بدگمانی لوگون کی کہ ایسے شخص کو بیکی اور بدیانتی کے ساتھہ مشہور کرتے ہین اور اسکے بعد کوئی اوس سے بات نہین کہتا ہی اور دوستونکی نظر مین مردود اور مطعون خلایق ہوتا ہی بیت پنہان کردن راز مہم جگر خیناست کہ نصیحت و زبیم دشمنان جویسته مہر بہ دہن دارم ٭ اور حکما کا قول ہی کہ جسکو ساتھہ سے دیا سر رہا

کہو دیا ع خواہی کہ سر بجا بود سر بجا دار + مگر فرزند ارجمند نے قصہ کابدار کا کیا نہین سنا ہی کہ افشای راز بادشاہ مین جرات کی
پہر آخر سر اپنا کہویا شیر نے کہا یہ قصہ کیونکر تہا حکایت کابدار بادشیر نے کہا کہ ایام ماضی مین ایک بادشاہ نے تخت سلطنت کو زیور
عدل سے آراستہ کیا تہا اور شعاع الطاف اوسکی اطراف مملکت مین تابان تہے ایکروز بادشاہ شکار کو گیا جب مرغزار کے قریب پہنچا
ہر ایک تیر شکار مین مشغول تہا بادشاہ نے رکابدار سے کہا تو میرے ساتہہ گہوڑا دوڑا رکابدار بادشاہ کے فرمانے سے گہوڑا دوڑایا جب دور نکل گئے بادشاہ
نے باگ روکی اور کہا کہ رکابدار غرض میری گہوڑا دوڑانے سے یہہ تہی کہ ایک بات میرے دلمین آئی ہی سو تجہسے کہون کہ سوا تیرے اعتماد میرا اور پر نہین ہے
پر شرط یہہ ہے کہ ہرگز کبہی زبان پر نہ لانا رکابدار نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگرچہ یہ ناچیز قابلیت اسکی نہین رکہتا ہے کہ شہریار راز اپنا مجہسے
فرمائے لیکن آفتاب سلطنت اگر اس ذرہ بیمقدار پر پرتو افگن ہو تو اس راز کو جان سے بہی زیادہ عزیز رکہونگا اور نسیم و صبا بہی کبہی اوسکی بو
نہ پائیگی لمولفہ **بیت** جان جسطرح رہتی ہی بدن مین پنہان + اسطرح مین ترے راز کو رکہونگا نہان + بادشاہ نے اوسکو آفرین کی اور
کہا کہ مین اپنے بہائی سے نہایت اندیشہ ناک رہتا ہون اور یقین جانتا ہون کہ وہ قابو پاکے کبہی میرے قتل مین کمی نکریگا سو مینے یہی صلاح
اوسی سمجہی ہے کہ پہلے اوسکی قابو پانے سے اوسے راہ عدم دکہاؤن اور اس دغدغہ سے دل اپنا خالی کرون تو خبردار رہ اور ہمیشہ میری محافظت
مین سرگرم رہا کر اور چہپا اوسکی مصلحت کا در پردہ رہا کر اپنی جگہ وہ کیا تدبیر کرتا ہے رکابدار آداب خدمت بجا لایا اور نہایت تاکید سوگند
اس راز کے اخفا کا وعدہ کیا ہنوز منزل کو نہ پہنچا تہا کہ رکابدار کے دلمین بیوفائی نے راہ کی اور کفران نعمت کا خیال کیا **نظم** دون مہر
مردمان کم نہ کہ درگلزار دہر + بوی یاری و وفا ہیچ ہمدم یافت نیست + راز با دل گفتم و بسیار خوردم خون ازو + کاشکے دانستمی اول کہ
محرم یافت نیست + رکابدار منزل کو پہنچکر بادشاہ کے بہائی کے پاس پوشیدہ حاضر ہوا اور اوس راز کو ہو بہو بیان کیا برادر شاہ نے اوسے
انعام دیا اور وعدہ ہای بسیار سے امیدوار کیا اسکے بعد نہایت ہوشیاری سے اپنے آپکو بچاتا رہا ایک دن موقع وقت کا پاکے برادر بزرگ کو
قتل کیا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹہا اول یہہ حکم دیا کہ اوس رکابدار کو قتل کرو اوسنے زبان زاری کہولی اور کہا کہ اے بادشاہ
میرا گناہ آپکی خیر خواہی کے سوا اور کیا ہے اور جو مین نے کیا اوسکی جزا کیا یہی ہے بادشاہ نے کہا راز فاش کرنیکے برابر کون
گناہ ہوگا اور میرے بہائی نے سب ملازمون مین تجہے اختصاص دیا اور اپنا محرم راز بنایا اوسکا بدلا یہی تہا کہ تو نے اوسکا
راز فاش کر کے اوسے میرے ہاتہہ سے قتل کروایا مجہے تجہپر کیونکر اعتماد آئے ع از ہمدم بیوفا جدائی خوشتر + ہر چند رکابدار نے
عذر پیش کئے کوئی کام نہ آیا آخر کار اوس بیوفا کا تن سر سے جدا ہوا فایدہ اس مثل سے یہہ ہے کہ فاش کرنا راز کا سوا ضرر کے کبہی
سود بخش نہین ہوتا ہے شیر نے کہا کہ اے مادر مہربان اگر وہ اظہار کرنیوالا رازدار ہوتا تو تجہسے یہ راز کیونکر کہتا جبکہ وہ خود
متحمل اس راز داری کا نہوا پہر دوسرے سے توقع رازداری کی کیونکر رکہتا ہے بلکہ اوسکی غرض یہی ہے کہ یہ راز مخفی نرہے والا وجہ
کیا تہی کہ غیر سے وہ کہتا اور یہہ مین سمجہی کہ جدائی ممکن نہین ہے یون اظہار راز کرتا پر جانتا ہوگا کہ ان اپنے بیٹے کا رنج اور ملالت کیونکر

گوارا کریگی لہذا اوسے تجہسے ظاہر کیا بلکہ شعر مولف کا اسکا گواہ ہے بیت کرسکا جب غنچہ دہن وہ اخفائے راز ✤ غیر سے کیا شکوہ افشائے راز ✤ اب متوقع اسباب کا ہون کہ اظہار مین امر حق کے عنداللہ اور عندالخلق بہی مضائقہ نہین ہے پہر جو کچہہ حق ہے اوسکی اظہار مین مجہپر کیون احسان نہین فرماتی ہے کہ یہ بار غم میرے دل سے دور ہو اور اگر اسکی تفصیل مین کچہہ مضائقہ ہو تو مجمل ارشاد کرو اور اگر تصریح مین بیان کرنا تیرے نزدیک منع ہے بار اشارہ سے دریغ نہ کہہ مادر شیر نے کہا بشرطیکہ وہ بدکردار کہ یہ فتنہ برانگیختہ کیا جسکا ہی سزا کو پہنچے اور جمال عفو اوسکے دیدۂ بیباک کو راہ صدق و صفا مین دانستہ نابینا بناہے کہا یا نجا ہے اور شفاعت کسکی اوسکے حق مین قبول نفرمائے تو مین کچہہ کچہہ بیان کرون ہرچند فضیلت عفو مین علمائے دین نے اور عارفان معارف حق الیقین نے مبالغہ بہت فرمایا ہی مگر ایسے شخص کے حق مین کہ جسکا فساد باعث خونریزی ناحق اور موجب تذلیل سلطنت ہو عقوبت بہتر ہے عفو او ایسے گناہ کے مقابلہ مین کہ جسکی مضرت پادشاہ کے نفس پر عاید ہو اور لوث بدعہدی اور خیانت مین متہم ہو اگر انتقام نکیا جاے تو مفسدونکی دلیری کا باعث ہی اور ستمگارونکی قوت اور جرأت کا موجب ہوتا ہے پس زنہار عفو اور اغماض کی جگہ نہین ہے کہ نص قاطع معلوم ہوا ہے کہ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ اسلئے اوسکا تدارک واجب ہے شیر نے کہا جو کچہہ فرمایا تو نے بجان قبول ہے مادر شیر نے کہا کہ دمنا تمام بدانجام ہے کہ مرتکب اس امر قبیح کا ہوا اور پادشاہ پر اوسکا دمدمہ اثر کر گیا شیر نے کہا کہ جانا مین نے کل اسکا تدارک مناسب کیا جائیگا مادر شیر نے اپنی منزل کو رجوع کی شیر نے بعد تامل بسیار احضار ارکان دولت کو حکم کیا حسب الحکم شاہی سب ارکان دولت دوسرے دن حاضر ہوئے اور مادر شیر بہی تشریف لائی اور دمنا بہی آیا دمنا نے فراست سے جانا کہ در بلا کہلا اور راہ رہائی بند ہی تجاہل عارفانہ کر ایک خواص محفل سے پوچہا کہ اس جماعت کے اجتماع کا سبب کیا ہی اور کون بات حادث ہوئی ہے کہ پادشاہ متغیر مزاج ہی مادر شیر نے سوال دمنا کا سنکر بآواز بلند کہا کہ پادشاہ کو تیری زندگانی نے متغیر کیا ہے اور تو نے کہ ایسے رفیق جان نثار کے حق مین خیانت کی تہی پردہ اوسکا اوٹھہ گیا اب پادشاہ چاہتا ہے کہ ایکدم تجہے زندہ نچہوڑے دمنا نے کہا کہ بزرگان متقدمین نے کوئی دقیقہ وقایق عالم باقی نہین رکہا ہے کہ متاخرین کیواسطے روشن نکر دیا ہوا ایک اونکے سخنان حکمت آمیز سے یہہ ہے کہ جو شخص پادشاہ کی خدمت مین کچہہ اور برگزیدہ ہوتا ہے جلد پایہ تقرب کے پہنچ جاتا ہے مگر سب ارکان دولت مقتضائے حسد سے اوسکی دشمن ہو جاتے ہین اور اپنے مطلب کیواسطے کو نقصان پادشاہ کا اوسمین متصور ہو جاتا ہے ہزار حیلے سے اوسے خراب کرتے ہین اسلئے اکثر افترا اوسکے حق مین تجویز کیا کرتے ہین بموجب مثل عرب کے وَالْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ اسیواسطے اہل حقیقت نشست و برخاست اور دوری پروردگار رکہتے ہین اور اس دنیائے ناپایدار پر نفرین کرتے ہین اور خدمت خلق اور عبادت خالق مین مصروف رہتے ہین مگر خدائے کریم کو غفلت و ظلم ہرگز پسند نہین ہے اور کبہی جزا بدی کی نیکی اور عوض نیکی کا بدی نہین ہوا ہے اور پادشاہ کے حق مین عدل سے کوئی عمل بہتر نہین ہے اگر کیا ہے بہتر کام حکام کے بانواع تقاوت صفات خالق سے برخلاف ہوتے ہین کیونکہ کبہی مجرمان لازم العقوبۃ کو مخلصونکی طرح سرفرازی دیتے ہین اور کبہی

ف ۔ واسطے نہان
ع ۔ تیسری چوتہی
قصاص سے ۱۲
ع ۔ نزدیک بعض
اور دوستان کا
نزدیک سب کے
مین ہین ۱۲

بیگناہ اون لعیب الرعایہ کو خائنونکے مانند عذاب جانگاہ سی مواخذہ کرتے ہین بقول سعدی علیہ الرحمۃ یعنی گاہی بسلامی برنجند و گاہی بدشنامی
خلعت دہند کسلئے کہ ہوا انکے حال پر مستولی ہے اور خطا انکے افعالمین غالب اور خیر و شر انکی نظر مین یکسان ہے اور نفع و ضر انکی نگاہ مین برابر
بعض اوقات اگر کوئی خزانہ روے زمین کا بیا انکو دے کچھ احسان نمانینگے اور کبھی مسخرے کو دشنام پر سرفراز کرینگے لازم یہہ تھا کہ مین بادشاہ
کی درگاہ سی دور رہتا بلکہ زاویہ عزلت سے قدم باہر نرکھتا کہ بادشاہ کی نزدیکی آتش سوزان ہے اگر قریب اسکے نہ جاتا تو اوس سوز و گداز مین پڑتا سچ یہہ ہے
کہ جو کوئی کہ قدر عزلت کی سمجھائیگا او بادشاہ کی خدمت کو طاعت خالق پر ترجیح دیگا او وہ پہنچیگا جو زاہد گوشہ نشین کو پہنچا مادر شیر نے
کہا کہ قصہ زاہد کا کیونکر تہا **حکایت زاہد گوشہ نشین** دمنہ نے کہا کہ ایک زاہد تعلق دنیا سے انقطاع کرکے گوشہ صحرا مین بیٹھا تہا سوا
نان کفلکین اور لباس پوستین کے کوئی خواہش نرکہتا تہا للمولفہ ؎ تہا لباس عاریت سے اوسکو عار * دامن صحرا کو سمجھا تہا مزار * بامزہ
اوسکو نہ بہاتی تہی غذا ایشیان کہاتا تہا وقت اشتہا * تہا نعم سے نہایت دل نفور * فقر او فاقے سے ہوتا تھا سرور * اوس
پیر مرد کی صلاح و تقوے کا شہرہ تمام اوس ولایت مین مشہور ہوا او مخلوق جوق جوق دور و نزدیک سے زیارت اور حصول برکت کیواسطے آمد و شد
کرنے لگے چونکہ اثر نور عبادت جبین مبین زاہد سے ساطع تہا اسلئے اعتقاد خلق اللہ کا روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تہا ہر چند زاہد انکے آمد و شد کا رہ
تہا پر کوئی نہ مانتا تہا او بادشاہ اوس ولایت کا عاقل او باذل او درویش دل تہا کہ رضاے الٰہی کو ہوا باد شاہی پر مقدم جانتا تہا او
اقتداے اخلاق انبیا او پیروی سیرت اولیا کا بجان خریدار تہا ؎ سیرت پاکیزہ و خوی خوش و کردار نیک * با فقیری خوش بود با شہریاری
خوشتر ست * جبکہ خبر پیر گوشہ نشین کی اوس صدر نشین سلطنت کو پہنچی بحکم نعم الامیر علی باب الفقیر کی ملازمت کو زاہد کی
باخلاص تمام حاضر ہوا اور استمداد سینہ اندوز رہا پھر زاہد نے کہا کہ اے بادشاہ اس جہان کی دو اقلیمین ہین ایک فانی کہ اوسے دنیا
کہتے ہین دوسری باقی کہ اوسکا عقبیٰ نام رکہا ہے ہمت عالی مقتضی اسکی ہے کہ سراپا اقلیم فانی کیطرف نہ جہکائے بلکہ نظر اقلیم باقی
کیطرف رکہے بادشاہ نے کہا کہ تسخیر اوس سلطنت باقی کی کسطرح میسر آتی ہے زاہد نے کہا دستگیری کرنا مظلوموں کی اور فریاد سننا
محروموں کی کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ارحموا ترحموا یعنی رحم کرو تمپر رحم کیا جاے اگر بادشاہ کو آسایش آخرت چاہیے تو آسایش
رعیت مین کوشش کرے ؎ کرینگی عیش وہی بادشاہ عقبا مین * ملا ہے جنسے رعیت کو عیش دنیا مین جبکہ زاہد اسطرح کا وعظ فرما
فرمایا بادشاہ کا صندوق دل جواہر موعظت سے بھر گیا پس اوسیدم دست ارادت دامن زاہد مین ڈالا یعنے مرید ہوا چند روز گذرے
تہے کہ ایکدن بادشاہ زاہد کی خدمت مین حاضر تہا کہ ناگاہ گروہ دادخواہونکا نعرہ الغیاثات تا آسمان پہنچانے لگا زاہد نے
سبکو نزدیک بلاکر حال پوچہا اور داد انکی شریعت کے موافق بادشاہ سے دلوائی بادشاہ صورت سے اس فیصلے کے کہ تا
خوبی زاہد نے کیا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے راہنما امیدوار ہون کہ فیصلے دادخواہون کے آپکی راے صواب اندیش کے موافق ہوا کرین
تو بہتر ہے کہ بیشتر اہلکار غرض نفسانی سے پردہ تقریر مین حق کو باطل اور باطل کو حق بنا دیتے ہین اور مظلمہ وزر خرابی گردن

پر آئیگا کہ مین بذات خود کثرت امور سے جزئیات کو پہنچ نہین سکتا ہون زاہد نے اس بات کو سنکے خیال کیا کہ جو شخص کہ باعث امور خیر ہوتا ہے ثواب اوسکا درگاہ خدا سے نہایت پاتا ہے اگر تیری جہت سے خلق خدا راحت پائے تو یہ تکلیف بہتر ہے راحت سے انس تیرے کہنا بادشاہ کا قبول کیا اسکے بعد جو سعادت اور حاجتین مخلوق کی زاہد تک پہنچتی تہین اون زاہد بادشاہ سے کہتا تہا اور بادشاہ اوسے بطیب خاطر قبول کرتا تہا اس صورت مین عالم عالم فیض جاری ہوا اور ثمرہ عدالت بادشاہ اور نیک دیانتی زاہد کی از ماہی تا ماہ پہنچی آخر کار انتظام اوس سلطنت کا عالی مقام زاہد کے دامن مین باندہا گیا اور تصرف امور مالی و ملکی قبضہ اختیار مین زاہد کے روز بروز زیادہ ہونے لگا اور سودائے حب جاہ دماغ مین زاہد بیچارہ کے دمبدم زیادہ ہو گیا اور تمنائے اسباب ریاست نے زاہد کو بالین قناعت سے پہیر کے متوجہ تاج و تخت اور غرور اور نخوت کا کیا یہ قول گو بابیت بجو دیکہو انکون نے حب جاہ سے ہکا یا اس خمار نے کسکو راہ سے + یہہ دنیا ئے فریبندہ وہ بلا ہے کہ اس نے بہت سے شیر مردون کو لپا صید کیا ہے اور یہہ وہ ال غدار ہے کہ اکثر رستم مستون کو بلند بیرا کے چاہ محبت مین ڈالا ہے جبکہ زاہد نے بجائے آداب شور یاضت نعمہ غذائے راحت نوش کیا ذوق عبادت فراموش ہوا اور حلاوت حب اللہ نیا دامس نے کل خطیئۃ کا ثمین ٹر ایس جان دلسے دنیا کا حلقہ بگوش ہوا اور بادشاہ نے بہی جبکہ تدبیر زاہد کی موافق مصلحت کے دیکہی تمام انتظام مالی و ملکی دست زاہد مین سپرد کی درویش کو پہلے اندیشہ ایک انکا نہا بعد جہانکا پیدا ہوا اور آگے خیال ایک کلیم کا نہا اب بفکر تسخیر اقلیم مشغول ہوئی ایکدن درویش صاحبدل کہ زاہد کی خدمتمین مدت تلک فیضیاب تہا بعد عرصہ دراز خدمتمین زاہد کے استفادہ کے واسطے حاضر ہوا دیکہا کہ درع زاہد کا سراپا حب جاہ سے مبدل ہو گیا ہے اور نور باطن سے کچہہ اثر باقی نہین رہا آتش حسرت کا نونہ درویش مین شعلہ زن ہوئی لمولفہ بیت ہو گیا گمراہ سالک خضر فرخ پے کہان + مرحلا بمار حب پیر جاہ جیسے ہر کہان + جبکہ شب گیخلوتی بالین خواب پہ سر رکہا اور غوغا کم ہوا درویش نے زاہد کی خدمتمین عرض کیا کہ اے مرد خدا یہہ کیا حالت ہے کہ مشاہدے مین آتی ہے بیت گل کیا ہوے جو کانٹون سے سب باغ بہر گیا + کیا ہو گئی وہ فصل وہ موسم گذر گیا + اور یہہ آتش حسرت ہے کہ خرمن تسکین یاران طریقت کو جلاتی ہے اے آشنائے نفس اور رضامندی رب کریم کو برباد کر کے اس بلائے بیدرمان کو کہ رہزن خانمان دین اور خراب کنندہ آرام نفس او صدق و یقین سے اختیار کیا ہے لتو نے زاہد سنکے زبان حیلہ سازی کہول لیکن وہ بات کہ محک امتحان معرفت پر کامل العیار ہون ہونے لگے کہ قلب المکان زر خالص نہین ہوتا ہے درویش نے کہا کہ اے زاہد یا خدا یہہ خدا انصاف کر کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہہ جو فرمایا تو نے زبان بہانہ نفس کا ہے مگر خلاصہ مافی الباب یہہ ہے کہ خلوت مبارک کلی بالکل متاع دنیا ہوئی ہے اور ضمیر حالی قید مال و جاہ مین مبتلا ہوئی ہے ابھی سعادت سے حضیض نکبت کا مائل ہوا ہے افسوس ہزار افسوس کہ کس جگہہ پہنچکے پہر کہا انکا قصد کیا ہے اب بہی کچہہ نہین گیا ہے نیچہ فریب شیطان سے نکل اور دامن توکل ہنوز ہاتہہ مین مضبوط پکڑا اور نوالہ زہر آلود دنیا تہوک ڈال کہ عیش دنیا سب غم ہے اور فریبی اسکی سب وہم ہے بموجب واقف کے بیت عیش دنیا غم بود بہیدہ الستم + فریبی حیلہ وہم بود منید الستم + زاہد نے کہا کہ اے دوست عمخوار آمد و شد خلق سے میرا حال کچہہ تغیر نہین آتا ہے اور دل بیار او دست بکار رکہتا ہون مہمان نے کہا کہ تم اپنے حال سے خبر نہین ہے اس سبب سے کہ جب شراب بیہوشی نے دم بدم

تجھے پلائی ہے کہ چشم بصیرت بالکل جاتی رہی اور جبکہ آنکھین تیری سرمہ قابض ارواح سی ہونگے اسوقت پہر پشیمانی فائدہ
نہ بخشیگی اس قطعہ پر میرے نظر کر **بیت** دنیا کی نہ کر تو خواستگاری + اس سے کبہی بہرہ ور نہوگا + آغاز خرابی اپنی مت کر +
قحبہ ہے یہ اس سے گھر نہوگا + اور یہ مثل تیری ای زاہد مانند اوس نابینا کے ہی کہ کوڑے اور سانپ مین کچہہ فرق نکیا
اور سمجہانیوالے کا بہی کہنا نہ مانا آخر اوسی باعث سی ہلاک ہوا زاہد نے کہا کہ یہہ قصہ کیونکر تہا **حکایت ۵ نابینا** کہا کہتے ہین
ایک نابینا ایک بینا کے ساتہہ ہم سفر ہوا ایک شب صحرا مین مقام کیا جبکہ طیاری کوچ کی ہوئی نابینا اپنا کوڑا
ڈہونڈہنے لگا قضارا ایک سانپ پڑا ہوا سوتا تہا اندہا سمجہا کہ یہہ کوڑا ریشم کا بنا یا ہوا مجہے مفت ملگیا بہت خوش ہوا
اور سوار ہوکر چلا جب کہ صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اوسوقت اوس آنکہہ والے نے دیکہا کہ اندہے کے ہاتہہ مین سانپ ہی
چلایا کہا کہ اے اندہے تیرے ہاتہہ مین سانپ ہے زہرناک جلد پہینکدے ورنہ کاٹ کہائیگا اندہے نے بدگمانی کی کہ یہہ کوڑا
بیش قیمتی ہے یہہ ہمراہی سمجہا ہے کہ اسی حیلے سے اگر پہینکدے تو مین اوٹہا لون اندہا بولا کہ ای رفیق کوڑا میرا گم ہوا
تہا اللہ تعالے نے اوس سے بہتر کوڑا مجہے بخشا ہی اگر نصیب تیرا یاری کریگا تو تجہے بہی مل جائیگا یہہ کیا نیت ہی کہ میرے
کوڑے پر کرتا ہے اور مین ایسا احمق نہین ہون کہ تیرے دم دینے سی ایسا کوڑا پہینکدون مرد بینا ہنسا اور کہا کہ اے
برادر حق ہمراہی کا یہی ہے کہ مین جانتا ہون کہ یہہ سانپ تجہے ہلاک نکرے نابینا آزردہ ہوا اور کہا کہ یہہ صاف نیتی ہے
کہ کوڑا میرا اس حیلے سے لیا چاہتا ہے یہہ سودائے خام سر سے نکال ڈال کہ تو منہ کا نہین کہا یکا ہرچند اوس نے مبالغہ
کیا نابینا نے ہرگز نہ مانا آخر جب آفتاب بلند ہوا اور ہوا گرم ہوئی اور مار برف زدہ تابش آفتاب سے ہوش مین آیا اور فسردگی
اوسکی رفع ہوئی دیکہا کہ مین ایک شخص کے ہاتہہ مین ہون اور وہ ہر بار ہاتہہ سے ملتا ہی یکبارگی سانپ اوسکی ہاتہہ مین لپٹ گیا
اور کمال غضب سے دانت مارا فوراً نابینا ہلاک ہوگیا یہہ مثل اسلئے لایا ہون کہ تو اس دنیا پر فریفتہ نہو اور اسکی محبت کو دلمین
جگہہ نہدے کہ زخم اسکا مار سیاہ سی بہت زیادہ ہی زاہد کلام درویش کا نکلے سمجہا کہ واقعی یہہ مرد باخدا سچ کہتا ہی اس ندامت سے رونا شروع کیا
اور دولت گم گشتہ پر کہ حب جاہ جانکاہ سی برباد ہوتی تہی ہزار افسوس و دست تاسف سے ملتا تہا اور تمام شب مانند شمع و پروانہ کے گریان اور
سوزان رہا جبدم کہ زاہد سفیدہ پوش صبح نے مسجادہ آفتاب محراب مشرق مین بچہایا خلایق نے اپنی عادت کے موافق زاہد کے دروازے پر ہجوم
کیا اور ہر ایک نے حسب عادت زبان ثنا و صفت کہولی اور شیطان نے پہر افسون تازہ دم کیا اور از سر نو باد نخوت نے انفاس ردی سے حرکت
کرکے دماغ زاہد کو پند درویش اور ندامت شبینہ نسیاً منسیاً ہوگئی بموجب اس شعر کے **شعر** روز کہتا ہون نہونکا کل سی مین سودائی عشق
ہر سحر ہوتا ہی دونا جوش پر سودائے عشق + القصہ زاہد بدستور سابق اپنے کام مین مشغول ہوا اور شکستہ جمیع امور سلطنت مین دخل کلی کیا یعنی سب امرا
اور وزرا کو اونکی عہدے سے معزول کردیا اور مقدمات عدالت مین بہی نفسانیت غالب ہوئی اور یہ رشوت بہی نخج بی واہیات کہ ایک شخص کو ناحق زاہد نے حکم قتل کا دیا

اوس شخص کے قتل ہونیکے بعد اوسکے ورثہ حضور بادشاہی مین مستغیث ہوئی کہ زاہد نے ناحق فلانے کو قتل کیا شرعاً
ہمین قصاص زاہد پر پہنچتا ہی بادشاہ نے اونکا معاملہ دار القضا مین سپرد کیا بعد تحقیق حق قاضی نے حکم دیا کہ زاہد کو قصاص مقتول مین
گردن مارین چنانچہ زاہد اوسکے قصاص مین مارا گیا یہہ مثل اس واسطے وارد کی ہی کہ مین سر اپنا محراب اطاعت خدا سے سجدہ کرکے
آستانہ بادشاہی پر رجوع لایا اور گردن کو فرمان پروردگار عالم سے کہینچکر جانب سریر شاہی جہکایا اب جو بلا کہ تجویز کیجائے اوسکے
سزاوار ہون مین دمنا نے جبکہ کلام فتانت انجام تمام کیا ملازمان سریر سلطنت اوسکی فصاحت لسانی پر متحیر ہوے اور شیر نے
سر اپنا جہکا لیا اور حیران تہا کہ کیا کرون اسکے بعد کہا کہ کوئی دمنا کو جواب دے باوجود یکہ سب مصاحبان بادشاہی مین خصومت
رکہتا تہا منہہ دمنا کیطرف پہیرا اور کہا کہ تو نے یہہ مذمت بادشاہ کی ملازمت کی بیان کی کہ جسکی بدولت افتادہ خاک فلک
الافلاک کو پہنچا یہہ چلتیری تہی کہ کلام واہی دور از ادب زبان پر لائی آگاہ ہو اے دمنا ایکساعت عمر بادشاہ کی کہ جو علم داد اور رعیت پروری
مین گذرے تو اونکی ایکسال کی عبادت کے برابر ہے اور اکثر سجادہ نشینان محراب زہد طاعت اور تاجداران کشف کرامت نے
خدمت بادشاہ کی اسیواسطے اختیار کی ہی کہ ملازمت ملوک کو نصف سلوک کہتے ہین کہ کارسازی ستم رسیدہ اونکی اور سازگاری
محنت کشیدہ اونکی بہترین عبادت سے ہے اور اسپر حکایت پیر روشنضمیر کی شاہد ہی دمنا نے کہا کہ یہہ قصہ کیونکر تہا حکایت پیر روشنضمیر
کہا کہتے ہین کہ شہر فارس مین ایکشیخ تہا کہ اوسی پیر روشنضمیر کہتے تہے اور طنطنہ اوسکی ولایت و کرامات کا قاف سے تا قاف پہنچا
تہا ایکروز درویش سیاح ماوراء النہر سے عزیمت احرام حریم زاہد باندہ کر با مشقت بسیار نواحی پارس مین پہنچا اور بعد قطع
بادیہ خیابان منزل اوس پیر زاہد مین نزول کیا اور بصد ادب خاک آستان شیخ کو بوسہ دیا اور خادم خانقاہ سے کہا کہ مین مسافت بعیدہ سے
حاضر ہوا ہون میرا حال عرض کر دو خادم نے کہا کہ اے درویش اندکے صبر کر کہ شیخ بادشاہ کی ملازمت کیواسطے گیا ہی آنیکے
بعد تیرا حال عرض کیا جائیگا اس درویش نے افسوس کیا کہ مینے مفت اپنی اوقات برباد کی اور اتنا رنج راہ کہینچا اور اس فقیر
کہ جو بادشاہ کی ملازمت کو جاے اور اغنیا کی صحبت کا مائل ہوا اوس سے کیا فائدہ ملیگا اور مطلب دینی ایسی دنیا دوست کیا حاصل
ہوگا فقیر وہ ہی کہ جسنے اس شعر پر گویا کے عمل کیا ہی **بیت** چہوڑ دنیا کو قناعت سے بیٹہہ کنج فقر مین + خاک ست سر پر اوڑا اہل ہما کیواسطے
+ اسکے بعد خانقاہ سے نکلا اور بازار کی طرف روانہ ہوا اور بہزار ندامت اپنی محنت رائگان پر متاسف چلا جاتا تہا کہ ناگاہ کوتوال
شہر کی آنکہہ اوسپر پڑی قضا را ایک قیدی اوسی شب زندان سے بہاگا تہا اور اس شخص سے شباہت رکہتا تہا کوتوال نے
گریختہ سمجھکر گرفتار کیا اور سیاستگاہ مین بہیجا اور حکم دیا کہ ہاتہہ اسکا کاٹ ڈالو ہرچند یہہ عذر کرتا تہا اور اپنا آنا راہ دور دراز سے
اور وارد ہونا خانقاہ ولیش مین بیان کرتا تہا کوتوال کب مانتا تہا اخر جلاد نے تیغ آبدار اس درویش کے ہاتہہ پر کہینچ قریب تہا کہ پہونچہ بدن سے
جدا کر ڈالے کہ پیر روشنضمیر نیک ناگاہ اوس محکمے مین پہنچا اور صورت حال دریافت کرکے کوتوال سے کہا کہ یہہ درویش ہمارے خانقاہ کا ہی جس تہمت سے تم اسکو متہم کرتے ہو یہہ

تمہاری خطاہی ہرگز اسپر دست سیاست دراز نکرنا کوتوال نے سم مرکب شیخ کو بوسہ دیا اور فرمانا اوسکا قبول کیا درویش ظلم کوتوال اور
دست ستم جلاد سی نجات پاکے شیخ کے ہمراہ رکاب ہوا اثنا راہ مین شیخ نے دوش پر درویش کے ہاتھہ رکھکے آہستہ اسے کہا کہ
ای برادر بدگمانی فقیر کے حق مین مناسب نہین ہوتی ہی اگر مین ملازمت بادشاہ کی اختیار نکرتا تو تجہسی مظلومونکو کیونکہ ظالمون
کے ہاتھہ سے رہائی ملتی درویش سمجہا کہ خیال میرا محض نفسانیت اور غلبہ شیطانی تھا واقعی یہہ ہی کہ جو فعل اہل کمال سی وجود
مین آتا ہی خالی فایدسی نہین ہوتا ہی کسواسطے کہ ارادہ درویش ارادہ خدا مین فانی ہوجاتا ہی جو چیز کہ اوس سے صادر ہوتی ہی ارادۂ
الٰہی کے موافق سرزد ہوتی ہی اگرچہ ظاہر اوسکا خلاف عقل و طبع کے ہو خالی از مصلحت نہین ہوتا ہی مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ
— آن پسر را کش خضر ببرید حلق + سر آن را در نیابد عام خلق + در درون بحر کشتی را شکست + صد درستی در شکست خضر ہست
+ چون شکستہ مند آمد دست او + پس رفو باشد یقین اشکست او + کاملی گر خاک گیرد زر شود + ناقص از زر برد خاکستر شود +
غرض اس مثل کے ایراد سے یہہ ہے کہ بزرگان دین ملازمت سلاطین کو اختیار کرتے ہین اور مکروہات درگاہ ملوک سی عار
نہین رکھتے ہین یہہ سبب ہے کہ اوپر بیان ہوچکا ہی دمنا نے کہا کہ جو کچہہ فرمایا تو نے بجا ہی اکابر خدمت ملوک مین
جو تقرب ڈہونڈہتے ہین تو بنا اوسکی ایک مصلحت پر ہوتی ہی اور بغیر الہام الٰہی کے کسی امر کو شروع نہین کرتے ہین
اور کوئی غرض نفسانی اوسمین آمیزش نہین پاتی ہی اور جو کوئی کہ اس سیرت پر ہو جبر جو کچہہ کرے یا الٰہی کسیکی طاقت
نہین ہے کہ اوسپر اعتراض کرے ولیکن ہمارے امثال اس پایہ کو کہان پہنچتے ہین اور یہہ جو تو نے کہا کہ بادشاہ ظل اللہ
ہوتے ہین یہہ بہی مسلم ہی مگر وہ بادشاہ کہ اونکے کام راہ خدا سے نزدیک ہون اور طریق باطل سے دور کسی کو بغرض نفسانی
عفو کرین اور نہ بے محل عقوبت فرمائین کمیاب ہین اور پسندیدہ اخلاق شہریاری ہی کہ ملازمان ستودہ خصال کو عزیز
رکہین اور غداروں اور بیوفاؤن کو خوار و ذلیل کرین بادشاہ شیر نے کہا کہ اے دمنا یہہ جو تو نے کہا سب درست ہی لیکن قضیہ
شیر بالعکس اس قول کے پایا جاتا ہی کسواسطے کہ مجموع حضار بارگاہ بادشاہی اسپر متفق ہین کہ شتربہ ملازمان بادشاہی مین پسندیدہ
صورت اور سیرت خیرخواہ اور صواب اندیش ریاست تھا تیرے آتش فساد سی اوسکا خرمن ہستی جل گیا بلکہ تیرے فساد انگیزی
سے بادشاہ کی بنیاد وفاداری منہدم ہوگئی بیت آتشے بر فروختی ز حسد + عالمی را بسوختی ز حسد + بیت حسد کی آگ کو کیا
شعلہ ور کیا تو نے + یہ رنگ کاہ جہان کو جلا دیا تو نے + دمنا نے کہا کہ ضمیر منیر عالی پر پوشیدہ نہین و حاضر حضور سب جانتے
ہین کہ مجہمین اور شتربہ مین کوئی منازعت نہ تہی اور اوسکو باوجود دست قدرت میسر تہا یہہ غیر شفقت اور حال نیا پایا جاتا تہا اور مین بہی
بادشاہ کی نظر مین ایسا خوار و ذلیل نہ تہا کہ اوسکی حشمت پر حسد لیجاتا لیکن جو بات کہ مینے سُنی تہی اوس سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور بادشاہ
نے بہی اوسکے آثار بچشم خود مشاہدہ کئے اور مجہپر واجب تہا کہ جسمین خیرخواہی بادشاہ کی ہو اوسے ظاہر کردون

ف ... ۱۲
ف ... خصال ... مجمع ... ۱۲

تا بار نمک میری گردن پر نہ رہجائے اور جو کچھ مینے بیان کیا بادشاہ نے خود اوسکی تحقیق کیا اور صدق سخن میرا برہان قاطع سے ملاحظہ کرکے اپنی رائے کے موافق کام کیا اور وہ شخص کہ شنزبہ کے اس خیانت مین شریک تھے انہین اندیشہ پیدا ہوا ہی کہ مبادا یونہی ہماری بھی تحقیق کرکے بیان کردو تو قباحت ہو سو وہ تقدم بالحفظ بجا و کمال کرتے ہین اور بلا شک جبتک میری دم مین دم ہی امر خیرخواہی مین دریغ نکرونگا کہ حق نمک میری گردن پر ہے گو اسمین جان جائے یا رہے اب انصاف اسکا بادشاہ کے ہاتھ ہے الحق ام کہا یہ بات بھی سچ ہی اس صورت مین کب مین کسیکو بہلا معلوم ہونگا ؎ مین جس سے راست کہو اوسکو بری لگے بعلاوہ مجہسے کج ہوا ہی ۔ خاموشی معتوا بدل سچ بولنا برا ہی ۔ اور مین یہ جانتا تہا کہ اہل نفاق میرے قتل پر اتفاق کرینگے پر مجہے یہ یقین تہا کہ مکافات خیرخواہی و نتیجہ خدمتگزاری یہ ہوگا کہ میری بقا بادشاہ کو متردد و رنجیدہ رکہی گی جب دمنا نے یہ بات یہانتک پہنچائی اور شام قریب آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ دمنا کو دار القضا مین سپرد کرو قاضی اوسکا حال دریافت کرے کہ علم سیاست مین جبتک شرائط شرعی تمام نہونگے کچہہ حکم نکیا جائیگا دمنا نے کہا کون حاکم راستکار بادشاہ سے زیادہ ہے اور کون قاضی عادل شہریار سے بالاتر ہے بحمد اللہ کہ ضمیر منیر بادشاہ آئینہ ہے باصفا بلکہ جام جہان نما کہ صورت حال ہر ملازم و رعایا کی اوسمین ہویدا ہے رباعی سودا ؎ ایوان عدالت مین تمہاری بادشاہ ۔ ہے ظلم کو کہا دخل عیاذاً باللہ ۔ شیشے کا اگر طاق سے رہتی ہے پاؤن ۔ پتہر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ ۔ اور یہ یقین اتنا جانتا ہون کہ کشف شبہات اور رفع حجاب مین کوئی چیز برابر فراست بادشاہ جم جاہ کے نہین ہے اگر خود شہریار بہ نفس نفیس رای جہان آرا کو قاضی میرے حال کا فرمائے تو کذب در صدق میرا مانند صبح صادق کے روشن ہوجائے حافظ علیہ الرحمۃ فرماتا ہے ؎

عرض حاجت در حریم حضرت محتاج نیست ۔ راز کس مخفی نماند با فروغ رای تو ۔

شیر نے کہا کہ اے دمنا اندیشہ نکر کہ اس مہم مین جستجو سے تمام کیجائیگی اور تحقیق اس کام کے بدستور جو کہ زیادتی اوس سے متصور نہو عمل مین آئیگی نظم جدا کرینگے ہم اسطرح حق و باطل کو ۔ کہ جیسے دودہ سے کہی نکال لیتے ہین ۔ نکال لیتے ہین جسطرح عطر پہولونسی ۔ ہر ایک کا ہم جی نکال لیتے ہین بعد دمنا نے کہا کہ مین بیگناہی کے سبب مبالغہ مین اہتمام زیادہ کرتا ہون اور یہہ بہی جانتا ہون کہ اس تحقیق سے اخلاص میرا زیادہ تر ظاہر ہوگا اگر مین اس کام مین گنہگار ہوتا نعوذ باللہ حاضر درگاہ شہریار نرہتا اور فرار اختیار کرتا بلکہ فسیحوا فی الارض پر عمل کر اور اقلیم کی راہ لیتا کہ ملک خدا تنگ نہین اور پاؤن بندہ کا لنگ نہین ہے شیر کی مان نے کہا کہ اے دمنا تیرا مبالغہ دغدغہ سے خالی نہین ہے مگر تو زیرکی سے جانتا ہے کہ آپکو بیگناہ کرکے دکہلاتی ولیکن اگر کوئی ایسی طرح سعی کیا کرتا تو اس مضیق سے خالی پاتا تیرا مکر محال اور سود ابطال ہے دمنا نے کہا کہ میری دشمن بہتیرے ہین امیدوار ہون کہ میرا کام دیکہین تو بہتر ہو کہ غرض اوسکی بہی پاک ہوا اور جو کچہہ رسم راست ہے حضور مین پایان بادشاہی کے عرض کیا کرے اور بادشاہ عالیجاہ بعد تامل بمشورہ اپنی رائے جہان آرا کے کہ آئینہ جہان نما ہی حکم فرمائے تا مین بہر دشمنی کے مارا نجاون اوس

اور شہر یار روز جزا خون ناحق مین مبتلا ئے بازخواست سلطان حقیقی ہنو اور یہ مطلع مولف کا میری حال کے موافق ہی
غم نہین اسکا مجھے مین مرگیا ÷ غم یہ ہی قاتل کا خنجر پھر گیا + شیر نے کہا کہ مینے اپنی دانست مین کسی حکم مین راہ عدالت سے انحراف نہین
کیا ہے اور اب بھی ممکن نہین ہے کہ سوائے راہ عدالت اور طرف قدم رکھون اگر پاک ہی تو بیباک رہ اور اگر یہ خیانت تجسی صادر ہوئی ہی تو
جزا اس گناہ کی سزاوار ہے تیری کنار مین رکھی جائیگی بموجب اس مصرع کے **مصرع** در مزرع دہر ہرچہ کاری دروی + دمنا نے کہا کہ اس
خیانت سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے کیونکہ بادشاہ کی حق شناسی سے بہت مطمئن ہون کہ اپنی انصاف عالم آرا سے مجھے محروم نہ رکھیگا
کہ اللہ تعالے نے تجھے دادگستری کے لئے پیدا کیا ہی اتنے مین ایک حاضران محفل سے بولا کہ جو کچھ دمنا کہتا ہے یہ بروجہ
تعظیم بادشاہی نہین ہے بلکہ اس کلمات فریب آمیز سے چاہتا ہے کہ اس بلا کو اپنے سر سے دفع کرے دمنا نے
کہا کون ہے مجھسی سوا تیرے او مشفق تر بادر کون ہی میری مخلصی مین تیرے حق مین مہربان تر اور جو کوئی کہ اپنی ذات کی کام مین
بیچارہ ہوگا اوسکے کیا کام آئیگا **بیت** ہو سکا جب نہ تجھسے اپنا کام ÷ کر سکے گا تو کیا پرایا کام + اور یہ بات تیری دلیل ہی قصور
فہم و وفور جہل پر کہ عین گفتگو مین بادشاہ کے لقمہ دیتا ہی کہ جسکی رائے جہان آرا نے لشکر ہائے گران کو اپنی فکر سے مقہور کیا اور
فقط غور تامل ضمیر منیر سے عالم کو عدل و داد سے معمور کیا وہ محتاج تم ایسونکا کب ہی لاکن تم سب نے کہ جو ہوا خواہ سنز بہ کے تھے
اور جو ارادہ کہ کیا تھا وہ اقبال شاہی سے سب مٹ گیا اوسکے اندیشہ مین تم سب یہان تک فتنہ آرا اور از خود رفتہ ہو کہ
آداب صحبت سلطانی بھول گئے ہو اور جو چاہتے ہو سو کہتے ہو والا رای بادشاہ کی بموجب اس بیت کی دلیل روشن ہے **بیت**
جو کام تیری عقل سے ہو ایک آن مین ÷ وہ عمر بھر نہو سکے ساری جہان مین سیاہ گوش نے کہا کہ اس مکر و زبان دری سے اگر چاہی تو
کہ زبان کو خیر خواہون کے پند سے بند کری یہ ممکن نہین ہے دمنا نے کہا کہ سچ ہے وقت پند کا ہی بشرطیکہ
محل قبول مین پڑے اور ہنگام تل کا ہی اگر سمع خرد پسند کری مادر شیر نے کہا کہ ای غدار ہنوز امیدوار ہی کہ اس مکر سے تو
رہائی دمنے دمنا نے کہا کہ اگر کوئی نیکی کو بدی کے ساتھ مقابلہ کرے اور خیر کی پاداش شر مقرر کری تو مجبور ہی ہے والا
وہ کام مینے مقرر کیا ہے اور وہ عہدہ امانت و وفاداری بجا لایا ہون کہ اوسی بادشاہ کا دل خوب جانتا ہی بعد اسکے
کوئی خائن دلیری نکر سکیگا اور اگر عوض اس وفا کے ستم میری حق مین تجویز کرینگے تو مضرت اوسکی بالا بالا نجائیگی کہ منتقم حقیقی موجود
ہی اور اگر میری کام مین بے تحقیق تعجیل کرینگے تو آخر کار پشیمانی حاصل ہوگی اور درد جزا ابد لابھی اوٹھانی پڑینگے بموجب **بیت** کام مین جسنے
شتابی کی ہے ÷ عقل کی اوسنے خرابی کی ہے + اور جسنے کہ شتابی کی فضیلت شکیبائی سے محروم رہا اور اوسی وہ پہنچیگا جو اس عورت
شتاب کار کو پہنچا جبکہ شیر نے یہ نکتہ سنا پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت عورت شتاب کار** دمنا نے کہا کہ شہر کشمیر مین سوداگر تھا کہ مال و
متاع فراوان کا مالک اور ایک زوجہ رکھتا تھا ماہ رو مشکین بو کہ چشم فلک نے ایسا آفتاب دیکھا تھا اور نہ سما مین مہر کے ایسا ماہتاب آیا تھا

بیت رخی چون گل و آب گل ریخته + میان لاغر و سینہ انگیختہ + شہتہاٸی مین اوس سوداگر کے ایک نقاش تہا جو رب بتی مین
انگشت نماے جہان اور نقشبندی مین دلپذیر اہل زمان تہا القصہ اوسکی جورو مین اور نقاش مین تعشق بہم پہنچا غرض جوان جذبہ
شوق و وصال مین مانند دل زاہدان تمام شب بیدار اور لبسان ابر نیسان اشکبار رہتی تہی زن بازرگان کا بہی یہی حال تہا
کہ جذبہ عشق نے جانبین سے بلا کشش بلا واسطہ دلالہ ایسی کہ بایکدیگر ملاقات بہم پہنچی اور راہ آمد و شد کے غبار اغیار سے
صاف ہوی ایکدن اوس عورت نے نقاش سے کہا کہ تو ہمیشہ تشریف لاتا ہے اور گاہے آواز اور گاہ سنگ اندازی کرتا ہے یہہ
روش دغدغہ سے خالی نہین ہے لازم صناعی یہہ ہے کہ کوئی صورت ایسی کرنی چاہیئے کہ جسمین اندیشہ بدنامی کا برطرف ہو
اور بلاخوف رقیب ملاقات ہوا کرے نقاش نے بموجب ایماے یار دلنواز ایک چادر سیاہ طیار کی اور اوسمین لوٹیان
سپید بطور ماہ نو کے چہوڑین اور کہا جسوقت میرے بالاخانہ پر یہ علامت نظر آئے اوسوقت تو اپنا دروازہ کہول دینا
غرض یہی راہ مستقیم فیما بین قرار پائی جسوقت کہ یہ دونون آپسمین وعدہ کرتے تہے غلام نقاش پس دیوار یہ حکایت سنتا تہا
اسلیے بزرگون نے کہا ہے **بیت** لب بکشائی اگرت ہوش ہست + کز پس دیوار بسے گوش ہست + چند روز اسی طرح سے
آمد و شد نقاش کی زن سوداگر کے پاس رہی ایکدن نقاش کسی کام کو گیا تہا غلام نے دختر نقاش سے کہا کہ مین چاہتا ہون
کہ اوس چادر کے نقش و نگار دیکہون کس طرح کے ہین دختر نقاش اس شعبدہ سے غافل تہی اسلیے چادر غلام کے
حوالے کی غلام نے وہ چادر بالاخانے سے دکہائی اوسنے دروازہ کہولدیا یہ نقاش کی وضع بناکے اوسکے پاس چلا آیا
وہ تو اشتیاق یار مین محو تہی اور اوس سیاہی شب مین کچہہ تمیز نکی اور شیطان نے پردہ غفلت ہوش و حواس پر زن بد کار کے
ڈالدیا کہ بلاتامل اوسکو آغوش تمنا مین کہینچا اور غایت شوق سے فرق درمیان یار اور غیر کے نکیا لباس پر تلبیس کے مانند
ابلیس کی مراد اپنی حاصل کی اور بعد فراغت کار جلد روانہ ہوا آخر کار نقاش اوسیدم باہر سے گہر مین آیا اور چادر دوش پر
ڈالکر اور بالاخانہ سے دکہاکر روانہ خانہ یار ہوا جب کہ اوس زن نے دیکہا کہ یہ ابہی گیا تہا اور ابہی پہر آیا کہا اے
یار کیا چیز باعث ہوئی کہ تو خلاف عادت ابہی گیا تہا اور پہر ابہی تشریف لایا نقاش سمجہا کہ یہہ کلام اسکا خالی
سبب سے نہین ہے کچہہ بہانہ کرکے فوراً وہانسے پہرا اور اپنی بیٹی سے آکے پوچہا کہ یہ چادر کوئی کیا مانگ کر تجہسے
لیگیا تہا اوسنے کہا کہ کوئی غیر نہین لیگیا تہا مگر اس غلام نے تمہارے آنے سے پہلے مجہسے کہا کہ مینے خوب اس چادر کو
نہین دیکہا ہے کہ کیسے نقش و نگار ہین مینے غلام کو معتبر سمجہکر حوالے کی تہی یہ بالاخانے پر لیگیا پہر تہوڑی دیر کے بعد دیگیا
نقاش نے غلام کو تعزیر معقول دی اور چادر کو جلادیا اسکے بعد جوش غیرت سے صحبت محبوب ترک کی اور کہا اگر مین مرتکب
حرام کا نہوتا تو کیون اس بے غیرتی مین مبتلا ہوتا پہلا اگر وہ عورت جلدی نکرتی اور یار اور غیر مین تامل و غور کرلیتی تو

تو صحبت محبوب سے کیون محروم ہتی مگر یہہ شومی تمنا بکار کی تہی کہ رنج فراق مین مبتلا ہوئی **بیت** چون نہال نشتاب نشانی پر ید میوۂ پشیمانی + یہہ غل اسواسطے عرض کی ہیئنے تا بادشاہ عالم پناہ اس بے برگ بے نوا کے حق مین تعجیل نفرمائیں اور یہہ بات کہ جو مینے عرض کی خوف جانکے باعث سے نہین ہے بلکہ منشا اسکا یہہ سبب ہے کہ بادشاہ روز جزا ہیں قاضی قضا میرے خون ناحق سے معرض باز خواست مین نہ پڑے والا موت ایک خواب ہے نا مرغوب اور آسایش ہے خوب اسلوب ہر چند نفس خدا ترس اس لعبت کا نہین ہے لیکن ساقی اجل خواہی نخواہی یہہ جرعہ ہر ذی حیات کے حلق سے نیچے اوتاریگا اور خلعت کفن کہ خیاط قضانے ہر ذی حیات کے قامت پر قطع کر رکھا ہے ہر طرح سے پہنایا جائیگا پھر ایسے امر سے عاقل کو خوف کیا ہی بلکہ شادی کی جا ہے کہ منصب شہادت مقبولونکی واسطے مقرر ہے مگر حق نمک سے دور ہے کہ ولی نعمت کو اپنی بیہودگی کے واسطے رنج بے سود مین ڈالو اور اطلاع نکرون اسلئے عرض کرتا ہون کہ شتربہ غدار کو اوسکے اطوار خود بادشاہ نے مشاہدہ کئے تہے قتل کرکے اسقدر رنج اوٹہایا اگر میری کام مین جلدی ہوئی تو بادشاہ اپنی غیرت عدالت سے بہت رنج اوٹہائیگا ایسے فیض ناصح کو عبث مارا اور اگر کوئی کام سرکار میرے قتل پر منحصر ہو تو مین طیب خاطر سے قتل اپنا قبول کرون اور سعادت دو جہانی سمجہون مگر ایسا بندہ کہ کفایت مہمات کے لائق ہو اور ایسا جانکر محل اعتبار اور سزاوار تربیت ہو کمتر ہاتہہ آتا ہی **بیت** سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب + لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن + لمولفہ **ع** سالہا گلشن عالم مین بسر ہوتے ہین + بد باد نت کہین میوہ نکی غنچہ ہوتے ہین + اور شیر نے دیکہا کہ دمنہ کا بادشاہ کے دلمین اثر کرنے لگا اور چرب زبانی اور شیرین بیانی اوسکی اس قضیہ سے غافل کرنے لگی منہ شیر کیطرف پہیرا اور کہا کہ ای فرزند تیری خاموشی اسپر گواہ ہے کہ سخن اور دمنہ کے مصنوع ہین اور دروغ دمنہ کا سچ ہے اگر یہی ذہن اور ذکا اور فہم تیرا ہے تو سخن راست تجہپر اثر نکریگا اور ندیانات اور فریب دمنہ کا تجہے از خود رفتہ بنائیگا۔ **بیت** نوای بلبلت آخر کجا پسند افتد + بہیودہ سخن که گوش ہوش بر خان ہرزہ گو داری **ایضا ہندی** زمزمے عندلیب کے سچ ہے کیا سمجہتے ہین بد جنہیں فغان کلنان کہ جو نغمہ سرا سمجہتے ہین + یہ کہکر باشفتگی تمام اوٹہہ گئی شیر نے کہا کہ دمنہ کو مسلسل کرکے قاضی کے پاس لیجاؤ کہ تفحص و تحقیق قرار واقعی کرے تبکہ مادر شیر پہیر خلوت شیر مین آئے اور کہا کہ اے فرزند مین ہمیشہ بوالعجبی دمنہ کی سنتی تہی اب مجہپر ثابت ہوا کہ یہہ شخص اعجوبۂ زمان اور نادرۂ دوران ہے ایسا شخص مجال سخن پائے اور بادشاہ اندک مہلت کو کام فرمائے تو ہزار رنگ و ریو سے آپکو بچا لیجائے اور کذابیان اپنے بہتر صدق و صفا سے کر دکہلائے صریح اسنے ایسے رفیق کو ناحق تیرے ہاتہہ سے جلد قتل کروایا اور چرب زبانی سے آپ کو کیسا پاک و صاف بناتا ہے بہتر یہی ہے کہ اسے جلد قتل کر اسکا قتل موجب راحت خلایق اور امن و امان سلطنت ہے **ع** تعجیل ہمکو نیست مگر در عمل خیر + **بیت** کیا خوب مصراع یہہ دیوان ازل مین + تعجیل نہین خوب مگر نیک عمل مین +

شیر نے کہا کہ کام مقربوں کا حسد ہے اور منازعت اہل پیشہ ارکان دولت کا اکثر بدسگالی اور منافقت ہے یہہ رباعی حسب حال ہمہ کے ہے رباعی ابنای زمانہ مایہ شور و شر اند ۔ اندر پا شکستہ نفاق و عین ضرر اند ۔ مانند قطار اشتر این فرقہ دون ۔ با یکدگر شوند

اندر وےپے یکدگر اند یہ خصوصاً جوکہ ہنر زیادہ رکہتا ہے اوسکے دشمن زیادہ تر ہوتے ہین بلکہ بے ہنر کا دشمن کوئی کم ہوتا ہے

اور منازعت تہرے آستہ اور میری نزدیک قربانی رکہتا ہے ممکن ہے کہ حاسدان نے اوسکے دفع کرنیکو اتفاق کیا ہو ماور شیر نے

کہا کہ البتہ حسد ہر ایک کو نہین ہوتا ہے کہ حسد سے قتل گوارا کرے شیر نے کہا کہ یہہ خیال نہ کیجیے حسد

آتش ہے کہ جسوقت شعلہ اسکا بلند ہوتا ہے سب خشک و تر جلاتا ہے کیا قصہ اون تینون حاسدونکا آپنے نہین سنا ہے مادر

شیر نے پوچہا کہ یہہ کیونکر تہا حکایت تین حاسدونکی شبہ نے کہا کہ تین شخص باہم یکدیگر ہمراہ ہوکر روانہ سفر ہوئے

وہ جو سب مین بڑا تہا اوسنے اون دونون سے کہا کہ تمنے کیا سبب سے سفر اختیار کیا ہے کہ مشقت سفر کی بہت ہوتی ہے ایک نے جواب دیا

کہ جس جگہہ مین تہا وہان ایسی نیک صورتین لوگونکے واسطے پیدا ہوتی تہین کہ مین آتش حسد مین جلا جاتا تہا اور تحمل دیکہنے کا نہ

ہو سکتا تہا اسلیے سفر کیا کہ نادیدنی دیکہنے مین نہ آوے دوسرے نے کہا کہ یہی رنج میرا بہی منکر ہوا اسی سبب سے ترک وطن اختیار کیا ہے

تیسرے نے کہا کہ تم معلوم ہوئے میرے ہمعصر ہو مین مبتلا اسی بلا کا ہون بیت کس طرح تو بتا یہہ جو رمین دیکہا کرون ۔

ساقیا سب بادہ کش ہون اور مین دیکہا کرون بد یہہ تینون حاسد باہم چلے جاتے تہے کہ ناگاہ اثنا راہ مین ایک بدرہ زر پڑا

دیکہا تینون نے اوسے اوٹہا لیا اور کہا کہ آؤ باہم تقسیم کرین اور وطن کو پہر چلین اور چندے عیش و فراغت کرین اس گفتگو مین

تینونکی رگ حسد جوش مین آئی ہر ایک راضی اسپر تہا کہ دوسرے کو حصہ نہ ملے یہی خیال تینونکی دلمین جاگیر ہوا کہ مین ہی تنہا

اسے لے لون اسلیے متحیر تہے نہ یہہ ہمت ہوتی تہی کہ باہم تقسیم کرین اور نہ راہ مین چہوڑ سکتے تہے ایک شبانہ روز بیتاب و دانہ

اوس صحرا مین اوس بدرہ زر کے پاس بیٹہے رہے اور منازعت کرتے تہے اور فیصلہ نہ پایا تہا دوسرے دن بادشاہ اوس

دیار کا شکار کو نکلا اتفاقاً گذر بادشاہ کا اوسی جگہہ ہوا اون تینونکو اوس صحرا مین بیٹہا دیکہا حال پوچہا تینون نے سچ سچ بیان

کر دیا کہ ہم تینون شخص حسد مجسم ہین اور اسی سبب سے وطن سے نکلے تہے اور یہان بہی وہی قصہ پیش آیا چاہتے تہے کہ کوئی حاکم

معقول ہوتا کہ ہم مین فیصلہ کرتا بارے الحمد للہ کہ آپ میسر ہوا بادشاہ نے کہا کہ تم تینون صفت اپنی اپنی حسد کی بیان کرو

تا تمہارے حسد کی قدر سے تقسیم بدرہ کی کیجائے ایک نے کہا کہ حسد میرا اس مرتبے پر ہے کہ نہین چاہتا ہون کہ کسی پر احسان

کرون کہ وہ خوشوقت اور مرفہ الحال ہو جائے دوسرے نے کہا کہ تو بہت نیکبخت ہے اور حسد سے تجہکو کچہہ بہرہ نہین ہے

مین وہ حاسد ہون کہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی اور بہی دوسرے پر احسان کرے تیسرے نے کہا کہ تم دونون کسی حال مین بہرہ ور

مین نہین چاہتا ہون کہ مجہپر ہی کوئی احسان کرے بلکہ تمام احسان کا جہان میں ملتی نہ رہے بادشاہ نے انگشت تحیر کو دانتون سے دبا کر کہا

کہ تمہاری گفتار سے تمہارا کردار ظاہر ہوتا ہے اسکے بعد ہر ایک کو اوسکے اظہار کیموافق سزا دی یعنی پہلے کو جو کچھ پاس اوسکے
تھا چھین لیا اور سر و پا برہنہ اوس صحرا میں چھوڑ دیا اور دوسرے کے قتل کا حکم دیا تیسرے کو حکم دیا کہ بانواع عقوبت[51] تا مدت دراز تھوڑا
تھوڑا عذاب سیر پہا تنگ ٹرہاؤ او تعذیب کئے جاؤ کہ مرغ روح اسکا چنگال ملک الموت مین گرفتار ہوجائے **نظم** آنکہ نیکوئی
نخواہد باکسی + نیکوئی با مرے بنباید خواستن + ہر سہا کان ندارد میوہ + از تبر میباید ش پیراستن[52] + **رباعی** آن درد کہ در تا
نپذیرد حسد است + آئین حسد قاعدۂ دیو و دد ست[53] + گویند حسود خصم مردم باشد + گر نیک تامل کنی دیو خود است + سچ یہ ہے
کہ کوئی رنج حسد سے زیادہ نہیں ہے اسواسطے کہ حاسد ہمیشہ شادی مردم سے غمناک رہیگا اور راحت غیر سے دردناک اور یہ مثل اسلیئے بیان کی ہے
تا معلوم ہو کہ حسد وہ بلا ہے کہ حاسد کو بجز خسر الدنیا والآخرۃ[54] نصیب ہوتا ہے اور مین گمان کرتا ہون قصہ دمنا کا حاسدونکی دغدغہ سے
خالی نہین ہے مادر شیر نے کہا کہ مین حاضران درگاہ کا شیوۂ حسد نہین سمجھتے ہون بلکہ ایک پر بہی فہم میرا ایسا گمان نہین کرتا ہے بالکل
جو رسلا و باتفاق سبکا اسبات پر محض خیر خواہی بادشاہ کی ہے اول یہہ کہ سبکو تردد ہے کہ شنزبہ سا بزرگ اور خیر خواہ ہمجانے بے سبب جہت
قتل کروایا اب زیادہ تر اندیشناک ہین کہ باوجود ایسے گناہ عظیم کے پھر دمنا مقبول بادشاہ رہا تو اب کسی کا گذارہ اسکے ہاتھ سے ہوگا بلکہ
غالب یہ ہے کہ دفعتاً جمیع ارکان دولت اور رعیت اوس اقلیم کی راہ لین فقط بادشاہ اور دمنا باقی رہجائین ای فرزند مین
دیکھتی ہون کہ یہہ دمنا وہ بلاء بیدرمان ہے کہ جسنے سلطنت کو برہم کیا ہی تو بہی تجھے ہوش نہین آتا ہے دیکھ اب بہی اس
بیحیا کے قتل مین تعجیل کر ورنہ پھر تاسف کچھ سود نہ بخشیگا شیر نے کہا مین اس کام مین شک کہتا ہون اور یہ خوف کرتا ہون کہ مبادا
اوسکی منفعت کیواسطے میری مضرت نہو جائے یعنے خوشنودی خلایق کیواسطے کہین خشونت خالق مین مبتلا نہون جیسا کہ کار شنزبہ مین
تعجیل کی اور ہنوز اوسکی پشیمانی رفع نہین ہوئی ہے اب بہتر یہ ہے کہ تا اس امر مین تحقیق واقعی نہوئی بلکہ خود اپنی رائے کو گواہ
دمنا کے گناہ کا نہ کرلون تب تک خونریزی کا حکم ندون یہ بات شیر اور مادر شیر مین تمام ہوئی مگر مطلب ناتمام رہا اور ہر ایک اپنی
خوابگاہ کو گیا اور دمنا کو زندان مین لیجا کے طوق و زنجیر کیا کلیلہ سوز برادری و آشنائی سے زندان مین آیا جبکہ نظر دمنا پر پڑی زار زار رویا
اور کہا کہ ای برادر کیونکر تجھے اس بلا مین گرفتار دیکھ سکونگا اور لذت زندگانی اب کیا باقی رہی دمنا رویا اور کہا ای برادر دلنواز مجھے
یہ بند گران اور محنت زندان گران نہین ہے مگر رنج یہ ہے کہ تجھ سے شفیق غمخوار کے بغیر کیونکر بسر کرونگا کہ جدائی ایکدم کی موت سے صعب تر
نظر آتی ہے کلیلہ نے کہا اے دمنا یہ روز مجھے اول ہی سے معلوم تھا اسواسطے تجھے سمجھاتا تھا اور ہر چند پند دیتا تھا سومند ہوتی تھی کہ تجھ
رے ضعیف سست پر اعتماد تھا لیکن آخر وہی ظہور مین آیا کہ جو مین اول کہا تھا اور اگر مبادا موعظت مین تقصیر کرتا تو آج مین تیری بہی خیانت مین
شریک ہوتا ای عاقل کس کس سرزنش اور شفقت سے سمجھایا تجھکو علما نے کہا ہے کہ تمام دلیلی قبل از اجل مارا جاتا ہے اور وہ کیا چیز تھی کہ جسنے
اسکا کردنی پر تجھے دلیر کیا تہا کہ ہرگز میری نصیحت نہ سنی باوجودیکہ تو خوب جانتا تہا کہ مین محض شفقت سے کہتا ہون نہ نفسانیت سے و نتیجہ اعمال میر

نزدیک بد تر مرگ سے ہی **بیت** چنین کہ ہست دلت را غصہ فرسودن * بہ ہزار بار بہ از بود لست نابودن * دمنا نے کہا کہ ای برادر ہمیشہ جو کہ حق
شرط نصیحت تہی بجالایا تو مگر حرص مال اور تمنائے جاہ نے میری رائے کو ضعیف کر ڈالا تھا اور تیری نصیحت دلپر کچھ اثر نکرتی تھی
باوجودیکہ تیرے فرمانے کو سچ اور درست جانتا تہا اور مضرت اس کام کی بہی میری نظر مین تہی لاکن غلبہ حرص سے برعکس چلا
مین جیسا کہ بیمار جانتا ہے کہ خلاف مین حکم طبیب کے رنج اوٹھاؤنگا لاکن ذائقہ زبان اوسی بے عقل کر ڈالتا ہی بس وہی حال
میرا ہوا اب جو رنج کہ پیش آئے ہین اوسکا سزاوار ہون اور جو شکایت کہ کرون وہ اپنی ہی نفس کی ہی از ماست کہ بر ماست اوسکے بیت
حسب حال ہے **بیت** من نالہ زبیگانہ ندارم کہ دلم را * ہر غم کہ رسید ہم ز خویشتن رسید است * کلیلہ نے کہا کہ مرد عاقل وہ ہی کہ ہر کام کے
آغاز مین انجام پر نظر رکھے تا اوس کام کرنیسے پشیمانی اور کہنے سے پریشانی حاصل نہو کہ وہ پشیمانی اور پریشانی سوائے شماتت اعدا اور
ملامت احبا اور فائدہ نہین دیتی ہے بموجب **بیت** کام مین پہلے کی جو نادانی * پھر ہے بیفائدہ پشیمانی * دمنا نے کہا کہ ای
برادر دشمن ہونا صفت مردم دون ہمت کی ہے اور امین گذران کرنا اور خوش جینا کام سفلہ بیہمت کا ہی اور جو کہ عالی ہمت ہوتا
ہے دل اوسکا ایکدم رنج کشی اور مکر ہای دور و دراز سے خالی نہین رہتا ہی کلیلہ نے کہا کہ دولت فانی اور جاہ بے اعتبار کیواسطے رنج گوارا
کرنا کام حریص خام طمع کا ہی **بیت** از سر بستان دولت میوۂ شادی مجوی * زانکہ کمتر میوہ زین باغ دارد انقلاب عالم سنت
لازم تھا کہ مال و جاہ کیواسطے آپکو چاہ بلا مین نہ ڈالتا اور نہال حسد و بغض کو چمن سینہ مین نہ بٹھلاتا تو آج ذائقہ میوہ ملال و کلفت ایسے
کیون چکھتا دمنا نے کہا کہ ای برادر شفیق جو کچھ مجھسے صادر ہوا دیدہ و دانستہ تھا اندازہ ہوا اور جو تخم بلا کہ مینے بویا تہا سو آج
وہی کاٹنا پڑا بموجب ع نیکی نیک بینی و زبدی بد * ز جو جو روید و گندم ز گندم * یعنے زہر گیاہ کو بویا تہا اسلئے مہر گیاہ
کی توقع نہین رکھتا ہون اب کام ہاتھ سے اور ہاتھ کام سے جا چکا ہے انگشت تدبیر سے گرہ تقدیر کہلنا محال ہی اور مین اپنی خطا پر
دانا اور عیب پر بینا ہون کیا کرون کہ رای صواب اندیشی کو حسد نے مغلوب کر دیا مین ایسا نہ جانتا تہا اور زبان لائی پر مجھے دعوی تھا
ع کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا * اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ میری کشتی حیات گرداب ہلاکت مین غرق ہونیوالی ہی اور آفتاب بقا
مغرب فنا مین غروب ہوگا لیکن تا مقدور اپنی خلاصی مین دریغ نکرونگا پر اندیشہ اسکا زیادہ ہی کہ تو میری شہرۂ دوستی مین گواہی کیواسطے گرفتار ہوا
اور اگر عیاذاً باللہ تجہے عقوبت کرین تو جو راز میرا تجھے معلوم ہے صاف کہدینا اور آپکو مورد بلا نکرنا ورنہ رنج میرا دو بالا ہو جائیگا کہ چہوٹنا میرا تو ممکن نہین ہے
دوسرے ندامت یہ ہوگی کہ میرے سبب سے تو گرفتار عذاب ہوا اور راستی و صفائی تیری عالم پر مشہور ہے اسکے خلاف نکرنا کسواسطے کہ ملاقات میری اور تیری
قیامت ہوگی کلیلہ نے کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین متحمل عذاب کا نہو سکونگا اور جو کچھ جانتا ہون پوشیدہ نکرونگا اور کسی طرح اوسکے واسطے دریغ نہین کرنیکا
لیکن بہتر یہ ہی پہلے اسی سے کہ تجہسے پوچھین تو آپ سے راستی بات کہدے کہ رنج دنیا کا آسان ہے ایکدم مین ختم ہو جاتا ہے بلکہ قصاص مین نکال آخرت سے پاک
ہو جائیگا اور عذاب آخرت کو دل سلیم استغفار کو چاہتا ہی اور محنت جانکاہ سے نجات پائیگا دمنا نے کہا کہ مین بہی غور کرلون مگر جو کچھ مشورہ دل کا ہوگا سو کہونگا

عمل مین لاؤنگا کلیلہ رنجور اور پر غم با چشم پر نم چلا اور بستر غم پر گرا تمام شب کروٹین لیتا رہا مانند مار سر دم کوبیدہ پیچ و تاب کھاتا رہا
اور آخر شب بے آرامی ہی مین کاٹی تھا ہوا اس عرصے مین کہ فیمابین کلیلہ و دمنا کی گفتگو تھی ایک درندہ کہ اوسی مجلس مین مقید تھا جسکی آنکھ
کھلی اور گفتگو ان دونو کی سُنی پھر سو رہا اور انکی تمام حکایت مین اطلاع پائی آخر وہ سنتا رہا دوسرے دن کہ شیر زرین چنگ بیشہ مینا رنگ مین نمایان ہوا
بادشاہ نے بیدار ہو کے دمنا اور قاضی اور ارکان دولت کو بلایا اور مجلس آراستہ کی مادر شیر نے حدیث دمنا کو تازہ کیا اور کہا کہ ایسے بندہ چھوڑنا
ستمگار و مکار بہتر گناہوں کی قتل کرنیکے برابر ہے اور نیکی کرنا بد ذات ستم پیشہ سے نیکوں پر ستم ہے بیت نکوئی با بدان کردن چنان است کہ بد کردن
بجائے نیکمردان بد اور جو کوئی کہ باوجود قدرت ظالم فاجر کو زندہ چھوڑیگا یا ظالم کی مدد کریگا وہ ظلم مین شریک اوسکا ہوگا شیر نے قضاۃ کو
الزام دیا کہ کار دمنا مین تاخیر کیون کرتے ہو جو کچھ کہ خیانت یا دیانت ثابت ہوئی ہو عرض کیون نہین کرتے ہو اوس وقت کہ قضاۃ
اور اشراف خاص و عام مین جمع تھے وکیل قاضی نے حاضران مجلس کیطرف منھ کیا اور کہا کہ بادشاہ کو تحقیق حال دمنا مین مبالغہ تمام ہے
اور فرماتا ہے کہ مہم دمنا ختم نہ پائیگی اور کام نکرونگا اور دمنا کا حال اسطرح تحقیق کیا جائے کہ شرع کے موافق ہو اور تقاضائے عقل بھی
دور نہو اور شائبہ نفسانیت اوسمین شامل نہونے پائے اب لازم ہی کہ جو کچھ حق حق ہو معلوم ہو ہر ایک بیان کرے کہ اس ضمن مین
بہت سے فائدے منظور ہین ایک یہ ہے کہ حق کی یاری کرنا علم راستی بلند کرتا ہے دوسرے اہل مروت اور فتوت اور دین کی یاری کرنا اور بنای
ظلم کو گرانا اور اساس ستم کو منہدم کرنا اور خائن کو گوشمالی دینا موافق رضای خالق اور ملائم طبایع خلائق ہی تیسرے رستگاری
پانا ارباب مکر و سالوس سے اور امن پانا اصحاب عناد سے حاصل ہوتا ہی جبکہ وکیل قاضی نے بات تمام کی اور منتظر جواب کا ہوا سب حضار محفل
خاموش ہو گئے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا اسلئے کہ دمنا کی حقیقت مفصل کسیکو معلوم نہ تھی قیاس سے جانتے تھے اسواسطے اندیشہ کرتے
تھے کہ اگر ہم کچھ کہین اور بادشاہ اسکے قتل کا حکم دے تو ہم مبادا خون ناحق مین ماخوذ ہون جبکہ دمنا نے سبکا یہ حال دیکھا دل اسکا
مانند نسیم بہار تازہ اور مانند گل تو شگفتہ ہوا اور کہا کہ ای اکابر دین و دولت آگاہ ہو کہ مین بیگناہ ہون اگر مجرم ہوتا تو مقابلے مین
اتنی عالی منزلت لوگون کی کہ اسوقت کلہم جمع ہین میرے قتل پر اتفاق کر رہے ہین ہوش برجا نرکھتا بلکہ یارای کلام باقی نرکھتا لیکن چونکہ پاک
ہون اسلئے بیباک ہون اور تمہین اسکی قسم دیتا ہون کہ جو میرے قضیے سی آگاہ ہی کہتا ہو راست راست بیان کردے اور سعایت میری مکری
مگر نفسانیت کو بھی دخل نہو کیونکہ اول یہ ہے کہ جہان آرای شہریار آئینہ حق نما ہے کہ حق باطل سے جدا کر ڈالیگی دوسرے اللہ تعالی کہ سمیع بصیر ہے اور
یہی ہر حال ہر عمل کیواسطے جزا اور سزا ہر کہیواسطے مقرر رکھی ہے مگر آج میرے واسطے بہ تقاضائے نفس بدی چاہیگا کل وہ جزا اپنی کیا
کریگا اور بادشاہ عالم پناہ اوسکی نفسانیت پر اپنے ضمیر منیر سے مطلع ہوگا تو بھی خالی سزا سے نہ چھوڑیگا اب لازم ہی کہ بے شائبہ ظن و تخمین
بلکہ از روی صدق و یقین شہادت ادا کرے اور اظہار حق مین مطلق دریغ نہ فرمائے اور اگر کوئی از روی حسد مجھکو معرض تلف مین ڈالیگا وہ
وہ پہنچیگا جو اُس طبیب بے علم و عمل کو پہنچا وکیل قاضی نے پوچھا کہ وہ کیونکر تھا **حکایت طبیب بے علم و عمل** دمنا نے کہا کہتے ہین کہ [illegible]

لہ ظہر برکار ... ۱۲
ت
قضاۃ
بالفتح ... ۱۲

اور بے پیرا یہ تجربے نے دعوی طبابت کیا نہ علم طبابت کا رکھتا تہا نہ بصیرت حکمت اور دواؤں کے پہچاننے مین یہان تک جاہل تھا
جوز ہندی اور دردسنہ ترکی مین فرق نکرتا تہا اور تشخیص امراض مین اس مرتبہ بیگانہ تہا کہ رمد اور نقرس مین امتیاز نرکہتا تہا اور دواؤں کے
نبا نہین جیسا اندسا اور جو شاندا یکو جدا نہ جانتا تہا اور نسخہ لکہنے کی کیفیت اور کمیت غذا و شربت سے مطلق آگاہ نہ تہا **بیت**
بد علاجی کہ ہر کہ نسخہ او بدید دیگر ندید روی حیات ÷ چنانچہ سودا کے یہ اشعار اوسی بزرگ کی شان مین موزون ہوئے ہین۔
ابیات صاحب ہیضہ کو بتایا کلول ÷ واسطے ہیضے کے لکھا اسفول ÷ لکہدیا مجنونکو شیر شتر ÷ کہدیا مستسقی کو جا فصد کر ÷
جسکو کہ سمجھا کہ اسے ہی صرع ÷ کہنے لگا دوا سے ماء القرع ÷ تہا منوطن وہ شقی یعم کا ÷ بستی مین رکہتا تہا اثر بوم کا ÷ شکل تھی
شیطان کی درویش نام ÷ سچ ہی بلا کو کا تہا قائم مقام ÷ اوس شہر مین کہ اس شخص نے دکان جہالت کہولی تہی اور شہرہ
مردم کشی بلند کیا تھا ایک اور طبیب حاذق یت ہنر سے آراستہ کہ دم اوسکا مانند دم حضرت عیسی جان بخش اور قدم اوسکا مثل
حضرت خضر کے فرح بخش تھا چونکہ عادت روزگار غدار کی ہمیشہ سے یون ہی کہ ہنرمندونکو اپنے دستر خوان سے سوای نوالۂ
محنت اور لقمہ نہین دیتا ہے اور بے ہنرونکی امداد مین دریغ نہین کرتا ہے اتفاق یہ ہوا کہ مرد باہنر کی جبکہ دو سالی چشم جاتی رہی گوشہ
کاشانہ مین بیٹہا اسکے بعد اس جاہل کی دکان طبابت زیادہ تر چلی **بیت** پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ÷ بسوخت عقل
ز حیرت کہ این چہ بو العجبی ست ÷ اندک فرصت مین اوسکی شہرت کا ذکر زبان عوام پر جاری ہوئی اور اس شہر کے شہریار کی
ایک بیٹی تہی کہ مطلع حسن سے ایسی آفتاب کبہی طلوع نہین کیا تہا اور عطر فروش صبا نے اُس کی زلف مشکبار کبطرح لدنا فہ کبہی نہین
کہولا تہا اوسکو اپنے برادرزادے سے تزویج کیا تھا بمجرد نکاح ہونیکے وہ حمل سے ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل قوت ضعف ایک
مرض مہلک حادث ہوا اور قریب بہلاکت پہنچی طبیبانکو بادشاہ نے طلب کیا اور حقیقت حال بیان کی حکیم حاذق نے خوب تشخیص کرکے
یہ تجویز کیا کہ اسکی دوا سوائے مہران کے اور نہین ہی وہ چار رتی مشک خالص اور دارچینی سے باہم ملا کے شربت انار مین آمیختہ کرکے بیمار کو
کہلادو انشاء اللہ تعالے فی الحال صحت کامل ہوگی پوچھا ای طبیب یہ دوا کہان ملیگی اوسنے کہا کہ مینے شفاخانہ بادشاہی مین دیکھا
ہی کہ سیم خام کے ڈبے مین رکہی ہے اور اوس پر زر سرخ کا قفل دیا ہوا ہی اب نابینائی کے سبب سے مین مجبور ہون کوئی اس پتے سے کہ
مین نے بتایا ہے ڈہونڈہنے آئے اس حال مین وہ طبیب جاہل آیا اور کہا کہ پہچاننا کام میرا ہے اور ترکیب اسکے بنانیکی مین بہی خوب
جانتا ہون آخر وہ شفاخانہ مین آیا اوسی طرح کے ڈبیکو ڈہونڈہتا تہا اور کس طرح کے ڈبے بہت تھے متحیر ہوا کیا کرتا جزاینکہ
رجماً بالغیب ایک ہاتھ مین لیکر باہر آیا قضارا اس ڈبے مین زہر ہلاہل تہا اور اس کمبخت جاہل کو مہران اور زہر ہلاہل مین کچھ تمیز نہ تہی زہر کو نکالکے اور اجزا کے
ساتھ ملا کے شاہزادی کو دیا گلے سے اترتے ہی ہلاک ہوگئی بادشاہ اپنا سر مین پر دو پٹکا اور حد زیادہ غم کیا اوسی رنجمین کہا کہ اسقدر دوا کا اس
طبیب بے حیا کو کھلادو کہانیکے ساتھ ہی وہ بہی سرد ہوگیا اور یاد اش اس عمل لائم کی اوسی حال پائی **بیت** نیکو مثل ہست اینکہ کس ÷ گر دو بد دیا ÷ نج نہم

باخود کرد + یہ مثل اسلیئے لایا ہون کہ معلوم ہو کہ جو کام کہ جہالت سے کرتا ہے انجام اوسکا ناپسندیدہ ہوتا ہے اور جو کام کہ گمان اور شبہ سے کیا جاتا ہے متضمن خطر ہای کلی کا ہوتا ہے ایک حاضران مجلس سے بولا کہ ای دمنہ یہ بات بیان کی محتاج نہیں ہے کہ تیرا خبث باطن خاص و عام ظاہر ہو چکا یا کی تیری طینت کی سب عوام پر روشن ہی قاضی نے کہا کہ یہ بات کہانسے ہی تونے اور اسکے واسطی حجت اور دلیل کیا ہی اوسنے کہا کہ حکمای قیافہ شناس نے لکھا ہے جو کشادہ ابرو کہ اوسکی بائین آنکھ دائم الاختلاج یعنی پھڑکتی ہی اور مینی اوسکی جانب چپ مایل ہو اور اکثر اوسکی نظر زمین کیطرف رہتی ہو یعنے تل نظر ا ہو تو اوسکی ذات نا مبارک مجمع فساد اور مکر اور مستجمع فجور اور غدر ہوتی ہی اور وہ علامتین اوسمین موجود ہین دمنانے جواب دیا کہ احکام آلہی مین دخل سہو و خطا کا نہین ہے **بیت** غلط و سہو بر من نوروا ست + بر جہان آفرین غلط نرود + یہ علامت کہ بیان کی تو نے اگر دلیل صدق اور برہان حق ہو سکتی ہے تو عالم نے گواہ اور سوگند سے رستگاری پائی اور حاجت قاضی اور مرافعہ اور محاکمہ کے کچھ باقی نہ رہی پس اسکا سوا نیک کی تمنا اور بد کی مذمت کرنا نہ چاہیئے کیون کہ اس علامت سے یا اسکے بالعکس کوئی شخص خالی نہین ہے اور اسکا دفع از خود کوئی نہین کر سکتا ہی پس چاہیئے کہ اس حکم پر پاداش ارباب شر کی اور جزا اہل خیر کی جاری رہے اور چاہیئے کہ احکام شرع صفحہ عالم سے محو ہو جائین اور یہی نعوذ باللہ اگر بہ گناہ کیا ہی ہوتا تو ہر آئینہ بے جرم ہوتا کہ دفع اسکا میرے امکان سے باہر تھا اور تقدیر آلہی پر کسیکو مواخذہ نہین پہنچتا ہے بموجب **بیت** مکن در این چمن سرزنش بخودروئی ہمچنانکہ پرورشم میدہند میرویم + اب جانا ہی مین بقول تیرے اس سخن بیجا کے برہان جہل و نادانی ہی رستگاری پاؤن والا ایسا کلام یعنی عضو مین دسنا کے اور محفل فضلا و امرا مین کہنا لائق نہین ہے **بیت** سخن سے حال کہلتا ہی بشر کا + مثل ہی تانت باجی راگ بوجھا + جب دمنانے ایسا جواب دیا سب حاضران مجلس نے مہر سکوت لب پر رکہی اور اسکے بعد کسینے دم نمارا قاضی نے حکم دیا کہ پھر زندان کو لیجاؤ جبکہ دمنا مجلس مین آیا ایک بوزنیہ دوست کلیلہ کا اوس راہ سے گذرا اوسے بلاکے کہا کہ کل سے خبر کلیلہ کی کچھہ نہین پائی ہے بوزنیہ نے آہ سرد کھینچی اور رویا دمنانے گھبرا کر پوچھا کہ ای بوزنیہ سچ کہہ کیفیت حال کیا ہی اوسنے کہا کہ ای دمنا کیا مین کہون کہ وہ یار وفادار تیرے غم مین اپنا بار سر منزل فنا سے اوٹھا کے دار البقا کو لیگیا اور داغ فراق مصاحبون اور ہمدمون کو دیگیا اور یہ مطلع گویا کا پڑھا **مطلع** اوٹھ گیا یار مر گیا باعث + ہای مین مر گیا گیا باعث + جبکہ کلیلہ کے مرنیکی خبر دمنانے سنی بیہوش ہو گیا بعد ایک ساعت کے ہوش مین آیا با نالہ جانکاہ چلایا اور زار زار روتا تھا اور یہ اشعار پڑہتا تھا **نظم** خون میشود ز دیدہ روان وا مصیبتا + سر میزند ز شیشہ فغان وا مصیبتا + مہر سپہر عزت و قدر و جلال شد + امروز زیر خاک نہان وا مصیبتا + آن کبود س زمان و ارسطوی عہد رفت + زین کہنہ عالم گذران وا مصیبتا + در عین فصل گل بگلستان عشرتم + ناگہ وزید باد خزان وا مصیبتا + بگذشت از جہان و بدلہا گذاشت داغ + جان جہان و عید زمان وا مصیبتا + اور کبہی یہ شعر مولف کا تکرار کرتا تہا **بیت** عدم مین قافلہ یارو نکا آہ جا پہنچا + یہان نقش قدم ہم ہین پڑے البینون مین + جبکہ دمنانے زاری حد کو پہنچائی بوزنیہ نے نصیحت آغاز کی کہ لے دمنا مان تو کہ

لطف الوہیت ازل نے نام بقاے جاودانی کسی آفریدہ کے نامہ زندگانی پر رقم نہیں کیا ہی اور نقاش موجودات نے نقش حیات صفحات
ممکنات پر سواے رقم کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ثبت نہیں فرمایا ہے ابتداے کارخانہ قدیم سے تار وجود کا بغیر رشتہ عدم
نہیں سیا ہے اور فراش قدرت نے شمع زندگانی کو بے شمول تند باد آفت اجل روشن نہین کیا ہی اے دمنا گلستان عمر کسیکا
باد خزان مرگ سے محفوظ نہ رہیگا یہ وہ شربت ہے کہ سبکو پینا ہوگا اور یہ وہ محنت ہی کہ بار اوسکا ہر ایک کو اوٹھانا پڑیگا مرہم اس زخم کا
سواے صبر کے بنایا نہیں ہے اور نسخہ اس مرض کا بجز شکیبائی کے لکھا نہیں گیا ہے **بیت** صبوری ضرورت کین دردِ دل را
بغیر از صبوری علاجے نباشد + اور یہ مصرعہ گویا کا واسطے تسکین کے کافی ہی **ع** یہ وہ درد کہ جسکا کبھی درمان نہوا + اے دمنا
خیال ماضی سے درگذر اور بموجب شعر مولف کے فکر مستقبل کر **بیت** صبر کر اے دل ابہی رونا ہی کیا + آگئے آگے دیکھ تو ہوتا ہی کیا
دمنا نے ان باتون سے فی الجملہ تسکین پائی اور کہا کہ اس جزع مین حق میری طرف ہے کہ کلیلہ سا دوست مشفق اور ناصح مہربان
کہین ہر حادثہ مین پناہ اوسکی طرف لیجاتا تہا اور ہر مہم مین نصیحت اوسکی پشت پناہ میری تہی اور جو کچھ کہ نقد اسرار عالم غیب
السماوات نے اوسکے خزینہ دل مین امانت رکہا تہا آسمان کو اوسپر ہرگز اطلاع نہ تہی اور جاسوس زمانہ ہمیشہ اوسکی اطلاع سے
محروم تہا افسوس کہ ایسے دمسانے نے میرے سر سے سایہ اوٹھا لیا اور گوشہ کاشانہ دنیا مین مجہے بے رفیق و مونس محروم چہوڑ گیا اب میری
زندگانی بدتر از مرگ ہے گو مین درینولا مبتلاے بلاے عظیم ہون پر اوسکی زندگانی تک مطلق کسی بات کا تردد نہ تہا بلکہ یقین
جانتا تہا کہ اوسکی راے صواب اندیش ایک آن مین مشکل کشا میری ہوگی وا حسرتا کہ اب سواے مرگ کوئی چارہ باقی نہ رہا یہ کہا اور
اور یہ شعر گویا کا پڑھا **بیت** خاک مین اوسکے ملانیکے لئے گردش مین تہا + مر گیا وہ اب تو ساکن آسمان ہو جائے گا + بوزینہ نے
کہا کہ اے دمنا سچ ہے کلیلہ ایسا ہی تہا لیکن زمانہ خالی نہین رہتا ہے **بیت** غم مخور گر زین چمن شاخ گلے پژمردہ شد + روے زمین
ہست و جعد سنبل تابد ابد + دمنا نے کہا درست ہے تیری ذات بہی تدارک ہر خلل کا اور دفع ہر ضرر کا کر سکتی ہی اور آج سے تو بجاے
کلیلہ برادر بہلے ہے اور ہاتہ لا کہ عقد مواخات تجہسے باندہون آخر دونو نے عہد و پیمان برادری محکم کیا دمنا نے کہا کہ اے برادر جبتک
مین قید ہون تو اتنی تکلیف کر کہ شبانہ روز در دولت شاہی پر حاضر رہا کر اور میرے باب مین جو گفتگو سنے اوس سے آگاہی مجہکو دیا کر بوزینہ نے
دمنہ کے کہنے کے موافق عمل کیا دوسرے دن مادر شیر آئی اور حیرانی اور پریشانی شیر کی دیکھ کر مضطر ہوئی اور دل مین کہا کہ اگر
غصہ یادہ کرتی ہون تو شیر برہم ہوتا ہی اور اگر سستی کرتی ہون تو دمنا بچا جاتا ہی اور قضیہ مہمل رہتا ہی یہ سمجہکر شیر سے کہا کہ مجہے کیا کام ہے کہ بادشاہ کے معاملات
مین دخل دون جیسا جانے ویسا کرے ہر کوئی اپنی مصلحت خوب جانتا ہی یہ سنکر شیر نے کہا کہ اے مادر مہربان اہل نصیحت کو لازم ہے کہ بلا اندیشہ بات کہنے کی کہین اور
تیری بات کہ میرے نزدیک بلا شبہہ خالی نفسانیت سے ہے اور جو کچھ لائق بیان کے ہی اوسکو کیون نہین فرماتی ہی مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ راست و دروغ مین
فرق نہین کرتا ہی اور منفعت اپنی مضرت سے جدا کرنا نہین جانتا ہے اور اگر دمنا فرصت پائے تو وہ فتنہ اوٹھائیگا کہ سب کی اوسکی تدارک مین عاجز ہوگی

کہا کہ جلد قضات مع دمنا حاضر ہون جبکہ سب حاضر ہوئی قاضی بولا کہ ای حضار کا دمنا مین تم کیا کہتی ہو کسینے جواب نہ دیا جبکہ سب
خاموش رہی قاضی نے دمنا سے کہا کہ اگرچہ کوئی اسوقت جواب نہین دیتا ہی مگر سبکا دل تیری گناہ پر گواہ ہی اور تیری قتل پر سبکا
اتفاق ہے پس تجہی اسحال مین کیا لطف زندگانی ہے اب تیری فلاح دارین اسی مین ہے کہ اپنی قصور پر اعتراف کرے اور اس راستگوئی پر
عقوبت آخرت سی نجات پائے در تیری موت مین بہر نوع دو فائدی متصور ہین ایک یہہ کہ اس کاؤ کاؤ سے ہم سب رہائی پائینگے
اور دوسرے یہہ کہ تو عذاب دنیا اور عقاب عقبی سے مخلصی پاتا ہے **قطعہ** زیرکان گویند کاندر مرگ نوعی راحتست * در بیان
این سخن بر خلق منت می نہند * گفتہ اند آنکس کی میر خالی از دو حال نیست * یا بدی شخص باشد کہ خلق از جور او کمتر جہند * یا کہ آزاری نکو
خلقی کہ خلق روزگار * مہر او ورزند او را در دل خود جا دہند * گر نکو کار ست این زندان محنت وارہید * ور بد اندیش ست خلق از
محنت او وارہند * ای دمنا اگر اپنے گناہ کا اعتراف کرے تو دو فضیلتین تجہی حاصل ہوتی ہین اور اوسکا ذکر عالم مین باقی رہیگا ایک یہہ
کہ اعتراف اپنی خیانت کا نشان ہی خفگوئی اور جوانمردیکا اور یہہ سبب راستگوئی کی اختیار کرنا ملک بقا کا اور دوسرے یہہ کہ شہرہ
فصاحت زبان آوری اور بلاغت سخن گستری تیرا مشہور ہوگا کہ ایسی جواب دلپذیر اور عذر مقبول تقریر کیئے کہ افواہ عام میر
قیامت تک یہہ ذکر باقی رہیگا باوجود اینہمہ کہ سب جانتی ہین کہ جرم اسکا بیشک تہا اگر اس طرحکا زبان آور تہا اور ایسی جواب عقلی پر
کسیکو دیتا تہا کہ کسی مجال کلام باقی نرہتی تہی اب بہی بہتر ہے کہ موت کو نیکنامی کے بدنامی کے زندگانی سی عزیز کر کہ اسکا تذکرہ تا
قیام قیامت عالم مین قائم رہی اور قصاص کے باعث عقوبت عقبی سی نجات پائی ورنہ پھر حق حق ہی اگر کوئی پہلو تحقیق کا نکل آیا تو بادشاہ
مقرر قصاص کریگا اوسوقت یہہ نیکنامی بہی باقی نرہیگی بلکہ یہہ سب کہینگے کہ اگرچہ فتنہ پرداز یہین ہزار نوع سی زبان آوری اور طرح
پردازی کی مگر اہل محفل سلطانی کہ ایک حکیم بیدل تہا کب چھوڑتی تہی آخر مطلب کو کہول ہی لیا اوسوقت یہہ دونو فائدے
تیری ہاتھ سے جاتے رہین گے بہتر یہی ہے کہ جو حق ہے اوسپر خود اعتراف کر **بیت** مردن کسی نیکنام جامی * بہتر از
زندگی بدنامی **ایضاً** نیکنامی سے ہی مرنا زندگی سے خوب تر * زیست بدنامی کی ہر جانبسی ہی معیوب تر * دمنا نے کہا کہ قاضی کو فقط
گمان پر بغیر دلیل روشن کے حکم کرنا نہ چاہیئے بفحوای اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اور اگر تمہین بہی یہی شبہ ہے اور طبیعت میری گناہ پر
قرار پکڑتی ہی تو لیا فرماؤ لیکن مین اپنے کام مین بہتر جانتا ہون پس گمان غیر کو کیونکر اپنے یقین پر غالب کرون اور یہہ بات بطریق فتوی درست
ہی اور نہ بقاعدہ تقوی کہ بمجرد گمان کے کہ خون شتربہ مجھپر ثابت کرنے ہو اور عقاید فاسد کو میرے حق مین جایز رکہتی ہو پس میں جانتا ہوں جب
رہی ہون تو کس تاویل سی اللہ تعالی کے نزدیک مالک ذات کل موجودات ہی عہدہ خطاب لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ سے بچون اور ظاہر ہے کہ
ہر ایکا حق اوسکی ذات پر غیر کی ذات سی زیادہ تر ہی پھر بہلا اسطرح مین بدخواہ اپنی نفس کا بجرم خطا ہون اے قاضی اس بات سے
درگذر لازم حق شناسی یہہ ہے کہ حاکم شرع لغو تمام حق و باطل مین امتیاز کرے اور حرف لغو او حکم بیجا سے احتراز کرے کہ بے

بے ثبوت قصور حکم دی بیٹھے اور تو تو ہمیشہ راستگو اور عادل تھا اب میری ضعف طالع سی اس عادت سے طوطی احتیاط کو کنارے رکھکر بر باب
غرض کے گمان پردۂ رای کور مد غفلت سے بند کرتا ہی بقول گویا **نظم** سحاب لطف ہی تو بہر زرع عالم ٭ ہوا ہی برق جفا کیون ہماری
خرمن کو ٭ ہر ایک سر کو ہے ظل ہما ترا سایہ ٭ بناہی تیغ بلا کیون ہماری گردنکو ٭ مقاضی کی کہ محکمۂ دانش مین تبالہ ہنر پروری توقیع حکم
سے تجمل رکہتا ہی یون چاہیے کہ بغیر اوس شہادت کے کہ یقین صافی سے آراستہ ہو حکم ندی اور اگر اسکا خیال نرکہیگا تو اوسی وہ
پہنچیگا جو اوس بازدار کو پہنچا قاضی نے پوچہا کہ وہ قصہ کیونکر تہا **حکایت بازدار** دسنا نے کہا بیان کرتے ہین کہ ایک مرزبان
تھا دانش اور فراست مین معروف اور حسن صفات سی موصوف اوسکی ایک جورو تہی حسن آفت جان اور بغمزہ فتنہ جہان باوصف حسن دلربائی کی
عفت اور پارسائی مین بہی بی مثل تہی **نظم** دیدہ فروبستہ زکار جہان ٭ بگشتہ پس پردۂ عفت نہان ٭ آئینہ او بدو جہان الشرف ... بود زہمرہی
سایۂ خود ٭ بلولف سی نگاہ اوسکی قدم پر ہی حیا سے ٭ زہے گل جسکو شرم آئے صبا سے ٭ اور اس مرزبان کا ایک غلام تہا بہت بیباک اور
ناپاک اسکی خدمتمین حاضر رہتا تہا اور مرغان شکاری کی خدمت اسکے ذمے تہی ایکدن نظر اوس کی نمک مرود کی اسیر پڑی مرغ دل اسکا
اسکے دام عشق مین پہنس گیا اس غلام نے ہر چند تدبیر وصال عفیفہ کی ہر گز اوسنے قبول نکیا اور کوئی تدبیر کارگر نہوئی **بیت** برو این دام بر
مرغ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ ٭ جبکہ وہ نمک حرام محروم ہوا ہر عشق کی سبب کے موافق چاہا کہ اسکے حق مین ایسا فتنہ اوٹھائے کہ جان
حرمت اوسکی برباد ہوجائے اسکے بعد دو طوطے خرید کرکے زبان بلخی مین اونہین پڑہانا شروع کیا ایک کہتا تہا کہ مینے سابان کو کدبانو کیسا
ستو دیکہا ہی دوسرا یہ کہتا کہ مین اس مقدمہ مین کچھ نہین کہتا ہون ایکدن مرزبان محفل شراب آراستہ کرکے بہ فراغت مسند نشاط پر بیٹہا تہا باز
دار دونو طوطے بطریق ہدیہ کے نذر گذرانے ان طوطون نے خوش زبانی سی ترانہ سرائی اور زمزمہ پیرائی شروع کی اور وہی دو کلمہ تکرار کرتے تہی
مرزبان زبان بلخی سمجہتا تہا مگر سنا الفاظ اور خوش لہجی سے مسرور ہوا تلطف آخر اپنی عورت کو دونون طوطے سپرد کئے کہ اچہی طرح رکھی وہ عورت بیچاری
زبان بلخی سے آگاہ نہ تہی مگر دشمنو کو دوست کی طرح پرورش کرتی تہی **بیت** نفس را پرورد آخر خود شدم ٭ سوا از وے من چہ دانم کہ خصم
خویش را میپرورم ٭ اور بعد چند مدت کے ان طوطون کی خوش الحانی پر یہ ہوئی کہ کبہی انکی بغیر بزم شراب مین نہ بیٹہتی تہی القصہ ایک گروہ تجار کا بلخ سے مرزبان کے
گہر وارد ہوا مرزبان نے محفل مہمانی اونکے واسطے ترتیب دی اور ان طوطون کو بہی مرزبان نے محفل مین منگوایا اونہون نے وہی دو کلمے کہنے شروع
کئے مہمان کہ واقف اوس زبان کے تھے لب اعن نقطہ کی سنتے ہی متحیر ہوکر سر خجالت سے جہکا لیا مرزبان نے فراست سے معلوم کیا کہ مہمان
منغص ہوئے اور نشاط اونکی زائل ہوگئی کیا سبب ہے پوچہا کہ سبب اس افسردگی کا کیا ہی ہر چند اونہون نے عذر اور حیلے کئے ہر گز قبول مرزبان کی
نہوئے ایک نے اونمین سے کہ جرأت زیادہ رکہتا تہا کہا کہ ای مرزبان یہ طوطے جو کہتے ہین تو نہین سمجہتا ہی مرزبان نے کہا کہ مین ہرگز یہہ
زبان نہین سمجہتا ہون مگر انکی خوش الحانی البتہ دلدادہ ہون تم مجہے اسکے معنے سی آگاہ کرو **بیت** من ندیدم کہ سلیمان را چہ
لشناسم زبان مرغان را ٭ اونہون نے تو طوطون کے کلام کے معنی سی مرزبان کو آگاہ کیا سنتے ہی متغیر ہوا اور نہایت شرمندہ ہوکر کہا کہ عزیزو مطلق اسکا

مین آگاہ نتھا والا وہ سنہ مین رسوائی کیونکر قبول کرتا بلکہ ہمارے شہر مین یہ رسم ہے کہ جس گھر مین زن بدکار ہو جب تک اوسے قتل
نکرلین کھانا نہین کھاتے ہین یہہ گفتگو باہم تھی کہ بازدار نے کہا کہ مینے بارہا یہ حال اپنی آنکھ سے دیکھا ہے مگر مارے خوف کے زبان پر نہین لاتا
تھا مرزبان از خود رفتہ ہوگیا اور حکم دیا کہ جلد اوسے قتل کرین جبکہ عورت کو خبر پہنچی اوسنے پیغام بھیجا کہ اے مرد اگر میری ہلاکت پسند
کرے خواہ بقا تجھے اختیار ہے لیکن اس کام کو خوب تحقیق کر لے تعجیل نہ فرما کہ ہنر قتل ہر دم تیرے اختیار مین ہے مگر ارباب خرد ہر کام
مین خصوصاً سفک خون مین تامل واجب جانتے ہین اسواسطے کہ اگر وہ شخص لایق خونریزی کے ہے تو فرصت باقی ہے اور عیاذاً باللہ
اگر تعجیل کی اور بیگناہ قتل ہوا قتل کے بعد معلوم ہوا کہ مقتول بیگناہ تھا پھر اوسکا تدارک دائرہ امکان سے باہر ہو جائیگا
اور اوسکا وبال ابد الآباد باقی رہیگا **بیت** بے تامل مکوش در آزار + تا پریشان نگردی آخر کار + مرزبان نے اوسکو مجلس کے نزدیک
بلاکے پس پردہ بٹھایا اور بازدار کا حال اور توتو نکا قال اوس سے کہا اور یہ کہا کہ یہ توتے انسان کے جنس سے نہین ہین کہ انکی بات غرض
نفسانی پر محمول ہو جو کچھ اونہون نے دیکھا ہے سو کہتے ہین اور بازدار بھی انہین کے موافق گواہی دیتا ہے اور یہ ایسا جرم نہین ہے کہ زبان اور
اسکا عذر بن سکے عورت نے کہا کہ میرا تدارک از جملہ فرایض ہے مگر جس وقت تحقیق اسکی بواقعی ہو جیسا کہ مدعا ہے بہی تامل ہنر قتل مین نکر نا مرزبان نے
کہا کیونکر تحقیق اسکی ہو عورت نے کہا کہ مردم بلخی سے پوچھو کہ یہ توتے سواے ان دو کلمون کے اور بھی الفاظ سے آشنا ہین اگر ان کلمون کے سوا اور بات نہین
جانتے تو جانیو کہ اوس بیحیا نے کہ مراد جسکی مجھسے حاصل نہوئی خباثت نفس سے یہ دو کلمے انکو سکھائے ہین تا میری قتل سے دل شاد
کرے اور اگر اور بھی کلمات بلخی یہ توتے جانتے ہین تو خون میرا تجھپر حلال اور زندگی میری مجھپر حرام ہے مرزبان نے احتیاطاً
تین دن مہمانون نے تفتیش کی توتے سوا ان دو کلمونکے اور کچھ زبان پر نہ لائے جبکہ یقین معلوم ہوا کہ وہ عورت اس گناہ سے پاک ہے
اوسکے قتل سے درگذرا اور بازدار کو بلوایا بازدار بشوخی تمام باز ہاتھ مین لیکر بامید انعام حاضر ہوا اور عورت نے کہا کہ اے غدار تمنے
تو نے دیکھا تھا کہ مین مرتکب اس گناہ کی ہوئی تھی بازدار نے کہا بلے بمجرد بلے کے باز نے جست کرکے آنکھ بازدار کی نکال
لی عورت نے کہا کہ جو کوئی نادیدہ گواہی دے اوسکی یہی سزا ہوتی ہے الحمد للہ کہ اللہ تعالے نے جزا اس تہمت کی بواقعی دی
بیت برکندہ بہ آن چشم کہ بد بین باشد + بدبین ہمہ جا در خور نفرین باشد + **لطیفہ** برا اوسکا ہو جسنے کسیکا کچھ برا چاہا +
ہمیشہ دیکھنے رہتے ہین ہم گردش مین گردونکو + یہ مثل اسلئے لایا ہون کہ تا معلوم ہو کہ تہمت پر دلیری کرنا اور نادیدہ گواہی دینا
مخربِ دین اور فضیحت کنندہ آخرت ہوتا ہے جب کہ کلام دمنا کا تمام ہوا وقایع نگار نے جز من و عن لکھکر شیر کی نظر سے گذرانی مادر شیر
نے کہا کہ اے برخوردار اہتمام میرا دمنا کے کام مین اسلئے زیادہ ہے کہ یہ ملعون آگاہ ہو چکا ہے کہ بادشاہ کو مجھسے بدگمانی ہے اگر اب کے مخلصی پائی
تو مقرر کام تیرا تمام اور حال رعیت و حضار محفل کا ایسا خراب کریگا کہ چارہ جسکا نہو سکیگا کیونکہ طبیعت بد سے سواے
فعل بد کے اور کچھ سرزد نہین ہوتا ہے **قطعہ** ز بوم شوم توقع مدار مین ہماے + طمع مبند کہ گنجشک کار باز کند +

چنین کہ پایۂ مفسد بلند شد چہ عجب + کہ دست فتنہ زہر جانبے دراز کند + اس بات نے شیر کے دل میں تاثیر بخشی اور کہا کہ اے مادر ہیچ تا
کہ قصہ دمنا کا کچھ سنا ہے تو نہیچ ارشاد کرتا میں نکر مدور و دراز سے نجات پاؤن اور قتل دمنا میں تاخیر کرون کہ مقدمہ خونمیں کوئی
حیلہ شرعی ضرور چاہئے مادر شیر نے کہا کہ اے فرزند کسینے جو مجھپر اعتماد کر کے راز اپنا ظاہر کیا ہو اظہار اوسکا شرع مروت میں حرام ہے
اور جو چیز کسینے امانت سونپی ہو اوسکی محافظت اوصاف سے ارباب کرم کے ہے مگر آج میں اوس شخص سے اجازت لیتی ہون اوسکے
بعد مفصل بیان کرونگی شیر نے کہا کہ اچھا مادر شیر نے اپنے مکان پر آکر پلنگ کو بلوایا اور نہایت تکریم کرکے کہا کہ بادشاہ جو تمہارے
ساتھ سلوک کرتا ہے اور مروت اور عزت تمہاری منظور نظر رکھتا ہے اوسکا ادا ے شکر تم پر واجب ہے تا وعدہ لئن
شکرتم لازیدنکم سے لطف شاہی روز بروز تمپر زیادہ ہو پلنگ نے عرض کیا کہ ای ملکہ نوازش بادشاہانہ اور رحمت خسروانہ
شہر یار روزگار جو حق میں اس خاکسار کے ہے پوشیدہ نہیں ہے ارشاد فرما کر شکر اوسکی انعام کا کونسی خدمت سے ادا ہو اور سپاس اوسکے
انعام اکرام کا اگر ہزار درجہ میں سے ایک بھی ادا ہو تو میں اپنی سرفرازی کو یقین سمجھون **بیت** تو فرض کن کہ چو سوسن ہمہ زبان گردم
کجا ز عہدۂ احسان آن برون آیم + بلکہ اپنی دانست میں ہمیشہ میدان ہوا داری کو قدم شکر گذاری سے طے کیا ہے مینے اور اب جو کچھ
ملکہ فرمائے اوسے بہی بجان و دل بجالاؤن **بیت** بنیاد نہادۂ چو مردان + آن را بکرم تمام گردان + اور عرب کا قول ہے وما الانعام
الا بالتمام مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ نے اول اپنا حال تجھسے کہا تھا اور تینے وعدہ کیا تھا کہ شنزبہ کے انتقام لینے میں دشمن غدار سے تا
مقدور کوتاہی نکرونگا اب اس وعدہ کو وفا کیا چاہئے سو صلاح یہ ہے کہ شیر کی خدمت میں میرے ساتھ چل اور جو کچھ کلیلہ اور دمنا سے
سنا یا دیکھا ہے مشروحاً بیان کرتا ولی نعمت تیرا اس رنج سے رہائی پائے اور وہ غدار مارا جائے نہیں تو قریب ہے کہ وہ مفسد اپنی
زبان آوری سے اپنے جرم کو ٹہراکے رہائی پائے اس تقریر پر کوئی اوسکے شر سے پھر امین نرہیگا بلکہ ایک ایک کو قتل کروایگا اور
اندک فرصت میں انسانہای مکر آمیز سے امرا و فضلا کو ذائقہ ملاوت چکھائیگا خصوصاً جنہون نے کہ اوسکی قتل و قید میں سعی کی ہے اونکو ہزار مکر و
فریب بلی میں ملا لیگا پلنگ نے کہا کہ ای ملکہ اس راز کے چھپانے سے غرض یہی تہی کہ تا بادشاہ مکر اور حیلہ اس غدار کے پہلے کچھ مطلع ہوئے تو بہتر ہے
کہ اگر ابتدا اس امر کی مجھسے ہو اور بادشاہ کو شبہ میرے حسد پر آئے تو خوب نہیں فلہذا میں سبقت میں قباحت سمجھتا تہا اب نوبت اس درجہ کو
پہنچی ہے تو کوئی دقیقہ میں فروگذاشت نکرونگا اور اگر ہزار سر میرے ہونگے تو فدائے امام شہریار کرونگا کہ جو کچھ حق نمک اوسکا میری گردن پر ہے
ہزار میں سے ایک بھی ادا نہیں کرسکتا ہون بہلا ایسی جگہہ کب دریغ کرونگا اسکے بعد پلنگ ہمراہ ملکہ کے دربار شہریار میں آیا اور ماجرا کلیلہ و دمنا کا جو کچھ
اور دیکھا تہا بطریق گواہی کے قسمیہ عرض کیا اور درندہ دوسرا کہ اسیطرح جسنے زندان میں گفتگو دمنا اور کلیلہ کی سنی تہی بطریق شہادت اوس سے بھی کہلوایا
شیر نے پوچھا کہ پہلے تو نے کیون نہ عرض کیا پلنگ نے کہا کہ گواہی ایک شخص کی عند الشرع مقبول نہیں ہے لیکن جبکہ اور نے گواہی دی اور دوسرا گواہ میسر آیا اگر بیان
اسکا نہ کرتا تو عند اللہ ماخوذ اور خلاف ولا تکتموا الشهادة ومن يكتمها فانه آثم قلبه کے ہوتا شیر نے دونون کی ادائے شہادت کی

بعد حکم سیاست دینا پر واجب جانا اور کہا کہ اسکو مسلسل اور مطوق کر کے زندان عذاب سخت مین رکھ کے ہلاک کرو اور سوتون سے
آب طعام اوسکا بند کیا حتی کہ کام اوس نمام ہو اور انجام کا تمام ہوا آخر شامت مکر و فریب سے ہلاک ہوا اور دوزخ زندان سے زندان
دوزخ تلک پہنچا معلوم ہوا کہ آخر راہ مکاری کی یہی ہے **بیت** خلق کی راہ مین جو کوئی بچھائیگا خار ۔ پانو ہو جاوینگے آخر کو اوسیکے
افگار ۔ بوئیگا دانہ بارود جو کوئی نادان ۔ پہول کوئی بہی کہلیگا نہ کبہی غیر شرار ۔ جو عمل جس سے ہوگا وہی پیش آئیگا ۔ غیر نیکی نکر
چاہیئے کوئی ہشیار ۔ **باب تیسرا دوستونکی منافع موافقت مین ہی** رای نے کہا کہ سنا مینے ای برہمن نصیحت
غماز اور مفسد کا کہ عداوت سے بیگناہ کو قتل کروایا اور اللہ تعالے جل و علے نے مکافات فساد کے اوسکو بخوبی پہنچائے اب بیان فرمانا
معلوم ہو صورت فائدہ دوستان یکدل اور یکجہت کی اور برخوردار ہونا اونکا نہال محبت سے اور تدبیر دفع دشمنان دو رویہ کی کہ
اپنی رضا کو دوسرکی رضا پر مقدم کرتے ہین برہمن نے بعد دعا و ثنا رخسروانہ عرض کیا کہ ای بادشاہ جہان تو خردمندان کامل اللذات
اور مہروران ستودہ صفات کے نزدیک کوئی نقد گرانمایہ وجود دوستان مخلص سے اور کوئی درجہ بلند تر حصول صحبت یاران
خالص سے نہین ہے کہ وقت دولت کے باعث بہجت و شادمانی ہوتے ہین اور زمانہ نکبت مین مددگار اور غمگسار ہوتے
ہین **قطعہ** یار بد ست آر کہ بی کس بکسی نہ ہر کہ مراد را بجہان یار نیست ۔ این ہمہ نعمت کہ درین عالم ست ۔ ہیچ لذیذ بی رفقا
نیست ۔ اور از جملہ حکایات یاران یکدل اور دوستان یکرنگ کے جو صفحات تاریخ پر ثبت ہوئی ہین حکایت زاغ اور
موش اور کبوتر اور کچہوے اور ہرن کی ہے کہ مثال روشن اور قصہ شیرین تر ہے رای نے پوچہا کہ یہہ کیونکر تہا **حکایت زاغ و
موش و کبوتر و سنگ پشت** کہا کہتے ہین کہ حوالی کشمیر مین مرغزار دلپذیر تہا کہ اوسکی نسیم عطر بیز جان تازہ ہر دم پیدا کرتی
تہی اور شکار وحوش و طیور کا بہی بہت تہا اور صیاد اکثر دام شکار وہان لگایا کرتے تہے اور اوس جگہہ ایک درخت بزرگ پر
زاغ نے بہی آشیانہ بنایا تہا بہر انبساط اوسپر بیٹہکر نظارہ گل و ریحان کیا کرتا تہا اور احتیاطاً چپ و راست نظر رکہتا تہا ایکدن
دیکہتا کیا ہی کہ ایک صیاد دام گردن پر اور توبڑہ پشت پر اور عصا ہاتہ مین بتعجیل تمام سی اوسی درخت کے جانب چلا آتا ہی زاغ ڈرا
اور دلمین کہا **قطعہ** یارب اس شخص کو ہوا کیا ہی ۔ کہ یاین اضطراب آتا ہی ۔ نہین معلوم کچہہ سبب اسکا ۔ اسقدر کیون شتاب آتا ہے
شاید کہ میرے قتل پر اسنے کمر باندہی ہے احتیاط کرنی لازم ہی اور دیکہا چاہئے کہ کیا کرتا ہے **مصرعہ** تا بہ بینم کہ چہ از پردہ برون می آید
زاغ برگہای درخت مین چہپکر دیکہنے لگا اور صیاد نے آتے ہی اوس درخت کے تلے دام بچہا کے چند دانے اوسمین ڈالے اور
آپ کمینگاہ مین جا بیٹہا بعد ایک ساعت کے گروہ کبوترونکا آیا اور سردار اونکا مطوقہ نام کمال ذہن و ذکا سے آراستہ تہا سب کبوتر
نہایت انقیاد سے خدمت اور متابعت اوسکی بجالاتے تہے جب کبوترونکی نظر اوس دانے پر پڑی غلبہ اشتہا سے سب بے اختیار ہو گئے
مطوقہ نے منع کیا کہ **بیت** ز راہ حرص تعجیل سوی دانہ مرو ۔ بہوش باش کہ دامی ہست زیر ہر دانہ ۔ کبوترونے جواب دیا کہ ای مہتر

کام ہمارا غلبۂ اشتباہ سے اضطرار کو پہنچا ہی کہ مجال استماع نصیحت اور ملاحظۂ عاقبت اندیشی کی نہین رہا ہے اور بزرگون نے بھی کہا ہے **بیت** گرسنہ بر بلا دلیر بود ٭ زانکہ از عمر خویش سیر بود ٭ مطوقہ سمجھا کہ حریص دام و دانہ دام نصیحت مین گرفتار ہونگے اور میری رسن ملامت انہین چاہ جہالت سے نکال نہ سکیگی بگرداب کنارہ کیا چاہیئے اسکے بعد مقتضائے قضا نے تقاضا کیا کہ یون خیال مین گذرا کہ ایک عمر اونہون نے میری رفاقت مین بسر کی ہے اس وقت انہین تنہا چھوڑنا اس مخاطرہ مین مروت سے دور ہی آخر بزنجیر تقدیر آپ بھی باندھکر سب کے ساتھ اُس دام مین ڈالا ہنوز دانہ اوٹھایا نتھا کہ صیاد نے دام کھینچا اور سب گرفتار ہو گئے مطوقہ نے فریاد کی کہ مین کہتا تہا کہ تعجیل ایسے موقع مین شرکت شیطان سے خالی نہین ہوتی ہے کبوتر شرمندہ اور خاموش ہوئے اور صیاد شادی کنان دوڑا کہ پروبال اکھاڑ کر سبکو لیجاے دیکھتے ہی صیاد کے سب تڑپنے لگے مطوقہ نے کہا کہ اب جدا جدا اپنی کوشش کرنیسے بہتر یہ ہے کہ سب باتفاق ایسی کرو کہ سبکی رہائی ہو اب تم سب اتفاق کرکے باہم ایک ہی بار جست کرو شاید کہ قوت ہمت سے صورت سب کی مخلصی کی نکل آئے آخر سب نے جست کی اور دام اوکھڑا اور سب نے پرواز کی اور ایک جانب کو مع دام چلے زاغ نے اپنے دل مین کہا کہ اگر مدت مدید آسمان چرخ ماریگا تو بھی ایسا سانحہ عجیب روی کار نہ آویگا دیکھا چاہئے کہ یہ کہان جاتے ہین اور کیا کرتے ہین زاغ ان کے پیچھے اُڑا اور صیاد نے بھی دور تک تعاقب کیا آخر تھک کر رہگیا اور زاغ بہ نظر اسکے کہ یہ قصہ عجیب فائدہ سے خالی نہین ہے پیچھے کبوترون کے جاتا تھا **قطعہ** عاقل آنست کہ در تجربہ نفع و ضرر ٭ از حریفان دگر بہرہ خود بردارد ٭ ہرچہ نسبت بکسی نفع رسد بستاند ٭ وانکہ از وے ضرری فہم کند بگذارد ٭ اور حدیث شریف ہی اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ کبوترون نے مطوقہ سے کہا کہ اب کیا کرین اُس نے کہا کہ بغیر امداد یار وفادار اس مہلکے سے نجات نہ ملیگی سو وہ ایک موش ہے زیرک نام میری یارون مین ہے کہ از بس یار وفادار ہی اوسکے سوا اور کوئی مددگار ہی اس مہلکے مین نہ ہوگا اب اسکے پاس چلئے القصہ جس ویرانے مین کہ اُسکا مسکن تھا پہنچے مطوقہ نے آواز دی زیرک مطوقہ کی آواز پہچان کے باہر آیا جبکہ مطوقہ کو گرفتار بلا دیکھا زار زار رویا اور کہا کہ ای یار وفادار یہ کیا حال ہی اور تجھسا دانا کیونکر مبتلا ایسی دام بلا کا ہوا مطوقہ نے جواب دیا کہ ای مونس رنج و بلا تمام انواع خیر و شر اور اقسام نفع و ضرر وابستہ احکام قضا و قدر ہین اور جو کچھ کہ منشی ارادت نے دیوانخانہ وجود مین قلم مشیت سے صفحہ احوال مخلوق پر لکھا ہے لا بد ہی کہ عرصہ کون و فساد مین جلوہ ظہور مین پائے اور احتراز و اجتناب کسیکا فائدہ نہ پہنچاے **بیت** تلخی و شیرینی ای پسر قسمت است ٭ اگر تو خوش نہ نشینی قضا چہ غم دارد ٭ ای زیرک مجھے قضا ربانی اور تقدیر یزدانی نے اس ورطہ ہلاک مین ڈالا اور مجھے اور میرے یارونکو دانہ دام مین گیا ہر چند مین انہین منع کرتا تھا مگر باوجود ممانعت کے دست تقدیر نے پردہ غفلت انکی دیدۂ بصیرت پر ڈالا اور مین بھی ان سب کے ساتھ گرفتار بلا ہوا موش نے کہا کہ یہ بہت تعجب کی جگہ ہے کہ تجھسا دانا گرفتار ہو جائے اور محافظت نکرسکے مطوقہ نے کہا کہ ای برادر تو یہ کردہ لوگ جو مجھسے ہزار درجہ قوت و شوکت و فہم و فراست مین بالا تر ہین وہ بھی تقدیر ازلی اور قضاے لم یزلی سے ناچار ہوے اور بیچ نہین سکتے ہین جبکہ حکم نافذ الحکم سلسلہ ارادت کو

جنبش و بیتابی ماہی کو قعر دریا سے اوج ہوا پر لاتا ہے اور مرغ ہوائی کو اوج ہوا سے قعر زمین مین لیجاتا ہے بلکہ کسی آفریدہ کو قضا و
قدر سے تسلیم و رضا کی سوا چارہ نہین ہے **بیت** گر شود ذرات عالم ہیچ ہیچ + با قضای ایزدی ہیچ اند ہیچ + جاننا چاہئے کہ
دانا کو جریان[۹۱] حکم قضا مین اور رعیت حقیر کو نفوذ[۹۲] فرمان عالیشان سلطان مین گنجایش چون و چرا کی کسی طرح نہین ہے زیرک نے کہا کہ
مطوقہ دل خوش رکھ جو لباس کہ خیاط ارادت[۹۳] ایزدی نے اپنے بندونکے قامت پر سیا ہی محض عنایت اور کرامت سمجھا چاہئے اور واقعی
بھی یہی ہے کہ کوئی بندہ اپنے حقیقت حال سے آگاہ نہین ہے اور جس چیز نے کہ ضمن مین احکام کے اندراج پایا ہی اسلئے کوئی
نہین جانتا ہے کہ کیا ہے اسیواسطے حافظ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے **ب** بدرد[۹۴] و صاف ترا کار نیست دم درکش + کہ ہرچہ ساقی ما ریخت عین
الطاف است + اور یہ سچ ہے کہ جو جسے پیش آتا ہی اگر خوب نگاہ کری تو اسکی صلاح و فلاح اسی مین ہوتی ہی کہ بزرگونے کہا ہے نوش
صفلے بے نیش جفا اور گل راحت بیخار محنت کمتر دیکھا ہے **ب** بسے مراد کہ در ضمن بے مرادیہاست + جبکہ زیرک نے یہ حکایت کہی اور
حلقے دام کے اسکی گردن سے کاٹنے شروع کئے مطوقہ نے کہا کہ ای مہربان پہلے یارونکی گردن سے بند کاٹ اسکے بعد میری طرف متوجہ ہو زیرک نے
التفات اس کی بات پر نہ کیا اور اپنے کام مین مشغول رہا مطوقہ نے کچھ مبالغہ سے کہا کہ ای زیرک مجھپر احسان کرتا ہے تو اول میرے
یارونکی بند کاٹ اور بار منت میری گردن پر رکھ موش نے کہا کہ اسبات کو مکرر تو نے کہا اور مبالغہ حد کو پہنچایا شاید کہ حق دوستی تو نے
جانا ہے مگر حق نفس[۹۵] سے مطلع نہین ہے اور نکتہ ابدأ بنفسک تجھے معلوم نہین ہوا ہی مطوقہ نے کہا کہ مین اس امر مین مجبور ہون کہ
ان کبوترونکی پیشوائی کا منشور میرے نام پر لکھا گیا ہے اور انکے حوال کا تعہد میرے ذمے رکھا ہے اسلئے کہ یہ رعیت ہین اور مین انکا بادشاہ
ہون اگر اسوقت اپنی نفس سے انھین ترجیح دون تو میرا نام دفتر وفاداری سے نکال دیا جاوے اور چاہیئے کہ اپنی آسایش طلب کری اور رعیت کا
بند بلا مین پڑنا گوارا کری تو تھوڑے دنون مین چشمۂ دولت اسکا تیرہ اور دیدہ حشمت خیرہ ہو جائیگا موش نے کہا کہ بادشاہ رعیت مین
بجائے جان ہے اور بدن مین بمنزلہ دل اسلئے ملاحظہ احوال دل مقدم ہی کہ اگر جان و دل نہو تو بدن ہیچکارہ ہی اور اگر بعض اعضا
بدن کے نہون تو چندان ضرر نہین ہے **ب** چاکران کم اگر شوند چہ غم + از سر شہ مباد موی کم + مطوقہ نے کہا کہ ای یار اس
مبالغہ سے حاصل یہ ہی کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر پہلے میرے حلقہ دام کے کاٹے اور تیری طبیعت گھبرا جائے اور یار میرے پھنسے رہین
تو مروت اور وفا سے بہت دور ہو جاوینگا اور اگر اونکے حلقے کٹین اور تیری طبیعت کو ہرچند کلفت ملول ہی کرے تو
بھی ممکن نہین کہ تو میری گرفتاری کو گوارا کرے موش نے کہا کہ عادت اہل کرم کی یہی ہے اور عمل اہل فتوت[۹۶] کا
یون ہی چاہیئے سچ تو یہ ہے کہ اسی خصلت پسندیدہ اور سیرت ستودہ سے اعتقاد خلایق کا تیری دوستی مین
صاف ہے اور اعتماد رفیقون کا تیری کرم اور جوانمردی پر حد سے زیادہ ہے القصہ موش نے پہلے اور ونکے حلقے کاٹ ڈالے
اور بعد پیچھے مطوقہ کے اور کبوترون نے دعا دی کہ پرواز کی اور موش اپنے سوراخ مین گیا زاغ نے وفاداری اور احسان موش کا

[۹۱] جریان بالفتحتین روان شدن ۱۲
[۹۲] نفوذ بالضم جاری شدن ۱۲
[۹۳] ارادت بالکسر خواہش ۱۲
[۹۴] دردی بالضم نشستن شراب ۱۲
[۹۵] یعنی مرتبہ نفس ۱۲
[۹۶] فتوت جوانمردی ۱۲

معائنہ کرکے کمال مشتاق موشکی دوستی کا ہوا اسکے بعد سوراخ کے پاس جاکر آواز دی موش نے پوچھا کہ تو کون ہے زاغ
نے کہا کہ مین زاغ ہون اور کار ضروری تجھسے کہتا ہون زیرک اسم باسمی اور جہاندیدہ تھا گفتگوے دشمن قوی سنکر متحیر و ترسان
ہوا اور کہا کہ مجھے تجھسے کیا نسبت ہی اور تجھے مجھسے کون جنسیت ہے زاغ نے صورت حال کبوتر زنکی جو مشاہدہ کی تہی اور وفا
اور احسان اسکا جو دیکھا تہا بیان کیا کہ انتہا مروت و فتوت تیری دیکھکر معلوم ہوا کہ تیرا ثمرہ دوستی اور نتیجہ محبت مشکل کے
وقت کار آمدنی ہی اسلئے میری ہمت کلی مصروف اس بات پر ہے کہ باقی عمر تیری رفاقت مین بسر کرون موش نے کہا کہ راہ
مصاحبت میری اور تیری مسدود اور طریق مواصلت ازل سے ممنوع ہی **بیت** ببازار تو سود جز زیان جان نمی بینم
که بعد المشرقین آمد میان ما درین سودا + اس خیال سے درگذر اور جو چیز کہ تمام آنا اوسکا کسی وجہ سے نہ ہوسکتا ہو طلب اسکا
ایسا ہے کہ کشتی کو خشکی مین چلانا اور گہوڑے کو دریا مین دوڑانا جو شخص کہ جستجو محال کی کرتا ہے اپنے اوپر عالم کو ہنسواتا ہے۔
بیت این دام بہر قصد شکار دگری کن + کان صید کہ دیدی بکمند تو نیا رید + زاغ نے کہا کہ اے زیرک یہ حرف زبان پر نہ لا کہ
ارباب کرم اہل احتیاج کو محروم نہین کرتے ہین اور مین حوادث زمانہ سے پناہ اس آستانہ پر لاتا ہون موافق اس بیت حافظ
قدس سرہ کے **بیت** جز آستان توام در جہان پناہے نیست + سر مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست + اور مین دلسے عہد کر چکا ہون کہ
باقی عمر تیری رفاقت مین بسر کرون اور اگر میرا امتحان تو میری آزمایش کریگا تو یہی پاتا بت قدم رہونگا **بیت** گر شمشیر بستانی مینوازی حاکمی
ور بتشریف غلامی می پذیری بندہ ام + زیرک نے کہا کہ ای زاغ حیلہ چھوڑ اور فریب سے ہاتھ اوٹھا کہ مین طبیعت تیری بنی نوع کی
خوب جانتا ہون اور تو میرے ہمجنس نہین ہے کیا نہین سنا کسی نے **مصرعہ** روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم + اور مین کسطرح
تجھسے امین نہین ہو سکتا ہون اور جو کوئی غیر جنس سے مصاحبت کریگا اُسے وہ پہنچیگا جو اوس کبک کو پہنچا زاغ نے پوچھا کہ یہ حکایت
کیونکر ہے **حکایت کبک دری** کہتے ہین کہ ایک کبک دری دامن کوہ مین خرامید اور غلغلہ اسکے قہقہے کا گنبد سپہر مین
پیچیدہ تہا قضا را باز شکاری ہوا پر اوڑا جاتا تہا جبکہ باز کی نظر اسکی خوش خرامی پر پڑی اور قہقہہ اسکا کان مین آیا بے اختیار مایل
اسکی مصاحبت کا ہوا اور دلمین کہا یہ مثل سچ ہی کہ جو کوئی بے یار ہی ہمیشہ بیمار ہی ایسے شخص کی مصاحبت محض راحت اور سراپا سرور ہے
بیت کسے کاندر جہان یاری ندارد + درخت عشرتش بارے ندارد + یہ کبک عجب خوش منظر اور شیرین حرکات ہے ایسے شخص کی
مصاحبت اور ایسے رفیق عجیب کی صحبت سے دل مین نہایت خوش رہیگا اسکے بعد سینہ اسکی طرف مایل ہوا کبک نے جبکہ باز کو آتے دیکھا
جلد شگاف سنگ مین جا چھپا باز اس شگاف کے قریب آیا اور کہا کہ ای کبک کیون چھپتا ہے کہ مین عاشق تیرا ہون جب سے خوش خرامی تیری دیکھی ہے
ہزار جان سے تیرا فدائی ہون لازم ہے کہ تو مجھسے خوف نہ کر اور اپنی صحبت سے مجھے مسرور فرما کہ نتیجہ محبت کا بہت منفعت رکھتا
ہے اور شجر دوستی ثمر مراد دیتا ہے **بیت** نخل محبت کہ از و میوہ مقصود + ہر چند کسے میش ہر دمیش بر آمد +

کبک نے آواز دی کہ اے مہربان کا مگار مجھ بیچارے سے ہاتھ اوٹھا لے اور ایک کبک اور بھی اپنے دلمین کہا کہ مجھ لے یہ کیا خیال محال ہے
اگر آب و آتش بہم آمیختہ ہون اور سایہ و آفتاب باہم مجتمع ہون تو بھی صحبت میری اور تیری نہین ہوسکتی ہے **مصرع** نین نکر دیگذر
کہ بجای نمی رسد ❊ باز نے جواب دیا کہ العزیز اپنے دلمین سمجھ کہ مجھے مہربانی کے سوا اگر خیال بد ہوتا تو اس لطف سے کیون تیری ملاقات
مین مبالغہ کرتا تیرے جنگل مین نقصان ہے کہ مین اور کبک کا شکار نہین کرسکتا ہون اور نہ منقار مین میرے فتور[1] ہے کہ اپنے طعمے
کے شکار سے عاجز ہون لیکن وجہ کیا تھی کہ مین دغا کرتا مگر تمنای مواصلت و ہمنشینی تیری سلسلہ جنبان ہوئی کہ اتنا اصرار کرتا
ہون اور میری صحبت سے تجھے فائدی بہت متصور ہین پہلے یہ کہ تیرے ابنا ے جنس جب دیکھین گے کہ تو بزاید سایہ بال حمایت
مین میرے پرورش کرتا ہے تو دست تعدی تجھ سے کوتاہ کرینگے بلکہ دیدہ حرمت سے دیکھین گے[2] دوسرے یہ کہ تجھے اپنے آشیانہ مین لیجاؤنگا
کہ اوس بلندی پر بیٹھکے تماشا کوہ و صحرا کا القدر[3] مد نظر دیکھتا رہیگا اور اپنے ابنای جنس کا محسود ہوگا تیسرے یہ کہ جسکو اپنے ہمقوم
مین پسند کریگا اوسکو تیرا جفت کرونگا کہ بفراغت تمام داد عشرت دیگا **ع** نہ از زمانہ جفا و نہ از سپہر ملال ❊ امید حاصل و جام ادا
مالا مال ❊ کبک نے کہا کہ تو پرندوں کا سردار ہے اور مین ادنے تیری رعیت سے ہون اور میری ہمتا ل قصور و گناہ سے
خالی نہین ہوتے ہین ممکن ہے کہ کوئی قصور خلاف مزاج عالی مجھ سے صادر ہو اور اوسکی عوض مین سرپنجہ غضب سے
تو مواخذہ کرے پھر بجز ہلاکت اور چارہ نہوگا اس سے یہی بہتر ہے کہ گوشہ قناعت مین زندگانی بسر کرون اور اپنی حوصلے
سے زیادہ طمع نہ کرون **بیت** مین قابل نظارہ خورشید کہان ہون ❊ سایہ کی طرح پس پس دیوار نہان ہون ❊
باز نے کہا کہ اے برادر نہین جانتا تو کہ دیدہ محبت عیب بینی مین کور ہوتا ہے اور عمل کہ دوست سے سرزد ہوتا ہے
زیبا دکھائی دیتا ہے چنانچہ یہ شعر پشتو کا تصنیف کاظم خان خان زادے کا مناسب اس مضمون کے ہے
بیت پاک طینت کلہ عیوب جیران مینی ❊ استرکے گلہ کیم نہاد مژگان مینی ❊ کبک ہرچند جواب دیتا تھا مگر باز
رد الجواب مین غالب رہتا تھا آخر کار کبک ناچار ہوا اور بعد عہد و پیمان کے شگاف سے باہر آیا باز نے بکمال شفقت
گلے لگایا اور عہد محبت ایمان و اقسام سے مضبوط کیا باز پنجے مین اوٹھا کے اپنے آشیانے مین لے گیا جب کہ دو
چار دن گذرے کبک کے دل سے خوف کم ہوا پھر ہر کلام مین گستاخی باز سے کرنا شروع کیا اور غصہ کے سوال و
جواب مین کرنے لگا باز ہمت عالی کے سبب سے شنیدہ کو ناشنیدہ سمجھ کے در گذر کرتا تھا مگر ہر روزہ دل مین خشونت
جگہہ پکڑتی جاتی تھی ایک دن طبیعت باز کی سست تھی اسلیے شکار کے واسطے آشیانہ سے جنبش نہ کی تھی
جبکہ شب ہوئی اور آتش اشتہا مشتعل ہوئی اور وہ کینہ جو سینۂ باز مین کبک کی طرف سے جمع
ہوا تھا اوسوقت اس رنج مین یاد آیا ہرچند عہد و پیمان کو یاد کرتا تھا اور دل کو روکتا تھا

[1] فتور بضم سستی ۱۲
[2] ... درازی ۱۲
[3] جبر ان البہا کمر (?) جمع محاربہ یعنی ہمسایہ اور یعنی ...
کہ پاک طینت لوگ سب عیب سے ... سب بھی ... ۱۲
... بضم درستی ۱۲

مگر کبک کی بے ادبیون نے ازبس ملول کر رکھا تھا اور عہد شکنی کے واسطے اوسنے بہانہ بہی بہت ہو جاتا ہے لہذا سخت
آشفتہ تہا اور کبک آثار غضب باز کے چہرہ پر مشاہدہ کرکے سمجھا کہ اب ہلاکت کا سامنا ہے اوسوقت آہ سرد دل
پُر درد سے بھر لایا اور کہا **بیت** چو عاشق میشدم گفتم کہ بُردم گوہر مقصود ٭ ندانستم کہ این دریا چہ موج بیکران دارد ٭
افسوس کہ اول مینے نظر پایان کار پر نکی اور غیر جنس قوی باز کے ساتھ دوستی کی اور پند بزرگونکی دل سے بھلا دی کہ صحبت
ناجنس کی بلای عظیم ہے ہر آئینہ آج کشتی عمر کی گرداب ہلاکت مین پڑی کہ ملاح فکر اوسکی تدبیر سے عاجز ہے اور رشتہ
میری حیات کا اسطرح ٹوٹتا ہے کہ کوئی صناع اوسکو جوڑ نہین سکتا ہے باوجود یہ اندیشہ کرتا تہا اور جانتا تھا کہ موت نزدیک
آپہونچی ہے اودہر باز نے پنجہ آزار کھول رکھا تہا اور سنان منقار خونخوار کو زہر ستم سے باڑہ دی رکھی تہی اور اوسنے
بہانے کا انتظار تھا جبکہ کبک ڈر سے اپھر ادب کے سوا اور بات نکرتا تہا اور باز بہی کوئی حیلے کے بغیر قصد اوسکا نکرتا تہا آخر باز نے
بیتاب ہوکر کہا کہ ای کبک یہ بات روا ہے کہ مین دہوپ مین بیٹھون اور تو سایہ مین کبک نے کہا کہ ای امیر عالمگیر یہ سب سے
آفتاب کہان اور دہوپ اور سایہ کیسا باز نے کہا کہ لے بے ادب مگر تو مجھے جہوٹا جانتا ہے اور میری بات کو رد کرتا ہی
اب لائق یہ ہے کہ تجہی سزا دون یہ کہا اور پنجے مین پکڑ کے کہانا شروع کیا یہ مثل اسواسطے وارد کی ہے کہ جو کوئی غیر جنس
سے انس کریگا کبک دری کی مانند جان شیرین کہوئیگا اسیطرح مین بھی تیرا طعمہ ہون اور کسی طرح تجہ سے امین نہین
ہوسکتا ہون اور دوستی مجھمین تجھمین محال ہے زاغ نے کہا کہ ای زیرک عقل کیطرف رجوع کر کہ مجہے تیری ایذا مین کیا فائدہ
اور تیرے کہانے سے کیا حاصل بلکہ بقا مین بہت سے فائدے متصور ہین یہ مروت سے دور ہے کہ مین صرف تیری دوستی
کی امید پر راہ دور و دراز طے کرکے آیا ہون اور تو منہ مجھسے پھیر کے دست رد میرے سینے پر مارتا ہے اور امین نیک سیرت اور
پاکیزہ خصلتی کے ساتھ کہ تو رکہتا ہے میرا حق غربت ضایع کرتا ہی اور غریب تیری آشنائی سے ناامید پھرا جاتا ہے اور جو مکارم
خلاق کہ تجہسے مشاہدہ کیے ہین مینے یقین اوس سے یہ ہے کہ اپنی کرم سے تو مجہی محروم مطلق نہ چھوڑیگا بلکہ میرے مشام امید کو
رایحہ روح پرور سے معطر کریگا موش نے کہا کسیکو یہ طاقت نہین ہے کہ عداوت ذاتی کو دفع کر سکے کسواسطے کہ اگر دو شخص کے درمیان
عداوت عارضی کتنی ہی بڑھ جائے پر اندک سعی سے مدافعہ بہی اوسکا ممکن ہے اور اگر اصل مین باہم دشمنی پڑ گئی ہے تو اور دونون
طرف سے اوسکا اثر نمایان ہو اور باوجود اوس عداوت قدیمی کے سبب جدید بہی لاحق ہوئے ہون اور ایک تحریک دینے والا
ہی ہر دم ساتھ لگا ہو یعنی اشتہا وغیرہ جبکہ اتنے مخالف جمع ہون پھر مدافعہ اوسکا دائرہ امکان سے باہر ہے اور حکما نے کہا ہی
کہ دشمنی ذاتی دونون پر ہے ایک تو یہ کہ کبہی اوس سے ضرر پہنچتا ہے اور کبہی وہ اوس سے متاذی ہوتا ہی جیسا کہ دشمنی ذاتی شیر اور ہاتہی کا کہ
کبھی ملاقات بے محاربہ نہین ہوتی ہی اور کبہی اوسی ظفر ہوتی ہی اور کبہی یہ فتحیاب ہوتا ہی یہ عداوت گنجایش تسلی کی رکہتی ہے کہ دونون کو

امید اپنی فتحیابی کی ہنی ہے اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ مضرت ایک طرف اور منفعت ایک جانب ہی جیسے کہ گربہ اور موش اور گرگ
اور گوسپند مین دشمنی دائمی ہے مضرت ایک طرف اور راحت دوسری جانب ہی اور اس عداوت نے یہان تک استحکام پایا ہے
کہ نہ گردش فلکی اسکو تغیر دے سکتی ہے اور نہ اختلاف زمانے کا اس عقدہ کو کہول سکتا ہے پس جبکہ یہ ثابت ہوا کہ
نقصان جان کا ایک طرف ہی پہر کیونکر صورت ملاقات کی روا ہو **نظم** آن لحظہ کہ روز و شب بہم پیوندند + یا رشتہ
مہر سایہ باہم بندند + من با تو نشینم و دران حالت نیز :: ارباب خرد تمام بر من خندند + زاغ نے کہا کہ الحمد للہ کہ عداوت
تیری میرے دمین نہین ہے اگر میرے ابنائے جنس تیری دشمن ہون تو باک کچہ نہین ہے کہ میرا آئینہ دل تیرے غبار مفارقت
سے بالکل پاک ہے اور مثل مشہور ہے مِنَ الْقَلْبِ اِلَی الْقَلْبِ رَوْزَنَۃٌ یعنے دل سے دلکی طرف ایک سوراخ ہی پس
غالب ہے کہ تیرا دل میری خلوص محبت پر آپ گواہی دے موش نے کہا کہ مبالغہ حد سے زیادہ کرتا ہے اور تکلیف دوستی کی خواہی
نخواہی دیتا ہے لیکن اندیشہ کرتا ہون کہ اندک سبب سے یہ رشتہ محبت کا ٹوٹ جائیگا اور وہی عداوت اصلی ظہور کریگی اور تو
اپنی عادت اصلی پر عمل کریگا جیسا کہ پانی ہرچند ایک جگہہ پر بند ہوا اور رنگ بو اور ذائقہ بہی بدل گیا ہو مگر خاصیت اصلی باقی رہیگی یعنی
جب آگ پر ڈالینگے تو بجہا دیگا چنانچہ حکما کا اتفاق ہی کہ دشمن کے کلام پر کبہی فریفتہ نہو اگرچہ ہزار عہد و پیمان کرے ہرگز اعتماد
کرنا نہ چاہیئے اور جو کوئی ترہات دشمن پر عمل کریگا اوسی دن پہنچیگا جو اوس شتر سوار کو پیش آیا زاغ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا
حکایت شتر سوار کہا کہتے ہین کہ ایک شتر سوار اثنائے سفر مین ایک مقام پر پہنچا کہ اوسکے کاروانیون نے کوچ کے
وقت آگ لگا دی تہی از بسکہ باد تند وزان تہی خس و خاشاک اوس جگہہ کی جلاتے جلاتے گوشہ صحرا مین جا لگی اور دور
دور اوس صحرا مین پہیل گئی لالہ زار کے مانند تابان تہی اتفاقاً مار کلان اوس آگ مین گہر گیا کسی طرف رستہ نپاتا تھا
اور گرمی سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے ناگاہ شتر سوار کو دیکہا فریاد کی کہ درماندہ اور بیچارہ ہون اگر
مرحمت کرے اور مجہے اس بلا سے بچائے تو بموجب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ خالی فائدے سے
نہوگا شتر سوار خدا ترس اور رحیم مزاج تھا جب کہ زاری اور بیچارگی سانپ کی سنی اپنے دل مین کہا کہ اگرچہ
مار دشمن انسان ہے مگر اس دم درماندہ و حیران ہے اب بہتر یہ ہے کہ اسپر رحم کرون اس کے بعد
توبڑے کو نیزے پر رکھہ کے سانپ کے نزدیک کیا سانپ جلدی سے اوس توبڑے مین در آیا
سوار نے نیزہ کہینچکر توبڑہ اپنے نزدیک کیا اور منہ توبڑے کا کھول کے سانپ سے کہا کہ آگ سے
تو نے نجات پائی اب جس طرف چاہے جا اور شکر اوس کا یہ ہے کہ پہر مردم آزاری نہ کرنا کہ انسان کی
جنس نے تجہ پر احسان کیا ہے **بیت** بترس از خدا و میازار کس + رہ رستگاری ہمین ست و بس +

سانپ آستین مین شتر سوار کی لپٹ گیا اور کہا کہ یہہ کلام کمین جبتک تجہے اور تیری اونٹ کو نہ کاٹونگا نہ جاؤنگا شتر سوار نے کہا مین نے تجہے بلا سے نجات دی ہے اُس احسان کا بدلا یہی ہے سانپ نے کہا واقعی تو نے نیکی کی مگر غیر محل مین واقع ہوئی اور شفقت کی تو نے لیکن سانپ غیر مستحق کے صادر ہوئی کیا تو نہ جانتا تہا کہ مین قہر مجسم ہون تو مجھہ سے آدمیونکو نفع غیر ممکن ہے پس جبکہ ایسے سے نیکی کی تو نے کہ سزاوار بدیکا تہا اب جزا اوسکی یہی ہے کہ تجہے الم پہنچے کہ نیکی کرنا بدون سے ایسا ہے کہ جیسا نیکون سے بدی کرنا **قطعہ** چنانکہ از روش عقل و شرع ممنوع ست + بدی بہ نسبت پاکان و نیکوان کردن + بجاے دون صفاتی کہ مردم آزار اند + بہ ہیچ وجہ نکوئی نمیتوان کردن + جو کہ مجہہ مین تجہہ مین عاوت جبلی تہی تو عاقبت اندیشی مقتضی اسکی تہی کہ مجہے جلنے دیتا اور میری زاری اور چرب بانی پر خیال نہ کرتا بلکہ اور سرکوبی کرتا قتل الموذی قبل الایذا آیا ہے تو نے خلاف شرع واحتیاط کے کام کیا بہلا مین کیون اپنی وضع کے خلاف کام کرون ہر آئینہ مین تجہہ کاٹونگا تا اپنی نوع مین تیری طرح احمق نہ ٹہیرون شتر سوار نے کہا کہ اے سانپ انصاف کو کام کر کہ مکافات مین نیکی کے بدی کرنا کسی مذہب مین روا نہیں ہے سانپ نے کہا عادت تم سب آدمیونکی یہی ہے مین بہی تمہاری فتوے پر عمل کرتا ہون جو کچھہ بازار مکافات مین تمسے خرید کیا ہے وہی تمہاری ہاتھہ بیچونگا **مصرع** یک لحظہ بجز آنچہ فروختی ہمہ عمر + ہر چند شتر سوار نے تقریر مین مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہوا سانپ نے کہا کہ اب تبا کہ پہلے تجہے کاٹون یا تیرے اونٹ کو سوار نے پہر عذر کیا کہ نیکی کا عوض بدی نہیں ہے حق فراموشی نہ کر سانپ نے کہا یہی طریقہ آدمیونکا ہے مینے جو کچہہ تم سے سیکہا ہے تم سے کرونگا سوار نے کہا کہ اگر اس دعوی کو گواہ عادل سے ثابت کیا ہے کہ انسان نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین تو زخم بجان قبول کرتا ہون سانپ نے چار طرف نگاہ کی دور سے ایک بہینس کو چرتے دیکہا کہا کہ چل آ اس بہینس سے پوچہین شتر سوار سانپ کو لیکر گاومیش کے پاس آیا سانپ نے کہا کہ ای گاومیش جزا نیکی کی کیا ہے اُسنے کہا کہ اگر آدمیون کے مذہب مین پوچہتا ہے تو جزا نیکی کی بدی ہے سر گذشت یہ ہے کہ مدت دراز سے ایک شخص کے پاس ہتی ہر سال ایک بچہ دیتی تہی اور گہر اُسکا شیر و روغن سے بہر رکہتی تہی اور اُسکا سامان شادی و غم میرے شیر و روغن پر موقوف تہا جبکہ مین بوڑھی ہوئی اور دودھ اور بچہ دینے سے عاجز آئی پہلے دانہ اور چارہ کمو قوف کر دیا اُسکی بعد صحرا مین ہانکدیا مین بدشواری تمام اپنے منہ سے خس و خاشاک عرصہ دراز سے چرتی ہی کل وہ اتفاقاً ادہر آ نکلا جبکہ مجہے دیکہا اُسکی نگاہ مین اندک نظر آئی قصاب کو بلا کے اوسکے ہاتہہ مجہو بیچا آج وہ مسلخ مین لیجا کے ذبح کر کے بند بند میرے جدا کریگا اُسکی مذہب مین مکافات نیکی کی یہی ہی سانپ نے کہا کہ سنا تو نے اب آمادہ زخم کا ہون سوار نے کہا شرع مین ایک گواہ پر حکم نہین کرتے ہین دوسرا گواہ بہی ضرور ہے سانپ نے ایک درخت دیکہا اُسکے نزدیک آ کر پوچہا کہ جزا نیکی کی کیا ہے درخت نے کہا کہ انسان کے مذہب مین نیکی کا بدلا بدی ہے چنانچہ مین اس صحرا مین ایک پانوٴن سے ایستادہ ہون جو آدمی کہ گرمی مین آتا ہے میرے سایہ مین ٹہیرتا ہے

جبکہ ہواس درست ہونے ہیں تخو بز کرتا ہو کہ اسکی شاخ نکلی ہے یہ چیز بن بن گئین اور بہتی ہین اتنی اتنی تھتنے اور کڑ بان نکلین گی اگر قابو ملتا تو ضرور اسے کاٹتا جسکے پاس تبر ہوتا ہے وہ ایک دو شاخ کبھی کاٹ لیجاتا ہے یہ حال ہے بنی نوع انسان کا سانپ نے کہا کہ جو گواہ عادل گزر چکے ہین اب مین تجھے کاٹتا ہون سوار نے کہا کہ جان بہت عزیز شے ہے اگر ایک گواہ اور بھی ہو تو بلا اضطرار تو مجھے کاٹ پھر کچھ عذر نہ کرونگا اتفاقاً ایک روباہ بھی اوسجگہ کھڑی یہ حکایت سنتی تہی سانپ نے کہا کہ ای روباہ تو بتا کہ جزا نیکی کی کیا ہے روباہ نے کہا کیا نہیں جانتا ہے تو کہ عوض نیکی کا بدی ہے اسکے بعد روباہ نے پوچھا کہ ای شتر سوار تو نے سانپ کے حق مین کیا نیکی کی ہے کہ مستحق بدی کا ہوا ہے شتر سوار نے سب حال بیان کی روباہ نے کہا کہ مرد عاقل کو خلاف بولنا نچاہیے **بیت** ز عاقل کے روا باشد سخنہاے خطا گفتن ✤ نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن ✤ سانپ نے کہا کہ یہ سوار سچ کہتا ہے یہی تو بڑھ ہے کہ احسان کر کے مجھے آگ سے بچایا ہے روباہ نے کہا کہ یہ بات کسیطرح خیال مین نہین آتی کہ تو اتنا بڑا اور اتنی ذرا سے توبڑہ مین آ گیا اور نیزہ سے یہ سوار اٹھا لے اگر برای العین مشاہدہ کرون تو البتہ مجھے باور ہو اسکے بعد ایکدم مین فیصلہ کرونگی خوف یہ ہے کہین ایسا نہو کہ خلاف راستی حکم کرون اور ناحق گنہگار خدا ہون تو سانپ اسی توبڑے مین در آیا اور سوار نے نیزے پر رکھکر دور کیا چاہتا تھا کہ پھر اسیطرح اپنی طرف کھینچے کہ روباہ نے کہا ای سوار دشمن کو قابو مین لایا ہے اب مہلت ندے **بیت** دشمن چو بدست آمد و مغلوب تو شد ✤ حکم خرد آنست امانش ندہی ✤ سوار نے توبڑے کو اوٹھا کر زمین پر پٹکا کہ سانپ مرگیا اور شتر سوار نے امان پائی۔

مصرع این چنین بد زندگانی مردہ بہ ✤ فائدہ اس حکایت کا یہ ہے کہ دشمن کی زاری پر فریب کھائے اور کسی طرح اوسکے قول پر اعتماد نہ کرے اگر سیاہی زاغ کی جاتی رہی تو بھی دشمن اصلی دوست نہین ہونیکا **رباعی** ہر کس کہ بقول خصم مغرور شود ✤ شمع خرد ش تیرہ و بے نور شود ✤ دشمن دانی تو درچہ محل گردد دوست ✤ آنوقت کہ تیرگی ز شب دور شود ✤ زاغ نے کہا کہ یہ باتین محض حکمت ہین کہ بیان کی تو نے سوئی بینے اور یہ جواہر روشن کہ کان خرد سے باہر لایا تو دیدۂ دل اس سے منور ہوا اگر تیری موت اور فوت ایسا غالب ہے لازم ہے کہ خیال مضایقہ دل سے اوٹھاوے اور یقین ہے سخن کا کر اور اب طریقہ موصلت کا جاری فرما قول حکما کا ہے کہ کریمون سے آمیزش اور لئیمون سے گریز چاہیے کہ کریم دوستی ایک ساعت برابر عمر دراز کے جانتے ہین اور لئیم دوستی صد سالہ کو طرفۃ العین مین برباد کر دیتے ہین یہ بارہا دیکھا ہے کہ آزادہ لوگ دیر مین دوست ہوتے ہین اور سبب قوی کے بعد بہت دیر مین دشمنی کرتے ہین مانند کوزۂ زرین کہ دیر مین بنتا ہے اور دیر مین ٹوٹتا ہے اور سفلی جلد دوست ہوتے ہین اور دشمن بھی جلد ہو جاتے ہین جیسا کہ کوزہ سفالین جلد بنتا ہے اور جلد ٹوٹتا ہے اور دوسرا سبب سفلی کی دشمنی کا یہ ہے کہ یہہ کبھی کسی کے دل سے دوست نہین ہوتے مگر دیانی بینے اور سب طرح کی خوبیان تیری ذات مین سمجھ لی ہین اسلئے تیری ہمنشینی اور دوستی کا مشتاق ہون اور یہی

عہد دل سے کیا ہی کہ جبتک تو مجہی عزیز نہ کریگا نہ کچہہ کہاؤنگا اور نہ تیری آستانہ فیض سی سر اوٹہاؤنگا موش نے کہا کہ تیرا کلام اول ہی میرے دلپر اثر کر گیا تہا اگر مین عذر عاقلانہ نہ کرتا اور پہلے ہی سوال کو قبول کرلیتا تو تو جانتا کہ یہہ دوست سست عناں اور نرم شانہ ہی اور عاقل ایسی کی دوستی کا اعتماد نہین کرتے ہین اس گفتگو کے بعد اب مجہی جان سے بہی دریغ نہین ہے

بیت سپردم بتو مایہ خویش را ٭ تو دانی حساب کم و بیش را ٭ یہہ کہکر موش نکلا اور در سوراخ پر کہڑا ہوا زاغ نے کہا اگر اب بہی کوئی خلجان و تردد باقی ہے کہ تشریف آگے نہین لاتا ہے موش نے کہا کہ انصاف کر کہ باوجود دلائل قویہ کے جو بیان ہو چکین اونپر مینے خیال نکیا اور دیدہ و دانستہ شیرین جان کو تیری محبت پر فدا کیا اب مجہکو کون جگہہ اندیشی کی باقی ہی مگر یہ البتہ کہ جو عہد و پیمان تونے کیا فقط اپنی ذات سی کیا ہے لیکن تیرے ابنای جنس اگر قصد میرا کرین تو اسکا کیا علاج تجویز کیا ہے زاغ نے کہا کہ مجہمین اور میرے ہمجنس مین شرط یہ ہے کہ میرے دوستکے دوست رہین اور دشمن کے دشمن موش نے کہا کہ حقیقت بہی یہی ہے کہ دشمن کا دوست زیادہ دشمن سے سمجہا چاہیئے اور دوست کا دشمن گویا وہ بہی اپنا دشمن ہے چنانچہ حکمانے تفصیل دوستون اور دشمنونکی لکہی ہے کہ دوست تین طرح کے ہوتے ہین یعنی دوست خالص اور دوست کا دوست دشمن کا دشمن اور دشمن بہی تین وضع کے ہوتے ہین دشمن ظاہر اور دشمن دوست کا اور دوست دشمن کا **بیت** از دشمن خود چنان نترسم ٭ کز دشمن یار و یار دشمن ٭ زاغ نے کہا کہ مطمئن ہو مین الحمد للہ کہ بنای محبت فیما بین انتہا استحکام پایہ مین پہنچی اور سہی جانونگا کہ جو تیرا محو رضا ہوگا اور جو کوئی کہ تجہسی خلاف کریگا وہ بلا شبہ دشمن میرا ہی کہ لا آنکہ عین او نشا میری کہ دیدبان تن و دل کے ہین اگر خلاف تیرا اختیار کرین تو قسم لوسکی کہ میرا لفس دشمن مدت مین جسکی ہی ایک عبارت مین ساحل وجود سے نکالکر گرداب عدم مین پہینکدونگا تا بدیگرے چہ رسد **بیت** عضوی ز تو گر دوست شود یا دشمن ٭ دشمن دو شمر تیغ دو کش زخم دو زن ٭ موش اس جہہ کے سننے سی خوشدل ہوا اور نزدیک آیا اور باہم معانقہ کیا اور بساط انشا کو بچہایا چند روز شرائط ہمدردی کی موش نے بوجہ احسن ادا کیے زاغ نے کہا کہ ای برادر اب مفارقت ایکدم کی برابر سال کے ہی اگر اسجگہہ مع اہل و عیال تشریف لایئے تو جو منت میری گردن پر ہے دو چند اوس سے بڑہ جاے کس لیے کہ یہ موضع جاے پاک اور مقام دلکش ہے زاغ نے کہا کہ اے زیرک سچ کہا تونے کہ یہہ جگہہ خوب ہے مگر نقصان یہ ہے کہ شارع عام سے نزدیک تر ہے اور جادہ راہ سے متصل واقع ہے اور مسافرون کے آمد و شد مین ایک آن گزند کا اندیشہ ہے اور جہان کہ میرا مسکن ہے مرغزار ہے نہایت مصفا بلا تشبیہ روضہ خلد کی مانند نہر اور ہوا اوسکی مثل باغ ارم محل بہجت اور مسرور ہے **اشعار ہندی**

گلشن لگ رہی ہے سبزہ و نہرون پہ سبز نکہا ہے گمان لہرون پہ ہے شگوفے کی ہر طرف کو بہلے بن گئے غنچنا فہ تاتار

بو تر ایسا ہی نگہت گل کا ہے زلف مشکین بنی ہی موج ہوا ہر او لطمہ میرا اور تیرا اوحرانی ہین بہت اور گزند سی خالی ہے

اور ایک سنگ پشت[۱] کہ تیرے مانند یار وفادار ہی وہ بھی اوس جا سکن کرتا ہی اگر اوس جا تشریف فرما ہو تو ہم تینون یار
بے رنج و عنا البقیۃ العمر بسر کرین مرش نے کہا **بیت** تا دامن کفن نکشم زیر پائی تو + باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت
اور مجھے اب کوئی آرزو تیری شرف ملاقات کی برابر نہین ہے اب جس طرف تو آفتاب وار خرام کریگا سایہ کیطرح پیچہا نہ چھوڑونگا
اور جب تک گریبان میرا ہاتھ مین ہادم اللذات[۲] کے سپرد نہین ہوا ہے دست ارادت تیرے دامن صحبت سے کوتاہ نکرونگا **بیت**
دامن وصلت بیدار نہ چھوڑونگا مین + سر ہے جب تک قدم یار نہ چھوڑونگا مین + اور یہہ بقعہ وطن اصلی میرا نہین ہے بلکہ سانحہ
عجیب یہان آنیکا باعث ہوا ہے اگرچہ قصہ دراز ہے مگر عجائب بسیار سے تعلق رکھتا ہے اگر سمع قبول سے سننا منظور ہوگا
تو مختصر اوسکا بیان کیا جائیگا آخر سخن اسپر ختم ہوا اور موش سنعد چلنے پر ہوا زاغ موش کی دم منقار مین پکڑ کے ہوا پر اوڑا آخر
اپنی منزلگاہ پر پہنچا اوسوقت سنگ پشت چشمے سی باہر نکلا تہا دور سے سیاہی زاغ کی دیکھ کے اندیشناک ہوا اور چشمے مین
در آیا زاغ نے موش کو آہستہ زمین پر رکھ کے آواز دی سنگ پشت آواز آشنا سنکے باہر آیا اور دیدار گرامی دیکھ کر
خروش شادی بلند کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا **ہندی** شکر یارب سفر سے یار آیا + دل بیتاب کو
قرار آیا + ہوئے داغ غم خزان سب محو + گل کہلے موسم بہار آیا + بالکید بکمال گرمجوشی[۳] کی اور کہا کہ ای یار اتنک کہان تھا
اور کیا حال گذرا زاغ نے سرگذشت من اولہ الی آخرہ مو بمو بیان کی سنگ پشت تفصیل ماجرا سنکے اور جمال موش دیکھ کے کمال
خرسند ہوا اور کہا **المولفہ** مردہ تھا مین تو جو آیا جان آئی جان مین + تیرے پاؤنکی صدا ہی قم باذنی[۴] کان مین +
الحمد للہ کہ بخت ہمارے یاور ہوے کہ تجھسا شفیق تشریف لایا موش نے کہا کہ مین کس لائق ہون یہ محض بندہ نوازی ہے
جو تو فرماتا ہے بلکہ حوادث روزگار سے تمہاری سایہ دولت مین پناہ لایا ہون آگے اختیار تمہارا ہی جبکہ رنج راہ سے
آسودہ ہوئے زاغ نے کہا کہ اے برادر وہ سرگذشت اپنی کہا چاہئے کہ ماجرا تجھسے شخص کا خالی فوائد سے نہوگا **بیت**
بکشا لب از ان حدیث شیرین + کام دل ما بر از شکر کن + موش نے آغاز سخن کیا کہ دیار ہند مین شہر ہے کہ اوسی ماروت کہتے ہین
اوس شہر کے زاویہ مین ایک زاہد تہا کہ اوسکے مکان مین مینے بھی رہنا اختیار کیا تہا اور موش چند میرے ملازم تھی جب کہ نعمتہائے
گوناگون پر ہاتھ میرا کشادہ دیکھا روز بروز اور موش زیادہ ہوتے جاتے تھے مین بھی ہر ایک سی باخلاق پیش آتا تہا اور
زاہد کے مرید ہر روز کچھ کھانیکے واسطے طعام اور غلہ لاتے تھے زاہد کچھ خرچ کرتا تہا اور باقی دوسرے وقت کیواسطے رکھتا تھا
اور جو بچتا چلتا اوسکا ذخیرہ کرتا جاتا تہا جسوقت کہ زاہد اندک اوس جگہہ سے جنبش کرتا تہا مین فوراً اوسمین سے دست برد کرکے کچھہ
آپ کھاتا باقی سب موشونکو کھلاتا تہا زاہد ہرچند میری ہلاکت کی تدبیر کرتا تہا مفید نہوتی تہی ایکدن مہمان دانا کا شناسا
زاہد مین وارد ہوا زاہد نے مراسم محبت بخوبی ادا کئے اور طعام مہمانداری کو سرانجام دیا۔ بعد اکل و شرب کے باہم

[۱] سنگ پشت یعنی کچھوا ۱۲
[۲] یعنی ڈہا دینوالا مزہ کا مراد اوس سے موت ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اکثروا ذکر ہادم اللذات یعنی اکثر کرو ذکر یاد موت ۱۲
[۳] یعنی گرمجوشی یعنی اختلاط و محبت ۱۲
[۴] قم باذنی یعنی اوٹھ میرے حکم سے کلام حضرت شمس تبریز کا کہ بادشاہ کے لڑکے کو وہ کہکر جلایا تہا اور قصہ اوسکا مشہور ہے ۱۲

حکایت کرنے لگے زاہد اوس سے مولد مسکن اور سبب مسافرت پوچھتا تھا مہمان کو مرد جہاندیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ
تھا جواب زاہد بطریق صواب ادا کرتا تھا اور عجائب و غرائب ہر دیار کے جو کچھہ کہ مشاہدہ کئے باتیں تھے بتقریر
دلپذیر بیان کرتا تھا زاہد اثنائے کلام میں ہر دم ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا اور چپ و راست نظر کرتا تھا مہمان نے جب
یہ حرکت زاہد کی چند بار ملاحظہ کی آشفتہ ہوکر کہا کہ ای زاہد یہ کیا حرکت بیجا ہے کہ بے سبب ہر دم ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہی
یہہ حرکت نامناسب خلاف تمکین کیا ہی مگر مجھسے تمسخر کرتا ہے اور استہزا تجہسے شخص سے بہت بعید ہی اسکے بعد یہ قطعہ پڑھا قطعہ
باستہزا و سخریت بمکن میل + کہ اینہا لائق آزادگان نیست + کسے کو ہزل بازی ساخت پیشہ + از وی آبرو نزد جہان
نیست + زاہد نے کہا کہ حاشا کہ خار ہزل کبھی میرے ذہن خاطر میں اوجھا ہوا و غبار تمسخر کبھی میرے ہوای صافی میں آمیختہ ہوا ہو
یہ حرکت کہ مشاہدہ کرتا ہے تو محض موشون کے غلبہ سے ہی کہ انسے ذخیرہ میں دانہ بچتا ہی نہ سفرہ میں نان بلکہ جان سے
عاری کر دیا ہے مہمان نے کہا کہ سب موش ایک ہی طرحسے چیرہ دستی کرتے ہیں یا ایک دو ایسے ہیں زاہد نے کہا کہ ایک اون
سب میں کلان تر ہے پس وہی اس درجہ دلیر ہے کہ ہاتھ سے چیز لیے بھاگتا ہے مہمان نے کہا کہ یہ جرأت اوسکی بے سبب
نہیں ہے قصہ اس موش کا شاید کہ مشابہ اوس مرد کے ہے کہ زن میزبان سے مبالغہ کرتی تہی کہ آخر کچھہ سبب ہے کہ کنجد مقشر غیر مقشر کی
برابر بیچتا ہے زاہد نے کہا کہ اسکا بیان کیا چاہیے **حکایت کنجد فروش** کہا کہ میں راہ میں آتا تہا شب کو ایک
قریہ میں پہنچکر ایک آشنا کے گہر میں اوترا بعد شام کھانیسے فراغت ہوئی بستر پر آرام کیا اور ہنوز بیدار تھا کہ میزبان
اپنے گہر میں گیا مگر مجھ میں اور میزبان میں ایک بوری کا پردہ تھا کہ جو کلام میزبان گہر میں کرتا تہا سنتا تھا مرد نے
کہا اے زن میں چاہتا ہوں کہ کل اکابر اس قریہ کے بلا کر چاہا۔ عزیز کے ساتھ خوب مہمان داری کروں اور ضیافت
معقول فراخور حال بجالاؤں عورت نے کہا کہ ای مرد میں متعجب ہوں کہ ایک ذرہ کا خرچ لایق عیال کے نقد و جنس سے گہر میں
موجود نہیں ہے کہ ہماری رزق کا سبب ہو اسباب ضیافت کہانسے موجود ہو جائیگا اور اگر اتنا مقدور ہی تو اپنے
عیال کے واسطے کچھہ جمع کرکو چند روز بخاطر جمع گذران ہو اور اگر اس سے زیادہ ہی تو نگاہ رکھہ کہ تیرے بعد تیرے فرزند
محتاج کسی کے نہوں مرد نے کہا **بیت** نداشت چشم بصیرت کہ گرد کرد و نخورد + ببر دگوی سعادت کہ خرج کرد و نخورد + اگر
توفیق احسان اور مجال شفقت اتفاق پڑے اوسپر ندامت نکرے کہ وہ ذخیرہ عاقبت کا ہی اور جسنے کہ دنیا میں جمع
کیا اور خرچ نکیا عاقبت میں وہی مال و بال گردن اوسکا ہوگا کہ جمع کرنا مال کا اس طرح سے ناپسندیدہ ہی جیسا کہ
اوس گرگ کا قصہ ہے عورت نے کہا وہ کیونکر تھا **حکایت گرگ و صیاد و خوک و آہو** مرد نے کہا کہ صیاد ہنرمند کہ آہو
اوسکے سینہ دام سی بانو صولت سے باہر نرکہتا تہا اور نخچیر اوسکے خوف حیلہ و تزویر سے سر کام سے باہر نہ نکالتا تہا

بیت دیدہ ور پیرہنرے نیز ہوش ہ حیلہ وسے سخت دلے سخت کوش ٭ بے شبہ ایکدن اُسنے جال لگایا تھا اتفاقاً
ہرن پھنسا صیاد دام کے نزدیک پہنچا کہ ہرن نے اوس قوت سے جست کی کہ حلقے دام کے ٹوٹ گئے اور آہو بھاگ گیا صیاد نے
تیز دستی کرکے ایسا تیر جگر دوز مارا کہ آہو گر پڑا صیاد ذبح کرکے اور پشتارہ اوسکا کمر سے باندھکر روانہ خانہ ہوا چند قدم چلا
تہا کہ ایک خوک صحرائی دوچار ہوا اور اوسپر حملہ کیا صیاد نے تیز دستی کرکے خوک کے بھی ایک تیر مارا کہ کام خوک کا بھی تمام ہوا
مگر گرتے گرتے اوسنے بھی ایک دانت سینۂ صیاد پر مارا کہ اودہر خوک ادہر صیاد سرد ہوگیا اس حال مین ایک گرگ گرسنہ
وہان وارد ہوا دیکھا کہ صیاد اور آہو اور خوک تینون بیجان پڑے ہین اس نعمت کے مشاہدہ سے بہت خوشدل ہوا
اور باخود کہا کہ وقت ذخیرہ کرنیکا ہے اگر اسراف کرون تو منسوب بحماقت ہوتا ہون بہتر یہہ ہے کہ بقدر اشتہا کہالون
اور جو باقی رہے ایک گوشے مین ذخیرہ کرون کہ ذخیرہ ایام کلفت مین کام آتا ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے **قطعہ** چون
تیشہ مباش جملہ برخود متراش ٭ چون رندہ مباش جملہ انسو مخراش ٭ تعلیم زارہ گیر در علم معاش ٭ چیزے سوے خود سے
کش و چیزے میپاش ٭ پھر خیال کیا کہ گوشت تازہ ذخیرہ کیے لایق ہے پہلے کمان کا ردہ اور چلہ کہ چرمی ہے کہایا
چاہیے باقی پھر سمجھ لونگا القصہ زہ کمان کو چبانے لگا تہوڑی فشا بین دندان خارا شگاف سے چلہ کمان کا کٹ گیا کمان
از بسکہ سخت تہی دونون گوشے بھیڑیے کے پیٹ مین بیٹھی نکلے اور آئے اور تمام اعضاے باطنی اوسکے باہر نکل آئے گرگ
بہی اوسی جگہہ مردار ہوگیا **مصرعہ** این نیز نشد آنہمہ نا خوردہ بماند ٭ فائدہ اس مثل سے یہہ ہے کہ جمع کرنا مال کا بیشتر جان و
ایمان کا وبال ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ جو آج میسر ہو اوسپر خوش ہووے اور غم فردا نکرے **بیت** آنچہ داری بخور امروز و
غم دہر مخور ٭ چون یہ فردا بہی روزی فردا برسد ٭ وے اونکی جان پر کہ مال دنیا بہزار رنج پیدا کرکے ذخیرہ کرتے ہین
اور مصرف مناسب مین مضایقہ کرتے ہین اور مرنیکے وقت بہزار حسرت چھوڑ کر مواخذہ اُسکا اپنی گردن پر لیجاتے ہین اور
وہ مال اور کے کام آتا ہے **قطعہ** تاکے اے خواجہ مال جمع کنی ٭ کہ بمرگ از تو باز خواہد ماند ٭ گنج قارون اگر ذخیرہ نہی ٭ ہمچنان
حرص آن زخواہد ماند ٭ ریسمان زر آتشی کہ ازو ٭ بر تو سوز و گداز خواہد ماند ٭ وہ آگ نہ جلا کہ آپ اوسکے سوز مین گداز ہوئی جبکہ زن
سیر زبان نے یہہ حکمت آمیز باتین سُنین اور پیام سعادت سنکے مژدہ الرزاق علے اللہ اوسکی گوش ہوش مین پہنچا یا بولی کہ اگر
گہر مین قدرے چاول اور کچہہ تل اطفال کے واسطے میںنے جمع کئے ہین اب معلوم ہوا کہ ذخیرہ کرنا منع ہے مین دس آدمیونکا کہانا پکاتی
ہون تو جسے چاہے بلا عورت نے صبحکو تلونکو صاف کیا اور دہوپ مین رکہا اور کہا کہ اے مرد مین اور کام کرتی ہون تو نگہبانی کرتا چڑیان
انہی خراب کرین اور آپ اور کام مین مشغول ہوئی مرد پر نیند غالب آئی سو گیا ایک کتا آیا اور تلون مین منہہ ڈالا عورت
نے دیکہا کہ کتے نے منہہ ڈالدیا نہایت مکروہ سمجھی اور اوٹھاکر بازار لے گئی مجہے اور کچہہ ضرورت تہی مین بہی بازار کو گیا تہا

دیکھا کہ وہ عورت دوکان کنجد فروش پر بیٹھی ہے اور مقشر کو غیر مقشر سے صاع بصاع بدلتی ہی ایک شخص اوسجگہ پر تہا
آواز دی کہ ای عورت اسمین کچہ تو نکتہ ہے کہ کنجد مقشر کو کنجد پوست دار سے برابر بدلتی ہے یہ حکایت اسلیے کہی مینے کہ میرے بہی خیال
مین آتا ہے کہ اوس موش کو جو اتنی جرأت اور چالاکی ہی گمان غالب ہے کہ کچہ نقد اپنی سوراخ مین رکہتا ہے اوس سبب سے اتنی دلیری کرتا ہی
اور اگر مفلس ہوتا تو یہ حال اوسکا نہ ہوتا مثل مشہور ہے کہ بے زر مانند مرغ بے بال و پر کے ہے مجھے یقین ہے کہ اس موش کا نقد
زر کے سبب سے ہی کوئی کدال لا کہ اسکے سوراخ کو کہودے دیکہون زاہد کدال لایا اوسوقت مین دوسرے سوراخ مین تہا متحیر ہوا کہ
ہزار اشرفیان میرے سوراخ مین جمع تہین مین ہمیشہ اوپر لوٹا کرتا تہا اور میری قوت واقعی اوسیکی باعث تہی جبکہ مہمان نے سوراخ کو
کہودا آخر نوبت زر تک پہنچی کہا کہ ای زاہد اسے لے کہ یہ قوت اور جرأت موش کی اسی باعث سے تہی کبہی اسکے بعد دلیری
نکریگا او متعرض نان خوان کا نہوگا مین یہہ سب باتین انکی سنتا تہا اور دمبدم افسردگی اور ضعف دل پر مستولی ہوتا جاتا تہا
اور کیا دیکہتا ہون کہ اوسیدم سب موش آنکہہ چرانے لگے اور ایک ایک حیلے سے اپنی اپنی راہ لینے لگا **نظم** در دل کس مہر و
فای نماند باغ مرا مہر گیاہی نماند مایہ صد برگ و نوا بود زر زر بشد و برگ و نوای نماند اور جو موش کہ میرے
بظاہر ہوا خواہ اور جان نثار تہے اب وہ فرمانبرداری اور ہوا خواہی سے اغماض کرکے عیب جوئی اور بدگوئی کرنے
لگے اور ترک صحبت کرکے میرے دشمنون سے جا ملے بموجب مثل مشہور کے مَنْ قَلَّ دِیْنَارُہٗ ذَلَّ مِقْدَارُہٗ جیساکہ عاقلون نے
کہا ہے کہ جو کوئی بہائی نہین رکہتا ہی اگر وطن مین ہی تو بہی غریب ہے اور جو کوئی کہ فرزند نہین رکہتا ہے نام اوسکا صفحۂ
روزگار پر باقی نرہیگا اور جو کہ مفلس ہوتا ہے کوئی اوسکا یار نہین ہوتا ہے اور دوستی مفلسان اور درویشون کی محض غرض
نفسانی پر ہوتی ہے پہر لیکن گروہ دوست ولی ہون ایک نے اہل دول سے پوچہا کہ تو کتنے دوست رکہتا ہے کہا کہ ابہی تو عالم
دوست ہے خدانخواستہ اگر ایام نکبت آئین اوسوقت معلوم ہو کہ یار کون ہے اور اغیار کون دوست دولت کے وقت پہچانا جاتا ہی
اور یار محنت کے وقت دریافت ہوتا ہے چنانچہ صحائف حکما مین لکہا ہی کہ ایک فاضل سے پوچہا کہ اسمین کیا نکتہ ہی کہ ہر کوئی تعظیم تونگر کی کرتا ہی
اور چشم حقارت سے دیکہتا ہے اور مفلس کو سب چشم کم سے نگاہ کرتے ہین اوسنے جواب دیا کہ مال محبوب عالم ہی جسکے پاس جمع ہوتا ہی لوگ اوسکی
تعظیم بجالاتے ہین لیکن جسکے ہاتہ سے جاتا رہتا ہی پہر اوسکے نزدیک کوئی نہین آتا ہی **رباعی** چون گل ہمہ زر داشت بنمود بلبل
بہر صورت دوستان استودہ وانگہ کہ بباد رفت برگش کہ بود کس نام گل اندر زبان نشنودہ اور ان سب موشون مین ایک موش تہا کہ میری
ملازمت مین افتخار رکہتا تہا او طریق یاری اور پیمان وفاداری اسطرح بیان کیا کرتا تہا کہ مین تیری عشق مین ایسا فریفتہ اور دلدادہ ہون کہ
اگر تو تیغ میرے سرپر رکہیگا تو شمع کی مانند پانو اپنی جگہہ سی نسرکاؤنگا وہ سب سے پہلے کنارہ کش ہوا مینے اوس سے کہا کہ ای یار وفادار آپ
کیا ہوگیا ہی کہ یکبارگی تو نی کنارہ کیا اوسنے جواب دیا کہ عجب احمق ہی جسوقت کہ تو صاحب درم تہا ہر کسیکو نقصان کا باعث وہ درم ہوتے تہے اب ہر ایک تیرا محتاج

البتہ نہااب وہ سب رلمین اوس شرط کے ساتھ جاتی رہین اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ اور حکما نے جو
کہا ہے کیا تو نے نہین سنا ہی کہ مرد محتاج جیسا کہ لذت دنیا سے محروم ہوتا ہے غالب ہے کہ درجات آخرت سے بہی محروم ہی اور
سبب ظاہر اس مین موجود ہی کہ شاید اضطراب قوت کے باعث اور نفقہ عیال کے سبب طلب مین روزی غیر مشروع کی جرأت
کرے اور وہ موجب بال و نکال عقبی ہو اور اس سبب سے جیسا کہ اس عالم مین محنت افلاس سے درماندہ تہا عقبا مین زندان شقاوت
ابدی مین محبوس ہو بموجب **مصرعہ** چون کافر درویش نہ دین ساخت نہ دنیا پس اگر ایسے شخص کی بہ نزدیکی سے کہ مال دنیا ہاتھ
سے کہو چکا ہو اور آخرت مین گرفتار اتنے اندیشونکا ہوا اگر اوس سے کنارہ کوئی کرے تو معذور ہی مینے کہا کہ یہ بات بیہودہ ہے
کہ فقر پادشاہی ہے کہ تاج اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ سر پر انبیاے کرام کے رکہا گیا ہے **بیت** کار درویشی ورای فہم تست
سوے درویشان بہ تنگی ست ست + **ایضاً** رتبہ ہے سب سے ہی بہتر فقر کا + فخر کرتے تہے پیمبر فقر کا **نظم ایضاً**
اَلْجُوْعُ طُهْرٌ نَقِیٌّ وَسِوَى الْفَقْرِ عَرَضٌ + وَالْفَقْرُ شِفَاءٌ وَسِوَى الْفَقْرِ مَرَضٌ + باینہمہ تو نقر کی مذمت
اور صحبت درویشی ہی بیزاری بیان کرتا ہے اوس موش مصاحب نے کہا کہ ہیہات وہ فقر کہ پسندیدہ انبیا اور ستودہ اولیا ہی
اس افلاس کو اوس سے کیا نسبت وہ فقر عبارت اس سے ہے کہ سالک راہ حقیقت نقد دنیا اور سرمایہ آخرت سے سوائے فضل الہی کے
کوئی چیز قبول نہین کرتے ہین مظہر اوس فقر کا درویشی ہے اور صاحب اس فقر کا گدا گدائی اور چیز ہے اور درویشی اور شی درویش
وہ ہے کہ ترک دنیا کیا ہوا اور گدا وہ ہی کہ دنیا نے اوسے ترک کیا ہو اوسی فقر کے حق مین کہا ہی اَلْفَقْرُ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ اللّٰهِ
یعنی فقر خزانہ ہے خزانہاے خدا سے اور وہ اسرار توحید ہی اور خلاصہ معرفت کا اور وہ فقر کیمیا ہی نسخہ کُنْ فَیَکُوْنُ
اور اسرار فقر کی ایک کیفیت حالی ہے کہ جسپر ورود فرماے وہی جانے اور مجال زبان کی نہیں ہی کہ اوسکی شرح کرسکے احتیاج اور
درویشی ظاہر کی نعوذ باللہ منہا اصل سب بلاؤنکی ہے اور واسطہ ہی دشمنی خلق خدا کا اور اوٹھانیوالی شرم و حیا کے اور خراب
کنندہ بناے مروت اور مجمع شر و آفت اور قاطع ہمت و حمیت اور باعث خواری و مذلت ہی اور جو کوئی کہ پابند احتیاج کا
ہوگا افلاس اور حرص کے سبب سے بجز اسکے چارہ نہیں ہے کہ پردہ حیا کا اوسکے منہ سے اوٹہالین اور جبکہ رقم اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ
اوسکے ورق حال سے محو ہوا زندگانی منغص ہوئی اور ایذا اور آزار مین مبتلا ہوا نگہبان شادی کے رخت رخت اوسکے
ساخت سینہ سے اوٹھالین گے اور لشکر غم تنہا مملکت مین مبتلا پائیگا شمع خرد اوسکی بے نور ہوجائیگی اور ذہن و ذکا سست
اور فہم و فراست رو جانب قصور پہیرینگے اور منافع تدبیر اوسکے حق مین نتیجے مضرت کے بخشین گے اور وجود امانت کا
معرض تہمت و خیانت مین آئیگا گمان نیک کہ دوستونکو اوسکے حق مین قدیم سے منعکس ہو جائیگا اور کوئی گناہ کرے گا
مجرد گمان پر بغیر تحقیق کے خیانت اوسکی طرف متوجہ کرینگے اگر کام عقل کا کریگا تو بہی نسبت حمق کی کرین گے

لہ ترجمہ جب جاتی رہی شرط جاتی رہی وہ چیز کہ جو اوسکی وہ شرط تہی ۱۲

لہ ترجمہ فقر باعث فخر میرا ہے ۱۲ منہ

ترجمہ شعر عربی بہوک فقر ہے اور سوائے فقر جو کچہہ ہے عرض ہے اور فقر شفا ہے اور سوائے اوسکے جو کچہہ ہے بیماری ہے جوہر اوسے کہتے ہین جو قایم بذات خود ہو اور عرض اوسے کہتے ہیں کہ کسی چیز سے قایم ہو جیسے رنگ پتہر وغیرہ سے ہین ۱۲

لہ ترجمہ درویشی سب خزانہ ہے خزانون الہی سے ۱۲

لہ شرم کرنا ایک حصہ ایمان کا ہے

اور جو کام کہ مالدار مال کا باعث رواج دنیا ہوگا وہ اوسکے واسطے موجب طعن و مذمت ہو جائیگا مثلاً اگر مفلس جرأت کریگا
تو دیوانہ کہیں گے اور اگر سخاوت کریگا تو مسرف اور بیہودہ نام رکھینگے اگر درگذر اور بُردباری کریگا تو بےغیرتی و بےعزتی مین
شمار کرینگے اگر وقار کریگا تو گران جان اور کاہل کہیں گے اگر زبان آوری اور فصاحت کریگا لبسیار گو لقب کرین گے اور
اگر خاموشی اختیار کریگا تو نقش دیوار سے مثال دین گے اگر کنج خلوت مین بیٹھیگا تو وحشت سے نسبت کرین گے اگر
خندہ روئی اور آمیزش شعاری کریگا ہزال اور مسخرہ نام رکھینگے اگر خوردنی اور پوشیدنی مین اندک بھی تکلف کریگا
تو تن پرور کہین گے اگر کھانے اور پینے مین تکلیف گوارا کریگا تو دانہ زد اور لئیم لقب کرینگے اگر سفر اختیار کریگا تو برگشتہ بخت
کہین گے اگر سبب ترک کرکے گوشہ کاشانے مین بیٹھے گا تو آرام طلب اور پست ہمت نام رکھین گے اگر تجرد اختیار کریگا نامرد
اور سست کہین گے اور اگر کدخدا ہوگا تو بدنفس اور بندہ شہوت شمار کرین گے حاصل الامر محتاج اہل زمانہ کے نزدیک
مردود اور بیقدر ہوتا ہے اور جو حاجت کسی سے پیش کریگا عیاذاً باللہ حاجت اوسکی روا ہی نکرین گے اور جواب سخت
دینگے اس حال مین جو خواری کہ اوسے پہنچی گی منشا اوسکا وہی طمع ہے ذَلَّ مَن طَمِعَ یعنی جسنے کہ طمع کی ذلیل ہوا جبکہ
اوس موش نے یہ بات تمام کی کہا مینے کہ سچ کہا تونے رائے تیری صواب پر ہے مینے بھی بزرگون سے بارہا سنا ہے کہ اگر کوئی
شخص ایسا بیمار ہو کہ خیال شفا محال ہو اور یا ایسی بلا مین گرفتار ہو کہ نہ روے بازگشتن اور نہ اسباب اقامت میسر ہو
یہ سب آسان ہے مگر افلاس و تنگدستی سب سے مشکل تر ہے اب یہ سب تیرے مشاہدہ مین آیا اور یہ کلام تیرا سراسر
حکمت پایا **نظم** ز احتیاج بتر در جہان بلائے نیست * بہ ہیچ وجہ نہیب زا نوائے نیست * کسیکہ گشت دلش مبتلای رنج طمع
بگو بمیر کہ این درد را دوائی نیست * اور اپنے ہمجنس سے کچھ طلب کرنا موت اوس سے ہزار درجہ بہتر ہے بلکہ ہاتھ دہان مار مین کرنا اور
اوس سے زہر قاتل اپنے کھانے کو نکالنا اور شیر گرسنہ کے آگے سے طعمہ لے بھاگنا اور پلنگ خشم آلود سے ہم کاسہ ہونا آسان ہے مگر
حاجت لئیمون کے آگے لیجانا اور ذلت سوال کی اوٹھانا یہ بہت مشکل ہے جبکہ بات یہانتک پہنچی میں اوس سے پھیر اپنے سوراخ
کی طرف آکر دیکھتا کیا ہون کہ اوس زر کو زاہد اور مہمان نے باہم قسمت کیا ہے اور زاہد نے حصہ اپنا ایک خریطے مین کرکے زیر بالین رکھا ہے
اوسوقت طمع خام پھر محرک ہوئی کہ اگر اس مال سے کچھ بھی دست یاب ہو تو قوت روح اور پرو بال دل کے عود کرتے ہین
اور یار اور دمساز میری خدمت مین پھر رجوع لاتے ہین اور مجلس بدستور قدیم آراستہ ہوتی ہے اس اندیشہ مین اتنا توقف کیا
کہ زاہد سو گیا اسکے بعد آہستہ آہستہ متوجہ بالین زاہد ہوا لیکن مہمان ہوشیار اور پختہ کار میرے خیال مین بیدار تھا جبکہ
مین نزدیک پہنچا اوسنے ایک چوب دستی اس طرح ماری اگر بدن پر پڑتی تو استخوان سرمہ ہو جاتے لیکن وہ ضرب
اتنی قریب مین پڑی کہ اوسکے صدمہ مین مین ایسا کوفتہ ہو گیا کہ پائے کشان سوراخ تک بدشواری پہنچا خیمہ صاحب

[illegible]

توقف نکیا کہ وہ صدمہ دل سے دور ہوا بار دیگر اوسی طمع پر سوراخ سے باہر آیا وہ مہمان کہ کمین گاہ مین تھا پہر ایسی ضرب دی کہ مجروح
ہو کر پہر اوخرابی سوراخ مین در آیا اور تمام شب اوسی جراحت کے رنج مین بسر کی اور خواہش مال اور طلب جمع بناسی دل سرد ہو گیا اور
بموجب اس بیت کے خیال مین گزرا **بیت** نام ہے زیست تندرستی کا ٭ ہی لقب موت ضعف و سستی کا ٭ اور بخوبی دل پر
متحقق ہوا کہ بیشی آہنگ سب بلاؤن کی طمع ہی جبتک کوئی مرغ طمع دانے کی فکر یگا گردن اوسکی بستہ دام ہو گی **قطعہ**
اے برادر طمع مکن کہ طمع ٭ آدمی را خراب سازد و خوار ٭ دو سخن بشنو ار ہمین خواہی ٭ کہ شوی از حیات برخوردار ٭ پای در
دامن قناعت کش ٭ طمع از مال مردمان بگذار ٭ تعجب ہے اون شخصون سے کہ راحت بہت سی مال مین سمجھتی ہین یہ نہین جانتے
ہین کہ تہوڑے مال مین بہت آرام ہی لیکن افسوس اون لوگون کے حال پر ہے کہ تونگری مال کے جمع کرنے مین تصور کرتے
ہین اور اتنا نہین غور کرتے ہین کہ ترک کرنے مین دنیا کے انسان پایہ بلند کو پہنچتا ہے **بیت** عزت آن یافت کہ برکند
دل از مہر جہان ٭ راحت آن دید کہ او دست طمع باز کشید ٭ القصہ اس حادثے سی ایسا افسردہ دل ہوا کہ نہال طمع گلشن
دل سی اوکھاڑ ڈالا اور شاخسار رضا پروردگار سی میوۂ قناعت دست تصور مین لیکر قضای ایزدی پر راضی ہوا ہون اور
عنایت پروردگار سی یہہ فائدہ ہوا کہ دنیا نے اس تجربے کے ضمن مین بای خصائص و معائب سے مجکو مطلع کیا اگر دیدہ عقل زمد حرص سے
نابینا نہو تو یہ خوبی ظاہر ہے کہ کون دولتخانہ تہا کہ وہ مسکن زرگر اشتغال کا نہوا اور کونسا قصر بلند تہا کہ سیلاب فنا نے
جڑ سے کہو دنہ ڈالا اور کیسے اوٹہایا کہ نگرایا اور کسکی ساتہہ محبت کی کہ اوسکا لہو نہ پیا اور کسکی منہہ پر دروازہ دولت کا کہولا
کہ پھر بند نکیا اور اوسکا دہر زہر رنج و محن مین نہ ڈالا **قطعہ** زنہار حفاظت دنیای دون ٭ کہ ہرگز از وشہری برنخورد ٭
کہ ہر با بتخت او پا نہاد ٭ کہ از دست او تیغ بر سر نخورد ٭ پس ایسی میوے کیواسطے رنج اوٹھانا اور لوث نالود در زبان وسود پر
ایسے کے غم و غصہ کہانا سراسر جہل و نادانی ہے اسکے بعد خانہ زاہد سے صحرا کیطرف روانہ ہوا اور اوسجگہ کو دیکھا تو نے مسکن
اختیار کیا ہینے اسکے بعد وہ کبوتر کہ مجسی دوستی رکہتا تہا جو حد تنگزاری اوسکی کہ مجسی ہوسکے عمل مین لایا تو نے بنیاد آشنائی
میری اور کبوتر کیطرح دوستی کی ڈالی ہرچند عذر کیا مینے کہ دوستی میری اور تیری دور از عقل اور خلاف رائے حکما کی ہے اور مثال
دوست اور گواہ صحبت گزرانے مینے کہ دوستی موش و زاغ کی عقل سی دور ہی لاکن اصرار تیرا کم نہوا اور نوبت گزرانے کی
حد سے گزاری اور مجہہ سے مروت شکستی نہو سکی سنو کلا علی اللہ ہمین کہا مینے کہ مبیش از زین نیست کہ زاغ اگر بد عہدی کریگا اور
تجھے ہلاک کریگا پس ایکدن مرنا مقرر ہے سو وہ بہی سوے تعین روز اجل کسیکی جرأت نہو سکیگی کہ ہلاک کر سکے ملخہ اجو کچھ
کہا تو نے قبول کیا مینے بعد عہد و میثاق کے تو نے بیان کیا کہ سنگ پشت میرا دوست ایسا ہے الا کیا یعنی یہانتک محامد و فضائل
بیان کئے ترک مسکن کو رحمت سمجھا مین جب کہ سنگ پشت سے ملاقات ہوئی ہزار چند تیرے بیان سے

ربعبنجیین وبدیجم ۱۱ عه میغاق بالکسر پیمان استوار ۱۲ عه محامد بالفتح ستایشہا خصلت ہای نیک ۱۲ ک

بیان سے زیادہ پایا الحمد للہ کہ میری محنت بجا ہوئی اور احسان تیرا کس زبان سے ادا کرون کہ تیری بدولت ایسی جنت بے
پایان کو پہنچا ہون کہ دنیا مین کوئی شادی دوستون کی مجالست کی مانند نہین ہے اور کوئی غم ہمدمونکے فراق کے برابر نہین ہو سکتا
نہ ہے سرگذشت میری کہ جو بیان مین آئی اب تمہاری جوار مین آیا ہون یقین ہے کہ تمہاری صیقل لطف سے میرے آئینہ دل کا
زنگ باقی نہ رہے سنگ لپشت نے جبکہ یہ حکایت اجتماع کی انبساط ملاطفت کو بچھا کے طرح ملائمت کی آغاز کی اور کہا
کونسی سعادت تیری شرف مجاورت سے موازنہ کرو مین اور کونسی مسرت تیری صحبت ملازمت کے مقابل کیجائے جیسا کہ
تو اس ناچیز کی دوستی سے خوش ہے زیادہ اس سے ہزار چند مین تیری ملاقات سے افتخار کرتا ہون جبتک کہ میرا چراغ حیات صدمہ باد
ہادم اللذات سے گل نہ ہوگا پروانہ وار تیرے شمع جمال پر تصدق رہونگا اور یہ حکایت کہ بیان فرمائی تو نے اسکے ضمن مین
ہزارون پند اور نکات فوائد آمیز مندرج ہین ایک فائدہ جلیل اسمین یہ ہے کہ تدبیر متاع دنیا اوسقدر کرے کہ حاجت
ابنای جنس کے روبرو دراز نہ ہو زیادہ اس سے فکر کرنا رنج اور بیہودگی ہے اور اگر زیادہ ضرورت سے ہوس کریگا بادیہ ضلالت مین
سرگردان ہوگا اور اوسے وہ پہنچیگا جو اس گربہ حریص کو پہنچا موش نے پوچھا کہ قصہ اوسکا کیونکر ہے **حکایت گربہ حریص**
سنگ لپشت نے کہا کہتے ہین کہ ایک شخص نے بلی پالی تھی اوسقدر گوشت کہ علت گرسنگی فرو ہو جاتا تھا راتب اوسکا مقرر کر دیا تھا
سو وہ دیئے جاتا تھا مگر اوسکو غلبہ اشتہا و حرص سے قناعت نہ تھی تلاش سے ہاتھ کوتاہ نکرتی تھی ایکدن کسی کبوتر خانہ مین گزر ہوا
کبوترونکی صدائے دل آویز سے گربہ از خود رفتہ ہوگئی اور آپکو اوس برج یعنی کہین ڈالدیا کبوترونکے نگہبان نے اوسے گرفتار کرکے
مار ڈالا اور پوست اوسکا تن سے جدا کرکے اور بھس بھرکے کبوتر خانہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اتفاقاً مالک گربہ اوسطرف سے
گزرا دیکھا کہ گربہ حریص کا یہ حال ہے کہا کہ اے حریص بے خبر اگر اسقدر گوشت پر قناعت کرتی تو پوست تیرا گوشت سے
کیون جدا ہوتا اس مثل کا فائدہ یہ ہے کہ اسکے لیے جو اللہ تعالی نے سد رمق عنایت فرمائے اور ایسا سولئے کہ گرما اور سرما کو
کفایت کرے اور خوف دشمن سے ایمن رکھے اب اوسپر قناعت کر اور جو مال کہ علاوہ ہو اوسکا غم نہ کھا اور اوسکا تذکرہ بیت
غم دنیا مخور کہ بیہودہ است ٭ ہیچکس در جہان نیاسودہ است ٭ اور بہتری کا شرف کمال سے ہی نہ مال سے جو شخص کہ ہنر سے آراستہ ہے اگرچہ
تھوڑی بضاعت رکھتا ہو پر ہر جگہ عزیز و مکرم ہوگا شیر اگرچہ بستۂ زنجیر ہو پر اوسکی مہابت کم نہین ہوتی ہے اور نوکر بے ہنر
ہمیشہ ذلیل اور بے قدر سگ کے مانند ہے ہرچند طوق و خلخال سے زینت بجائے پر کسی کی نظر مین نمایاں نہ ہو پس مقدار
ہے اب فکر غربت دل سے دور کر اور ہجرت مسکن و وطن کا خیال دل مین نہ لا کہ عاقل جہان جائیگا ہر کسیکے دل مین گھر بنائیگا
اور جاہل بے ہنر اگرچہ وطن مین ہے بد تر غربت سے ہے کہ کسیکو التفات اوسپر نہوگا اور مال دنیا سخت بے اعتنائی
کرتا اور جاتا اسکا دونون صورتون سے عقلا کی نظر مین اعتبار نہین رکھتا ہے حکمانے لکھا ہے کہ چھ چیزونسے

امید لقا اور توقع ثبات کی نہ رکھا چاہیئے پہلے سایہ کہ چشم زدن مین اپنی جگہہ سے گذر جاتا ہے دوسرے دوستی غرض کی
کہ تہوڑے سبب مین زائل ہو جاتی ہے تیسرے دوستی عورت کی کہ اندک باعث مین بدتر دشمن سے بن جاتی ہے چوتھی
جمال خوبصورت کا کہ دما سے عارضے مین متغیر ہو جاتا ہے پانچوین ستائش دروغ کی کہ مطلق فروغ نہین رکھتی ہے
چھٹے مال و دولت دنیا کا انجام اسکا بے ثبات ہے اور کبھی اپنے خداوند سے طریق وفا بایان کار کو نہین پہنچاتی ہی عاقل
وہ ہی کہ حصول مال دنیا پر چندان خوش نہو اور جانے پر مطلق غم نہ کہائے کہ اہل بصیرت کے نزدیک کالائے متاع دنیا برگ کاہ سے
کمتر نظر آتی ہے پس ایسی بیقدار کی طلب مین عمر عزیز کو برباد کرنا محض بیخبری ہے بلکہ ہمت اپنی نقد قناعت پر صرف
صرف کرے اور تحصیل اسباب آزادی مین سعی تمام بجا لاتی اور متاع دنیاء دون کو بیقدر جانے اور حاصل ہونا اور فوت ہو جانا ان
دونون صورتونکو ایک بازی طفلانہ سمجھے بموجب **قطعہ** گر جہانے ز دست تو برود ۔ مخور اندوہ آن کہ چیزے نیست ۔ عالمی بزرگ
بدست آید ۔ ہم مشو شادمان کہ چیزے نیست ۔ اور فی الحقیقت اپنا وہی مال ہی کہ اپنے ہمراہ اس جہان سے اوس جہان مین پہنچے
اور متاع اپنی اوسے جانے کہ عالم آخرت مین ذخیرہ ہو وہی بلکہ کردار نیک اور گفتار پسندیدہ وہ مال ہے کہ نہ زائل ہوتا ہی اور نہ کوئی
اوسے چھین سکتا ہی اور حوادث روزگار اور گردش لیل و نہار کو اوسمین تصرف نہین ہوتا ہی اور مال دنیا ایک طرف بلکہ حیات دنیا کا
بھی یہی حال ہی کہ یکایک ناگاہ پیک اجل آتا ہی اور اوس وقت فرصت دم لینے کی نہین دیتا ہے تا بہ خبر گیری مال و متاع چہ رسد
چنانچہ اسی مضمون کی حسب حال گویا نے کہا ہے **شعر** زبان چلتی ہی گویا آج کچھہ ذکر خدا کر لے ۔ اجل آئی تو پھر ہرگز نہ ہلیگی یا نکی جنبش نہ سر
اور حال اوس مال سریع الزوال کا یہ ہے کہ یا تہوڑے سبب سے خود فوت ہو جاتا ہے باندک درنگ ہو تو خود جاتا مال ملا
ہوتا ہے اور بعد دم نکلنے کے اوروں کی ملک ہو جاتا ہی پس ایسی بیوفا سے دل لگانا زیادہ اس سے کوئی ابلہی نہین ہے ۔ اور اون لوگون پر
ہوا اسکے مبتلا ہین اور خوش حال اونہونکا کہ جنہون نے اسکو بنقد سعادت کشت یار ہی ہے ہر بندۂ خدا کو چاہیئے کہ ہوشیار ہو جائے
اور شیطان کے فریب سے عمر عزیز کو بچائے لہذا **بیت** فرصت نہین کہ غنچہ ستا کھل سکے ۔ ہیوان عندلیب کس چمن بے ثبات کا بلا اگرچہ
تو میری نصیحت سے بے نیاز ہی اور منافع اور مضار اپنے خوب پہچانتا ہی لیکن مینے چاہا کہ مین بھی حق دوستی اپنی عقل ناقص کے موافق
ادا کرون آج سے تو میرا دوست اور برادر ہی جو کچھہ مواسا اور مدد امیری امکان مین ہی اوسمین رہی لقصور نہونگا اگر بفرض محال
تیری طرف سے بے التفاتی بھی ظہور کریگی برادر ہے سوائے اخلاص اور بات نہوگی اور اگر تو ترک ہمراہ اختیار کریگا پر مین
تجھسے کنارہ نکرونگا حتی کہ تو دلشکنی بھی میری کریگا پر مین عہد شکنی ہرگز نکرونگا جبکہ سنگ پشت نے یہ باتین تمام کین اور
زاغ نے ملاطفت سنگ پشت کی موش کے حق مین سنی خوش ہوا اور کہا کہ اے برادر مجھے خوش کیا تو نے خدا تجھے خوش رکھے
سچ ہے کہ تجھسے بہتر اس زمانے مین دوست یکرنگ پیدا نہوگا اخبار مین آیا ہے کہ ایک شخص دوست رکھتا تھا ایک شب

بصیرت یعنی بینائی ۔ بتم دال پیچ وہم ۔ دورائی ۱۲

اوس دوست کے دروازہ پر آیا اور آواز دی اوس بزرگ نے قیاس کیا کہ اسوقت کا آنا بے سبب نہین ہی مگر دو ورد
دراز مین پڑا الجد نامل سیار ایک توڑا درہم کا ہاتھ لگا لیا اور شمشیر حمایل کی اور کنیز جمیلہ سے کہا کہ شمع ہاتھ مین لیکر آگے
چل جب کہ دروازہ کہولا معانقہ کیا اور کہا کہ ای دوست تیرا آنا اس شب تاریک مین تین صورت سے میرے خیال مین آتا ہے
ایک یہ کہ احتیاج مال کی کچھ ہوتی ہی یا دشمن جانی نے غلبہ کیا ہی یا تنہائی ملال کا باعث ہوئی ہی اسلئے مین تینون
چیزین مہیا کر کے حاضر ہوا ہون اگر حاجت مال کی ہے تو یہ توڑا حاضر ہے اور اگر مدد چاہتا ہی تو بندہ مع شمشیر آبدار موجود ہی اور
اگر خادمہ کی حاجت ہی تو یہ کنیز خدمت ورد سے مشرف ہے **بیت** جو ہو فرمان تیرا تابع فرمان ہون مین * ہدیہ مقبول ہو تو بندہ احسان ہون مین
دوستنے عذر کیا کہ ہرگز کوئی حاجت نہین ہے فقط تیرا اشتیاق لایا ہی اسکے بعد استحکام محبت نے ایک سے ہزار درجہ پر ترقی
پائی مرد کریم اگر گرداب حوادث مین گرفتار ہو تو سوا ارباب کرم کے کوئی اوسکا دستگیر نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ ہاتھی اگر دلدل
مین پھنس جائے تو ہاتھیون کے بغیر کوئی اوسے نکال نہین سکتا ہی شاید موش کی جانب سے تجھے رنج پہنچا ہی تو بھی دلتنگ نہو تاکہ
عاقل ہمیشہ عالی ہمتی کو کام فرماتے ہین بلکہ بدیکا عوض بھی نیکی سے کرتے ہین اور ذکر جمیل ونہین لوگونکا زمانہ دراز تک باقی
رہتا ہے **بیت** دنیا مین ہی جسکا نام زندہ * لاریب ہی مدام زندہ * اور جسکی دولت مین کہ محتاج شریک ہون کریمونکے
زمرہ مین شمار نہ کیا جائیگا اور جسکی زندگانی کہ بدنامی مین بسر ہو وہ زندہ نہین ہی بلکہ بدتر از مردہ ہے بقول سعدی
علیہ الرحمۃ **بیت** سعدیا مرد نکونام نمیرد ہرگز * مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نبرند * زاغ سنگ پشت کیساتھ اسی گفتگو مین تہا
کہ ایک آہو دور سے نمودار ہوا اور کمال جلدی سے دوڑتا آتا تہا گمان یہ ہوا کہ کوئی شکاری دبیلے ہے سنگ پشت نے اس ابیشی سے
پانی مین جست کی اور زاغ درخت پر جا بیٹھا اور موش سوراخ مین در آیا آہو ایکبار قریب پانی کے آکے نزار کھڑا ہوا
اور زاغ ہر جانب کو نظر کرتا تہا کہ کون اس آہو کے پیچھے آتا ہی جبکہ کوئی نظر نہ پڑا زاغ نے آواز دی کچھوا پانی سے اور چوہا
سوراخ سے باہر آیا سنگ پشت نے دیکھا کہ آہو بحواس پانی کو دیکھتا ہے مگر پیتا نہیں ہے سنگ پشت نے آہو کی تسلی
کی کہ یہ جگہہ خوف کی نہین ہی اگر تشنگی ہے تو پانی پی اور اگر کچھ حادثہ ہی تو بیان کر اور اتنا مضطر نہو آہو نے کہا کہ اکثر کماندار
میری فکر مین رہتے ہین اسلئے اندک شبہہ سے بھی مین دور دور بھاگ بھاگ جایا کرتا ہون آج ایک بہلیا میرے لیئے بہت
تدبیرین کر رہا تہا اوسکا خوف از بس غلبہ لایا سمجھا مین کہ یہ کسی حیلے سے ضرور گرفتار کریگا اوس اضطراب سے بہاگ کے یہانتک
پہنچا ہون کچھوے نے کہا کہ اب ہرگز اندیشہ نکر کہ یہان ہرگز صیاد کا گذر نہین ہو سکتا ہے بلکہ تیرا دل چاہی تو ہماری صحبت
قبول فرما کر اپنے دائرہ دوستی مین تجھے بھی داخل کرین کہ ہم تین شخص ہین چار ہو جائین کہ از زمین تا آسمان کوئی چیز چار رکن کے انضباط
بہین ہوتی ہی اور اکابر نے بہی فرمایا ہی کہ دوست جسقدر زیادہ ہون ہجوم بلیات کا کم ہوتا ہی اور پسندیدہ عقلا بہی یہی ہے کہ دوست

اگر ہزار ہون کم ہین دشمن اگر ایک ہو بہت جانے بیت دوستی را ہزار کس شاید دشمنی را یکے بود بسیار ۔ اسکے بعد موش
اور زاغ بہی کلمات ملایم سے پیش آئے آہو نے دیکہا کہ یاران لطیف طبع اور مصاحبان پاکیزہ خصلت باہم مہر و محبت
دلی رکہتے ہین اسلیئے بعد مواثیق[له] دلخواہ اوسی مرغزار مین قرار پکڑا یاروں نے آہو کو نصیحت کی کہ ہمیں چراگاہ سے قدم باہر نرکہنا
اور اس چشمہ کے سوا کہ جگہہ امن و امان کی ہے دور کا ارادہ نہ کرنا آہو نے قبول کیا اور باہمدیگر اوقات بسر کرتے تھے ایکروز موافق عادت
ہر روز کے سب یکجا ہوئے آہو کو نہ دیکہا بعد انتظار بسیار ان تینو نکو اضطرار ہوا زاغ سے التماس کیا کہ تو جلد پرواز
کر کے خبر لے کہ آہو کو کیا حادثہ پیش آیا اور کدہر گیا زاغ تہوڑے عرصہ مین خبر لایا کہ آہو اسیر دام صیاد ہوا سنگ پشت نے
موش سے کہا اس حادثہ مین تیرے سوا مشکل کشائی آہو کی کوئی نہیں کر سکتا ہے جلدی کر کہ وقت ہاتھ سے نہ جائے
موش زاغ کی راہبری سے آہو تک پہنچا اور کہا کہ اے برادر کیا پیش آیا کہ تجسا عاقل اس بلا مین گرفتار ہوا آہو نے کہا کہ تقدیر
آلہی کے مقابلہ مین تدبیر کیا کام آتی ہی موش نے کہا کہ سچ ہے اسکے بعد جلد جلد پہندے جال کے کاٹنے لگا اس عرصہ مین
سنگ پشت بہی قلق صحبت سے کشان کشان آہو تک پہنچا اور انکا کلال و ملال[عه] بیان کیا کہ اے یار عزیز تیرا اس مقام پر
پہونچنا حادثے سے بہی دشوار تر ہے کہ اگر موش پہندے کاٹے اور صیاد آپہنچے تو جست کر کے بہاگ سکتا ہون اور زاغ پرواز
کریگا اور موش سوراخ مین در آئیگا مگر تجہے نہ دست مقاومت اور نہ نیروے ستیز اور نہ سر مخالطت اور نہ پاے گریز ہے یہ کیا
کیا تو نے اور کیون ہماری حیرانی دو بالا کی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر نہ آتا اور میدان محبت مین پہر کسطرح قدم رکہتا ام
محبت مین مجبور ہون اور اگر تجہی یار کے واسطے جان بہی جائے تو خوش ہون کہ میرا نام وفاداروں مین لکہا جائیگا اب شکر کی جا
ہے کہ اللہ تعالے نے تیری نجات کا سبب پیدا کیا قریب ہے کہ تو اس بلا سے فراغت پائے بعد سالم بایاران ہمدم
اپنی منزل کیطرف معاودت کرے سخن ناتمام تہا کہ صیاد نمودار ہوا مگر موش پہندکاٹ چکا تہا کہ آہو نے جست کی اور زاغ اڑا
اور موش ایک سوراخ مین جا چہپا مگر سنگ پشت اوسی جگہہ رہگیا کہ صیاد قریب دام کے آپہنچا افسوس کرتا تہا اور چپ و راست دیکہتا
تہا کہ یہ بند کسنے کاٹے کہ نظر سنگ پشت پر پڑی با خود کہا کہ اگرچہ یہ متاع حقیر آہو سے کم ہے لیکن دام گسستہ کی تلافی
نہین ہو سکتی ہے مگر خالی ہاتھ پہرنا حمیت صیادی کے خلاف ہے دفعتہً سنگ پشت کو پکڑ کے توبڑے مین بند کیا اور
پشت پر رکہکی راہ شہر کی لی اوسکے جانیکے بعد یہ تینون جمع ہوئے معلوم ہوا کہ سنگ پشت کو باندہکر لے لیگیا نہایت اندوہ
مین مبتلا ہوئے اور نالہ و فریاد کرتے تہے تو زاغ نے کہا کہ اے دوستو یہ زاری سے سنگ پشت کے واسطے کچہہ فائدہ
نہوگا تدبیر صائب کرنی چاہئے کہ اوسکی نجات کی صورت ظہور مین آئے بزرگون نے کہا ہے کہ امتحان چار گروہ کا چار جگہہ پر ہوتا ہے
عامل اہل شجاعت کا جنگ کے دن کہلتا ہے اور اہل امانت کا دادو ستد کے وقت پہچانا جاتا ہے اور مہر و وفا زن و فرزند

[له] مواثیق جمع میثاق بمعنی عہد و پیمان ١٢ مستور بمعنی
[عه] ملال بفتح میم ... کی دوری ١٢

کی تنگدستی کے وقت اور حقیقت دوستونکی نکبت اور شفقت مین معلوم ہوتی ہے موش نے کہا کہ ای آہو ایک حیلہ میرے خیال مین گذرا ہی کہ تو صیاد کے نزدیک جا کے اسطرح لنگ کرتا ہوا سست و ضعیف بن کے آگے آگے چل کہ وہ بھی یہ مجروح ہے اور زاغ تیری پشت پر آواز دی جیسا کہ زخمیون سے زاغ کرتے ہین جبکہ صیاد کی آنکھ تجھپر پڑیگی تو مقرر سمجھیگا یہ زخمی ہے وہ پشتارا سنگ پشت کا رکھ کے تیرا تعاقب کریگا جبکہ نزدیک آ پہنچے اسوقت لنگ کرتا ہوا اسطرح آہستہ چل کہ وہ تجھ تک پہونچے اور اتنا ہی دور نہ بھاگ کہ نا امید ہو جاے یونہی تیرے تعاقب مین وہ دور نکل جائیگا اس عرصے مین اگر اللہ نے چاہا ہے تو مین توبڑے کے بند کاٹ کے سنگ پشت کو کسی غار مین لے چھپونگا سبنے رای صواب اندیش پر موش کے آفرین کی اور آہو اور زاغ اسی نوع سے کہ بات مقرر ہو چکی تھی صیاد کو نمودار ہوی صیاد ظالم کو یقین ہوا تو بڑا سنگ پشت کا دوش سے اوتار کے زمین پر رکھا اور تعاقب مین آہو کے چلا موش نے الحال توبڑے کو کاٹ کے سنگ پشت کو لے بھاگا اور ایک امن گاہ تک جا پہونچا جبکہ عرصہ بہت ہوا اور صیاد گرفتاری آہو سے مایوس ہوا تو توبڑے کیطرف پھرا یہان توبڑا کٹا پایا اور نشان سنگ پشت کا بھی نملا متحیر اور سرگردان تھا کہ اول آہو کے بند دام کے کٹے پائے پھر آہو مجروح اسطرح پر ہاتھہ آئے او پھر توبڑا کاٹ کے سنگ پشت بھاگ گیا یہ بات اسرار سے خالی نہین ہے غالبا یہ زمین جنات اور پریونکا مسکن ہے یہانسے بھاگا چاہیے وہی توبڑا اٹھا اور جال کلتا بغلمین داب کے بھاگا اور یہ دعا کرتا تہا کہ الٰہی اب اس بلا سے بچاوے تو پھر اس میدان کے شکار کا حوصلہ نکرونگا بلکہ اور صیادونکو دوستانہ منع کرونگا کہ کبہی شکار اس میدان کا نکرین جبکہ صیاد اپنے مکان پر پہونچا اور یار و آشنا جمع ہوئے یہ حکایت سب سے کہی اور حد سے زیادہ مبالغہ کیا کہ کوئی اوسطرف کو نجائے یہ منشا اتفاق کا تہا کہ آہو اور سنگ پشت یون بچگئے اور آیندہ کو صیاد اودھر آنے سے باز رہا **قطعہ** رشتہ یکتاست آنرا زور زالی گسلد * چون دو تا شد عاجز آید از گسستن زال زر * گل که تنها بود آخر خشک گردد زو دماغ * و شکر تنها خوری هم گرم گرداند جگر * زین دو تنها هیچ قوت ناید اندر جان و دل * قوت جان را و دل را گل شکر به گل شکر * یہہ ہے حکایت موافق دوستان بادفا کی اندر داستان معاضدت ہم نشینان با صفا اور صدق مودت ایام دولت و نکبت اور رعایت محبت ہنگام راحت و محنت اور ادا ے حقوق صحبت ہنگام نعمت و شدت اور جن لوگونمین کہ نوائب ایام و حوادث زمانہ مین خلاصہ تمام سے وابستگی رہی او نہونے برکت اور امداد یکدیگر سے ورطہ ہلاکت سے خلاصی پائی ہے اور اسکے بعد فراغ خاطر سے مسند معاشرت پر خوشحالی تمام سے تمام عمر تمکن ہے ہے مین خردمند کو چاہیے کہ نور عقل اور صفائی فکر سے اس حکایت مین تامل کرے اور نکات اور باریکیان اسکے دیدۂ دل سے دیکھے کہ جانوران ضعیف سے کہ ان کا موشی کیا کیا ثمرات

پسندیدہ اور نتایج برگزیدہ حاصل ہوئے ہین اور گروہ انسان کا کہ اشرف مخلوقات ہی اگر اپنے سینہ بے کینہ کرکے باہم
اتفاق کرین اور طرح مصادقت کی بلا شائبہ ریب باہم ڈالین تو انوار فواید اتفاق بھلا کس درجے ظہور کرین اور اساس
محبت کو اگر اس قانون سے مضبوط کہین اور صفائی باطن سے انجام تک پہنچائین تو کیونکر فواید کل سے برخورداری پائین
مثنوی صحبت آنکس کہ بصدق و صفاست * دامن او گیر کہ اہل وفاست * سہل کسی کن کہ وفا پیشہ کند * جان سپر تیر بلا پیش کند

باب چوتھا ملاحظہ کرنیمین احوال دشمنونکے اور ڈر رہنی مین اونکی مکر و حیلہ سے

رای نے برہمن سے کہا کہ داستان دوستان صادق اور مصاحبان موافق کے سنے مینے اور نتیجہ انکے اتفاق اور یکجہتی کا معلوم
ہوا **بیت** ہر کرا یار وفادار بود غم نبود * ہر کرا یار نباشد دل خرم نبود * موافق اسکے مولف کہتا ہی **بیت** بن تیرے
فردوس مین بہی دل میرا خرم نہین * نخل طوبے نخل ماتم سے مجہے کچہہ کم نہین ۔ اب امید یہ ہی کہ ازراہ عنایت مثال دشمنکے
بہی فرمائے کہ اوسکے فریب سے کسطرح اجتناب کری اور اوسکے تواضع اور تضرع پر کیا کری کہ مضمون چوتہی وصیت کا
یہ ہی کہ عاقل دوراندیش دشمن پر اعتماد ہرگز نکرے کہ کسی طرح دشمن اصلی دوست نہین ہوتا ہے بموجب **بیت**
ز دشمن دوستی کردن چنان است * کہ یکجا جمع کردن آب و آتش * حکیم بیدپائی نے فرمایا کہ خردمند کو لازم ہی کہ کلام دشمن پر کبہی
التفات نکرے اور اوسکے متاع اتفاق آلود کو ہرگز خرید نکری کہ دشمن دانا اپنی صلاح کیواسطے کمال لطف سے ظاہر کرتا ہی
اور ظاہر کو بخلاف باطن آراستہ بناتا ہے اور اوس حیلے کے ضمن مین فکر ہائے دور و دراز مد نظر رکہتا ہی پس عاقل دوراندیش
کو چاہیئے کہ جسقدر دشمن سے تلطف اور مدارا دیکہے زیادہ تر بدگمانی اور خویشتن داری مین مبالغہ کرے اور ہرچند
دشمن قدم ملائمت آگے بڑہائے وہ دامن موافقت کو کوتاہ کرے اگر اندک غافل ہوجائیگا تو دشمن کو ہمیشہ منتظر
قابو اور وقت کا رہتا ہے یقین ہی کہ تیر تدبیر مراد کو پہنچائی اوسوقت ندامت اور تدارک سے فائدہ نہوگا اور وہی نوبت
پہنچیگا کہ جو زاغ سے بوم کو پہنچا دابشلیم نے پوچہا کہ یہ حکایت کسطرح ہی **حکایت زاغ و بوم** برہمن نے کہا کہتے ہین کہ
ایک ولایت مین کوہ تہا ازبس مرتفع اوسپر باغبان حکمت نے اوسپر ایک ایسا درخت بلند پیدا کیا تہا کہ اوسپر ہزار زاغ کی آشیانے
تہے اونمین پیروز نامی زاغ بادشاہ اون سبھونکا تہا ایک شب بومونکا بادشاہ عداوت قدیم کے سبب سے
شبخون اس گروہ پر لایا اور اوس شب تارمین خرمن حیات زاغان سیہ کردار کا آتش کارزار سے جلادیا اور مظفر و منصور اور
خرم و مسرور اپنے قرارگاہ کو پہر گیا دوسرے دن غراب سیاہ بال نے شب جبکہ منہ آشیانہ مغرب کو کیا اور خیل ستارگان مانند
زمرۂ بومان گوشۂ خلوت مین متواری ہوا اور اختر عالم افروز نے تیغ درخشندہ نیام مشرق سے کہینچی پیروز نے لشکر بقیۃ السیف
کو جمع کیا اور حکایت لشکر بوم درمیان مین لاکے کہا کہ شبخون اور دلیری بومونکی دیکہی تم نے اس سے زیادہ انکی جرأت اور دلیری ہے

ملہ نخل ماتم نخل محرم نخل تابوت نہالی ایک زرین امرائی کی سجی ہوا کرتا ہی اوسکو تعزیہ کہتی ہین جو عشرہ محرم مین بناتی ہین اور بعضی کہتے ہین کہ یہ رسم بادشاہ تیمور سے جاری ہوا ۱۲ والله اعلم ۱۲

اور جیسا کہ یہہ قوم زاغون کی ایذا رسانی مین جرات رکہتی ہین محتاج بیان کے نہین ہین اور اب تو یہہ ہماری ماوا و مسکن اور
حرب و ضرب سے خوب مطلع ہو گئے اور اس فتحیابی نے اور بہی اونہین دلیر کر دیا غالب ہے کہ پھر جلد ہمارا قصد کرین اور یہہ کچہ
بہی دست برد پر کار ظہور مین لائین اور یقین ہے کہ اب کے بار ایک کو زندہ و سلامت نہ چہوڑین اس کام مین تامل کرو اور غور
تمام سے کچہہ ایسی تدبیر بروے کار لاؤ کہ دفع دشمن اوس سے متصور ہو الا بموجب بیت کے دیکہو گے جو کچہہ کہ دیکہو گے
بیت آج گر تدبیر دشمن تا نہو دشوار کل ۔ گریہ گستن روز اول ہی مثل اوستاد کی ✤ جبکہ پیروز نے یہ بات تمام کی پانچ زاغ
جوان کہ سب زاغون مین عقل و حکمت اور فراست و مصلحت مین برگزیدہ تہے آگے بڑہے اور بعد ادائے دعای شاہانہ عرض
کیا کہ جو کچہہ کہ بادشاہ نے فرمایا سراپا حکمت ہی اور اسرار بسیار اسمین مندرج ہین لیکن بغیر خوب سمجہے ہم کیا عرض کرین بادشاہ نے
کہا کہ مجہہ تمہاری رای پر ہمیشہ سے اعتماد ہے اور آج دن امتحان کا ہے جو جواہر کہ درج ضمیر مین ذخیرہ رکہتے ہو رشتہ بیان
مین کہینچو اور جو نقد کہ دار الضرب خاطر مین جمع ہی سکہ خانہ امتحان سے بازار ظہور مین لاؤ زاغون نے زبان تنا کہولی اور یہ اشعار
مولف کے پڑہے **اشعار** الہی رہی گلزار جلال و باغ جنان ✤ چمن مین پہرتی رہی جب تلک نسیم بہار ✤ شہا بہ حشمت و اقبال و
شوکت و اجلال ✤ تو دام رہے تخت و تاج و جاہ و وقار ✤ رای عالی اسبات مین جو کچہہ تجویز کریگی وہی بہتر ہوگا اور جو
کچہہ کہ ہم عرض کرینگے زیادہ تر اوس سے خاطر خداوندی پر روشن ہوگا اور کیا چیز ہے کہ ہم جانتے ہونگے کہ ہزار چند
زیادہ اوس سے لوح دانش شہنشاہی پر مرتسم نہوگا لاکن بحکم المامور معذور جو کچہہ ارشاد ہوا بقدر وسع عقل ناقص کے
عرض کیا جائیگا بادشاہ نے اونمین سے ایک سے کہا چارہ دفع دشمن کا کیا ہی اونے کہا کہ ای بادشاہ عقلای سلف اسطرح کے کام کیلئے حیلے یون
نکالتے تہے کہ جب مقابلہ دشمن قوی سے عاجز آتے تہے تو مولد و مسکن سے فرار کر کے ترک ملک و مال اختیار کرتے تہے کسلئے کہ جنگ مین خطر
عظیم ہے خصوصا اوس دشمن سے کہ پالش جنگ کا ہلوس ایسی دشمن سے کہ حرب و ضرب جسکی اپنے فوج کے دلون پر اثر کر گئی ہو اوس سے ارادہ
محاربے کا کرنا گذرگاہ سیل پر خوابگاہ بنانا ہے بموجب بیت کے **بیت** جو غالب ہو چکا ہو لڑنا اوس سے ✤ مثل ہے یہ زدہ را منیدازی ✤
بادشاہ نے منہہ دوسرے کی طرف پہیرا اور کہا کہ تو کیا اس کام مین مصلحت دیکہتا ہی اونے عرض کیا جو کچہہ وزیر سابق نے کہا میری رای اوسکے
خلاف ہی کیونکہ اول حملہ دشمن مین مولد و مسکن چہوڑنا ارباب خرد کے نزدیک موجب بے ناموسی اور باعث بے حمیتی ہی شیر مردونکو اندک زخم
مین از جا رفتہ ہونا کہاں بے ننگی ہی بہتر یہ ہی کہ ہم استعداد حرب کی شوکت تمام سے پیدا کرین اور جنگ مشغول ہر بیدہ سے کار لائین دیکہین کہ
زمانہ کس سے یاری کرتا ہے اور کسی خواری مین ڈالتا ہی اے شہریار بادشاہ کا مکار نے عروس مملکت کو زیب کنار کریگا کہ پہلے بوسہ دم تیغ
آبدار کا لیگا **بیت** عروس ملک کسی در بغل بگیرد تنگ ✤ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ✤ اور سو فت ساعد حسن لب مراد شہنشاہ کو پہنچیگا
کہ پیمانہ تمنای دشمن کو سنگ ظفر سے توڑ ڈالیگا اور نمک خواران قدیم پر واجب ہی کہ پای استقلال ایسا مضبوط معرکہ دشمن مین گاڑین کہ چہرہ نصرت میدان

غبار سے نظر امید مین نمایان ہو او سلاطین نامدار پر لازم ہے کہ روز جنگ اور رونق نام و ننگ کے عواقب امور پر التفات نکرین

بلکہ ہنگام سر دو مال و جان کو بقدر سمجھین بادشاہ نے ہنہ نیر سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے تیری راے کیا اقتضا کرتی ہے اوسنے عرض کیا کہ میری

راے یہ ہے کہ جاسوسان عاقل اخبار دشمن کے واسطے مقرر کئے جائین تا حال اور مصلحت اونکی ہر دم دریافت ہوتی

رہے اگر باج و خراج لینے پر راضی ہون اور صلح قبول کرین تو ہم بھی صلح کرین اور بقدر مقدور خراج و باج دیکر وطن و مال و دین عورت

و ناموس کو آفت شبخون اور محنت جنگ سے امان پائین کیونکہ جب غلبہ دشمن بعینہ و سپاہ کے دلمین متمکن ہو جاے اور معرض تفرقہ و

ہلاکت مین سب گرفتار ہو جائین اوسجگہ سوا مکر و حیلے کے کاربرآری دشمن سے دشوار ہے اس حال کے وقوع کے بعد

کہ جو مذکور ہو چکا ارادہ جنگ کا دشمن قوی سے دور از دانشمندی ہے بموجب **مصرع** زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز بادشاہ نے وزیر

چارم سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اوسنے کہا کہ اے شہریار میرے نزدیک ترک ملک و مال اس سے بہتر ہے کہ وہ شخص کہ ہماری زیر دست تھے

اونسے التجا کرنا اور خراج کا حرف زبان پر لانا اور ان سے ملتجی ہونا اور بے نامی گوارا کرنا بدتر از مرگ ہے اور اگر خراج پر وہ راضی

نہون یا مقدور طلب کرین کہ ہم سے نہو سکے تو بجز ذلت کیا حاصل ہوگا اس سے جنگ ہزار بار اولی ہے **بیت** مردہ بود در زیر سنگ

اندرش ہر کہ زندہ بزیر سنگ اندرش بادشاہ نے وزیر پنجم سے کہ کارشناس نام رکھتا تھا کہا کہ تجھی تیری راے عالم آرا پر اعتماد کلی ہے تو

جلاے وطن اور صلح اور باج اور خراج کو ان باتون سے پسند کرتا ہے کارشناس نے عرض کیا کہ جلاے وطن اور باج و خراج دینا یہ تو اسعایت

ناپسندیدہ ہے اور حالت اضطرار مین جنگ بھی اختیار کرنا نچاہیے کیونکہ وہ ہماری لڑائی پر دلیر ہو گئے ہین اور ہمارا لشکر انکی

لڑائی سے زبون ہو چکا ہے انکی قوت و شوکت آج ہمسے بہت زیادہ ہے حاصل یہ کہ میرے نزدیک بالفعل جنگ مناسب نہین ہے

اور دانا بھی دانا ہین حتی الوسع جنگ مین تعجیل نکرینگے کہ دانا جنگ سے پرہیز کرتے ہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ جنگکا نتیجہ قتل نفوس ہے

اور وبال اسکا عند اللہ بہت اور عوض اوسکا ممکن نہین ہے بادشاہ نے کہا کہ جلاے وطن اور صلح نکرین اور جنگ بھی نکرین اور باج

خراج بھی ندین تو کیا کیا جائیگا کارشناس نے عرض کیا کہ اس کام میں تامل ہو اور نشیب و فراز اس عقدۂ لاینحل کا قدم تفکر سے پایمش کیا

جائیگا بادشاہو کو راے صائب اور تدبیر درست سے وہ کام حاصل ہوتا ہے کہ خزینہ و دفینہ لبسیار و لشکر بیشمار سے نہین آتا ہے اور اس

کام مین اصل بادشاہ کی راے ہے اور مشورہ وزیرونکا محض واسطے قوت خرد بادشاہ کے ہے جیساکہ دریا کی کلانکو چشمہ ہای خرد سے مدد

پہنچتی رہتی ہے اسیطرح راے بادشاہ کو اندک اندک راے سے ترقی ہے جسکے لئے بعضی باتین نئی نکل آتی ہے **نظم** اے آفتاب اوج سپہر نبرد

ذرہ ہے تیرے سامنے خورشید خاوری ٭ نوشیروان کہ عدل مین مشہور خلق ہے ٭ سیکھا ہی تجھسے قاعدہ عدل گستری ٭ لیکن

بادشاہ نے جو مجھسے اس مصلحت مین مختار کیا ہے اسلئے خلوت مین ایک بات عرض کرونگا جیسا کہ بندہ مانع جنگ کا ہے

اسی طرح تذلل اور التجا سے بھی کارہ ہے اور قبول خراج وغیرہ سے بھی سخت عار رکھتا ہے جس بات میں کہ بزرگ ہمارے

ف۸۵ جو ادب جمع عادت بمعنی اخر نہ اہ ۲۱۲ ترود نفقہ ہیں جند ۱۲ ف۸۶ متزلزل نظم ٭ تدبیر ۱۲ تام توری ۱۲ ف۸۷ کارہ بکسر رابمعنی ناخوش

ننگ کرتے تھے اوسمین گردن رکھنی بڑی شرم کی بات ہے **بیت** خصم را گردن نہادن خوار سازد مرد را مردان او لتر از زین
بے اعتبار ہی زیستن ہے اور مرد صاحب ہمت زندگانی واسطے بقای ذکر بلندنامی کی چاہتے ہین اور نعوذ باللہ اگر کوئی عار یا سبب
بدنامی کا لاحق ہو تو کوتاہی عمر کو ہزار زندگانی سے عزیز تر سمجھتے ہین میرے نزدیک شہریار کو اظہار عجز اور بیچارگی بہت نازیبا ہے
اور جو کہ زبونی قبول کرتا ہے دروازے بلا کے ہر طرف سے اوسپر کھلتے ہین اور راہ امان کی بند ہو جاتی ہے **بیت** معرکے مین ہو
نہ عاجز اپنے دلکو رکھ دلیر جو عجز دیکھیگا تو ہوگا دشمن بزدل بھی شیر باقی عرض بندی کی لایق خلوت کے ہے کہ جو بانی الضمیر رکھتا ہون
رای جہان آرای پادشاہ پر ظاہر کرونگا آگے اختیار شہریار ہے ایک اونمین سے بولا کہ ای کارشناس فایدہ مشورہ کا یہ ہے کہ سب
ارباب خرد آپسمین اور اپنی اپنی فکر کے لایق اوسکی نشیب و فراز اور اطراف و جوانب نظر کرین شاید انہین مین سے کسی کا
تیر تدبیر ہدف مراد پر درست بیٹھے اور بزرگون نے یہی کہا ہے کہ مشورت نام اجماع عقول کا ہی جسجگہہ جماعت عقلا کی
کسی مہم مین شروع کرین تو لازم ہے کہ تمامی اضرار اور فوائد اوسکے مد نظر کرکے ایک وہ بات کہ جسپر اکثر کا اتفاق ہو وسی
برگزیدہ کرکے اختیار کرین کہ شاورھم فی الامر کی برکت سے لغزش و نقصان اوس امر مین کمتر راہ پاتا ہی اور تو جو مصلحت کو
خلوت پر حوالہ کرتا ہے سراسر خلاف رای عقلا کے ہی کارشناس نے کہا کہ سب اہل مشورہ مین نہین ہوتے ہین اور اسرار بادشاہی
رسمیات عرفی اور معاملات عوام کی مانند نہین ہین اسلیئے ہرکسی سے مشورہ مقدمات کلی کا نہ چاہیئے اور اسرار بادشاہی کے
فاش ہونیکی چند سبب ہوتے ہین ایک یہ کہ ارباب مشورہ سے جو شخص کہ قابلیت اسکی نہین رکھتا ہے وہ ایلچی دشمن اور
جاسوس سے اکثر حال کہدیتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس محفل مین دشمن کے دوست کہ گوش بر آواز رکھتے ہین حاضر ہون
تو کیا عجب ہے کہ وہ جسوقت کچھ سنین فورا پہنچائین اور وہ رخنہ بندی اوس تدبیر کی اسطرح پر کرے کہ ہمارا تیر تدبیر
نشانی تک پہنچنے نہ پائے اور بالفرض دشمن کا جاسوس بھی نہو تو سننے والی عوام اس محفل خاص کے اپنی اپنی عزیزون اور
دوستون سے مقررسب ماجرا بیان کرین گے پھر ایک کی زبان سے سیکڑون کے گوش زد ہوگا بموجب مثل مشہور کے
مصرع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا بہرکیف دشمن پر انکشاف راز ہو جائے گا
اسی واسطے اخفای راز مین حکما نے مبالغہ کیا ہے **بیت** چہ زیبا گفتہ است آن مرد ہشیار کہ گر سر بایدت سر را نگہدار
اور جسنے کہ اخفای راز مین سہل انگاری کی ہی ندامت اوٹھائی ہے **بیت** ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو ایسا
نہو زبان خبر کردے کان کو اور بہت لوگ گزرے ہین کہ ملک بادشاہت بلکہ زندگانی افشای راز کے سبب برباد کی ہی
جیسا کہ بادشاہ کشمیر ان لعل کہکر اوج شہریاری سے حضیض خوار ہین پڑا اور اوسکا آفتاب عمر مغرب فنا مین غروب ہوا پیروز
بولا کہ یہ قصہ کیونکر تہا **حکایت بادشاہ کشمیر** عرض کیا کہ شہر کشمیر مین ایک پادشاہ تہا کہ اوسکی شمشیر برق آثار کے خوف سے

ہوا کا مقدور نہ تھا کہ اوسکے حکم کے خلاف چل سکے اور ہیبت شان جانستان صاعقہ کردار سے طاقت باشی نہتی
کہ روئے زمین پر کچہی بہی بہہ سکے بہ اشعار مؤلف کے لایق اوسکی شان کے ہین اشعار یہ عدل ہے کہ نکالی ہم گر ناخن سے
جو لگ کے ٹوٹ رہی پلے کے گوسفند ہین خار * ہوا سے صورت آتش چراغ روشن ہو * لبسان دوست ہے دشمن پہ ایک کا غمخوار
نگاہ گرم سے دانے انار کے ہون شرر * شرار سنگ تلطف سے ہو دانہ ہاے انار * اور یہ بادشاہ حریم حرمت اور پردہ عشرت
مین ایک محبوبہ رکہتا تھا کہ اوسکی زلف عنبر رنگ درازی شب یلدا پر درازدستی تہی اور اوسکا روی جان بخش کمال حسن سے
چودہوین رات کے چاند سے سبقت لیگیا تہا بادشاہ کو اوس نازنین سے ایسی دلبستگی ہتی کہ مشاہدہ اوسکی جمال کا حاصل
زندگانی سمجہتا تہا اور اوس فتنہ انگیز نے جو مرغ دل شاہ کو اسیر اپنے کمند زلف کا پایا تہا تو کمان ابرو کو تانا گوش کہینچکر
خدنگ غمزہ کو ہردم ہدف سینہ پر مارتے تہے کہ اوسکے بے حکم حسن حرکت نکر سکتا تہا بموجب بیت رسم عاشق کشی شیوہ
شہر آشوبی * جامہ بود کہ بر قامت او دوختہ بود سعدی جسے تیر نگاہ لگتا ہے ہرگز ہل نہین سکتا * لب سوفار آسا زخم
پنہان ہل نہین سکتا * لیکن وہ یہانتک بیہوش شراب شہوت نہی کہ فقط بادشاہ پر اکتفا نکرتی تہی بلکہ ہر طرف نظر ڈالتی
رہتی ہی ایک خواص بادشاہ کا نہایت حسین اور برگزیدہ اور ذی اعتبار تہا کہ مخدرہ بادشاہ کو بہی اوس سے پردہ نتہا یہ
یہ بیگم دلدادہ ہوئی اور وہ بہی جل و جان اسکا فدائی تہا کہ آخر کار رسم اختلاط کامل باہم پیدا ہو گیا اور ملاقات مخفی جاری
ہونے لگی ایک شب بادشاہ نے محفل عشرت آراستہ کی اور شاہ و بیگم ایکجا بیٹہے اور یہ خواص بہی حضور مین حاضر تہا اور بادشاہ
ہر دم نگران جمال بیگم تہا اور یہ گوشہ نگاہ دزدیدہ سے محو تماشای گل رخسار خواص تہی اور اس سے غافل نہی کہ بادشاہ بہی حرکات
متنبہ ہوا ہے بلکہ اور اشارات مین سرگرم تہی جبکہ بادشاہ نے چند بار یہ حرکات اوسکی دیکہین شعلہ غیرت عشق اور آتش حمیت
بادشاہی کا نون سینہ مین مشتعل ہوئے اوسیدم اوسکی صحبت سے دل برداشتہ ہوا بموجب بیت اہل تحقیق بر آنند کہ نتوان خوردن *
از درختے کہ بر و میوہ بباغ دگرے * لیکن یہ لعین کہا کہ اس کام مین شتابی کرنا طریقہ احتیاط سے دور ہے اسلئے ایسا دہوکہا دیا کہ
اونپر ثابت نہوا کہ بادشاہ کچہہ سمجہا ہی اوسیطرح تمام شب موافق معمول کے بسر کی مگر آتش غیرت سے دل کباب کی مانند
بہنتا رہا جبکہ کار فرمائے قدرت نے حجاب ظلمت الوان سپہر مینا گون سے اوٹہا لیا اور شمع عالم افروز نے علم نور قبہ قصر فیروزہ فام پر بلند
کیا بادشاہ دادگستر دولتسرا سے باہر آکر رونق افزای تخت عدل و داد ہوا اور قضیہ دادخواہون کے موافق دستور العمل کے بذات
خود فیصل کرتا رہا بیت شہ کہ با عدل ہمنشین باشد * سایہ رحمت خدا باشد * بعد الفراغ کار سلطنت خلوت مین بیٹہا
اور اوس وزیر کو کہ مشار الیہ امورات سلطنت تہا طلب کیا کہ جلاد قہر متقاضی تہا کہ باجرائے اسکا وزیر سے ظاہر کرکے تدبیر
اوسکے قتل کی اسطرح پر کرے کہ پردہ ناموس دریدہ اور رشتہ نیکنامی بریدہ نہو اور کار فرمائے عقل یہہ کہتا تہا

کہ ہبہ یا نہ وزیر سے بہی نہ کہو کہ بڑی شرم کی بات ہے آخر جانب قہر کی غالب آئی اور ماجرا شب گزشتہ کا بیان کیا اور مشورہ وزیر سے چاہا اوسنے بہی اونکے قتل کے اسطرحپر صلاح دی کہ دونو نکو زہر ہلاہل سے ہلاک کیجیے اور سوا شاہ و وزیر کے کسیکو اطلاع نہو **بیت** کار ہا اینچنین آن بہ کہ پنہانی بود * آشکار اگر بود آخر پشیمانی بود * بعد اسکے وزیر اپنے گہر کو آیا اوسکی ایک بیٹی تہی اوسی بہت عزیز رکہتا تہا اوسے نہایت غمگین پایا سبب پوچہا معلوم ہوا کہ اوسے ملکہ نے آج بہت بے عزت کیا ہے یعنی از لبس دلتین سر محفل دی ہین وزیر کمال خشمناک ہوا اور برائے تسکین اوس غمگین سے کہا کہ تو غم نکر اور دل شاد رکہہ بس دو چار ہی دنمین چراغ اوسکی عمر کا افسردہ اور گل حیات اوسکا پژمردہ ہوا چاہتا ہے بیٹی نے وزیر کے اس اجمال کی تفصیل مین مبالغہ کیا وزیر نے بطریق دلداری شمہ اوس راز کا بیان کیا لیکن اوسکی کتمان مین مبالغہ تام کیا دختر وزیر اس بشارت سے خوش ہوئی اور باہر آئے مقارن اس حال کے ایک خادمہ خاتون کی اوسکے پاس آئی اور عذرخواہی اور دلداری سے پیش آئی دختر وزیر نے کہا کہ کچہہ غم نہین ہے خاتون نے مجہے بے سبب لتّ دی ہے عنقریب اسکی سزا اور جزا دیکہو گی خادمہ نے کہا اے وزیرزادی تو جانتی ہے کہ مین خاتون سے زیادہ تیری تابع فرمان اور فدائی ہون جسمین تجہے راحت ہو مین میری تمنا ہے تو مجہسے اس حال کو نہ چہپا کہ اوسکی جفا سے مین بہی بہت خفا ہون خدا کرے یہ بات سچ ہو کہ مین بہی اوس مردم آزار سے نجات پاؤن بلکہ اگر کام میں کچہہ میرے سے کرنیکا ہو تو بجالاؤن وزیر کی بیٹی نے کہا کہ مجہے یقین ہے کہ تو میری دوست صادق ہے لیکن اگر قوت اسکی رکہتی ہے کہ راز کو زبان سے نہ نکالے تو حال مفصل بے کم و کاست تجہسے کہدون خادمہ نے سوگند کہائی اسکے بعد اوسنے کل حال اوس سے بیان کر دیا خادمہ فوراً وہان سے پہری اور خاتون سے مشروحاً سب حقیقت بیان کی خاتون نے اوس جوان کو نہایت مین بلاکے کہا کہ جان ہم دونو کی جائیگی اگر ہوسکے تو بادشاہ کو مار لیے دونون نے باہم مشورہ قتل کا کیا شب کو جبکہ بادشاہ سویا اور نفیر خواب بلند ہوئی جوان پردہ سے نکلا اور سر بادشاہ کا تن سے جدا کیا فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ بادشاہ وزرا سے مشورہ لین مگر وہ راز کہ جسمین مصلحت کلی ہو اوسے اصلا ظاہر نکرین ورنہ ایسا ہی کچہہ درپیش آئیگا ہرچند یہ وزیر خیرخواہ بادشاہ کا تہا مگر خطائے بشری سے بادشاہ کو قتل کروا دیا اور مخفی ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ باوجود فرّ یزدانی اور ہمت بلند کے راز اپنا چہپا نہ سکیگا بہلا اور لوگ کہ پایہ مین کمتر اور عقل و دانش مین اوس سے فروتر ہین کسطرح مخفی کر سکین گے **بیت** چون تو نتوانی کہ راز خویشتن پنہان کنی * پس چرا رنجی کہ اورا دیگران افشا کنند * کارشناس نے جبکہ یہ حکایت بیان کی ایک شخص نے کہا کہ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ راہ مشورہ کی چاہیئے کہ مسدود ہو جائے کہ جو کچہہ بادشاہ کرے فقط اپنی رائے پر کرے اور حالانکہ ترک کرنا مشورہ کا پسندیدہ عقل و حکمت نہین ہے اور آیہ کریمہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ مقتضی اسکی ہے کہ بغیر مشورہ کیے کوئی کسی مہم کا ارادہ نہ کرے **بیت** بنائے کار خود از بر مشاورت نہ نہی * نہ حق شرع گزاری نہ داد عقل دہی * اور کلام الہی

پیغمبر برگزیدۂ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطے مشورے کی حکم کرتا ہے یہ دلیل اسپر ہے کہ مشاورت محمود ہے اور خلاف اسکا
نونہار پسندیدہ نہوگا **بیت** شد پیمبر مشورت ما مور ٭ تو چرا زین طریقہ باشی دور ٭ کارشناس نے کہا کہ امر حقتعالی کا کرنا
اپنے رسول کو مشورت مین اسواسطے نہین ہے کہ اوسکی راے کو اورونکے مشورے کے سبب سے مدد حاصل ہو کیلیئے کہ ضمیر منیر حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وحی الٰہی سے موید اور آئینہ جہان نما تھا کہ حقایق اشیا اوسمین بالتمام ظاہر تھی مگر
فائدہ مشورے کا یہ ہے کہ اس طریقہ پسندیدہ کو لوگ سیکھین اور اپنے عقول ضعیفہ کے واسطے اورونکے عقل سے
مددگاری چاہین جیسا کہ نور چراغ کا تھوڑا بتی اور روغن ڈالنے مین روشنی زیادہ پکڑتا ہے اور فروغ آتش کا دو ہیزم کے
زیادہ کرنے مین دوبالا ہوجاتا ہی اور ان باتونسے یہ نہین نکلتا ہے کہ ترک مشورے کا کرنا چاہیئے بلکہ یہ ہے جو کچھہ مشورے سے حاصل
ہو اور اپنی راے بہی اوسپر قرار پکڑے اوسی چھپائے کہ اخفای راز اور کتمان مافی الضمیر مین دو فائدے کلی حاصل ہوتے ہین ایک
یہ کہ تجربہ مین آیا ہے کہ جس بات کو مخفی رکہے تاثیر یہ ہی کہ جلد عقدہ کشائی اوس امر کی ہوتی ہے اور غالب ہے کہ ہی مضمون حدیث شریف کا
بہی ہو دوسرے یہ کہ اگر مشورے ایک امر پر قرار دی اور تقدیر الٰہی کے موافق نہو تو شماتت اعداسے اور عیب جویونکی خردہ گیری سے
بچتا ہے بموجب اِس بیت کے **بیت** ایکہ وصل تو میسر نشود چندان نیست ٭ کہ رقیبان زسر طعن زبان بکشایند ٭ پیروز بولا
کہ ای کارشناس مینے سب زبان درگاہ مین ہر خویش و بیگانہ سے تجہی برگزیدہ کیا ہے اور تیری راے ہموارہ پسندیدہ
دل ہے تو نے جو کچھہ تجویز کیا ہے بلا تکلف کر اور تا مقدور راضی بقصور نہو کارشناس نے بعد دعای خسروانہ عرض
کیا کہ ہر نمکخوار پر واجب ہے کہ جب کوئی مہم اپنی ولینعمت کو درپیش آئے جو کچھہ از راہ صواب اندیشی اوسکے خیال مین آئے
عرض کردے اور اگر رای مخدوم مائل بخطا پائے تو ضرور اطلاع کردے کہ اس تدبیر مین نقصان متصور ہین اور جبتک
سرانجام اوس تدبیر کا دلپذیر نہ ہاتھ آئے ہمت کو قاصر نکرے اور اوسکے تدارک مین خواب و خور فراموش کرے
آخر کوئی بات کام کی ہاتھ آہی جائیگی اور پادشاہ جسکو جادہ امانت داری سے اندک منحرف پائے اوسکی سزا مین ہرگز تامل
نہ کرے اور جسکو خیرخواہ بدل اور امانت دار اور مصلحت کار درست پائے اوسکی سرفرازی مین کوئی دقیقہ علی قدر حال فروگذاشت
نفرمائے جبکہ اپنا نسق اس طریق پر جاری رکہی تو اوسی وزرای کافی اور مشیران متین ضرور ہاتھ آوینگے کیونکہ خائن خوف
جان سے کبھی ایسی بادشاہ کی نزدیکی قبول نکریگا لامحالہ جو ہوگا وہ امین ہوگا کہ جب بادشاہ نے سزاے خائن اسطرح
اور امین کی سزا اسطرح پر اپنے اوپر لازم کی پھر غالب ہے کہ اوس بادشاہ کی سلطنت پایدار رہے اور
راز اوسکا افشا نہو اور حوادث زمانہ کی اوسکی ملک پر دست تصرف دراز نہوتے پائے پادشاہ نے پوچھا کہ
چھپانا راز کا کس طرح اور کن کن شخصوں سے چاہیئے اور کن لوگونسے کہنا ہے کارشناس نے عرض کیا کہ پادشاہ کو لازم ہین

متفاوت ہین بعضے وہ راز کہ جن لوگون کے بارہا آزمائش کی ہو اور کام اونکا شبہ اور شک سے خالی ہو اور اونکی
دین و دیانت مین کبہی خلل نہ پایا گیا ہو سوا اون کے اور سے زنہار نہ کہے اور اون سے بہی جو کہی تو اول ہزار تاکید سے
موکد کرلے تب اوسکی بعد زبان پر لائے والا بے سبب اون سے بہی نہ کہے جبکہ کوئی اون سے مشورہ طلب ہو یا
کوئی کام لینا منظور ہو تو البتہ اوسطرح پر کہ مذکور جیسا ہو چکا مضایقہ نہین ورنہ ہرگز حرف زبان پر نہ لائے بلکہ
اپنی ذات سے بہی اخفا کرے یعنی مبالغہ ہے کہ بادشاہ جانے کہ مین گویا خود اسے نہین جانتا ہون جب ایک
بات کو خود کوئی بچا ئیگا تو کاہے کو غیر سے کہیگا **بیت** اسرار دل کو کہیو نہان جان کیطرح بہ غماز تیرے
ساتھ ہین شیطان کی طرح بد اور بعضے وہ راز ہین کہ جنمین چندان قباحت نہین ہے تو بعض بعض شخصونکو
کہ راز دار اور ذی اعتماد ہین کہنا اونکا بقدر ضرورت مضایقہ نہین رکہتا ہے مگر بومونکے قضیے مین کہ خاطر عالی
مین گزرا ہے اوس راز کے چار کان ہونگے سوا اور کوئی قابلیت محرمیت کی نہین رکہتا ہے اس کے بعد بادشاہ متوجہ
خلوت کا ہوا اور تنہا کارشناس کو طلب کیا اول پوچہا کہ ہم مین اور بومون مین عداوت کا کیا سبب ہے
وزیر نے کہا کہ زمانہ سابق مین ایک زاغ نے ایسا کلمہ کہا تہا کہ وہ کینۂ دیرینہ اس قوم کے دلمین اب تلک
چلا آتا ہے اب قابو وقت کا پاکے اوسکا انتقام کیا بادشاہ نے پوچہا کہ یہ ماجرا کیونکر تہا عرض کیا۔

حکایت کینہ دیرینہ بومان کہ زمانہ سابق مین بہت سے پرندے باہم جمع ہوئے اور یہ صلاح
کی کہ ہم مین ایک دانا پادشاہ ایسا چاہیئے کہ سانحہ کیوقت اوس سے رجوع لایا کرین یا دشمن پیدا ہو
تو اوسکے دفع کی تدبیر اوس سے پوچہین اسپر ہر ایک پرندہ اپنی فکر کے مناسب ایک کو لائق بادشاہی کے سمجھ کے
پسند کرتا تہا اور دوسرا دلیل و برہان سے اوسکے کلام کو رد کرتا تہا آخر کار نوبت بوم کی آئی ایک گروہ اسپر راضی ہوا کہ
بوم سرداری کے سزاوار ہے اور دوسرا گروہ اوسکے قدح مین کوشش کرتا تہا اس مین آتش فتنہ برپا ہوئے
کہ بات قال سے جدال پر آگئی القصہ قرار اسپر پایا کہ ایک جانور کہ اس مجمع مین داخل نہوا وے حکم کرین اور
جو کچہ کہ وہ حکم کرے اوسپر عمل کرین اتفاقاً ایک زاغ وہان اوسوقت وارد ہوا سب نے کہا کہ یہ جانور ہماری
حکایات سے کچہ آگاہ نہین اور غیر جنس بہی ہے اسی حکم کرو سب نے پسند کیا اور تجویز سلطنت بوم اور
انکار فریق ثانی بیان کیا زاغ نے کہا کہ یہہ امر خام اور سودای نا فرجام ہے بوم شوم کو منصب حکومت سے
کیا نسبت اور اوس منحوس صورت کو رتبہ اختیار و اقتدار سے کیا کام ہُمس کہ عرصہ جولان گاہ سیمرغ
سے کیا نسبت آیا شاہباز بلند پرواز کہ نسر طائر سے رتبہ بلند ہے مین

لاف برابری مارتا ہی کیا ہوا اور ہماری ہمایون فال کہ اوسکا سایہ بال تاج افتخار سلاطین ہوتا ہی کہان ہی اور عقاب فرو شکوہ کہ
کوہ اوسکی صدمۂ پر و بال سے لرزتا ہی کیا ناپیدا ہو گیا اور اگر سب مرغ نامدار جہان سے نابود ہو گئے ہوتے تو اولے یہ تہا کہ تم بغیر بادشاہ
کے اپنی گذران کرتے اور ننگ متابعت بوم شوم اپنے سر پر نہ مارتے اور اس عار کو قبول نہ کرتے کہ وہ قطع نظر منظر بدیہ کے
عقل ناقص رکہتا ہے اور مغلوب الغضب اور متکبر ہے اور سوا اسکے جمال عالم افروز سے کہ آیہ وَجَعَلْنَاهَا سِرَاجًا مُنِیرًا
اوسکی شان مین ہے محروم رہتا ہے اور دشوار تر یہ ہے کہ حدت غضب اور خفت عقل اوسکے افعال سے ظاہر ہے
اور بیہودگی اور لا یعنی ہونا اوسکا اوسکے حال سے روشن پس بہتر یہ ہے کہ اس اندیشۂ نا صواب سے درگذرو اور تدارک ہر قضیہ کا
اپنے مشورے اور مصلحت پر رکہو اور بادشاہ لایق کی تلاش مین رہو اس صورت مین مرفہ الحال اور فارغ البال ہو گی
اگر یون کرو گے تو بخوبی ہر مہم کو سر انجام دو گے جیسا کہ اوس خرگوش نے آپکو رسول ماہ کیا اور تدبیر درست سے
ہاتہیونکو اپنی قوم سے دفع کیا مرغون نے پوچہا کہ یہ کیونکر تہا **حکایت خرگوش رسول ماہ** کہا کہتے ہین کہ
ایک بار ہاتہیونکی ولایت مین ایک سال خشک سالی ہوئی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ قطرہ آب کسیکو نہ ملتا تہا آخر رنج
تشنگی سے بیطاقت ہوئی اور اپنے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر طرف جاسوس جاوین اور جہان
پانی اور چراگاہ خوب ہو خبر لاوین ایک ہاتہی خبر لایا کہ ایک مقام ہی کہ اوسے چشمۂ ماہ کہتے ہین عجب مقام وسیع و سیراب ہے اور
مرغزار بیشمار ہمین واقع ہوئے ہین بادشاہ پیلان سب ہم اور خادم لیکر اوس چشمہ پر وارد ہوا اور اوس چشمے کے حوالی مین گروہ
خرگوشونکا بہی رہا کرتا تہا ہاتہیونکی ہجوم سے اونہین زحمت پہنچی تہی بلکہ اکثر پانون کے تلے کچلے گئے تہے آخر سب خرگوش اپنی بادشاہ
کے آگے روئی کہ بادشاہ عادل مظلومون کے پناہ اور دستگیر محرومونکا ہوتا ہی اور تخت پر بیٹہا داد دینے کیلیے سزاوار ہی پس شاد
جینے کیواسطے اب فرصت ہی کہ داد ہماری دو اور انتقام ہمارا لے کہ اکثر ہم مر گئے اور بعضے جو بچے ہین وہ مجروح اور کوفتہ ہین اور
باقیماندہ بہی انکی ہجوم سے معرض ہلاکت مین خوفناک ہین بادشاہ نے کہا کہ یہ بات سرسری نہین ہے کہ بے سمجھے جواب دیا جائے
بلکہ پہلے عقلا جمع ہون تا مشورے کے بعد ایک تدبیر قرار دیجائے اور مقدمۂ سنگین مین بغیر مشورہ حکم کرنا خلاف طریقۂ خردمندی ہے
بزرگون نے کہا ہے اگرچہ بڑا ہو عادل و ہوشیار اور رکہتا ہو دانش بسیار لیکن نکری بے مشورہ کار دشوار آخر کار بادشاہ نے سبکو
جمع کیا اور مشورہ پیلون کے دفع کا پوچہا ان خرگوشونمین ایک تیز ہوش تہا کہ اوسی بہروز کہتے تہے اور سب خرگوش اوسکی حسن تدبیر کے معتقد تہے
اوسنے قد اپنا راست کیا اور کہا **رباعی** شاہا غم رعیت بیچارہ مخوری بد این رسم و قاعدۂ دادگستری بد از حال بیکسان
نظر لطف وا مدار بہ کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری بد اگر مصلحت ہو تو مجہے وکیل کر کے پیلون کے بادشاہ کے
پاس بہیجیے اور ایک امین ساتہہ کیجیے تا جو مین کہون اور کرون وہ اوسے دیکہے اور سنے بادشاہ نے

له سراجاً منیراً مراد صورت دیدار ۱۲

عه دار و مدار بازنہادن موقوف کردن ۱۲

کہا کہ مجھے تیری راے صواب اندیش اور امانت اور دیانت پر کمال وثوق ہے حاجت امین کے کیا ہی مبارک ہے جا اور جو مناسب
سمجھے سو کر لا کہ رسول زبان بادشاہ کی ہوتا ہے نیز کہنا بہ کہنا ہے جو کوئی چاہے کہ بغیر ملاقات اوسکا راز دل دریافت کرے تو اوسکی
فرستادہ کی گفتار و کردار سے معلوم کر لے کہ وہ ایسا ہے کہ جسنے ایسے کو برگزیدہ کیا ہے اور حکما نے بھی اسمین تاکید کی ہے
کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ ایسے کو وکیل کرے کہ برگزیدہ سب قوم کا اور دانا تر اوس گروہ مین ہو چنانچہ سکندر ذو القرنین بیشتر تبدیل لباس
مین آپ رسالت کو گیا ہے اسلیئے کہ فرستادہ دانا اور دلیر اور توانا چاہیئے کہ ہر سوال کا اپنی ذکا سے ایسا جواب دے کہ راہ صواب سے
نزدیک تر ہو یعنی پسندیدۂ اہل تحقیق اور مقبول نظر ارباب تدقیق ہو بہت لوگ ہوتے ہین کہ بہ ہیبت درشت ایسی آتش برپا
کرتے ہین کہ جہان جلجائے اور بعضے ایسے ہین کہ گفتار دلپسند سے دو گروہ مین طرح محبت کی پیدا کرتے ہین۔ بہروز نے عرض کی کہ
اے بادشاہ اگرچہ مجھے طریقۂ رسالت مین کچھہ دخل ہے لیکن بادشاہ عالم پناہ بھی اپنے درج حکمت سے جواہر چند آویزۂ
گوش ہوش مین آویزان فرمائے تو اوسی سرمایہ رسالت کرکے اوسی قانون سے ہر بات کو حسن ترتیب دے تیار ہوں بادشاہ نے کہا کہ
اے بہروز بہترین طریقہ رسالت یہہ ہے کہ تیغ زبان مانند تیغ آبدار تیزی اور برش مین درست رکھے لیکن جوہر لطیف مدارا
ہی سے ٹلنے نہ پائے اگر اوس طرف سے ابتداً بسختی ہو تو اپنی طرف سے پہلے وہ کلام کرے کہ ابتدا اوسکے لطف و ملایمت پر ہو اور
اگر دیکھے کہ وہ نرم نہین ہوتا ہے اور راستی پر نہین آتا ہے تو نرمی کے پردے مین ویسی تیزی بیان مین ادا کرے کہ زہرہ دشمن کا آب
ہو جائے اور سامعین پر یہہ واضح ہو کہ یہہ آپ پرخاش کا بانی نہین ہے مگر جواب پرخاش مین بہت پرکار ہے بیت لطائف سخن
از سینہ نخم کین ببرد بہ زبان خوش زا بروی چشم چین ببرد یہہ حاصل یہہ کہ کلام رسول چاہیئے کہ قاعدہ لطف و خشم اور ساختن اور
سوختن پر مبنی ہو اور ناموس شکوہ بادشاہی ہر حال مین کم ہونے نہ دے اور مطالب اور کنایہ دشمن کے بخوبی سمجھ لے غرضکہ
دانا کو پند دینا تحصیل حاصل ہے پس رخصت ہوئی امان اللہ بہروز آداب بجالایا اور رخصت ہوکے شب کو گروہ پیلان
مین آیا خیال کیا کہ یہہ سب سرمست بادہ نخوت ہین بلا سکے کہ حال مفصل بیان ہو تیری کیا قدر جانین گے اگر تجھہ سے
ہزار کو پامال کر ڈالین تو بھی انکی چہرہ جباری پر غبار نہ آئیگا بیت کب دست موج کرتی ہے ماتم حباب کا بہ دریا کے
لطمہ ان کو کہان غم حباب کا بہ ایضاً گز رجسن جا ہو پیلان دمان کا بہ کسے وہان دہیان ہو رنا توان کا بہ بس
بہتر یہہ ہے کہ ایک بلندی پر بیٹھہ کے پہلے پیغام ادا کرون اگر سماعت کی تو فہو المراد والا جان تو سلامت رہیگی اسکے بعد
بلندی پر آکے آواز دی کہ اے شاہ پیلان مین پیغام بر ماہ کا ہون اور پیغامبر کو چاہیئے جو کچھہ مالک نے
کہا ہو اوسے حرف بحرف ادا کرے کہ مامور معذور رہوتا ہے۔ اور رسول کی بات گو
تلخ ہو لیکن سماعت کے قابل ہوتی ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ ماہ باعث رونق

بازار شب اور نائب ہی بادشاہ روزگار اگر کوئی اوسکا خلاف اختیار کرے اور بات اوسکی سمع قبول سے نہ سنے
تو تیشہ اپنی پانون پر مارتا ہے پادشاہ پیلان اپنی جگہہ سے نکل آیا اور کہا کہ پیغام ماہ کا کیا ہی کہ ماہ کہتا ہی کہ جو شخص
اپنے زور اور قوت پر مغرور ہو کر زیر دستون کو آزار پہنچائے تو یہہ دلیل روشن ہی اوسکی رسوائی کی کیا وہ ہماری زور و
قوت سے آگاہ نہین ہی جو اپنے کو بھول گیا ہی بیت خدای کہ بالا و پست آفرید * زبردست ہر دست آفرید *
اور تو جو اس غرور پہ ہے اور مین اور بہائم سے قوی تر ہون اور یہ قوت اور شوکت کہ ادنی عوارض سے معرض زوال مین
آجاتا ہے پس اسی وسیلے سی تو نے یہانتک خیر کی ہی کہ ہماری چشمی مین تیرگی کر دی ہے کیا تو نہین جانتا ہے کہ عقاب
تیز پر اگر میرے چشمے پر اوڑے تو اوسکی بال و پر جلجائین اور اگر نسر طایر کبہی چشم بد سے ادہر نگاہ کرے تو قوت باصرہ اوسکی
فوراً زائل ہو جائے پس تو آپ کو کیا سمجھا ہے کہ خیال فاسد کو دل مین راہ دی ہے لیکن مینے نہایت کرم سی تجہی آگاہ کیا ہی
اگر اپنی جگہہ سے قدم ادہر نہ رکہیگا تو آرام سی بسر کرو الا بدانت خود مین آونگا اور عذاب الیم سے تجہی ہلاک کرونگا
اور اگر اسمین کچھ شک واقع ہو تو جلد آ کہ مین اس چشمی مین اسوقت موجود ہون برای العین مشاہدہ کر اور عبرت کہول شاہ
پیلان اس بات کے سنتی ہی متعجب ہو کر اوسی دم چشمہ پر حاضر ہوا اور صورت ماہ کو پانی مین دیکھا پہر و زنے کہا کہ ای
بادشاہ تہوڑا پانی اوٹھا کے منہ دہو کہ ماہ بر سر ترحم آئی اور تجہسی راضی ہو پیل نے خرطوم پانیمین ڈالی جنبش خرطوم سی پانی ہلا
اسی معلوم ہوا کہ ماہ اضطراب اور غضب مین ہی کہ ایک طور خفگی کا پایا جاتا ہے پیل نے آواز دی کہ ای وکیل ماہ جناب ماہ اپنی جگہہ سے جا بجا کیون
حرکت کرتا ہی پہر و زنے کہا کہ واقعی ماہ جیسی کہ بر سر قہر ہے یہی حال ہے تو جلد سجدہ کر کہ تا غضب فرو ہو اور قرار پکڑے پیل نے سجدہ کیا اور
کہا لا اب زنہار اس چشمی کے گرد کوئی پیل نہ آئیگا قصور گزشتہ کہ نادانستہ گناہ تہا معاف ہو یہ کہکر پانی سے خرطوم باہر نکالا کہ دم
بعد پانی ٹہیرا اور ماہ نے قرار پکڑا پہروزنے کہا کہ جا قصور تیرا معاف ہوا پہر ہرگز ایسا نکرنا پیل اپنے جزیرہ کو روانہ ہوا اور پہروز نے
آکے اپنے بادشاہ کو خوشخبری دی بادشاہ نے نہایت تحسین پہروز کی رای سلیم کی اور حسن تدبیر اوسکا سبب گوشونکو باعث امن
امان ہوا زاغ نے کہا کہ یہ مثل اسلیئے بیان کی ہے مینے کہ تم مین ایک عاقل ایسا چاہیئے تا وقت ضرورت تدبیر دفع دشمن کرتا رہی
اگر آج تم مین کوئی زیرک صلاح کار ہوتا تو کب یہ صلاح دیتا کہ بوم شوم کو تم اپنا فرمانروا قرار دو کہ باوجود اتنی خصائل ناپسندیدہ کی
کہ ندکور جنکا ہو چکا فریب اور دغا اور بیوفائی سرشت مین داخل ہے اور بادشاہ کا اس سے زیادہ کوئی عیب نہین ہی کہ دغا اور بیوفائی
اوسکی طبیعت مین ہو کیونکہ بادشاہ سایہ پروردگار کہے جاتے ہین عز شانہ نے انکی آفتاب عدالت سی عالم کو منور کیا ہی اور انکی
عدل و انصاف کے بغیر امن و امان عالم مین وجود نہین پاتی ہے پس چاہیے کہ بادشاہ وفادار ہو نبہا کار اور
رعیت کے ساتھ مہر و الطاف سے پیش آئے نہ قہر سے اور زنگار کینہ سی لوح سینہ کو صاف رکھی نہ مکدر

اور جو کوئی کہ مکار کا محکوم ہوگا اوسی پہنچیگا جو اوس کبک اور تیہو کو گربہ مکار سے پہنچا مرغون نے پوچھا کہ یہہ قصہ کیونکر تھا

حکایت ۵ گربہ مکار اور کبک اور تیہو کی زاغ نے کہا کہ دامن کوہ مین میرا آشیانہ تھا ہمسایہ میرا ایک کبک کا بھی مسکن تھا تاثیر قرب جوار سے ایسی محبت باہم پیدا ہوئی کہ بحکم تلاقی معاش مفارقت ایکدم کی مجھے گوارا نہی ناگاہ وہ کبک ایسا غائب ہوگیا کہ تا زمانہ دراز سراغ اوسکا نہ ملا الیقین ہوا کہ ہلاک ہوگیا بعد مدت دراز ایک تیہو پیدا ہوا اور اوسکی آشیانے مین مسکن کیا مینے خیال کیا کہ آشیانہ کبکے خالی رہنے سے تیہو کا رہنا بہتر ہے اگر معلوم ہوتا کہ وہ زندہ ہے تو البتہ مین متعرض ہوتا بحکم اس کے مصرعہ یکے ہمیرود دیگرے ہمی آید بعد خاموش ہو رہا مین تھوڑی مدت اسطرح گزری کہ کبک موجود ہوا دیکھا کہ غیر میرے آشیانے مین متمکن ہے کہا تو میری جگہہ چھوڑ دے تیہو نے کہا کہ اب مین قابض ہون اور بمقتضائے اَلْقَبْضُ دَلِیْلُ الْمِلْکِ کی اب اسکا مالک مین ہون اگر اپنی حقیقت سمجھتا ہے تو حجت شرعی سے اثبات کر کبک نے کہا کہ تیرا قبضہ غصب اور تغلب سے ہی اور غصب کے نزدیک روا نہین ہی اسمین سند شرعی رکھتا ہون بین القصہ دونون مین نزاع کلی واقع ہوئی چنانچہ ہر چند مینے صلح کی تدبیر کی پر کوئی بات درست نہ پڑی آخر کار یہہ قرار پایا کہ رجوع بحاکم عادل کرین کہ دونون کی بات سن کے حق سے باطل کو جدا کردے کبک بولا کہ یہان سے نزدیک ایک گربہ ہی روزہ دار اور عابد لعبد خدا شناس اور کم آزار دن روزے مین بسر کرتی ہی اور راتکو شمع وار ایک قدم سے تا صبح سوز و گداز عشق الٰہی مین کھڑی ہو کے اشکباری کیا کرتی ہی **مثنوی** آب دیدہ دست از کون بستہ + زکنج فقر گنج فیض جستہ + زدہ برہر دو عالم پشت پائے + ز خود بیگانہ با حق آشنائے + افطار آب کا ہی کرتی ہی اور خونریزی جانورونکی حرام جانتی ہے اوس سے زیادہ قاضی عادل اور نہ پاویگا اور وہ حکم کہ اس قضیہ مین حکم براستی کری بہتر اس سے اور ہاتھہ نہ آئیگا دونون اسبات پر راضی ہوکے گربہ کیطرف روانہ ہوئے مینے از راہ شفقت کہا کہ ای عزیزو تمنے جو تقریر کی قابل اعتماد کے نہین غالب ہے کہ رای تمہاری خطا پر ہو بغور اسے سمجھو کہ گربہ کو تقوی سے کیا علاقہ کوئی اور تدبیر اپنے فیصلے کی کرو اور اس خیال محال سے درگزرو انہون نے اسمین مبالغہ کیا مینے کہا **مصرعہ** ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند خیر بہتر ہے روانہ ہو لیکن دلمین کہا کہ یہ قضیہ نوادر روزگار سے ہے تماشا اسکا دیکھا چاہیئے کہ گربہ روزہ دار بین الخصمین کیا فیصلہ کرتی ہے مین بھی ان کے پیچھے پیچھے آکے ایک شاخ درخت پر بیٹھا نظارہ کرتا تھا جبکہ دور سے گربہ نے دیکھا کہ دونون اسطرف آتے ہین جلد کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی اور تعدیل ارکان مین جیسا کہ چاہئے کوشش کرتی تھی **مثنوی** کلید در دوزخ است آن نماز + کہ در چشم مردم گزاری دراز + کبک اور تیہو کردار اور اذکار اوس مکارہ کے دیکھ کے متحیر اور زیادہ تر معتقد ہوئے اسکے بعد تامل اتنا اتنا کیا کہ نماز سے فارغ ہوئی بعد دونون سر نیاز زمین ادب پر رکھکر بولے کہ ہم دونون مین باہم قضیہ ہے بے توجہ آپکے فیصلہ دشوار ہے بعد انکار

تمام بولے کہ صورت حال بیان کرو دونون نے صورت قضیہ کی عرض کی گربہ نے کہا کہ ای صاحبو چرخ دوار زیان کار نے
غبار ضعف میرے ہر عضو مین پہنچایا ہے اور دست برد خزان روزگار نے آب طراوت اور تاب لطافت کو میرے بوستان حیات
سے سترد کر لیا ہے اور شب جوانی کہ سراسر قوت و پہلوانی تہی صبح پیری سے کہ مجمع جملہ عیب حقیری ہے مبدل ہوگئی بینائی
اور شنوائی نے جواب دیا اب تمہارا چہرہ خوب نہین دیکہتی ہون اسلیئے قضیہ تمہارا تہوڑا سنا اور اکثر بسبب ضعف سماعت
کے نہین سنا گیا بہتر یہ ہے کہ مجھے معاف کرو کہ چند انفاس کہ باقی ہین یاد خدا مین بسر کرون اور قضیہ دنیا کا کہ سراپا مخرب دین
اور مانع یاد الہی اور باعث نفرین ہی اس سے گربہ مسکین کو معاف رکہو کبک اور تیہو نے عرض کیا کہ حاجت روائی مخلوقات کے
باعث خوشنودی خالق ہی اگر یہ امر عبادت مین داخل نہو تا تو انبیای کرام کیکسیکے حال کی سماعت فرماتے گربہ نے کہا کہ تم ایسی
دلیل قوی لائے ہو کہ اب لامحالہ سننا پڑا لیکن مین اونچا سنتی ہون بہت نزدیک آسکے باواز بلند دونون اپنا حال
بیان کرو البتہ بعد سماعت حکم شرعی کیا جایگا مگر پہلے اس سے کہ قضیہ تمہارا سنا جائے ایک نصیحت دوستانہ کہ فوائد دینی و دنیا کے
اوسکے ضمن مین مندرج ہین تمسے بیان کرتی ہون اگر آج اوسی گوش دل سے نہ سنو گے تو فردا پشیمانی کہینچو گے اور اگر قبول
کرو گے تو اوسکا ثمرہ دنیا اور عقبی مین ضرور پاؤ گے اتنا سمجھ لو کہ مال و متاع دنیا ہر دم معرض فنا مین ہی اسپر تمہارا مغرور
نہونا اور اس بے بقا سے کوئی چیز اگر مکر و غدر سے حاصل ہووے ہرگز قبول نہ کرنا کہ یہ مال ایکدن زندگی مین
خواہ موت کے بعد تمسے جدا ہونے والا ہے مگر وبال اوسکا دوام طوق گردن رہیگا ایسی ایسی زہر ہلاہل کو اپنی ہاتھ
سے دیدہ و دانستہ اپنی حلق مین ڈالنا کام دانشمند کا نہین ہے اولی تو یہ ہی کہ اسکی الفت بالکل دلسے اوٹھا کے چندی یاد الہی
مین مصروف ہو جیسا کہ مولف کہتا ہی **بیت** زبان چلتی ہی گویا آج کچھ ذکر خدا کر لے بہ اجل آ گئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت
اور اگر یہہ نہو سکے تو ناحق سے ضرور اجتناب کریں یہ دو کلمہ کہ حق حیوانیت تہا مینے ادا کر دیا اب جو کچھہ مطلب ہو اوسی
بیان کرو کبک نے عرض کیا کہ ای حاکم عادل اگر سب لوگونکو ہمت طلب حق کی ہوتی تو ہر ایک صفت دیانت و راستی کو
شعار اپنا کرتا اور احتیاج محاکمہ و تصدیع حکام کی نہوتی اور رسم مرافعہ اور مدافعہ اور سوگند اور گواہ کے دفتر ایام سے اوٹھہ
جاتے چونکہ مدعی اور مدعا علیہ عالم کی آنکہین رمد غرض سے کور ہین امر راستی کی صورت انکو دیکہنے نہین آتی ہی اسواسطے وہ متحفر
کہ جسکے چشم دل کحل الجواہر صدق سے پروردگار نے روشن کی ہی اور غبار ناحق کوشی کا اونکے آئینہ دل پر نہین بیٹہا ہی
اونکے ہم سب محتاج ہوتے ہین تا جمال صواب اونکی توسط سے دیکہنے مین آوی ای گربہ خدا شناس بعد الحمد کہ زنگار غرض نے
تیری آئینہ دل کو سیاہ نکیا ہے اور شومی رشوت سے تیرا دیدہ دیانت کور نہین ہوا ہے اس باعث سے یقین صادق
ہے کہ جو کچھ حق ہے اوسپر تیرا حکم جاری ہوگا اور جنسے کہ فرمانسے تیری گردنکشی کی ہو کل عقوبت تیرا فوراً اوس کے

لہ مسموع و بضم میم دریکان گیبل ... کردہ شدہ ۱۲ ... مخرب ... ویران کنندہ ۱۲

سر کو اوج داد پر سرفرازی بخشیگا گربہ نے کہا کہ بات اچھی کہی تو نے حقیقت یہ ہے کہ تم دونون اپنے دلسے یہہ سمجھو کہ حق تعالی
حق کیطرف ہے اور حق غالب ہے ہرچند ظاہر مین حقدار ضعیف اور ناتوان ہو پر باطن مین اوسیکو غلبہ ہے یعنی اگر آج
ایک بالادست زیردست پر جور کرے اول یہہ ہے کہ حاکم عادل ضرور جانب حقدار کا ہوگا پھر قوت باطل اور ناحق
کوش کے کچھ کام نہ آئے گی اور بالفرض والتقدیر دنیا مین بچ گیا تو عاقبت مین کیونکر رستگاری پائیگا اور سوا اسکے اور دو کلمہ
کہ حاصل شفقت ہین وہ بھی تمسے کہے دیتی ہون لازم ہے کہ گوش دل سے سنو اور مجھے اپنا خیرخواہ سمجھو وہ یہہ ہے کہ کردار نیک کا
ذخیرہ کر رکھو اور اس عمر بے بقا کو مانند ابر تابستان اور نزہت گلستان سمجھو اور اعتماد اسکا ہرگز نکرو اور خاص و عام اور
دور و نزدیک عالم کو اپنے اعضا کے بدن کی مانند سمجھو یعنی جو کچھ اپنے اوپر روا نہ رکھو اونپر بھی جایز نہ رکھو کیونکہ مصرع
بنی آدم اعضای یکدیگرند + غرضکہ یہہ امثال افسون اور دمدمے بزرگ دم کیئے کہ انکو زیادہ تر انس پیدا ہوا اور مطلق اندیشہ نرہا
بیخوف و خطر گربہ کے نزدیک آ بیٹھے پس اور نزدیک ہوتا تہا کہ دفعتہً ایک ہی حملے مین دونو کو پکڑ کے مطبخ معدہ کو انکے
گوشت لذیذ سے گرم کیا اور اثر نماز و روزہ اور صلاح و عفت کا خبث طبع ناپاک نے اتنے ہی صبح کے طمع مین برطرف
کر دیا اور یہہ مثل اسلیئے کہی گئی ہے کہ تا معلوم ہو کہ عہد و پیمان پر بدسیرت کے ہرگز اعتماد نہ کرے اور قوم نفاق اندیش
اور عذر پیشہ بھی یہی مزاج رکھتا ہے معایب اسکے بنہایت اور قبایح اسکے بے نہایت ہین اور عیوب اسکے جو بیان کیئے
ہین مینے قطرہ ہے دریاے بیکران سے اور ذرہ ہی از روی مہر سپہر گردان کے اور اگر مبادا تمنے بھی یہی کام اختیار کیا کہ اوسی
تخت پر بٹھایا دیکھنا جسوقت کہ تاج شاہی اوسکے فرق مبارک پر رکھا گیا بے شک سنگ ادبار اس دیار کے سر پر پڑیگا
اور جسدم کہ پایہ تخت حکومت اوسکے پاے شوم سے چھو گیا آتش غضب کرہ نکبت سے عالم عالم پر برسیگی اور خس و خاشاک
اس دیار کا خاکستر کی طرح برباد فنا ہو جائیگا اس سببسے کہ طینت اوسکی ناپاک اور جوہر اوسکا ناقابل ہے تربیت اور صلاح
کسی ناصح کی اوسپر کچھ کام نکریگی **بیت** گوہر پاک ببایدکہ شود قابل فیض + زانکہ ہر سنگ و کلوخی دُر و مرجان نشود + جب
فرعون نے یہ داستان زاغ سے سنی اس کام سے انکار کیا اور ارادہ بوم کی متابعت کا بالکل دل سے اوٹھا دیا بوم
پریشان روزگار سراسیمہ اور شرمسار گوشہ ادبار کی طرف روانہ ہوا اور چلتے چلتے زاغ سے کہا کہ ای سیاہ روے شرم و
حیا وہ فتنہ تو نے میرے حق مین برپا کیا کہ سو سال تک اوسکا دفع ممکن نہین ہی اور وہ آتش فساد تو نے میری حق مین
بھڑکائی ہی کہ دریاے محیط اوسی بجھا نہین سکتا ہی مین نہین جانتا ہون کہ کیا قصور مینے تیرا کیا تہا کہ جسکا عوض
تجسے یہہ ہوا لیکن سمجھ لے کہ جراحت شمشیر البتہ التیام پاتا ہے مگر زخم زبان کا لاعلاج ہے کہ کسی مرہم سے اچھا نہین
ہوتا ہے **بیت** جراحتے کہ ز تیغ زبان رسد بردل + بہیچ مرہم راحت نکو نخواہد شد + پیکان

ناوک اگر سینے مین بیٹہا ہے تو نکالنا اوسکا ممکن ہے مگر جو تیر کہ زبان سے دلمین بیٹہا ہے اسکا نکالنا محال ہے اور جو مضرت کہ تصور کیجا مے دفع کرنا اسکا ممکن ہی مگر مدافعہ کینہ کا زنہار نہین ہو سکتا ہے مثلاً آتش اگرچہ کیسی تیز و تند ہو مگر او سکی حرارت پانی سے تسکین پا سکتی ہے اور شعلہ کینے کا آب ہفت دریا سے تسکین نہین پائیگا اور زہر اگرچہ کشندہ ہے او سکا ضرر تریاق سے دفع ہوجاتا ہے مگر زہر کینے کا کسی علاج سے دفع ہو نہین سکتا ہی اسکے بعد ہمارے اور تیرے قوم مین آپسی ایسا درخت کینہ کا لگایا گیا کہ بیخ اوسکی تحت الثریٰ کو پہنچی اور شاخ اوسکی اوج سما سے گزر گئی بوم اس فصل کو بیان کرکے آزردہ حال اور شکستہ بال اپنی جگہ کو پہر گیا اور زاغ اپنی قال سے پشیمان ہو کر مکر دور دراز مین پڑا اور با خود کہتا تہا کہ عجب حرکت نا ملایم دور از عقل کے مینے کی کہ جس سے سراسر ضرر متصور ہے اور اپنی قوم کیو اسطے دشمن قوی برانگیختہ کی مینے بہلا ان مرغون کی نصیحت سے مجھے کیا کام تہا جو اس گروہ کی مہتری کچہہ اُن سے بہتر مین نہ سمجہتا تہا اور بوم کے معائب وہ کیا خود جانتے تھے اور اگر بالفرض نہ جانتے تھے تو مجھے اس سے کیا حاصل تہا وہ جانتے اور اُنکا کام اونہون نے دانائی کی اور بقول مَنْ صَمَتَ نَجَی کے کام کیا یعنی جسنے خاموشی اختیار کی نجات پائی اور مینے فضولی بیوجہ کرکے اپنی قوم کو معرض زبان مین ڈالا سچ کہا ہے کہ زبان کو بشکل تیغ اسلئے پیدا کیا ہے کہ بے ضرورت اسی نیام دہن سے باہر نہ نکالے جیسا کہ مرد شمشیر زن جبتک معرکہ کارزار نہو بطور بازی بیہودہ تیغ کو نہین نکالتے ہین اور جو کوئی کہ بضرورت ہر دم بازیکی طور سے شمشیر میان سے نکالا کریگا نگاہ مین خلق کے سبک اور ذلیل نظر آئیگا اسیطرح جو شمشیر زبان کو بے ضرورت و بے احتیاط باہر نکالا کریگا ایک دن مبتلا کسی بلا کا ہوگا واقعی بڑی خطا کی مینے اور دشوار تر کو اختیار کیا کہ قوم کے مواجہی مین یہہ سب کچہہ کہا کہ جسکا حیلہ بہی کچہہ بن نہین سکتا ہی مقرر کینہ بجد نے اونکے سینون مین جا پکڑی اور حق بجانب اونکی ہے چنانچہ خردمندون نے کہا ہی اگرچہ اپنی شوکت اور قوت پر اعتماد تمام ہو مگر تو بہی کسی ادنی کی عداوت کو جائز نہ رکہی بلکہ لازم یہ ہے کہ دشمن سے بہی مدارا اور تملق مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نکری جیسا کہ نظام الملک والی حیدرآباد نے فرمایا ہے **بیت** پئے دل بردنِ عالم تملق را سبب کردم ✻ بدشمن نیز چو شیدم بلان گرمی کہ تب کم ✻ اور دشمن انگیزی سے پرہیز کرے اگرچہ تریاق مجربات الانواع ادویہ مجرب رکہتا ہو پر اس اعتماد کو زہر ہلاہل کہانا نہایت ابلہی ہے **بیت** ہر چند کہ تریاق بدست ست ترا ✻ زنہار کہ تا زہر ہلاہل نخوری ✻ حکما اسپر متفق ہین کہ فعل کو قول پر ترجیح ہے یعنی فعل نیک کہ اول مین کم ظاہر ہوتا ہے مگر انجام مین رونق پکڑتا ہی اور وہ شخص کہ قوت گفتار غالب رکہتا ہے اور کلام اپنا حسن عبارت سی لوگونکی نظر مین چرب زبانی سی شیرین کر کہلاتا ہے لیکن تہوڑے سے عرصے مین ورطہ ندامت و ملامت مین پڑتا ہے اور نتیجہ قول بے عمل کا سوا حسرت اور ندامت کے اور کچہہ نہین ہوتا ہی اور مین وہ بے نتیجہ قول کہ بود قاصم

نوک کمان و تنگ ١٢ ❊ سما بالضم نقطہ و معلی یعنی آسمان ١٢ ❊ زبون ٹوٹے پر ١٢ نجات پائی ١٢ ❊ مواجہہ بالضم آمنے سامنے ❊ چرب زبان خوشامد ❊ بات بنا کر ❊ خوش کرنا ١٢ ❊ وہ قول جسکے موافق عمل نہو

عمل ہون کہ انجام کار پر نظر کرے اگر آج تاج خرد سے فرق حال میرا مزین ہوتا تو پہلے کسی عاقل سے مشورہ کر لیا ہوتا اسکے
بعد اس گفتگو مین جرأت کرتا تو سخن بے ضرر اور پاکیزہ کہتا اور بیہودہ گوئی سے احتراز کرتا مین بقول شاعر **بیت**
سخن را سخت ناسنجیدہ گفتم ٭ دُر ناسفتنی بود ابنکہ سُفتم ٭ افسوس کہ بے مشورت ناصحان عاقل اور خردمندان کامل بات
کہی ہینی اور بغیر ورت محض کلمات خصومت انگیز زبان پر لایا مین غالب ہے کہ مفسدون کے زمرے مین شمار کیا جاؤن اور
نادانی اور جہالت سی منسوب ہوون جنہی سچ کہا ہی کہ بسیار گو بیہودہ گو ہوتا ہے بلکہ آدمیون اور بہائم مین کلام سی امتیاز کیا
جاتا ہے **بیت** جو کرے بات اوسی چاہیے ہوش ٭ گر نہین ہوش تو بیٹھے خاموش ٭ القصہ زاغ اسی طرح بیقرار رہا اور آنکھو
نفرین کرتا تہا اور اسکے بعد اپنے مسکن کیطرف پروانکی پس ہم مین اور قوم بوم مین سبب عداوت یہ ہوا بادشاہ نے کہا ای
کارشناس یہ حکایت فواید آموختنی ہینی اور حاصل حکایت کو سرمایۂ دل اور معین خرد کیا مینے بزرگون نے کہا ہی کہ خردمندونکو
مصاحب کرنا اور اونکی کلمات طیبات کو اپنا پیشوای کار بنانا نشانی ہے سعادت واقبال اور حصول مرتبہ کمال کی اور حکما کا
اسپر اتفاق ہے کہ صحبت نیکونکی مشک کی مانند ہی کہ اوسکی فیض نسیم سی مغز جان کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور فعل نیکون کا
دلیل دانش ہے اور قول اونکا حکمت کیطرف راہبر ہے خانہ دل میرا اس بیان سے روشن ہوا اب تباکہ تدارک دشمن کی
دفع کا کسطرح پیش کیا جائی کارشناس نے دعائی شاہانہ دی اور کہا کہ وزرای روشن رای نے جنگ اور صلح اور اقرار و فرار اور
قبول باج وخراج سے جو کچھ کہ تجویز کیا ہے میرا ایک بہی انمین پسند نہین ہے امید خدا سی رکہتا ہون کہ ایسا حیلہ بروی کار لاؤن
کہ جس سے خوشی اور کامیابی شہریار کو حاصل ہو چنانچہ زمانہ سابق مین بہت شخصون نے حیلے سی بیشتر مقصود اپنے حاصل کیے ہین
جیسا کہ طرار ولایت گرگانی گوسپند کو ایک ہی حیلہ مین زاہد کے ہاتھ سی لیگئی بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا ۔

حکایت طرار ولایت گرگانی کہا کہ ایک زاہد صاحب ورع قربانی کیواسطے ایک گوسپند فربہ خرید کرکے
اپنے صومعہ کو لیے جاتا تہا دل گروہ طرار و نکا اوس گوسپند کو دیکھ کے لوٹ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے اسکو اس سی
لیجیے صلاح کرکے راہ مین کہڑی ہورہی جبکہ زاہد نزدیک آیا ایک بولا کہ یا شیخ یہ سگ کتنی کو لیا ہی دوسرا بولا کہ یہ شکار کہان
لیجائیگا تیسرے نے کہا کہ ای شیخ مگر ارادہ شکار کا ہی کہ اس سگ کو ہاتھ مین لیا ہی ایک کہتا تہا کہ غایہ شوق سے یہ زاہد کے جاتا ہے
دوسرا طعنہ دیتا تہا کہ باوجود صلاح وتقوی کے سگ مردار کو ہاتھ مین لیا ہی کہ خانہ نمازی کو ناپاک کرے غرض اسی
طرح ہر ایک مکاری سے نئی طرح کا کلام کرتا تہا تا ہمنے دنین کہا کہ اتنے شخص کچھ کہتے ہی تو نہین مین اگر گوسپند کو
سگ کہتے ہین مگر حقیقت مین یہ کتا ہی اور فروشندہ اسکا ساحر تہا اسلیے او مینے میری نگاہ مین اسے بکری کر دکھلایا ہے
اسکے بعد زاہد نے طرار و نسی کہا کہ اگر اتنی مہربانی کرو کہ اسی پکڑے رہو تو مین اسکے فروشندہ سے کو دوڑ کے پکڑ لاؤن ؛

اور کتے کو اوسکے حوالے کرکے اپنے دام پھیرلون طرار ون نے قبول کیا اور زاہد فروشندگی پیچھے دوڑا اودہر زاہد روانہ ہوا ادہر ایک طرار نے بکری کو اپنے گہر مین پہنچایا جب زاہد اوسے بکرا لایا پوچھا کہ بکری کہان ہی طرار ون نے کہا کہ ای زاہد خداشناسی بہت دور ہی کہ سگ درندہ تو ہمارے حوالے کرگیا تہا کہ تیرے جانیکے بعد وہ ہمین کاٹنے کو دوڑا ہمنے خوف گزند سے چہوڑ دیا سو وہ اسطرف کو بہاگا گیا ہے زاہد نے ہرچند اونسے قضیہ کیا پر بکری نملی اور دام بہی فروشندہ نسے پہیر نہ پاسکے آخر کار ناچار ہوکر اپنے گہر آیا اور طرار ون نے اس حیلے سے کام حاصل کیا مقصود اس مثل سے یہہ ہی کہ ایسے مواقع مین ایسے ہی مکر ون سے کام نکلتا ہی چاہتا ہون کہ ایک حیلہ ایسا بروی کار لاؤن کہ جس سے یہہ مہم قوی سر ہو **بیت** گرنہ دشمن پر تو غالب ہو سکے شمشیر سے ❊ زیر کرنا چاہیئے آخر اوسی تزویر سے بد بادشاہ بولا کہ جو کچہہ تمہین رکہتا ہے زبان پر لا کارشناس نے عرض کیا مین اپنی جان آرام بادشاہ کے واسطے فدا کرتا ہون کیونکہ ایک شخص کی موت اگر جماعت کثیر کے باعث حیات ہو تو عقلاً اور نقلاً پسندیدہ ہی میرے نزدیک صلاح یہہ ہی کہ بادشاہ خلوت سے باہر تشریف لاکے بہ خشونت تمام یون ارشاد فرمائے کہ یہہ کور نمک خیر خواہ بوم کا ہی سب پر و بال اسکے نوچ ڈالو اور اسی آشیانے مین چہوڑ دو کہ تڑپ تڑپ کے بے آب و دانہ مرجائے اور مین آن وزرا کے مشورے سے کہ میری خیر خواہ ہین جلا وطن اختیار کرونگا اسکے بعد میرے پر و بال نوچ کے آپ معہ لشکر چلے جائین اور کوئی یہان باقی نرہے اسکے بعد جو کچہہ تدبیر مجہسے بن آئیگی اوسے درست کرکے اور وقت فرصت کے حاضر ہوکے عرض کرونگا اوسوقت جیسا کہ موقع ہوگا اوسی عمل مین لائیگا دیکہئے کہ پردۂ غیب سے کیا لطیفہ بروی کار آتا ہی بادشاہ نے کہا کہ ای کارشناس تیری مفارقت از بس شاق ہی اور خصوصاً اس خواری سے تجہے دشمن نوبی کے منہہ مین چہوڑنا بہت مجہے ناگوار ہی لیکن کیا کرون کہ تیری راے صواب اندیش پر مجہے وثوق تمام ہے اسلئے تو جو کہتا ہے ناچار وہی کرتا ہون بعد اس صلاح کے خلوت سے باہر آئے تمام دربار اور لشکری منتظر اسکے تہی کہ دیکہین شاہ و وزیر کیا تدبیر دلپذیر ٹہیراتے ہین جبکہ بادشاہ کو خشمگین اور وزیر کو چین بجبین دیکہا سب متحیر ہوے کہ یہہ کیا سبب ہے کہ اسمین بادشاہ نے کہا کہ یہہ کور نمک خیر خواہ بومونکا ہے اسکے بال و پر نوچ کر چہوڑ دو تا یہہ تڑپ تڑپ کے بے آب و دانہ اس آشیانے مین مررہے بموجب حکم بادشاہ کے بمیزان غضب پر و بال نوچکے وہین چہوڑ دیا اور آپ معہ تمام لشکر مقام معین کو روانہ ہوا جب شب ہوئی بومونکے بادشاہ نے باہم صلاح کی کہ زاغ ایک ہی شب خون مین خستہ اور بدحال ہوگئی ہین اگر دوسرا شبخون مارا جائے تو انکی بنیاد برباد و فنا ہوجائے والا دشمن کو مار سیاہ کیطرح دم کو بیدہ چہوڑنا آپ کو معرض خدعے مین ڈالنا ہی اگر مہلت پاسکے اور کوئی تدبیر معقول ٹہیر لکے قصد ہمارا کرین تو عجب نہین کہ ضرر کلی پہنچاوین اب دشمن نیم جان کو زندہ چہوڑنا راے دور اندیش کے خلاف ہی **بیت** جب عدو بیہوش ہو جائے اجل کے جام سے ❊ ضرب چلتی ہے بزم عشرت تیغ گلفام سے

۱ تزویر [illegible] یا ملمع کردن ۱۲ ۲ پیچیدن و دانستن [illegible] ۱۲ ۳ میزان غضب [illegible] ۱۲ ۴ سیاه [illegible] معروف ۱۲ ۵ [illegible] بالفتح عاجز [illegible] ۱۲

آخر بادشاہ معہ فوج ظفر موج روانہ ہوکر جب کہ زاغونکے مسکن تک پہنچا نشان زاغونکا نہ دیکھا متحیر ہوا کہ یہہ کہاں گئے
چار طرف جستجو کرتے تھے کہ کارشناس آشیانہ مین بیقراری کر رہا تہا اور آہستہ آہستہ آہ کہینچتا تہا ایک نے بادشاہ کو
خبر اسکی دی اوسنے چند مقرب بہیجکر دریافت کرو یہہ کون ہے اور کیا حال ہے وہ سب اسکے نزدیک آئے اور حال پوچھا
کارشناس نے کہا کہ مین بادشاہ ہی سے عرض کرونگا جبکہ بادشاہ کے نزدیک لائے تو اسنے نام اور عہدۂ وزارت اپنا بیان کیا
بادشاہ نے کہا کہ نام تیرا اکثر سنا گیا ہے مگر بتا کہ یہہ حال تیرا کیونکر ہوا اور زاغ سب کہان گئے اوسنے کہا کہ میرا حال خود شاہد ہے
کہ مین اونکے حال سے خبر نہین رکہتا ہون بومونکے بادشاہ نے کہ شب آہنگ نام تھا پوچھا کہ تو تو وزیر اور مشیر اور مشار الیہ اوس
گروہ کا تھا کیا خیانت تجھسے صادر ہوئی کہ مستوجب ایسی سزا کا ہوا کارشناس نے کہا کہ بادشاہ مجھسے بدگمان ہوا اور حاسدون
نے سخن سازی کرکے آتش فتنہ کو زیادہ تر افروختہ کیا اور وہ میری خدمت کے حقوق سب بہول گیا اون سب کا عوض
یہہ ہوا جو حضور نے معاینہ فرمایا **بیت** ہیچ زبود منت ہر خلعتے کہ کردم ٭ یارب مباد کس را مخدوم بیعنایت ٭ شب
آہنگ نے پوچھا کہ بدگمانی کا کیا سبب تھا کہ تمہاری شب خون کے بعد بادشاہ نے وزرا جمع کرکے پوچھا کہ تدبیر حادثے
کی کیا ہے ہر ایک نے اپنی اپنی راے کے موافق عرض کیا جبکہ میری نوبت آئی مینے عرض کیا کہ اول مقابلہ جنگ کیواسطے
قوت اپنی دشمن سے زیادہ چاہیئے اگر یہہ نہو تو مقابلہ برابر کا ہو سو وہ بھی نہین ہے کہ اونکی شوکت اور صلابت زاغون سے
بہت زیادہ ہے دوسرے صاحب اقبال سے جدال ملانا دلیل ہے نکبت اور پشیمانی کی اور خداوند اقبال روز افزون سے
ارادہ جنگ کا کرنا نشانی ہے بربادی اور نادانی کی میری صلاح یہ ہے کہ سفیر قابل کو بہیجا چاہیئے اور تدبیر صلح کی
اگر باج وخراج سے درست ہوجائے تو نہایت مناسب ہے کہ خزانہ واسطے حفظ جان اور عزت کے جمع کیا جاتا ہے **بیت**
چو سر بایدت سر متاب از خراج ٭ وگرنہ نہ سر ماند نہ تاج ٭ بلبل سننے کے ساتھ ہی بادشاہ نے متغیر ہوکے کہا کہ یہ کیا کہا
تو نے اور جرأت اسی بے ادبی کی کس حجت نے دلائی تجھے مگر تو مجھے جنگ بوم سے ڈراتا ہے اور ہمیشہ لشکر کو اونکے بالا خوانی کر کے
ہراس دلاتا ہے **بیت** اگر دشمن از تیغ دارد ستیز ٭ مرا ہم زبان سنان است تیز ٭ بہ چون آرزوی نبرد آورم ٭ دل دشمنان را بدرد آورم ٭
مینے از روی خیر خواہی مکرر عرض کیا کہ ای شہریار جادۂ صواب سے انحراف نفرمایئے اور مقابلہ کا حاصل نہین ہے تامل سے غور کر کہ
دشمن قوی ہے بغیر لطف و مدارا کے نجات نہین ملتی ہے **بیت** آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ٭ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ٭
اور جسنے کہ ایسے موقع مین متابعت نفس کی ہے مقرر سر جنگ اوٹھائے بہتر یہ ہے کہ میری نصیحت پر عمل فرما بلکہ مجھی کو
بہیج تو مین بومونکے بادشاہ کو بر سر صلح لاؤن بمجرد سخن کے خشمناک ہوا اور کہا وہ بات سچ نظر آتی ہے کہ لوگون نے مجھے خبر دی
تہی کہ ہمارے رفقا بومونسے ملے ہوئے ہین سو واقعی اس مین کچھ شک نہین ہے اسکے بعد حکم کیا کہ پر و بال اسکے نوچ کے چہوڑدو تا بادشاہ

یہ ہلاک ہو جائے پس یہ حال سیر کیا کہ نوشاہد فرماتا ہے پھر وہ سب کے سب ایکطرف روانہ ہوئے اور ارادہ اونکا محض جنگ کا ہی قابو وقت کا پاکے ضرور جنگ کرینگے یہ سنکے شب آہنگ نے ایک وزیر سے پوچھا کہ اسکے حال کی حقیقت تیرے خیال میں کیا گذرتی ہے وزیر نے کہا کہ اسبات میں حاجت فکر کی کچھہ نہیں ہے یہ شخص بلاے بے درمان ہی جلد اسی شربت مرگ چکھانا چاہیئے بعد میں اس اخگر نیم فسردہ میں آتش سوزان دیکھتا ہوں کہ شعلہ زن ہوگی تو بجھانا اوسکا محال ہو جائیگا **مصرع** نعوذ باللہ ازین آتش اربر آرد سر ٭ اور جو کوئی فرصت پاکے ایسے دشمن کو چھوڑ دیگا سفر پشیمانی اوٹھائیگا۔ اور پھر قابو نہ پائیگا اور جبکہ دشمن کو ضعیف پائے ہرگز کوتاہی نکرے والا دشمن ورطۂ ہلاک سے جسوقت نجات پاکے گا قوت پکڑیگا قابو کے وقت کبھی کوتاہی نہ کریگا بموجب حکم اس رباعی کے عمل کرنا چاہیئے **رباعی** دشمن چو بجست از تو از وی نرہی ٭ ور بند تو چون بست تو از وے نرہی ٭ خواہی کہ امان باشدت از آفت او ٭ در دست تو چون فتد امانش ندہی ٭ اے بادشاہ زنہار اسکی بات پر التفات نہ فرما اور اوسکے افسون جانگداز کو کان جگہ ندی بزرگون نے تاکید کی ہے کہ دوست ناآزمودہ پر کبھی اعتماد نکرے تا بہ دشمن چہ رسد **بیت** درین زمانہ کہ با دوست اعتمادی نیست چگونہ غرہ توان شد بہ گفتن دشمن ٭ کارشناس یہ کلام وزیر کا سنکے درد دل سے رویا اور کہا کہ اے وزیر لیکن ہی دل دردمند مجروح رکھتا ہوں کیا زخم پر زخم لگا کے نمک ڈالتا ہے اوسکی فکر کرنی چاہیئے کہ جسمین اسباب زندگانی ہو اور عاجز دلون سے جوانمردون نے کبھی عداوت نہیں کی ہے اوس وزیر کی بات شب آہنگ کے دلمین چبھی اور منہ دوسرے وزیر کی طرف پھیر پوچھا کہ تو اس مقدمہ میں کیا کہتا ہے اوسنے التماس کیا کہ میں اسکے قتل کی صلاح نہ دونگا کہ صاحب مروت اہل ہمت جب دشمن کو ضعیف اور بیچارہ پاتے ہیں اوسکا تدارک بترحم فرماتے ہیں یہ شخص اوج عزت سے گر کے آپکے جوار رحمت میں آیا ہے اگر اسپر احسان اسوقت میں ہوگا تو اسکے عوض میں مقرر جانفشانی کریگا اور شخص کام کا کمتر پیدا ہوتا ہے یہ شخص اپنی قوم میں بے نظیر اور نیکنام تہا اگر بادشاہ اسکا اپنی حماقت سے اسپر خشم نکرتا تو یہہ حال اسکا کیون ہوتا اسمین گنجائش خدع کی نہیں ہے یہ سرگردان اور پریشان روزگار ہے اور بادشاہ کا اقبال بلند ہے انکا تمام لشکر تاب اقبال عالی کی نہ لاسکا اس تنہا بیدست و پا کی کیا طاقت ہے کہ بدی کریگا اور بعضے سبب ایسے ہیں کہ دشمن مہربان ہو جاتا ہے جیسا کہ خوف سے چور کے زن بازرگان اپنی شوہر پر مہربان ہوئی بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر تہا۔ **حکایت** کہاکہتے ہیں کہ ایک سوداگر نہایت مالدار تہا مگر بدخو اور زشت رو اور گران جان اور بدزبان اور بدسیرت اور نامہربان اور اسکی ایک عورت تہی پاکیزہ سیرت اور زیبا صورت کہ چودہوین رات کا چاند اوسکے لمعۂ رخسار سے اقتباس نور کرتا تہا اور چراغ جہان افروز آفتاب اسکی شعاع عارض سے ضیا دام لیتا تہا اور یہ زشت رو بہرام وصفخوانی اوسکے

حسن جہان تاب کی اس نظم سے کرتا تھا نظم آنکھ آہو ہے مگر بے آہو ٭ زلف سنبل ہی مگر عنبر بو ٭ رخ
ہے وہ گل کہ نہین جسکو خزان ٭ قد ہے شمشاد و لیکن ہے رواں ٭ ہے دہن غنچہ و لیکن گویا ٭ تنگ ایسا کہ سخن
کی نہین جا شوہر ہزار دل سے جویا اُسکے وصال کا تھا اور وہ کسی طرح اوسکی مایل نہ ہوتی تہی اور ہر چند دلجمعی سی پیش آتا تہا
مگر یہ کنارہ اور متنفر رہتی تہی اور کبہی اپنے وصل سے شاد کام نکرتی تہی ایکدن چور اُسکے گہر مین آیا یہ عورت بیدار تہی دیکھتے
ہی چور ڈر گئے اور مرد کے سینے سے چمٹ گئی جبکہ آنکھ بازرگان کی کہلی دوست کو سینے سی چمٹا پایا خروش عاشقانہ
زبان پر لایا اور غایت خوشی سے جوش مین آیا اور کہا بیت مجھسے لپٹ گیا ہے میرا یار خواب مین ٭ خوابیدہ بخت
ہو گئے بیدار خواب مین اور کہا کہ آج یہہ کیا شفقت ہی خلاف عادت ظہور مین آئی اور کون چیز اسکے باعث ہوئی عورت
نے کہا کہ چور گہر مین آیا ہے کہ اوسکی خوف سی یہ حرکت مجہ سی ہوئی ہے مرد نے کہا کہ اے دزد مبارک قدم جو کچھہ چاہ سو میرے
مال سے اوٹھا لیجا کہ تیری برکت قدم سے یہ لطف مجہی حاصل ہوا دزد اُسکے حال و مال پر ترحم کرکے کچھہ نہ لیا اور خالی پہر گیا
بازرگان نے یارکو اوسدم شاد پایا اور مال بہی سلامت رہا یہ مثل اسلیئے عرض کیگئی کہ بعضی صورت مین ایسا ہوتا ہی کہ دشمنی کے
سبب سے حصول مطلب ہو جاتا ہے اور حال اس زاغ کا بہی اسی قبیل سے ہی بادشاہ نے وزیر سوم سے پوچھا کہ تیری رای اس
قضیے مین کیا حکم کرتی ہی اوسنے کہا کہ میرے نزدیک اولی یہ ہے کہ شہریار لباس حیات اس کے بدن سے نہ اوتار کے
بلکہ خلعت امان پہنا کے الطاف و پرورش سے دریغ نفرمائیے تا وہ اسکے مکافات مین خدمت بادشاہ کی اپنے اوپر واجب
جانے اور امور نصیحت اور خلوص خیرخواہی مین عرق ریزی کرتا رہے دوسری یہ بات ہی کہ عقلا ہمیشہ سی اسمین کوشش
کرتے ہی ہین کہ جماعت دشمن سے جتنے لوگ ٹوٹ آئین اور جتنے سنگ تفرقہ اوس گروہ پر پڑین موجب فراغ خاطر
اور نظام کا اوسمین منصور ہے جیساکہ دزد اور دیو کا خلاف باعث جمعیت خاطر زاہد ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تہا
حکایت دزد و دیو کہا کہ ایک زاہد پاک طینت پاکیزہ سیرت کا نواحی بغداد مین صومعہ تہا اوقات صبح و شام عبادت ملک علام مین
بسر کرتا تہا اور غبار تعلقات اپنے دامن سے جہاڑ ڈالتا تہا اور تصور کرتا تہا کہ کوش مسرت بہ بیش منفعت حاصل نہین تملوی اور نقد
گنج غنا بغیر رنج و عنا ہاتہہ نہین آتا ہی کچھہ واسطے چند انفاس نعاب کے انہی بلاؤ نکا خریدار ہونا بڑی حماقت ہی سبب ہاتہہ
اوٹہا کل سی کرتا ایذا نہ پہنچے خار سے ٭ مار ہٹو کر گنج کو پھر خوف کیا ہی مار سے ٭ یہ سمجہکر زاویہ قناعت مین سر کھینچا تہا اور جو وظیفہ
کہ عالم غیب سی عنایت ہوتا تہا اوسپر بہزار شکر راضی رہتا تہا ایک مرید صادق نی معلوم کیا شیخ ہمارا اکثر فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہے
ایک گاؤ میش شیردار بہزار منت نذر کی اور کہا کہ یہہ حسبتہ للہ آپ کے نذر ہے کہ اکثر پریشانی روزی کی اوقات
شریف کو مکدر کرتی ہے۔ وقت ضرورت اسسے رفع گرسنگی فرمایا کیجے بلکہ وارد و صادر بہی اس سے فیض پاوینگے۔

زاہد نے خیال کیا کہ یہ طالب اللہ نے اسی بہیجا ہے پس بحکم لَا تَرُدُّ وَ لَا تَکُدَّ کے قبول کیا ایک چور نے گاومیش شیردار دیکھ
باخود کہا کہ اسے چرا لے مال مفت ہی شبکہ صومعہ زاہد کا ارادہ کیا اتفاقاً ایک دیو بہی بشکل آدمی بنکے دزد کے ساتھ ہوا دزد نے
کہا کہ تو کون ہے اور کہان جائیگا اوسنے کہا کہ مین دیو ہون بشکل آدمی بنکر صومعہ زاہد کا قصد کیا ہون کہ اکثر لوگ
اوسکی برکت تلقین سے طریقہ توبہ و تقوی مین کامل ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ اگر فرصت پاؤن تو اوسے قتل کرون تا سبیل
ہدایت مسدود ہوجائے یہہ ہی حال میرا جو سنا تو نے اب تو بتا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا حال ہے دزد نے کہا کہ مین عیار
پیشہ ہون اور شب و روز اسی فکر مین پہرتا ہون کہ کسی کا مال پاؤن تو اوسے چرا لیجاؤن اور داغ حسرت دل پر رکہون
بلکہ آج اسلئے آیا ہون کہ زاہد کی بہینس کہ خوب شیردار ہے اوسے چرا لیجاؤن اور صرف معاش کرون دیو نے کہا مصرعہ
ایجان جہان تو جان مائی + الحمد للہ کہ رشتہ جنسیت کا تجہہ مین مجہہ مین مستحکم ہے اور میرا مشرب تیرا ایک ہی ہے غرض شب کو
صومعہ زاہد مین آئے زاہد عبادت کر کے سو رہا تہا دزد نے اندیشہ کیا کہ اگر دیو ارادہ زاہد کے مارنیکا کرے اور وہ فریاد
کرے اور مردم ہمسایہ دوڑین تو مطلب میرا فوت ہوجائیگا اور دیو نے خیال کیا کہ دزد جبکہ بہینس لیکے چلیگا تو دروازہ
کہولیگا اوسکی آہٹ سے اگر زاہد جاگ اوٹہا تو مارنا زاہد کا توقف مین پڑیگا دیو نے کہا کہ اے دزد ذرا تامل کر کہ مین
پہلے زاہد کو قتل کر لون اسکے بعد تو مطلب اپنا کرنا دزد نے کہا کہ مین پہلے گاومیش کو خانہ زاہد سے باہر لیجاؤن اسکے بعد
زاہد کو مارنا یہہ قصہ ان دونون مین پڑا آخر دونون کا منفال جدال کو پہنچا اور دزد نے اوس جہگڑے ہی مین زاہد کو آواز دی کہ
اے زاہد غافل ہوشیار ہو کہ دیو تیرے مارنے پر مستعد ہی دیو نے کہا کہ یہہ دزد تیرے گاومیش چرانے لیے جاتا
ہے زاہد ان کے عربدہ شور انگیز سے بیدار ہو کر چلایا مردم ہمسایہ دوڑے اور یہہ دونو بہاگ گئے نفس اور مال زاہد
دشمنون کے خلاف سے محفوظ رہا **بیت** چو در لشکر دشمن افتد خلاف + تو بگذار شمشیر خود در غلاف + جسوقت کہ
تیسرے وزیر نے بات تمام کی پہلا وزیر آشفتہ ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ زاغ بکر و افسون سے تمہین فریفتہ کرکے
خراب کریگا زنہار غفلت نکرو اور پنبہ پندار و غفلت گوش ہوش سے نکال ڈالو عاقلون نے تاکید کی ہے کہ کلام دشمن پر
کبہی اعتماد نچاہیئے یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ عداوت جبلی ہرگز محو نہین ہوتی ہے دشمن ہزار رنگ سے دہوکا دینے کے واسطے
چاپلوسی سے پیش آئے مگر اوسے سراپا دغا اور فریب سمجہا چاہیئے طرفہ تر یہہ کہ مین سبکو اوسکے فریب مین گرویدہ پاتا ہون
حال تمہارا اوسکا درودگر کے مانند ہے کہ گفتار زن بدکردار پر فریفتہ ہوا بادشاہ نے پوچہا کہ یہہ ماجرا کیا تہا

حکایت درودگر سراندیپ کہا کہتے ہین کہ شہر سراندیپ مین درودگر تہا کہ خوبی کسب مین حد کمال کو
پہنچا تہا اور ایک عورت رکہتا تہا غایت حسن و جمال سے غیرت پری تہی **بیت** نگارے دل فریبے جان گدازے

پری پیکر بتے عاشق نوازی * درود گر از لبس اوسکا مایل تھا لیکن وہ در پردہ درود گر سے کنارہ اور غیرون کے
تیر کی گھایل تھی اور اوسکے ہمسائے مین ایک شخص تہا کہ سرو رعنا ایسے ہی قد کی صفت ہی **نظم للمولفہ** دونون غداً
رشک ہین خورشید و ماہ کے * آہو تمام صید ہین چشم سیاہ کے * سب مرغ جان اسیر ہین زلفونکی دام مین * سب مرغ
دل شکار ہین تیر نگاہ کے * ایکدن نظر انکی باہم دوچار ہوئی یہ دونو آپسمین فریفتہ ہوئے القصہ نامہ و پیغام سے کار
بہ عیش و آرام پہنچا اور مدام سی و تیرے بہر داد عیش دیتے تھے وہ لوگ کہ اسکی وصال کی تمنا مین مانند سیماب کے بیقراری کیا
کرتے تھے اور شبانہ روز اسکے ہر حال کی جاسوسی مین رہتے تھے آخر اس قصہ سے شروعاً آگاہ ہوئے اور آتش رقابت کا انکے
سینہ مین شعلہ زن ہوئی لہذا اس حال سے درود گر کو خبردار کیا ہر چند درود گر چندان غیرت دار نتہا مگر اس صدد
مین ہوا کہ اس بات کو دریافت کرے عورت سے کہا کہ مجھے ایک منزل پر کچھہ کام ضرور ہی ہر چند دور نہین ہے مگر چند روز وہی جا
رہونگا کچھہ توشہ پکادے تو مین جاؤن عورت نے مکاری سے رو کر کہا کہ مجھے مفارقت ایکدنکی بہی گوارا نہین ہے لیکن
ضرورت سے مجبور ہون چند روٹیان پکا کر حوالے کین درود گر رخصت کے وقت کہتا گیا کہ شب کو دروازہ خوب بند کرنا اور سب اسباب
بہت محافظت سے رکہنا کہ مبادا میری غیبت مین کوئی چور دست برد کرے * مثل لعل قبل قال السیار درود گر روانہ ہوا
اور اسنے فوراً یہ مژدہ بار کو پہنچایا کہ آج گہر اغیار سے خالی ہے **بیت** آج اس باغمین سب گل ہین کوئی خار نہین * جلد آ
یار کہ اب نام کو اغیار نہین * وہ جوان نے کہلا بہیجا کہ پہر رات کے بعد آونگا عورت نے اسباب مہمانی اور سامان عیش شادمانی مہیا
کر رکہا تہا اور انتظار دوست کی بیٹہی درود گر شام گھر کے ایک کونے مین آچھپا جبکہ وہ جوان آیا دیکہا اسنے کہ دونون ہم آغوش ہوئے
اور بوس و کنار بہزار ناز و نیاز اور کلمات تعشق اور عہد و پیمان وفاداری پہ سوگند بیان کرتے ہین جبکہ بعد اختلاط کے دونون خوابگاہ
مین گئے درود گر آہستہ آہستہ اسلیے نزدیک آیا کہ تماشای بوس و کنار تو دیکہہ چکا اب تماشای مباشرت معاینہ کرے ناگاہ نظر اوس
عورت کی اس درود گر کے پاؤن پر پڑی سمجہی کہ یہ جانا اسکا محض بہانہ تہا اپنے یار سے کہا کہ ماجرا یہہ ہے اب تو یون کہنا اور
مین یون کہونگی اوسنے پوچھا کہ تو مجھے بہت چاہتی ہے یا اپنے شوہر کو اوسنے کہا کہ ای نادان اگر سچ پوچھتا ہے تو یہہ ہی کہ
عورتونکو اکثر بجہت غلبۂ شہوت یا بواسطہ لہو و لعب یا بسبب بیکی ور غلانے کے ایسا اتفاق ہوجاتا ہے لیکن جب وہ حاجت روا
ہوچکتی ہے فی الحال پہر کچہہ نسبت اوس آشناسی باقی نہین رہتی ہی اور شوہر بمنزلہ درج دل کے ہے اور عورتون کو جان و دل
سے شوہر زیادہ تر عزیز ہوتا ہی چنانچہ ایک مین ہون کہ وہ موجود اس جا نہین ہے اور مین جسکے دہوکے سے اور جنکی
ورغلانے سے تیری دام مین پہنسی اونکا خدا برا کرے مین اوسکی یا پوش کے برابر تجکو نہین سمجہتی ہون اور سو فقت اتنی پشیمان ہون
کہ مرجانے پر راضی ہون ہر چند اپنی عزت تیرے برباد نہین کی ہی فقط ناچاری بوس و کنار تو دی کیا ہی لیکن یار سیاہ اگر میری بغل مین

ہوتا تو مین راضی ہوتی پر تجھسی راضی نہین ہون اور اپنے شوہر کے بغیر بہ بستر مجھے آتش سوزان سے بدتر ہے مرد نے
کہا کہ حق بجانب تیری ہے اور تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو بدکار نہین ہون فقط تیری دیدار اور بوس و کنار کا خریدار
ہون جسوقت دزد دگر بیغیرت صیقل نے یہ حکایت عورت کی زبان سے سنی شفقت اور رافت اوسپر غالب آئی اور دلمین کہا
کہ نزدیک تھا کہ اس عورت سے بدی کرتا مگر خیر گذری کہ نزدیک اللہ کے گنہگار رہنوا یہ کیا گمان بد تہا کہ مین اوسکی حقین کرتا تہا وہ
بیچاری میرے عشق مین زار و بیقرار ہے اور اس محبت و جان نثاری کے ساتھ اگر کوئی خطا بھی اوس سے صادر ہوتی تو مضائقہ
کیا تہا کہ کچھ گہس تو بچاتی اور اوسکے سوا کون آفریدہ جہان مین خطا و نسیان سے خالی ہے مصرع کسی کہاست کہ دامان او
بیالودہ ست ✤ مینے بیہودہ اتنا رنج اوٹھایا اب صلاح یہہ ہے کہ عیب اوسکا منقص نہ کرون اور اوسکی آبرو شخص غیر کے
روبرو خاک مذلت مین نہ ملاؤن کہ عمل اوس سے بنا چاری ہوا ہے مجھے چاہیئے کہ نظر اوسکی ہنر پر رکہون نہ عیب بموجب اسکے
بیت گر ہنرے داری و ہفتاد عیب ✤ دوست نبیند بجز آن یک ہنر ✤ یہ دلمین سمجھ کے اوسی تخت کے تلے دم بخود لیٹا
رہا جسوقت کہ علم شب تار نگونسار ہوا اور آفتاب عالم افروز نے گوشہ مشرق سے پیش خیمہ نکالا مرد بیگانہ اپنے گہر کو گیا اور
عورت نے بالائے تخت آنکو نگونسار سونے مین ڈالا دزد دگر باہستگی تخت کے تلے سے نکل کے عورت کے پاس آ بیٹھا اور
بتلطف تمام غبار ملال اوسکی خاطر سے پاک کرنے لگا نرم نرم اپنے ہاتھ بکمال محبت اوسکے بدن پر پھیرتا تہا کہ زن پر فریب نے آنکہین
کہولین اور شوہر کو دیکھ کے جلد سی اوٹھی اور یہ شعر گویا کا پڑہا **قطعہ** شب فراق مین دم بھر نہ مجھکو خواب آیا ✤ لبونپہ آہ تو آنکہون مین
خون ناب آیا ✤ عجیب صبح مبارک ہے اب کیا ہے طلوع ✤ کہ میرا ماہ بھی ہمراہ آفتاب آیا ✤ پوچھا کہ سلامتی سے کب تشریف
لائے کہا کہ جسوقت اوس مرد بیگانہ نے سنگ تو دست در بغل تہی اور اوسکے بعد معلوم کیا مینے کہ یہ کام اپنے ارادہ سے تو نے
نہین کیا بلکہ بمجبوری فریب لوگونکے واقع ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تم دونون مین محبت پاک ہے اوسوقت رنج دینا مجھے
انصاف و مروت سے بعید سمجھا مین اور جیسی کہ شفقت تیری بدل اپنی حال پر پائی اور اپنی دوستی مین تجھکو مستغرق دیکھا
تب ہی بہ یقین معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگانی میرے لیئے اور بینائی میرے مشاہدہ جمال کی واسطے چاہتی ہے اور یہ حرکت کہ
تجھسے صادر ہوئی محض مکاروں کی فریب سے ہوئی اس باعث سے تیرے اور تیرے دوستی کے آرام کا لحاظ مجھپر واجب ہوا تو
دل خوش رکہہ اور کچھہ خوف و ہراس نکر اور مجھی معاف کر کہ مینے اول تیری طرف گمان بد کیا تہا لیکن الحمد للہ کہ خیال میرا باطل تہا اور تو
ایسی ہی تہی جیسا کہ میرا ظن تھا عورت مکارہ نے شرم و حیا سے معذرت اپنی بے اختیاری اور خطا کی چاہی اور اظہار عشق
شوہر کرتی تہی اور بیچارا اپنی خطا معاف کروانا تہا اور یہہ بیت تکرار کرتا تہا **بیت** کی تجھسے بدگمانی مینے بڑی خطا کی ✤ کر دی
معاف ای بت تجھکو قسم خدا کی ✤ یہ مثل اسواسطے بیان کیگئی ہے کہ تم دزد دگر کے مانند کلام فریب آمیز پر اوسکے فریفتہ نہو

اور عیوب ظاہر کو ہنر سمجہتا ہےاس زاغ مکار کے کلام پر ہم فریب کہاؤ اور اسکے مکر و شعبدہ پر بہول نجاؤ کہ اس سے کوئی خون
مجہے آتی ہے اور سوقت اسکا فریب تمپر ظاہر ہوگا کہ چارۂ کار اختیار سے باہر ہو جائیگا بیت بقول خصم بد اندیش غرہ
متوان شد ہکیسگر چنین عاقبت پشیمان شد ہ اور دشمن دانا جبکہ دوری مسافت مین کچہ قابو نہین پاتا ہے کسی حیلے
سے آپ کو نزدیک پہنچاتا ہے اور تلطف و مدارا سے محرم راز بن جاتا ہی جسوقت کہ اونکی راز اور چارۂ کار پر مطلع
ہوتا ہے فرصت پاکے ایسا زخم کاری لگاتا ہے کہ صاعقۂ آتش بارکیطرح دشمن کی خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی زاغ نے
کہا کہ ای وزیر صاحب تدبیر چشم خود بین سے دیکھ اور خواہش نفس سے ایسا ظلم نہ کر کہ خدا اور مردان خدا پسند نکرین
اور پہلا انصاف تو کر کوئی عاقل ایسا حیلہ اپنے حق مین پسند کریگا کہ مرتبہ وزارت سے فصد اآس ذلت مین پڑی
کہ پر و بال نچوا کے لشکر دشمن قوم مین آپکے ڈالدے اگر بادشاہ رحیم مزاج نہ ہوتا تو ابتک مجہے زندہ سلامت نچہوڑتا اور اس سے مجہے کیا فائدہ تہا
کہ دیدہ و دانستہ امر موہوم کے واسطے ایسا حیلہ کہ پیش جائے یا نجائے کر کے اپنی ہلاکت سر دست قبول کرتا اور ایسا
پیشم اپنی حقیقت پر وار کہتا کہ جبر کی آسائش کیواسطے اپنی موت اور ذلت سے قبول کرتا تو مجہسے زیادہ کون احمق جہان مین ہوتا بلکہ طفل دہ سالہ
تا پیر صد سالہ کوئی ایسے حیلے کو پسند نکریگا سب زاغ جانتے ہین کہ یہ خواری باختیار مینے قبول نہین کی ہے اور کیا بادشاہ کے
جاسوسون نے خبر ندی ہوگی کہ تمام لشکر میرے واسطے متاسف اور روتا تہا کیونکہ مینے عمر بہر کسیکو رنج نہ پہنچایا ہی بلکہ ہمیشہ
بادشاہ سے جرائم مخلوقات کے عفو کروا تا رہا ہون اگر یہ ہامدآمین کرتا تو تمام لشکر اور سب اقربا کا ہیکو گریہ و زاری کرتے
بلکہ سبکی تشفی ہوتی کہ حکمت عملی کیواسطے یہ امر کیا ہے ہر چند مینے اپنے بادشاہ کو خیر خواہی سے نصیحت کی تہی مگر اوسپر ثابت
ہوا کہ یہ خیر خواہ بوم کا ہے اور دشمنی سازش رکہتا ہے اسلیئے ہمپر یہ حال کیا اور اگر مین جہوٹا ہوتا تو یہی کہتا کہ مینے تمہاری
خیر خواہی سے کہا تہا اور حاشا کہ مینے تمہاری خیر خواہی سے نہین کہا تہا مگر دشمنی یہی جانا کہ اس نوبت کو مجہے پہنچایا بلکہ اور
وزرا کہ میرے دشمن تہے سر عام اونہون نے یہی مشورہ دیا کہ اسے زندہ نہ چہوڑنا چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تجربۂ ترک کے
اپنے دوستون کے آگے مرے تو اچہا ہے لے وزیر کچہ خوف خدا کر اور انصاف سے نہ گذر اور بموجب اس رباعی کے عمل کر
رباعی گر بر سر نفس خود امیرے مردی + ور بر دگرے خودہ نگیرے مردی ÷ مردی نبود فتادہ را پاے زدن +
گر دست فتادۂ بگیری مردی ÷ وزیر نے کہا کہ ای زاغ مکار یہہ بات کچہہ نئی نہین ہی جو تو نے کی ہی آگے بہی لوگون نے
ایسے کام بلکہ اس سے بہی زیادہ کئے ہین کہ ہلاک دشمن کے واسطے بڑی بڑی عقوبتین گوارا کی ہین اس تصور سے کہ ولینعمت کی
کار برآری مین جان بہی جاوے تو مضایقہ نہیں ہے کہ ایکدن مرنا ہے مگر نام حق گزار یکا جریدۂ روزگار پر باقی رہیگا حکایت
اوس بندر نے آپکو ہلاک کیا اور انتقام بالا سے نکالیا بادشاہ نے پوچہا کہ یہ قصہ کیونکر تہا حکایت ۱۱ بوزینہ

اور خرسون کی کہا کہ گروہ بندرونکا ایک جزیرے مین کہ جہان میوہ تر و خشک بہت تہا اور ہوا سے خوب اور مرغوب تہی رہا کرتا تہا ایکدن چند بزرگ اس قوم کے ایک درخت کے سایہ مین باہم بیٹھے حکایت ہر طرح کی کرتے تہے کہ اتفاقاً ایک خرس اُس راہ سے گذرا اپنے دلمین کہا کہ یہہ بات روا نہین ہے کہ مین کوہ مین زیر سنگ با دل تنگ گذران کرتا ہون اور ہزار محنت سے بیخ گیاہ حاصل کرکے شکم پروری کیا کرتا ہون اور بندر اس جزیرہ مین ایسی ہوا خوب میوہ زار مین بادل شادمان بسر کرتے ہین اور مین کہ انسے قوی تر اور بہتر ہون اس ذلت سے گذران کرتا ہون یہہ ہمت کے خلاف ہے

بیت رنجبان در بہار وصل دل بہ شگفتہ ہمچون گل ٭ چرا من در خزان ہجر بے برگ و نوا باشم ٭ اس تفکر کے بعد خرس بے حیا عنت بوزینہ مین جا کر چاہا کہ سکو درہم و برہم کرکے اس جزیرہ سے بہگا دے اور فرصت اونکا پہلے دیکہتے ہی سب بندر چلائے فوراً ہر طرف سے جوق جوق سب جمع ہوئے اور خرس کو بیانتک کاٹا اور نوچا کہ از سر تا پا مجروح اور خون آلود ہوکر خوار اور پشیمان کوہستان کو بہاگا اور وہان پہنچکے غوغا کیا خرس سب جمع ہوئے اور حال پوچہا خرس نے صورت ماجرا بیان کی خرسون نے کہا کہ وا سے نا موسی کہ بوزینہ ضعیف الجثہ خرس قوی ہیکل کو یہہ ذلت دین کبہی ایسی ذلت ہماری قوم کو نہین ہوئی تہی یہہ بدنامی قیامت تک اس قوم کے ذمے پہ باقی رہیگی آخر خرسونکی رگ حمیت و غیرت حرکت مین آئی اور بعد لاف و گزاف یہی مشورہ ٹہیرایا کہ ہم سب جمع ہوگئے اور شبخون مارین کہ ایک بندر سلامت نہ رہے

بیت مین عدو مانند روبہ شیر ہم ٭ ایک حملہ میں کرین گے زیر ہم ٭ جب کہ شب ہوئی لشکر ریچہونکا جزیرہ بوزینہ پر متوجہ ہوا قضارا بندرونکا بادشاہ اوس روز ایک او صحرا کیطرف شکار کو گیا تہا اور شکوہی اوس جنگل مین قیام کیا تہا تہوڑے سے بندر اوس جزیرے مین آرام کرتے تہے جبکہ فوج خرسونکی مانند مور و ملخ کے وہان پہنچی اکثر بندر قتل ہو گئے کچہ تہوڑے سے جو خستہ اور مجروح باقی رہے جا بجا بہاگ گئے ریچہون نے جو جزیرہ دلچسپ اور میوہ دار خالی پایا اوسی جا قرار کیا اور اسی خرس ستم رسیدہ کو اپنا امیر کیا بندرون نے جو میوہ کہ مدت دراز مین جمع کیا تہا ایکدم مین ریچہون نے کہا ڈالا جبکہ صبح ہوئی بادشاہ بندرونکا اس حال سے غافل متوجہ اپنے جزیرہ کا ہوا بندر خستہ اور پریشان جو باقی رہے تہے راہ مین بادشاہ کو ملے اور داد خواہی کی بادشاہ نے اس ماجرے سے اطلاع پاکے انگشت حیرت دانتونمین دابی اور کہا کہ ہائے ملک موروثی مفت ہاتہ سے گیا اور افسوس کہ بخت نے برگشتگی کی اور دولت نے بے اعتبار منہہ پہیر لیا سچ کہا ہے کہ فریب باد دنیا پہ اعتماد کرنا نہ چاہئے اور اسیطرح اور بندر بھی اپنے فوت مال و منال اور اہل و عیال پر گریہ و زاری کرتے تہے اون بندرونمین میمون نام ایک بندر تہا کہ فضیلت حکمت مین نہایت آراستہ اور مرتبہ گیا ستہ مین سب گروہ سے برگزیدہ تہا اور بادشاہ ہمیشہ اوسکی مشورے پر کام کرتا تہا

نظم امین روشندلے صاحب ضمیرے ٭ بتدبیر درست اقلیم گیرے ٭ عطارد چاکرش در خامہ رانی ٭

زحل شاگرد او در نکتہ دانی ٭ میمون نے جبکہ بادشاہ کو حیران اور یارونکو سرگردان دیکھا نصیحت کی اور یہہ قطعہ پڑھا۔
قطعہ در بلا جزع مکن کہ ازان ٭ دوزیان است گوش کن انسن ٭ اولاً دوستان شوند ملول ٭ ثانیاً شادمان شود دشمن ٭ بلاؤ
کہا کہ جزع کرنا بندۂ خدا کو صواب اندیشی سے محروم رکہتا ہی اور بے صبری اور سبکی ساتھ مشہور کرتا ہے اور ایسی مواقع مین سوا دو چیز کے
اور کسی مین فائدہ نہیں ہے ایک صبر اور دوسرے ثبات کہ صبر و ثبات وہ درخت ہین کہ میوۂ مراد بار لاتے ہین بحکم **اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ**
یعنی صبر کلید ہی ابواب نجات کی **نظم** کلید در گنج مقصود صبر است ٭ در بستہ آنکس کی بکشود صبر است ٭ از آئینہ سینہ دردمندان ٭ بد عبارہ ستم
آنکہ بزدود صبر است ای بادشاہ رای نیک اور تدبیر درست سے ہزار سالہ غم ایکساعت مین رفع ہوتا ہی **بیت** توان بمرہم تدبیر نیک و
رای صواب ٭ جراحت دل صد پارہ را دوا کردن ٭ بادشاہ نے پوچھا کہ اس مہم کی تدبیر کیا ہی میمون نے خلوت چاہی اور اسکے بعد کہا
کہ خرسونے میری عزیز اور فرزند سب قتل کیے ہین اب مجھے انکی دیدار کے بغیر زندگی سے لذت اور نہ دولت سے راحت ہی بلکہ یہہ
زندگی ہزار درجہ موت سے بدتر ہے آخر اس غم سے گھل گھل کے مرجاؤنگا چاہتا ہون کہ جتنا جلد تر اس مضیق تعلقات سے خلاصی
پاکے راحت عقبی حاصل ہو اور تنہا ہی بہتر ہے اسلئے چاہتا ہون کہ ایسی تدبیر کرون کہ اس گروہ غدار سے انتقام دوستون اور
عزیزونکا اسطرح لون یہ نقش مہر جریدۂ روزگار پر تا قیام قیامت باقی رہی اور اگر اس تدبیر مین مارا بھی جاؤن تو بھی دو حسن سے
خالی نہیں ہے ایک یہہ کہ حق نمک پادشاہی سے سبکدوش ہون کہ جان نثاری سے بہتر نمکخوار کیلئے کوئی عمل نہیں ہے اور دوسرے
عزیزون اور فرزندونسے جلد ملنا ہوگا بادشاہ نے کہا کہ ای میمون لذت انتقام کی کام حیات کو البتہ شیرین کرتی ہی اور ذوق غلبہ کا
دشمن پر واسطے آسایش زندگانی کی مطلوب ہوتا ہی اگر تو نہو تو تجھے ان صورتونسے کیا فائدہ ہے دوسرے تیرے بغیر تمام عالم میری
آنکھون مین تیرہ ہو جائیگا اور مین تیری ایسا انتقام سے ہرگز دلکو خوش نہ کرینگا وہ بات سوچ کہ جسمین تجھے مضرت نہ پہنچی ہو میمون الناک
نہہان میمون نے عرض کیا کہ ای شہریار اپنا مدار یہہ حال کہ مین رکہتا ہون اس صورت مین مجھکو لاکھ درجے حیات پر ترجیح ہی کس لئے
کہ نور آنکھونکا فرزندون کے تماشائے جمال سے متعلق ہوتا ہی سو وہ ہونے اپنا منہ نقاب تراب مین چھپالیا اور خرمن جمعیت میرا
تند باد محنا نے برباد کر دیا اور قوام معیشت کا کہ مال و منال سے تعلق رکہتا ہی تاراج دشمن مین تلف ہوا سو مال کا بھی اندیشہ کچھہ نہ تہا جو فرزند
اور عزیز سلامت رہتے اب بجز موت کوئی چیز میری دلکو آرام ندیگی اس سے بہتر ہے کہ حق گذاری ولی نعمت کی بجا لاؤن اور قوم کے بعد
کہ مجروح دل اور خستہ خاطر ہے مرہم انتقام دشمن سے انکے زخمونکو التیام دون اور نقد جان دیکے متاع نیکنامی خرید لون
بیت بنام نکو مرنم آند رواست ٭ کزین جملہ مقصود نام نکوست ٭ بادشاہ کو چاہیئے کہ میری موت سے دریغ نکری بلکہ بزم
عیش مین بیٹھے تو میری وفاداری کی قدر پائیگی بادشاہ نے کہا کہ کون حیلہ ٹہیرایا ہی میمون نے کہا کہ انکو ایسی ریگستان مین ڈالونگا کہ باد سموم
آتش بار وہان درانہونگا اور ایک قطرۂ آب کسیطرح دستیاب نہوگا تڑپ تڑپ کر سب جان دینگے کیونکہ انکی اکثر جلد مزاج ہوتی ہی تاب نہین

لاسکتی ہے چہ جاکہ وہ گرمی اور لوکا چلنا اور پانی کا نہ ملنا غالب ہے کہ میری رائے صواب سے نزدیک ہو اور یہ تدبیر ہدف مراد پر پورا بیٹھے اب صلاح یہ ہے کہ بادشاہ سب بندرونکو حکم دے کہ دونوں ہی میری نوچ ڈالیں اور ہاتھ پاؤں توڑکے اوسیکے اپنے جزیرے کے قریب پھینکدیں اور بادشاہ اس جزیرے کے گرد و پیش سب بندرونکو پریشان کردے کہ چھپی رہیں دو روز انتظار کیجیے تیسرے دن بفراغت تمام اپنے مسکن پر متمکن ہو جیئے اور یہین مطلقاً شبہ اور تردد نہ کیجیے کہ اونمین سے ایک بھی زندہ و سلامت نرہیگا بادشاہ نے بموجب صلاح میمون کے حکم دیا وہ سب عمل مین لائے اور بادشاہ بندرون کو منتشر کرکے آپ ایک گوشے مین چھپ رہا میمون نے تمام شب ایسی نالہ جان خراش کیئے کہ دل سنگ اوسکے اضطراب سے آب ہوتا تہا اور کوہ اوسکی صداے الم ناک سے فریاد کرتا تہا جسوقت شاہ انجم نے تکیہ گاہ خاور سے سر بر گردون پر قدم رکھا بادشاہ بوم سونکا خواب ناز سے اوٹھکر دیوان عام مین آیا اور وہ نالہ زار سنکے اوسکی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک خستہ حال ہے پوچھا کہ کسکی جفا کا پامال ہے اوسنے اپنا احوال شروعاً بیان کیا باوجودیکہ سخت دل تھا اوس پر بھی مہربان ہوا اور کمال شفقت سے استفسار حال کرکے تاسف کرنے لگا میمون نے فراست سے پہچانا کہ بادشاہ رحم دل ہے دعا اور ثنا شروع کی بعد ادائے مراسم بادشاہی کہ لایق بادشاہان جلیل القدر کے ہوتی ہین عرض کیا کہ مین وزیر ہون بندرونکے بادشاہ کا اتفاقاً اوس روز مین بھی بادشاہ کیساتھ شکار کو گیا تہا اور وہ شب اوسی جنگل مین بسر ہوئی دوسرے دن بقیة السیف پہنچے اونہونے حال شبخون کا بیان کیا بادشاہ کو کہ ہمیشہ سے میری تدبیر پر اعتماد تہا تدبیر اس مہم کی مجھسے پوچھی مینے خیرخواہی سے عرض کیا کہ پہلے سے طرف سے خطا صادر ہوئی کہ اپنے سے بہتر اور جبر کو ذلیل کیا یہہ دوراندیشی سے بہت دور تہا **بقول سعدی** علیہ الرحمة ؎ ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد مسکین خود را رنجہ کرد اور اسکے ہم جنگ ہو پائے سو حضور کے ملاحظے مین آئے اب صلاح یہ ہے کہ معذرت سے پیش آؤ اور کمر خدمتگذاری بصدق و صفا مستحکم باندہو تمام عمر آسایش سے بسر کرو کہ جو امر عذر عاجز کا قبول کرتے ہین ورنہ اب بھی اونکی عداوت سے جان بری نہوگی کہ جہان سراغ تمہارا پاوینگے پھر یہی حال بنائینگے اور تم کسیطرح اونکے مرد میدان نہو سکوگے بادشاہ سخن میرا سنتے ہی آشفتہ ہوا اور حضور کی شان مین زبان طعن کھولی کہ وہ کیا چیز ہے مین ایک تدبیر مین نام و نشان اس قوم بیخرد کا صفحہ ہستی سے مٹادونگا مینے دوسری بار خیرخواہی سے کہا اسی حکم دیا کہ اسکے کان کاٹ کے خستہ و مجروح ہاتھ پاؤں توڑ کے اوسی جزیرے مین پھینکدو کہ جنکا یہ ہوا خواہ ہے وہین چلا جائے ہر چند مینے عذر کیا کہ اے بادشاہ مین تیرا ملازم اور خیرخواہ ہون مجھکو اون سے کیا کام ہے محض تیری خیرخواہی سے اتنا عرض کیا ہے کہا کہ تو منفرد نہین کا ہوا خواہ ہے کہ خیرخواہی کے پردے مین میری فوج کو ہراسان کرتا ہے اب جا اور اونکو اپنا حامی بنا غرضکہ یہ حال میرا کیا کہ جو بادشاہ کے مشاہدے مین آیا غرضکہ عوض خدمتگذاری کا اوس بادشاہ کے نزدیک دل آزاری تہا سو مینے حاصل کیا یہ کہا اور گریہ دردناک شروع کیا بادشاہ زاغ چھپرون کا اگرچہ غلیظ القلب

تہا لیکن اتنا بربستر رحم آیا کہ چند قطرے آنسوؤن کے آنکہونسی باہر لایا بادشاہ نے پوچھا کہ اب لشکر بندرون کا کہان ہی کہا کہ
ایک صحرا ہے کہ اوسے مرد آزما کہتے ہین اوسمین پناہ لی ہے اور ہرطرف سی لشکر جمع کرتے ہین اور ساعت بساعت لشکر
جرار خونخوار زیادہ ہوتا جاتا تہا بادشاہ یہہ خبر سنکے آشفتہ ہوا اور کہا کہ ای میمون اب صلاح کیا ہی مبادا انکی دشمنی آفت میری
جماعت پر پہونچے میمون نے کہا کہ البتہ وہ کوتاہی نکرینگے مگر اونکی تدبیر سہل ہے پر کیا کرون کہ میری پانو توڑ ڈالی ہین و الا عالی بغفلت
لشکر عالی کو اونکی سر پر لیجاتا اور مغزان نا حق شناسونکا ایک آن مین نکلوا ڈالتا خرس نے کہا کہ جانتا ہون کہ انکی حال و مسکن سے
خوب آگاہ ہی اگر میرے لشکر کو اون تک پہنچاوے تو کمال احسان تیرا اس گروہ پر ہوگا اور ہمیشہ تیرے خدمتگزار
ہین کہ ہمارے فرقہ مین شیوہ بیوفائی کا ہین ہی اور جتنا تجھے آزار دیا ہے اوسکا انتقام تیری ہاتہونسے لون تب
میرا دل خوش ہو میمون نے کہا کیا کرون کہ چلنا ان پاؤنسے متعذر ہے اور حرکت کرنا ان ہاتہونسی متعسر بادشاہ نی کہا کہ
مین تیرے لیے چلنے کی تدبیر کرونگا حکم دیا کہ امرا اور مقربان درگاہ حاضر ہون جبکہ سب حاضر ہوئے صورت حال ظاہر کرکے کہا کہ آمادہ
رہو کہ مین آجکی رات دشمن پر شبخون جاؤنگا آخر سبکو میمون کو ایک خرس کی پیٹھ پر باندہ کے اوسیکی نشاندہی پر روانہ
ہوئی تمام شب اوس بیابان ہولناک مین چلے آخر کو وہان لیگیا کہ جہان فرسنگون بجز ریگ روان نام پانیکا نتہا کہ کبھی
نہونے سے اوس دیار پر ابر نگزرا تہا اور کوئی ذیحیات اوس وادی مین کبھی وارد ہوا تہا اور موسم گرمی کا تہا اسطرحسی باد گرم چلتی
تہی کہ بدن جہلسے جاتے تھے اور ریگ اوس جگہہ کی ہمنگونکی بہٹی کیطرح شعلہ زن تہی اور کوئی گیاہ اوس مین سوا شورہ زار کے خوار
مین روئیدہ نہوئی تہی **مثنوی** بیابان وسیع و بد مخافت ٭ بہر گامے از وصد گونہ آفت ٭ ہوا اش آتش و آتش ہوا لود
زمینش سنگ و سنگ آہن ربالود ٭ میمون نے کہا کہ آفتاب برآمد ہونے پائے کہ کام بندرونکا تمام کرو خرس جلدی سے اوس
میدان مین در آئے اور جلد جلد آگے کو دوڑے جاتے تھے اور میمون کہتا تہا کہ جلدی کرو اور جلدی پہنچو کہ غفلت
مین ہمکو مارین القصہ جبکہ آفتاب نکلا یہ سب میدان مین پہنچے تمام رات کے چلے اور تہکے آخر ماندے ہوکے ایک جگہہ پر
بیٹھ گئے اور بندرونکا کچہہ سراغ نہ ملا اور میمون شوم افسانے مین یہانتک اونکو لگائے رہا کہ آفتاب بلند ہوا اور ہوا مین
ایسی گرمی شروع ہوئی کہ آنکہہ اٹھا کر جو کوئی ہوا کیطرف دیکہتا تہا بینائی جاتی رہتی تھی اور جو کوئی قدم زمین پہ
رکہتا تہا مانند موم کے پگہل جاتا تہا دمبدم سموم سوزندہ نے بڑہنا آغاز کیا اور ہر ایک بیتابی سے سر دہننے
لگا خرسون کے بادشاہ نے میمون سے کہا کہ بندر کہان ہین اور یہہ کونسا بیابان ہے کہ اسکی ہیبت سی زہرہ آب
ہوا جاتا ہی اور یہہ کونسی آتش ہے کہ دمبدم تیز و تند ہوتی جاتی ہی میمون نے کہا کہ ای ستمگار دل آزار یہہ میدان اجل ہے اور یہہ جو باد تند و تیز
آتی ہے پیغام موت لاتی ہی ہیبت خاطر جمع رکہو کہ اگر ہزار جان رکہتے ہو تو ایک بھی سلامت لیجاؤگے ابھی کیا دیکہا ہی

تمنے اب کوئی دم مین وہ ہوائے گرم آتی ہی کہ سبکو جلا کر خاکستر بناتی ہی یہہ بات تمام نہ ہوئی تہی کہ ایک جہونکا باد سموم کا ایسا
سوزندہ آیا کہ تمام خرسونکو مع ہیمون اور شاہ و سپاہ ہلاک کر ڈالا ایک ہی زندہ و سلامت اس میدان ہلاکت گاہ سی باہر نکلا
تیسرے دن حسب الایماے ہیمون پادشاہ بندرونکا مع لشکر اس جزیرہ مین داخل ہوا اور مسکن غیار سی خالی اور مال و اموال
سے بہرا پایا یہہ مثل اسلئے لایا ہون تا بادشاہ جانے کہ اہل کینہ نے انتقام کے واسطے اپنی جان تک دی ہے اور قصہ اس زاغ کا
مجہے اسیطرح پر نظر آتا ہی اور بیشتر زاغونکی آزمایش ہوئی ہی کہ یہہ قوم فراست اور کیاست اور مکر و دغا مین ثانی اپنا نہین
رکہتے ہین اور مینے جب سے کہ بشرہ اسکا دیکہا اور تقریر سنی ہی یقین کامل ہوا کہ راے اُسکی صواب سے قریب ہے اور خطا سی بعید اور
جہانتک کہ گمان کیا جاے خرد اسکی اُس سے زیادہ ہی اور اس سے جو کچھہ ظہور مین آئے اُسے تہوڑا جاننا چاہیے یہہ شخص آفت روزگار ہی اس سے
ڈرنا لازم ہی بلکہ جلد اسے جاشنے مرگ چکہانا ضرور ہے اور اگر اسکے قتل مین تاخیر کی تو اپنی ہلاکت کے آمادہ ہو بوم سے یہہ بادشاہ نے جب یہہ
حکایت سنی چین بجبین ہوا اور کہا کہ یہہ کیا بیرحمی ہی کہ ایک فقیر کو ہماری ہوا داری مین یہہ آزار پہنچا ہو اور ہم بہی اُسکے آزار
و قتل کی تجویز کرین مگر یہہ شعر مترجم کا نہین سنا ہے تونے بیت برا اُسکا ہوا جسنے کسیکا کچھہ برا چاہا ٭ ہمیشہ یہی تجربے کرتے
ہین ہم گردش مین گردونکو بہت اسکے بعد حکم دیا کہ اس زاغ کو بآرام تمام اٹہا لاؤ وزیر نے عرض کیا کہ اگر ظہریار میری بات پر
التفات نکیا اور نصیحت میری کہ سراپا حکمت اور محض صواب تہی اُسے ردی قبول نہ کیا تو نے لیکن اتنا اور عرض کرتا ہون
کہ اگر رکہنا ہی اس کا منظور ہی تو اس سے دشمنونکی طرح زندگانی کرنا چاہیے اور بغیر آزمایش قول و فعل اسکے مکر سے غافل نہو جائے اور اتنا یقین
جانیے کہ یہہ ننگ لانا اسکا بوم سے خطرے سے اور زاغونکی صلاح کار خالی نہین ہے اور اگر پرورش ہی منظور ہی تو بطور نظربند و نیکے اپنے سے
دور رکہے اور چند شخص کار آزمودہ مخفی اسپر تعین رکہے کہ ہر دم حرکات اور سکنات اسکے سمجہہ بوجہہ کے حضور اقدس مین عرض کرتے
رہین بادشاہ کو بات وزیر مشفق کی مطلق پسند نہ آئی اور وہ جو ہونی تہی وہی عمل مین آئی یعنی بادشاہ نے کار شناس کو اپنی
خدمت مین باکرام تمام مختار کیا یہہ تو یہہ دان تہا اسطرح سی مراسم خدمتگزاری بجالایا کہ کسی بوم کو ایسا سلیقہ نتہا بس تہوڑے
عرصے مین محرم راز اور مقرب درگاہ ہوا پادشاہ کو سبات مین اتنا خوش کرتا تہا کہ روز بروز مرتبہ اسکا بلند ہوتا جاتا تہا القصہ
یہانتک نوبت پہنچی کہ وزیر اعظم ہوا اور اُسکے صلاح بغیر کوئی کام خانگی اور ملکی جاری نہوتا تہا آخر کار مشار الیہ سلطنت اور مدار المہام
کل ولایت کا ہوا ایکدن سر محفل بادشاہ سی کہنے لگا کہ زاغونے بادشاہ نے ہمیں جیسا مجہے آزار دیا ہے جبتک بدلا اسکا انلونگا اور
دوست بر دو معقول اس گروہ نا حق کوش پر نکرونگا زندگی مجہپر ناگوار ہیگی اور خواب و خور سے لذت ملیگی مگر مینے فکر کی کچہہ
تدبیر نہین بن آتی ہی کہ کیونکر انتقام لون آخر الامر جانا مینے کہ جبتک مین زاغونکی صورت مین ہون مراد کو نہ پہونچونگا
اور حکیم دانا سے یہہ بات سنی ہی مینے کہ جسکو ستمگار بیداد گر سے رنج پہنچے اُسوقت اپنی موت پر راضی ہو دو مرد لیتے وقت

۱ بشرہ بمعنی ظاہر پوست آدمی ۱۲
۲ مدار المہام یعنی جسکی صلاح و مشورہ پر کام ہوتے ہیں ۱۲ ۱۲ ۱۲

جو دعا مانگے سو قبول ہو اگر بادشاہ کی بہی صلاح ہو تو حکم کرے کہ میرے گرد انبار ہیزم کر کے آگ لگا دین جبکہ گرمی آتش کی
مجہے پہنچے اُسوقت دعا کرون کیا عجب کہ قادر توانا مجہے زاغ سے بشکل بوم کردے تو اسکے بعد ظالم سے انتقام قرار واقعی
لون اُسوقت وہ وزیر بہی کہ اسکے مکر و فریب پر یقین کہتا تہا اُسنے کہا کہ اے بادشاہ یہہ اسکا دوسرا شعبدہ ہے جو شخص
کہ خبیث صورت اور کثیف سیرت ہو اگر آگ مین اُسکو جلاوے یا آب سلسبیل سے دہووے تو بہی اُسکی سیرنا پاک اپنے طور پر برقرار رہیگی بیت
زبد اصل نیکی مدار ید امید ؛ کہ زنگی نگردد بشستن سفید ؛ اگر بفرض محال اُسکی ذات خبیث صفت طاوسی پیدا کرے اور عنصر ناپاک
اُسکا لباس سیمرغی پہنے لیکن یہہ اُسی طرح زاغونکی صحبت اور محبت کا مائل رہیگا اُس مادہ موش کیطرح کہ صورت انسانی
پائی تہی تو بہی اپنی اصل کی طرف مائل ہوئی بادشاہ نے کہا کہ یہہ قصہ کیونکر تہا حکایت مادہ موش کہا کہتے ہین کہ زاہد
مستجاب الدعوات ایک چشمہ آب پر بیٹہا تہا ایک چیل چوہیا کو لئے جاتی تہی اتفاقاً اُسکے پنجہ سے چہٹکر زاہد کے پاس آگری
زاہد کو شفقت آئی اُٹہاکے دامن مین لپیٹ لیا اور گہر لو لیا کہ مان اُسکی پرورش کرے پہر یہہ خیال مین گذرا کہ اگر یہہ جوان
ہوا اور اہل خانہ کو ضرر پہنچا تو اچہا نہین ہے اسلئے اللہ سے دعا کی فی الحال وہ لڑکی ہو گئی نہایت زیبا طلعت خوش قامت
شگفتہ رو آشفتہ مو بیت آنکہ بر سرو زند طعنہ بقامت این است ؛ آنکہ بر ماہ کشد خط غو است این است ؛ زاہد اُس دختر کو دیکہہ کے
مسرور ہوا اور ایک مرید کو سپرد کیا تا مانند فرزند و لخت جگر پرورش کرے مرید بموجب اشارہ پیر اُسکی پرورش مین سرگرم ہوا تہوڑے سی
مدت مین حد بلوغ کو پہنچی زاہد نے کہا کہ ایجان بابا اب جوان ہوئی تو چاہتا ہون کہ گوہر پاک تیرا رشتہ ازدواج مین منسلک
کرون یعنی تیرا نکاح تیرے برابر والے سے کردون مگر تیری اجازت کے بغیر نہین ہو سکتا ہے جسے کہ تو پسند کرے اُسکے سپرد تجہے کرون
دختر نے کہا کہ شوہر چاہتی ہون قادر اور توانا کہ انواع شوکت و قدرت اُسے حاصل ہو اور بزرگی مین درجہ رفیع اور مرتبہ بلند
رکہتا ہو زاہد نے کہا کہ یہہ سب صفتین سوا آفتاب کے اور مین جمع نہین ہین دختر نے کہا سچ ہے کہ وہ مغلوب کسی مخلوق کا
نہین ہے صبح کو جب آفتاب نے مطلع طلوع سے سر نکالا زاہد نے صورتحال اُس سے بیان کی کہ یہہ دختر نہایت نیک صورت
اور پاک سیرت ہے چاہتا ہون کہ تیرے ساتہہ جفت کرون کسلئے کہ شوہر توانا اور باشوکت طلب کرتی ہے آفتاب نے
کہا کہ مجہسے قوی تر ابر ہے کہ ایک تکڑا اُسکا مجہے چہپا لیتا ہے بیت آفتابی بدین بلندی را ؛ پارۂ ابر ناپدید کند ؛ زاہد نے ابر سے بہی
سوال کیا ابر نے کہا کہ اے زاہد قوت اور غلبہ میرا ہوا کے آگے کچہہ حقیقت نہین رکہتا ہے کہ اندک اشارہ مین جدہر چاہتی ہے
مجہے لیجاتی ہے زاہد نے جواب ابر کا مسلم جانا اور ہوا سے بہی یہی سوال کیا ہوا نے کہا کہ قوت میری کوہ کے آگے کیا وقعت کہتی ہے کہ اگر
ہزار بار میری قوت ارادہ کرے تو اُسکی وقار کو جنبش نہین دے سکتی ہے زاہد نے کوہ کے نزدیک آکے بعد اظہار ماجرا خواستگاری
کی کوہ نے کہا کہ اے زاہد میری قوت موش کے آگے بیکار ہے کہ اُسکے ناخن اور دندان جگر خراش سے دل

اور سینہ جبر استبک اور ریش ہی او کسی طرح اوسکی دفع پر قادر نہین ہو سکتا ہون شیخ کی دختر نے کہا کہ سچ ہی کہ موش کوہ پر غالب ہے
لیکن مجھے آدمی چاہیئے کہ مین فی الحال آدمی ہون کہ مقارن اس حال کے ایک موش پیدا ہوا جو کہ دختر کا سر رشتہ جنسیت اوسپر
منتہی ہوتا تہا اسلیے رسی تمام اوس موش کیطرف پیدا ہوا اور زاہد سے کہا کہ مین مدت سے آرزومند ہم جنس کی ہون اب
دعا کیجیے کہ مین آدمی سی پھر موش ہوجاؤن تا دست عشرت آغوش شوہر ہمجنس مین ڈالون زاہد نے جبکہ رغبت موش اور
دختر کی باہم بدست پائی دست مدعا اوٹھائی فی الحال دعا زاہد کی مستجاب ہوئی اور بحکم کُلُّ شَیءٍ یَرجِعُ اِلیٰ اَصلِہٖ کے
ظہور پکڑا یعنی وہ دختر پھر چوہیا ہوگئی اور زاہد نے موش کے حوالے کی بیت جان من ہر چیز را با اصل خود باشد رجوع ؎
ماچو از خاکیم بار از خاک پیدا میشدن غرض فائدہ اس مثل سے یہ ہے کہ جو کچھ کہ مقتضای طینت اصلی ہوتا ہی اگر کسی عارضی سے
اوسکا حال مبدل بھی ہوجائے آخر کو رجوع اپنی حالت اصلی پر کرتا ہی جبکہ وزیر سخندان معنی سنج نے اس مضمون کو تمام کیا
بوم کو پادشاہ نے اوسکی بات حسن پر محمول کی اور نظر عواقب امور پر نفرمائی اور زاغ ہر روز حکایت دلپذیر اور ہر شب افسانہ
بے نظیر بادشاہ کو سناتا تہا اور مسئلہای غریب اور نکتہ ہای عجیب ہر دم تقریر مین لاتا تہا یہان تک نوبت پہنچی کہ محرم اسرار
خاص ہوا ایکدن کارشناس سبکو دہوکا دیکے اپنی بادشاہ کے پاس آیا جبکہ فیروز نے کارشناس کو دیکھا ہزار جان سے
شاد ہوا بعد ادائے مراسم محبت پوچھا کہ اے کارشناس کیا کام کر آیا اوسنے عرض کیا الحمد للہ جسواسطے کہ ہمت اختیار
کی تہی سو سب درست ہو چکا کہا کچھ اوسکا بیان کر کارشناس نے عرض کیا کہ اوس کوہ مین ایک غار ہے دن کو باد سموم
کے سبب سے گروہ بوم شوم کا اوسمین جمع ہوتا ہے اور اوس غار کے نزدیک ہیزم بیشمار خشک و تر جمع ہے بادشاہ فلانے
دن دوپہر کے وقت سب زاغونکو حکم دے کہ جلد اوسجگہ پہنچکے ہیزم خشک اوس غار کے منہ پر آہستہ آہستہ جمع کرین اور اصلا کوئی
آواز منہ سے باہر نہ نکالے جبکہ جمع ہوچکین گے مین آگ اوسپر رکہدونگا اور سب زاغ ایکہی بار اپنی بازوؤن سے ہوا
دین تا وہ آگ بھڑک اوٹھے جبکہ آگ بہڑکے گی جو بوم کہ باہر نکلیگا جل جائیگا اور جو اندر رہیگا دہوئین سے گھٹ کر
مر جائیگا بادشاہ کو یہ تدبیر بہت خوش آئی کارشناس پھر جلد پیلسی بوم مین آملا اور فیروز بروز معین سب زاغون کو
لیکر کارشناس کے نشاندہی کے موافق وہی تدبیر عمل مین لایا اور کام سب بومونکا تمام کر کے با فتح و ظفر معہ کارشناس کے
پھر کر اپنی سلطنت پر متمکن ہوا اسکے بعد احترام اور اکرام کارشناس کا ہر روز ترقی کرنے لگا ایکدن بادشاہ نے کہا کہ
اے کارشناس اتنی مدت صحبت مین غیر جنس کے کیونکر بسر کی تو نے مصرعہ روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم ؎
کارشناس نے عرض کیا کہ یہ سچ ہے کہ دیدار ناملنا سبب نزول جہنم ہوتا ہے لیکن مین نے مخدوم کی فراغ خاطر کیواسطے جو جن
[illegible] آئے عاقل کو لازم ہی کہ اوسپر استقلال کرلے اور صاحب ہمت کو چاہیئے کہ مشقت اور اندوہ کہینچنے کو ذلیہ مطلب

نڈالی کیونکہ جو کام کہ عواقب اوسکا فتح اور نصرت سے نزدیک ہو اگر اوسکی مبادی مین کیسا ہی رنج ہو تحمل کری کہ کوئی گنج
بے رنج حاصل نہین ہوتا ہے اور گل بے خار ہاتھ آنا بہ نادر و اعتبار سے ساقط ہی لمولفہ **بیت** ہوتی ہی عزت مین
عزت پہ بڑی ابتدا کے بعد ۔ رنج اوٹھا کے سقدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر ۔ بادشاہ نے کہا کہ کچھ بومونکی دانشمندیکا
حال بیان کر وزیر نے کہا کہ کوئی دانا آدمی نہین دیکھا الّا ایک وزیر کہ سبھی تمثل مین مبالغہ رکھتا تھا اور حکایت عقلی اور
نقلی برجستہ سے رہنمائی کرتا تھا مگر بادشاہ اور سب امرا اور سپاہ اوس وزیر کی بات بوزنان جانتے تھے اور کہنا اوسکا خبث
طینت او رحسد پہ محمول کرتے تھے اور یہ نہ سمجھی کہ یہ وہ شخص ہی کہ بادشاہ نے جسے سب زاغون مین ممتاز کیا تھا اور شہور
اوسکی عقل کا گوش زد سب کے تھا پس عجب کیا ہی کہ یہہ سب شعبدہ اوسکا مکر سے ہوا احمق نے بلا امتحان اپنا محرم راز دار کر دیا
آخر دیکھا جو کچھ کہ دیکھا اور یہ بات سب عقلا کے نزدیک مسلم الثبوت ہی کہ ہر کسیکو خاص بادشاہ کو چھپانا اسرار کا
ضرور ہے خصوصاً دوست نا اہل اور دشمن ہر لباس سے واجب تر ہے **قطعہ** دوستی کر تو نا اہل بعد ۔ محرم خود ساز دو
ہمہ حال ۔ با عدو نیز کرتو ترسان سہت ۔ نیست اظہار سر خویش حلال ۔ بادشاہ نے کہا کہ میری دانست مین بومونکی
ہلاکت کا سبب اونکی ستمگاری ہوئی ہے کار شناس نے کہا کہ سچ ہے جس بادشاہ نے کہ طرح ظلم کی ڈالی غالب ہے
کہ بنیاد اوسکی دولت کی جلد منہدم ہو جائے کیونکہ بقا سلطنت کے ظلم کے ساتھ جمع نہین ہوتی ہے مثل عرب ہی اَلْمُلْکُ یَبْقٰی مَعَ
الْکُفْرِ وَلَا یَبْقٰی مَعَ الظُّلْمِ اور حکما کا اسپر اتفاق ہے کہ جو کوئی چار کرے چار چیز کا امیدوار ہی پہلے جو کوئی کہ ستمکاری
اختیار کری اپنی اور اپنی دولت کی ہلاکت کا امیدوار ہی دوسرے جو کوئی رنڈیونکی صحبت کا مریض ہو رسوائی کا آمادہ ہی تیسرے جو کہ
کھانا نہین زیادتی کریگا بیماری کا منتظر رہیگا چوتھے جو کوئی کہ مشیران رکیک رای پر اعتماد کرتا ہے ملک اوسکا جلد قبضہ دشمن مین
جاتا ہے اور یہ بھی حکما کا قول ہی کہ چھ شخص چھ چیز کی طمع نرکھین پہلے بادشاہ ظالم امید دولت پایداری کی نرکھے دوسرے شخص
مغرور نیکنامی اور کسیکی دوست ہونیکی طمع نرکھے کہ اوس سے لوگ کبھی بدل دوستی نرکھینگے بلکہ پیچھے اوسکے بدی سے یاد کرینگے تیسرے
یہ ہے کہ شخص بدخلق کے کمتر دوست ہوتے ہین بلکہ متنفر رہتی ہین چوتھے خیرہ رو بے ادب مرتبہ جلیل کا امیدوار نرہے کہ
بے ادب ہمیشہ ہمیشگی بلا مین ذلیل رہتا ہی پانچوین بخیل کو نیک کرداری و نیکنامی نصیب نہین ہوتی بلکہ اسکی فساد کا سزاوار ہوتا ہی چھٹے
حریص گناہ سے کم بچتا ہے کیونکہ حرص انسان کو گناہ اور بعزتی کی طرف مائل کرتی ہی جسجگہ کہ حرص نے خیمہ اقامت برپا کیا امانت اور دیانت اوسجگہ سے
اوٹھ جاتی ہی اور بومونکی بادشاہ کو زاغونکا قتل یہ جو خطرہ رغبت تہی اسلیئے منہج راستی سی انحراف کر کر بادیہ حیران مین سرگردان ہوا اور حد
چاہ کا اور زمین کی وسعت کا اندازہ نہ ہوا آپ ہی اوسمین گر پڑا مصداق اس مثل کا ہوا کہ چاہ کن را چاہ در پیش ۔ فیروز نے کہا کہ کار شناس حق کیا کہ تم نیکی تو جس
وقعی یونہی ہی کہ آجسے بطنا بعد بطن [illegible] جان پہچان [illegible] مگر کے [illegible] وہان اس قوم کا

دشمن قوی سی بچالیا یہہ مصرع تیری ہی شان مین زیبا ہی مصرعہ اینکار از تو آید و مردان چنین کنند؛ کارشناس سے عرض
کیا کہ مرد اُسے کہتے ہین کہ مصیبت کے وقت ثابت قدم رہے اور اس بندۂ ناچیز کا کیا مقدور تہا کہ ایسا کام کر سکتا یہہ محض اقبال
شاہنشاہی سے وقوع مین آیا ہی مگر ثابت قدمی اور رادرستی سے ہمیشہ کام نکلا ہی جیسا کہ سانپ نے اپنی مصلحت اُسی مین دیکہی کہ
مینڈک کی خدمت مین راضی ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہہ قصہ کیونکہ تہا **حکایت ۱۱** پیر کہا کہتے ہین کہ مار کبیر السن پر پیری نے یہانتک
غلبہ کیا کہ شکار کی طاقت نرہی آخر بہوک کے مارے ہلاکت کو پہنچا اور اپنے دل مین کہا کہ اب افسوس جوانی کا اور فکر عود[۷۵] طاقت
کرنا گویا آتش سے رفع تشنگی کی امید کرنی ہے اور اسکے سوا اب جو یہہ حال پیری کا ہی کاش اسکو بہی قیام ہوتا سو بہی نہین بلکہ
دمبدم رو بہ کمی ہی بس فکر ماضی فعل عبث ہے آگے کی کچہہ فکر کرنی چاہیئے یعنی عوض فکر جوانی جو کچہہ تجربہ اس مدت عمر مین حاصل
کیا ہے بموجب اُسکے کچہہ تدبیر ضرور ہے تا قوام بدن اُس سے متصور ہو گو ذلت پیش آئے تو بہی مضایقہ نہین ہے مگر باقی ایام حیات دیدہ و دانستہ
برباد نکیا چاہیئے پس اس تصور مین اُس چشمے پر گیا کہ جس مین مینڈک بہت تہے اور اُنمین بادشاہ و وزیر اور امیر بہی تہے سانپ نے اُسجگہ
پہنچکے سینہ چاک درماندہ ہناک بنکے خاک پر لوٹنا شروع کیا کہ ایک مینڈک اُسکے نزدیک گیا اور پوچہا کہ کیون اتنا غمناک ہے سانپ نے
کہا کہ آج مجہسے زیادہ کون سزاوار غم و الم کا ہوگا کیونکہ مادہ حیات میرے کا شکار مینڈکونکا تہا آج وہ واقعہ پیش آیا کہ انکا
گوشت مجہپر حرام ہوا اور اگر قصد بہی شکار کا کرون تو کچہہ نہین کر سکتا ہون اُس مینڈک نے جاکے یہہ حال اپنے بادشاہ سے
کہا بادشاہ اس حال عجیب سے متعجب ہوا اور سانپ کے نزدیک آکے پوچہا کہ کیا حادثہ تجہپر وارد ہوا اور کس عمل کے مکافات[۷۶] مین
مبتلا اس بلا کا ہی سانپ نے یہہ بیت پڑہی بیت مجروح مین نہین ہوا قاتل کے ہاتہہ سے: جو کچہہ ہوا ہے مجہپہ سو اس دل کے
ہاتہہ سے: اور کہا کہ اے بادشاہ حرص شوخ چشم نے دام بلا مین مجہے ڈالا اور طمع فتنہ انگیز نے دروازہ محنت و خواری کا میرے
منہ پر کہولا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ ایکدن ارادہ ایک مینڈک کے پکڑنیکا کیا مینڈک وہ بیچاری خوف جانسے ایک عارف زاہد باللہ کے
گہر مین جا پہنچی مین گوشت کی طمع مین اُسکے پیچہے لگا گیا قضارا زاہد کا بیٹا ایک مکان تاریک مین سوتا تہا اُسکے پانو کا انگوٹہا
میرے منہ مین لگا مین سمجہا کہ مینڈک ہی ہے بہوک کے غلبہ سے کچہہ تمیز نرہی مینے اُسپر دانت مارا فی الحال وہ مر گیا زاہد یہہ
خبر پاکے مجہپر دوڑا مین گہر سے نکل کے صحرا کی طرف بہاگا زاہد میرے پیچہے دوڑا آتا تہا اور بد دعا کرتا تہا کہ اے پروردگار اُسے
خوار و بیمقدار کر اور اُسے مینڈکونکے بادشاہ کا مرکب بنادے اور کبہی مینڈک پکڑنے پر یہہ قادر نہو مگر صدقے کے طور سے
جو وہ بادشاہ اُسے دے وہ البتہ کہالیا کرے اسی ذلت مین مدت الحیات رہے یہہ دعا اُسکی قبول ہوئی
اب مین مطلق مینڈک پکڑنے پر قادر نہین ہوتا ہون آج اسیواسطے مین حاضر ہوا کہ بادشاہ مجہپر سوار ہوا کرے
اب جو کچہہ تقدیر الہی سے ہوا مین اُسپر راضی ہون کہ وہ پہرنے والی نہین ہے مینڈکونکا بادشاہ اس مین اپنا فخر سمجہا کہ

۷۵ عود بالفتح بر گشتن ۱۲
۷۶ مکافات بالفتح کسی را بر کردار او سزا دادن و مانند یکدیگر شدن ۱۲

مین ایسا ہون کہ مارے سوار ہوتا ہون اس وسیے اُسپر سوار ہونے لگا اور اپنا ے جنس مین مباہات کرتا تہا دن کے بعد سانپ نے کہا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو کہانیکے بغیر زندگانی اور قوت سواری دینے کے نہین ہوسکتی ہے بادشاہ نے کہا کہ سچ ہے کہ مجہے مرکب سے گریز نہین ہے اور مرکب کو بے قوت قوت سواریکی محال ہے اُسی دنسے دو مینڈک اسکا راتب مقرر کیا سانپ وہی مینڈ مینڈکونسے رفع گرسنگی کرتا تہا اور بے کوشش روزی پاتا تہا اور بقاے حیات کے لئے عار نکرتا تہا رباعی دستے کہ تناوید نیش سنگ آید؛ در وقت ضرور بوسہ دادن شاید؛ ہر کار کہ عار ست ملال افزاید؛ در حالت احتیاج بد ننماید؛ یہہ مثل اسواسطے لایا ہون مین تا معلوم ہو کہ یہہ عار مانند مار کے اسلئے قبول کی ہینے کہ ہلاک دشمنونکا اور فلاح دوستونکی اسکے ضمن مین مندرج تہی چنانچہ یہہ بیت بہی حسب حال ہے بیت تلطف کن کہ ہر کاریکہ صعب ست؛ بنرمی و مدارا میتوان ساخت؛ اسیواسطے کہا ہے کہ شجاعت سے تدبیر بہتر ہے کیونکہ مرد جنگی کیسا ہی توانا ہو اور اپنے دو چند بلکہ سہ چند سے برابری کرتا ہو تو بہی اُسکے واسطے ایک حد معین ہے اور مرد دانا ایک تدبیر صائب سے ملک کو پریشان کر دیتا ہی اور لشکر گران کو تہوڑی فکر مین بگاڑ ڈالتا ہی جیسا کہ بموجب اس بیت کے بیت بیک تدبیر نیکو آن توان کرد؛ کہ نتوان با سپاہ بیکران کرد؛ بادشاہ نے کہا کہ ای کارشناس تو نے عجب طرح کی ظفر پائی ہے اور کار نمایان کیا کہ ذکر اس کا تا حشر باقی رہیگا وزیر نے کہا کہ اس امر مین میری تدبیر سے کچہہ نہوتا یہہ محض فرشتہ ہی کی مددگاری کی کہ مین کامیاب ہوا حکما نے کہا ہی کہ مطلب ایک ہو اور بہت شخص ارادہ کرین کہ اس مہم مین ہم جدا جدا کوشش کرکے مطلب کو حاصل کرین دیکہئے کون کامیاب ہوتا ہے سب کا اسپر اتفاق ہے کہ وہ انہین سے مقصد کو پہنچے گا جو مروت مین مخصوص ہو کیونکہ خاصیت مروت کی یہہ ہے کہ کام صاحب مروت کا جلد روا ہوتا ہے اور اگر مروت مین سب برابر ہین تو وہ مطلب حاصل کریگا جسکے یار اور مددگار زیادہ ہون اور اگر اس باب مین مساوات رکہتے ہین تو وہ شخص کامیاب ہوگا کہ ان سب ہنروں کے ساتہہ بخت و اقبال جسکی مددگاری کرینگے قطعہ کوکب بخت چو طالع شود از اوج مراد؛ انچہ مقصود بود زود میسر گردد؛ مدد طالع اگر نیست مرنجان خود را؛ کہ اگر در بسوے بحر نہی بر گردد؛ فیروز نے کہا کہ بوم ہمین اس لایق نہ سمجہے تہے کہ یہہ ہمسے انتقام کر سکینگے کیونکہ ہمین تہوڑا اور ضعیف جانتے تہے کارشناس نے کہا کہ چار چیزین ہین کہ جو انکے تہوڑیکو بہت سمجہیگا خراب ہوگا ایک آگ کہ پہلے تہوڑی ہوتی ہی پہر بہڑک کے بہت ہو جاتی ہی دوسرے قرض کہ تقاضا قرض خواہ اگرچہ ایکدرم کا ہو پہ ہزار برابر رنج دیتا ہی تیسرے بیماری کہ اگر تہوڑی کی احتیاط نکریگا اور بہت کی تمنا اس سے ندریگا تو قریب ہے کہ وہ زیادہ ہو کر مرتبہ ہلاکت کو پہنچائے چوتہے دشمن اگر کیسا ہی خوار اور ذلیل ہو جب غافل پائیگا کام تمام کریگا اسنے کہی ہی مینے شنا ہے کہ کنجشک ضعیف الحال نے مار قوی ہیکل سے انتقام اپنا لیا بادشاہ نے کہا کہ یہہ کیونکر تہا حکایت

کنجشک و مار کہتے ہین کہ کنجشک کسی جوڑے نے ایک گہر مین گہونسلا لگا کے نیچے نکالے تہے دو دانہ دانہ دیکر ہم

و نے تہے اور بچونکو پیار سے تہی لیکن نہ کہین گیا تہا رات ہوگئی نر مادہ دوسرے دن شام کو آکے دیکہتا کیا ہے کہ مادہ فریاد و
زاری کر رہی ہے کہا کہ ای جان من باعث اتنی فریاد کا کیا ہی کہا بیت سیخلد در سینہ ام خاری کہ میبارم سرشک از دل
سوزان غمے دارم کہ آہی میکشم ٭ کیونکر زاری نکرون کہ تیرے جانیکے بعد تہوڑی ہی دیر گزری تہی کہ ایک مار ہیبت کو
دیکہا کہ قصد میرے بچونکا کیا ہر چند منت کہا مینے بیت اگرچہ غالبی از دشمن ضعیف بترس ٭ کہ تیر آہ سحر بر نشانہ آید
مارنے کہا کہ یہ وہ سینہ نہین ہے کہ تیرا تیر جسمین اثر کرے کہا مینے جسوقت کہ مین اور بالک بچونکا کہ اسکی انتقام پر باندہینگے تو تیری
حق مین اچہا نہ ہوگا سانپ ہنسا اور کہا کہ مین وہ ہون کہ شیر کا زہرہ جسسے آب ہوتا ہے بہلا تم ایسون سے کیا اندیشہ کی جگہہ ہے
اسکے بعد ہر چند چلائی کوئی میری فریاد کو نہ پہنچا آخر اوس ظالم ستمگار نے بچونکو کہا کے اسی آشیانے مین آرام کیا ہے ۔ نر نے یہ
ماجرا اسکا آہ سوزناک کہینچی اور صنعت تدبیر اپنی خرد مین ڈالا اوسوقت کہ شام تہی صاحب خانہ چراغ جلانے مین مشغول تہا فتیلے کو
جلا کر چراغ ہاتہہ پر رکہا تہا کہ کنجشک نے جست کر کے فتیلے کو لے اوڑا اور اپنے آشیانے کے منہہ پر دہر دیا صاحب خانہ
سمجہا کہ اگر گہونسلا جلا تو سقف مین آگ لگیگی ہالائے بام آ کر آشیانہ کو چوب دستی سے گرانیلگا مار نے خواب غفلت سے
بیدار ہوکر سر باہر نکالا صاحب خانہ نے مار دیکہکے وہی چوب دستی کہ ہاتہہ مین تہی ماری کہ سر مار کا مانند حباب کے
دو پارہ ہوگیا یہ مثل اسلیئے بیان مین آئی کہ سانپ اونکی دشمنی کو حقیر سمجہا تہا اور اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنگ انتقام سے سر
اوس متکبر کا کچلا گیا بیت دشمن اگرچہ خوار بود از طریق خرم ٭ اورا بزرگ دان و غم کار خویش خور ٭ بادشاہ نے کہا
کہ مینے ہمیشہ جو کام کہ تیرے مشورہ پر کیا بخیر و خوبی اوسنے سر انجام پایا پس یون ہی کہ جو کوئی کہ کام اپنا ناصح صواب اندیش کے
مشورے پر رکہیگا دست ناکامی اوسکے دامن اقبال تک نہ پہنچیگا اور سب ہنرون سے زیادہ تر تیرا یہ ہنر تہا کہ
مدت دراز تک دشمنون مین رہا پہر کبہی ایسا کلمہ تیری زبان پر نہ گذرا کہ کوئی خردہ گیری کرتا اور نہ ایسا تجہسے عمل صادر ہوا کہ
باعث اونکی نفرت و بدگمانی کا ہوتا کارشناس نے عرض کیا کہ یہ سب باعث حضور کے تربیت کا تہا اگر خانہ زاد کو شرف چرن بردار یکا
حاصل نہوتا تو مجہ سے ضعیف اس غلام کی اس امر دشوار کی ہرگز عقدہ کشائی نکر سکتی للہ الحمد کہ ہمارے بادشاہ جمجاہ سی خوبی رائے
اور درستی تدبیر اور شوکت و ہیبت اور شجاعت و جمعیت کے ساتھ کوئی دقیقہ تعالیق مہمات سی پوشیدہ اور باقی نہین رہا ہے اور
تعجیل اور تانی اور خشم اور حلم اور علم و حیا اپنی اپنی محل پر سب صرف ہوتے ہین خلاف وقت اور موقع کے کوئی کام عمل مین
نہین آتا ہے اور ابتدا سے کار مین انتہای مصلحت ملحوظ رہتی ہے اور کسیوقت مین مرتبہ احتیاط کا ہاتہہ سے نہین جاتا ہی
اور ناموس سلطنت اور رونق ریاست کی اور ریاست متمدن کی مراتب اصلا فرو گزاشت نہین ہونے پاتے مین پہر جو
کوئی کہ ایسی بادشاہ سی دشمنی اختیار کرتا ہے گویا وہ اپنی ہوتکو ہزار گستری اپنی طرف کہنچتا ہے اور اپنی بیخ زندگانی آپ اپنی ہاتہہ سے

اوکتیر تا ہی فیروز نے کہا کہ ای کارشناس جیسی تو مجہسے جدا ہوا لذت طعام شراب حلاوت خواب و قرار مطلق نہین ملی یہہ
کارشناس نے عرض کیا کہ بہا بادشاہ یہہ حال جو کوئی کہ بلای دشمن قوی دست مین مبتلا ہوتا ہی جبتک اوس سے چھٹکارا نہین پاتا ہے
رات دن مین فرق نہین کرتا ہی اور شعر یا مین اعتبار نہین کرسکتا ہی اور حکما کا یہی قول ہی ہے کہ جبتک بیمار کو صحت کامل
نہو کہانیکا مزا نہین ملتا ہے اور حمال جبتک بار گردن سی نہ اوتارے آرام نہین پاتا ہے اور عاشق جبتک دولت وصال حاصل نہ
کری اضطراب رفع نہین ہوتا ہی اور مرد ہراسان جبتک دشمن غالب سے امان نہین حاصل کرتا ہی دم آسایش سے نہین لیتا ہے
اور بادشاہ غیور جبتک انتقام دشمن سے نہ لے بستر آرام پر سر نہین رکہتا ہے فیروز نے پوچہا کہ صورت اوزدبیر اونکی رزم و بزم
کی کسطرح دیکہی تو نے وزیر نے کہا کہ سبب ظلم ضعف اونکی عجب و غرور و تن پروری سی متعلق تہے اور رای صواب سے
کچہہ نصیب نرکہتی تہے اور رای راست در نکر خطا مین کچہہ تمیز نہ کرتے تہی اور سب کے سب ایک حال رکہتی تہی الّا وہ ایک وزیر کہ
میرے قتل مین مبالغہ کرتا تہا حکیم تہا دانا دل اور بیدار مغز بادشاہ نے کہا کہ کن دلائل سے عقل کے کیا ہین وزیر نے کہا اول
دلیل یہی کہ میرے قتل کا حکم کرتا تہا اور الحق کہ یہی سبب اونکے ضعف اور رای صواب پر تہی اگر اوسکی رای کو قبول کرتے تو کیون اسطرح برباد
ہوتے دوسرے یہ کہ تا دم واپسین وسی نصیحت سی ہاتھ نہ اوٹھایا اور نمک حلالی کے لحاظ سی ہرگز پاس ادب نکیا مگر طریق بے
ادبی سے بہی بچاو کیئے جاتا تہا اگرچہ جانتا تہا کہ میری بات نہین سنتے ہین اور نہ سنین گے تسپر بہی زبان بند نہ کی
بادشاہ نے کہا کہ وہ آداب نصیحت شاہی کیا ہین کہ خیرخواہی کی جگہہ ادب بہی نکرے اور بے ادبی سے بہی بچتا رہے کہا
کہ سخن ترشت کو ایسی نرمی سے اور لطف تقریر سے ادا کرے کہ مطلق ناگوار طبع بادشاہ نہو اور جانب تعظیم بہی ہر بات
مین رعایت رکہی بلکہ کسی کام مین گستاخی اور فضول گوئی نکرے اور اگر قول و فعل مین مخدوم کے خلل یا زلل مشاہدہ کرے
تو اوسکی اطلاع کرنے مین عبارت نیک اور ملایم سے پیش آئے اور تعریضات شیرین اور شلیہائی دلفریب اور
دورانہ لیشی سے رہنمائی کری اور حکایت غیرونکی اثنای حکایت مین جو مناسب اس حال کے ہون اونہین آمیز
نہین تقریر کرین وزیر لوگونکا یہ سب صفتین رکہتا تہا اور کسی باب مین دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتا تہا اور پادشاہی وہ
مرتبہ عالی ہے کہ کوئی اگر چاہے کہ اپنی کوشش سی پائے تو پا نہین سکتا ہے بلکہ دست آیند وہی ہے اوسی یہ تک پہنچا نہین سکتا ہی
مگر و بختیاری اور مددگاری بخت سی حاصل ہوتا ہی اور اگر امداد غیبی سے یہ دولت نصیب ہوئی تو اوسی عزیز جانے سرسری
نہ سمجہے ضبط قواعد اور حفظ مراسم عدل و داد میں مبالغہ ہر دم تمام پیش نظر رکہے **نظم** اسے آنکہ بملک یافتی دست
دولت طلبی کم طلب آزار کسے ٭ صد تیغ سیاست آن خرابی نکند ٭ کا ہی کہ ز مظلومی برآرد نفسی ٭ لایق شان بادشاہی
یہ کہ ہر کام مین غفلت سی اجتناب کری اور کسی مہم مین سہل انکاری نکرے کہ بقای ملک اور استحکام دولت چار چیز کی

بغیر ممکن نہین ہی ایک یہہ کہ ذہن رزین کا اتنا رسا ہو کہ امر استقبال کا کہ غیر موجود ہو ایسے موجود سے زیادہ تر دیدۂ دل سی مشاہدہ
کرے اور دوسرے ارادہ جسین باتنا کرے ہزار پہلو سے تحقیق کر لے جب یہہ یقین جانے کہ یہہ فتور اور قصور سے خالی ہی اُسوقت اُسے
عمل مین لا تیسرے اتنی رائے درست رکھتا ہو کہ خطا اور خلل کی طرف کبھی مائل نہو چوتھے شمشیر ایسی تیز و تند رکھتا ہو کہ مانند
برق جہان سوز کہ جب خرمن دشمن پر گرے خس و خاشاک اُسکی ہستی کا برباد فنا کر دے اگر سبز کوہ کو پناہ چہرہ کرے تو ماتند خیار[۱] تر کی
اُسیر ہی نہ اُسکے مراد یہہ ہے کہ بہادر ہو اور حکایت اور عذر اور مکائد[۲] دشمن پر اگرچہ کتنا ہی تضرع[۳] اور تذلل کرے فریفتہ نہو یہہ
کہ ایک زاغ تنہا نے جب کہ دشمن کے دلمین جگہہ پائی باوجود تنہائی اور ضعف کے بومون سے دشمنان قوی دست کو ایک
آن مین ہلاک کر دیا اور اُنہون نے اپنی رکاکت[۴] طبع اور قلت فہم سی ایسی مالش قرار واقعی پائی کہ نام و نشان اُنکا صفحۂ
ہستی سے محو ہو گیا اور اگر کچھہ بھی اُنہین عاقبت اندیشی ہوتی تو زاغ اس مراد کو نہ پہنچتی بلکہ چہرہ ظفر کا خواب مین نہ دیکھتی عاقل کو
چاہیے کہ اس حال کو چشم عبرت سے دیکھے اور اس نصیحت کو گوش خرد سے سنے کہ دشمن کتنا ہی ضعیف ہو اُسے چشم کم سے نہ دیکھے
اور اگر ہزار الاف دوستی مارے اور آثار دوستی کے بہی اُسمین پائے جائین تو بہی اعتماد نکرے اور کبھی اُس سے غافل نرہی۔
نظم دشمن اگر لاف مروت زند ؛ صاحب عقلش نشمارند دوست ؛ مار ہمانست بسیرت کہ ہست ؛ گرچہ بصورت
بدر آید ز پوست ؛ اور عمدہ فائدہ اس سے یہہ ہے کہ دوستان خالص اور ہواداران عاقل اور مخلص کا خواہان
رہے اور اُنکی خریداری کرے کہ نافع تر اس سے کوئی تجارت نہین ہے سنا تمنے کہ ایک کارشناس نے کہ مخلص خالص تہا زاغ کے
حق مین اُسکی دوستی اور رائے درست نے کیا نتیجہ بخشا کہ مہلکہ ہول ہراس سی نکالکے منزل امن و امان کو پہنچا دیا بہلا جسکے
کہ بہت دوست ہونگے اُسکو کیا فائدہ پہنچیگا قس علے ہذا جو کوئی کہ دوست اور ہوادار و نکا خواہان رہے گا اور مخالفان
غدار کے غبار سی دامن اپنا آلودہ نہ کریگا کمال مراد اور نہایت آرزو کو مقرر پہنچیگا بیت با یار نیکو خواہ بعشرت نشین
و ز دشمن بد امن صحبت بر چین ؛ باب پانچوان مضرت مین غفلت کرنیکے اور بسبب اُسکے
مطلوب کے ہاتھہ سے کھونے مین ہے رائے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ تو نے داستان
بیان کے فریب دشمن سے پرہیز کرنیکے اور اُنکے مکر و زور[۵] کی مضرت سے احتراز کرنیکے کہ پردہ دوستی مین
دشمنی کرتے ہین اُس سے بچنا واجب جانے اب التماس یہہ ہے کہ بیان فرما کہ اُسکی مثال کہ حصول
مدعا مین جہد کرے اور جب مطلب حاصل ہو تو اُسے غفلت سے ضایع کر دے برہمن نے زبان ثنا
کہولی اور یہہ بیتین مولف کی بادشاہ کی دعا مین پڑہین نظم الہی تا ہے قایم یہہ آسمان و زمین ؛ الہی
تا کہ ہے آفتاب و ماہ منیر ؛ فلک پہ تا ہین اختر زمین پہ آدم زاد ؛ الہی تا کہ ہے برق و رعد و ابر مطیر ؛ مترہ کو تیرہ کہین

۱ خیار یا گہر بادرنگ و سبز یعنی ککڑی ۱۲ م
۲ مکاید جمع کید یعنی مکر و فریب ۱۲
۳ تضرع بر درِ ن... عاجزی کردن ۱۲ م
۴ رکاکت بالفتح سست و ضعیف شدن ۱۲ م
۵ زور بالضم دروغ و فریب ۱۲

اور کمان ابرو کو ٭ ہمیشہ یار کی زلفونکو نا لکہین زنجیر ٭ نگاہ یار ہو یارب بلاے جان جبتک ٭ سواد چشم پری تا ہو مسخر
تسخیر ٭ الہی شرق سے تا غرب تیرا حکم ہے ٭ کہا کرین تجہی سب آفتاب عالمگیر ٭ خاطر خطیر شاہنشاہی پر کہ مورد فیض نامتناہی
ہے پوشیدہ نہین ہے کہ چیز کا حاصل کرنا آسان اور حفاظت اُسکی مشکل ہے کیونکہ بہت شخصونکو مساعدہ بخت کے باعث بے مشقت
اور کلفت اور بے سعی او رہیر بخ گنج مطلوب حاصل ہوا ہی مگر محافظت اُسکے سبب سے سُستی راے کی نہین کر سکتے جو کوئی کہ تیر
دور اندیشی سے بے نصیب ہے جو چیز کہ کسب سے یا بے کسب حاصل کریگا یقین ہے کہ تہوڑے سے عرصے مین وہ تلف اور تاراج ہو جاے
جیسا کہ سنگ پشت کو بوزینہ سا محب بابرکت بجد و جہد ہاتہہ آیا اور بے عقلی کے سبب ہاتہہ سے کہو دیا اور پہر جہل و حماقت کے
جراحت سے کسطرح التیام نپایا راے نے پوچہا کہ یہہ حکایت کسطرح پر ہے برہمن نے کہا **حکایت سنگ پشت و**
بوزنہ جزیرہ بحر اخضر مین ایک گروہ بندرونکا تہا اور نام اُنکے بادشاہ کا کاردانا تہا کہ اُسکی بناے ریاست نے سیاست کامل
سے استحکام پایا تہا اور بنیاد اُسکی سلطنت کی حکم نافذ اور عدل مناسب سے استوار تہی اور رعایا اُسکی بدل احسان کے بستر
رفاہ پر امن و امان سے آرام کرتی تہی اور اُس ملک کے باشندے اُسکی بخشش کا شکر زبان پر رکہتے تہے **لمولفہ بیت** سب عالم کی بس اُس سے بہبود تہی
خدا راضی خلق اُس سے خوشنود تہی ٭ ایک مراد دراز شادی و کامرانی سے بسر کی اور بہار جوانی کو خزان پیری اور ناتوانی تک پہنچایا اور آثار
ضعف کے اعضا بدن پر ظاہر ہوے سر و دل سے اور ہاتہہ پانو آنکہونسے بطرف ہوا اور نہال قوت کہ میوہ مراد دیتا تہا سموم عجز و بیچارگی سے پژمردگی لایا
چراغ طرب باد تند آفت تعب سے بجہہ گیا اور بساط نشاط ہجوم امراض و عموم اعراض سے منطوی و پیچیدہ ہوئی **بیت** نشاط زیران مجوی ٭ کہ آب رفتہ ان
باز نیاید بجوی ٭ چو بر سر نشیند ز پیری غبار ٭ دگر عیش صافی توقع مدار ٭ اور عادت روزگار غدار کی یہی ہے کہ طراوت گلستان
جوانی کو خارستان پیری سے مبدل کر دیتا ہی کہ پہر وہ راحت دل کبہی حاصل نہین ہوتی ہے اور ہوا صافی اُسکے غبار کدورت نے ناپیدا
کرتی ہے **بیت** با شادی زمانہ غم بیشمار ہست ٭ در جام روزگار می خوشگوار نیست ٭ یک کس بہ نیر گلشن نیلوفری کہ دید ٭
کز خون دیدہ عارض او لالہ زار نیست ٭ موافق اس مضمون کے مولف نے خوب کہا ہی **بیت** فائدہ ہی یہانکا نقصان ہے
سنگ کہاتے ہین باردار درخت ٭ وہ پیرزن شوہر کش کہ دنیا جسکا نام ہے عروسان نوجوان کے لباس مین اہل جہان کے
جلوہ کرتی ہی اور زینت ناپایدار اور زیور بے اعتبار سے دل بیخبر دونکے اپنے دام محبت مین کہینچتی ہے **بیت** بازیچہ الیست
طفل فریب این متاع دہر ٭ بیعقل مردمان کہ برو مبتلا شدند ٭ اور اپنی آرایش بے اصل اور جنس کاسد کو بازار خریداری
مین سو سو بناوٹ سے لاتی ہی جس نے کہ اُسکی خریداری کی اور عقدہ ازدواج مین کہینچا دست مراد اُسکا آغوش آرزو تک نہ پہنچا اور
جس نے کہ اُسکو حبالہ وصال مین لیا ایک رات بہی حسب دلخواہ کام دل اُس سے حاصل نہ کیا **بیت** جمیلہ ایست عروس جہان
ولے میدان کہ این مخدرہ در عقد کس نمی آید ٭ اور کودک مزاج اتنا ہی نہین سمجہتے ہین کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ خلاصہ یہہ ہے کہ کام حیات دنیا کا بجز لہو اور لعب کے اور نہیں ہے اسپر بھی اپنی حماقت
سے اوس سراپا آفت کے دام بلا مین عمدًا پڑتے مین اور اوسکی صورت پر فریب سے دلبستگی کرتے ہین اور اوسکی خبث باطن اور
سستی عہد اور رذالت طبع اور ناپاکی سیرت سے بیخبر ہوتے ہین اور خردمند کہ دیدۂ دل جسکا کحل الجواہر معرفت سے روشن ہوتا
ہے وہ کبھی اوسکی مزخرفات فانی پر التفات نہین کرتے ہین اور دل کو طلب جاہ بیفائدہ مین پریشان نہین بناتے ہین
بلکہ روی طلب جستجوی دولت باقی مدار کیطرف رکہتے ہین آدم بر سر مطلب یعنی ذکر اوسکی پیری و ضعف کا افواہ خلق اللہ مین پڑا
اور حشمت اور ہیبت پادشاہی مین نقصان فاش ظاہر ہوا اور انواع ضعیف اور فتور نے ارکان شوکت شہریاری
اور سطوت جباری مین راہ پائی **بیت** دولت اگر دولت جمشید لیست ÷ موی سپید آیت نومید لیست ÷ اور اوس خاندان
پادشاہی مین ایک جوان تازہ رو ہے کہ سعادت اوسکی پیشانی پر پیدا اور اطوار دولت اوسکی حرکات سے ہویدا تہی نشوونما پائی ارکان
دولت نے استحقاق رتبہ شہریاری اور استعداد منزلت جہانداری اوسمین دیکہی اور استقلال ہمکا التقدیم امور سیاست ظالم گدازی اور تمہید
رعایت رعیت نوازی مین حسب کمال خوبی مشاہدہ کیا ہر ایک کو اوس سے رجوع پیدا ہونے لگی اور بالیکدیگر صلاح کرتے تہے اور کہتے تہے
کہ اس جوان کے نہال عمر نے کہ جویبار ادب سے نشوونما پائی ہے قابلیت اسکی رکہتا ہے کہ گلشن ملک اسکی آبیاری عدل سے سرسبز اور
سیراب ہو تو بہتر ہے اور وہ جوان بہی میلان سب کی اپنی طرف دیکہہ کے ہر ایک کو امید وار سلطنت و مزید مرتبت کرتا تہا آخر
ایکدن سب خاص و عام نے اتفاق کر کے اوس پیر فرتوت کو کنارے بٹہا کے کلید ملک و مال اوس جوان کے قبضہ اختیار مین سونپے ـ
لمؤلفہ **بیت** آسمان سے تخت زرنیہ مین رفیع ہو گیا ÷ پھر تابان سے سوا تاج مرصع ہو گیا ÷ بیچارہ کاردانا جب کہ اسطرح سے
معزول ہوا اس عار کو گوارا نکر سکا نہا حیا سے اپنے وطن اختیار کیا اور ایک جزیرہ مین کہ چشمہ آب اور میوۂ تر و خشک بہت تہا
منزوی ہوا کبہی اپنی تنہائی اور بیکسی پر روتا تہا اور کبہی تسلی دل اس مصرع سے کرتا تہا **مصرع** ہر کہ قانع شد بخشک و تر شہ بحر و بر است
اور وہی بیشہ مین پیشہ قناعت کو اپنا پیشوا کر کے ریاضت عبادت معبود مین مشغول رہا کرتا تہا اور روز و شب تدارک اوقات
ناثات کو غرور سلطنت مین برباد دیا کرتا تہا اور تدبیر توشۂ عقبیٰ توبہ و استغفار سے کرتا تہا اور جو زنگار کہ ظلمت
شب شباب مین آئینہ سینہ پر بیٹہا تہا مصقلہ صبح پیری سے دفع کرتا تہا اور واسطے تنبیہ نفس غفلت شعار کی یہ شعر گویا کا
تکرار کرتا تہا **بیت** ہوا سپید ہو گئے موی سیاہ غفلت چہوڑ ÷ ہوئی ہے صبح گئی دم چراغ ہستی ہے ÷ ایکدن کاردانا
انجیر کے درخت پر بیٹہا ہوا انجیر کہا رہا تہا کہ ناگاہ ایک انجیر ہاتھ سے چہوٹا اور اوس درخت کے تلے ایک چشمہ پانی کا تہا
اوسمین گرا صدا اسکی بندر کے کان مین آئی تو اوسے بہت بہائی اسلئے بار بار انجیر اوس پانی مین چہوڑتا تہا اور اوسکی
صدا سے محظوظ ہوتا تہا اتفاقًا ایک سنگ پشت دریا سے سیر کرتا ہوا اوس چشمے مین دو دن سے وارد تہا

ملہ ترجمہ اور نہیں ہے زندگی دنیا کی مگر کھیل کود ۱۲ ملہ
[illegible]

اور بوزینہ جو واسطے نماز و صدا کے انجیر ادہمین گراتا تہا تو سنگ پشت اوسے فتوح غیبی جان کے کہاتا جاتا تہا اور حمد خدا
کرتا تہا کہ بے مشقت ایسی نعمت عظمی اللہ نے عنایت فرمائی اور دلمین ممنون ہوتا تھا کہ یہہ بندر مجہے مہمان جان کے
یہہ انجیر گراتا ہے سبحان اللہ کیا مرد سخی اور مہمان نواز ہے اور یہہ خیال کیا کہ اس شخص نے بے سابقہ معرفت اسپر یہہ شفقت و رحمت
فرمائی ہے اگر واسطۂ محبت اور وسیلہ مودت مستحکم ہو جاے تو کیا کچھ احسان اور مروت کریگا اور قطع نظر فوائد دنیاسی مصاحبت
ایسے شخص کی کہ مکارم اخلاق اور محاسن اشفاق جسکی طینت مین اسرشتہ داخل ہین اور قلم کرم الہی نے آیت جوانمردی و فتوت
اسکی ترشح سے جسکے صفحہ ہمت پر لکہی ہے پس ایسا شخص مغتنمات روزگار سے ہے ہر آئینہ اسکی صقلہ محبت سے زنگ ملال
باطن آئینۂ دل سے محو ہو جائیگا اور ایسی خداشناس کے نور سے ظلمت شب دیجور حوادث روزگار کو اپنی خاطر سے دور کرنا ضرور ہے
مصرعہ انخدا میطلبم صحبت روشن رائی ٭ اسکے بعد عزم محبت بالجزم کرکے زبان تحیۃ و دعا کہولی اور آرزو ملازمت
بعبدالتجا عرض کی بوزینہ نے جواب سلام آداب تمام سے دیکر کہا مصرعہ ای آمدنت باعث آبادی ما ٭ اور یہہ کہا کہ مین بہی
بدل و جان مشتاق تیری صحبت بابرکت کا ہون کیونکہ رغبت اختلاط رفیقان کامل اور خواہش صحبت یاران عاقل خصایل پسندیدہ
اور صفات ستایہ ہرگز بعید سے ہے اور جو کوئی کہ دوست حقیقی اور برادر دینی رکہتا ہے دونون جہان مین باعث اسکی سرفرازیکا ہوتا ہے
نظم جسنے کہ سعید یار پایا ٭ کونین مین اقتدار پایا ٭ دولت کے حصول کی خوشی کیا ٭ خوش وہ ہے کہ جسنے یار پایا ٭ سنگ پشت
نے کہا اگرچہ مین حوصلہ دوستی اور ہمصحبتی کرتا ہون مگر یہہ نہین جانتا ہون کہ قابلیت اسکی رکہتا ہون کہ نہین بوزینہ نے کہا کہ حکما
نے بابت دوستی مین ہزاران رکہی ہے یعنی لازم ہے کہ کوئی بے دوست نہ رہے مگر ہر کسیکو دوست بہی نجانے پر تین گروہ سے دوستی ضرور
ہے ایک فرقہ علما و فقرا کا انکی برکت صحبت سے سعادت دلین حاصل ہوتی ہے دوسرے اہل کرم اور اخلاق کہ دوستونکی خطا چہپانا انکی
عادت ہو اور نیک سلوک بنانے مین دریغ نکرتے ہون تیسرے وہ لوگ کہ بغیر غرض اور بے طمع دنیا کے دوست ہون اور بنا انکی
دوستی کی صدق و صفا اور مروت و وفا پر مستحکم ہو اور احتراز کرنا تین گروہ کی دوستی سے واجب ہے ایک فاسقوں اور فاجروں سے
کہ صحبت انکی نفس پرستی اور شیطان کی پیروی پر مصروف ہو کہ محبت ایسے لوگونکی دنیا میں ذلت کا باعث ہوتی ہے دوسرے
دروغگو اور نمام کہ صحبت انکی عذاب الیم اور معاشرت انکی بلای عظیم لاتی ہے کہ ہمیشہ ایک کی باتین دوسرے سے ساختہ کہتے
ہین اور یہہ پیغام وحشت انگیز اور فتنہ آمیز اور دونکی طرف سے خلاف راستی کے دوسرے کہتے ہین تیسرے ابلہ اور بیخرد کہ نہ جلب
منفعت اور دفع مضرت مین امتیاز نہین رکہتے ہین انپر اعتماد کرنا نہ چاہیے کسواسطے کہ اکثر ہوگا کہ انکی صلاح جسکو
عین خیر و نفع سمجہا جائیگا وہ محض ضرر اور ضرر ہوگا اسیواسطے یہہ مثل مشہور ہے کہ دوست نادان بدتر دشمن دانا
سے ہے کیونکہ دشمن عاقل دور اندیشی کے سبب جبتک فرصت وقت کی ملاحظہ نہ پائیگا قدم آگے نہ بڑہائیگا

اور دوست نادان کہ دولت دانش سے بے بہرہ ہوتا ہے ہرچند کسی امر مین مددگاری کرے مفید مطلب نہین ہونیکی اور
اگر اسکی رائے پر کوئی اعتماد کرے تو غالب ہے کہ اُسکی رائے صواب مضیق خطر مین گرفتار کرے جیسا کہ بندر کی دوستی پر بادشاہ
کشمیر نے اعتماد کیا اور گرداب ہلاکت مین پڑا اور دزد کہ دشمن دانا تہا اگر اُسوقت حفاظت نکرتا تو تدارک اس قضیے کا تدبیر
پذیر نہوتا سنگ پشت نے پوچہا کہ یہہ قصہ کسطرح پر تہا **حکایت بوزنہ و بادشاہ کشمیر و دزد** کاردانا نے کہا کہ ولایت
کشمیر مین بادشاہ تہا کہ ایک بندر کو بہت عزیز رکہتا تہا اور جانتا تہا کہ آفت کے وقت یہہ میرے کام آئیگا اسلیئے اُسکی
پرورش مین زیادہ تر مصروف رہتا تہا اور اُسکا بہی یہہ حال تہا کہ تمام شب کٹار ہاتہہ مین سرہانے بادشاہ کے تا دم صبح
کہڑا رہتا تہا بلکہ تمام شب پلک سے پلک نہ لگاتا تہا قضارا ایک دزد دانا ولایت دوردست سے اُس شہر مین وارد ہوا
شب کو لباس عیاری پہن کے شہر مین گشت کرتا تہا کہ اور دزد بیخرد اور کم تجربہ بہی باشندہ اُسی شہر کا اسی فکر مین
گہر سے نکلا تہا اتفاقاً اُن دونون مین ملاقات ہوئی اور بسبب جنسیت کے باہم متفق ہوئے دزد مسافر نے پوچہا کہ کسطرح
چلنا صلاح ہے اور کسکے گہر مین نقب دینا مناسب ہے دزد نادان نے کہا کہ رئیس شہر کے اصطبل مین ایک اسپ تیز رفتار
بادکردار ہے اور رئیس اُسکو نہایت عزیز رکہتا ہے اسلیئے شب کو زنجیرین اُسکے پانون مین ڈالتے ہین اور چوکیدار بہی معین رہتے ہین
اگر اُس اسپ کو پائین تو شیشہ گر کی دکان سے شیشہ گران قیمت چرائین اور اُسپر بار کرکے اور شہر مین لیجائین دزد دانا اس
بات کو سنکے متحیر ہوا چاہتا تہا کہ اس حال کو شرح وار پوچہے اور اعتراض کرے کہ ناگاہ کوتوال مع جمعیت سپاہ سامنے سے آیا دزد
دانا حیلے سے ایک کنارے ہو گیا اور دزد بیخرد گرفتار ہوا کوتوال نے پوچہا کہ تو کون ہے اور کہان جاتا تہا اُس نے جواب دیا کہ مین
چور ہون اور ارادہ یہہ تہا کہ گہوڑا رئیس کا چرا کے اور دکان شیشہ گر کی توڑ کے شیشہ گران قیمت اُسپر بار کرکے گہر کو لیجاؤن
کوتوال ہنسا اور کہا کہ اچہا چور ہے تو کہ ایسا عزیز گہوڑا کہ بادشاہ کے چوکیدار جسپر مقرر ہین اُسے چرا لے اور شیشہ کہ دو دہنگ کو
بکتا ہے اُسپر بار کرکے اور آپکو معرض ہلاکت مین ڈالے شاید کہ شاعر نے یہہ مصرع تیری ہی شان مین کہا ہے مصرع بزر بخرید
جان را ازان قدرش ندانی ۔ اگر ارتکاب ایسے مخاطرہ کا خزانہ بادشاہی کیواسطے کرتا تو البتہ سزاوار تہا یہہ کہکر ہاتہہ اُسکے
باندہے اور زندان کی طرف کہینچا دزد زیرک کو یہہ سب حکایت کوتوال اور چور کی سنکے تجربہ حاصل ہوا اور دلمین کہا کہ یہہ
چور دوست نادان تہا اور کوتوال دشمن دانا دوست احمق مجہے ورطہ ہلاکت مین ڈالتا تہا اگر یہہ دشمن دانا نہوتا تو کام ہاتہہ سے
جا چکا تہا اب جیسا کہ کوتوال کہہ گیا ہے ارادہ خزانہ بادشاہی کا مناسب ہے شاید مقصود کلی حاصل ہو اسکے بعد آہستہ آہستہ قصر
بادشاہی کے نزدیک آیا اور نقب دینا شروع کیا تمام شب امید خزانہ مین سنگ دیوار کو تیشہ فولاد سے کاٹا کیا ہنوز عیا شب سو آفتاب نے برج
شرق سے تلک نقب نہین پہنچائی تہی کہ دزد زیرک کی نقب انتہا کو پہنچی اتفاقاً جو مقام کہ بادشاہ کے خوابگاہ کا تہا اُسی جگہہ نقب نکلی دیکہا

کہ بادشاہ تخت پر سوتا ہی اور سامان تجمل گران قیمت مسند شاہی پر کہا ہی اور شمعین کافوری روشن ہین چور نے نظر غور سے دیکہا کہ ایک بندر کٹار ہاتہہ مین لیے سرہانے بادشاہ کے ٹہلتا ہی اور چپ و راست بہوشیاری تمام دیکہہ رہا ہے چور یہہ حال دیکہکر متحیر ہوا اور کہا کہ یہہ سانحہ اور ہی کہ بندر کٹار ہاتہہ مین لیے اس طرح پاسبانی کرتا ہی ہنوز اسی تحیر مین تہا کہ کہا چونٹیونکا چہت سے بادشاہ کے سینہ پر گرا بادشاہ نے خواب غفلت سے ہاتہہ اپنے سینے پر مارا بوزینہ دوڑ کے نزدیک آیا دیکہا کہ چونٹیان بادشاہ کے سینے پر پہرتی ہین نہایت غضبناک ہوا کہ مجسا پاسبان موجود ہے اور یہہ چونٹیان ایسی بے ادب ہین کہ انہون نے بادشاہ کے سینے پر پانو رکہا اس حمیت سے رگ جاہلیت اسکی حرکت مین آئی چاہتا تہا کہ کٹار چونٹیون پر مارے پس اس صورت مین کام بادشاہ کا صفر تمام ہو جاتا کہ چور چلایا کہ او احمق بے باک ہاتہہ کو تہام کہ جہان کو برباد کیا چاہتا ہی یہہ کہکر جست کرکے اور بندر کا ہاتہہ مضبوط پکڑا بادشاہ نعرۂ دزد اور غرش بوزینہ سے جاگ پڑا اور یہہ حال مشاہدہ کیا چور سے پوچہا کہ تو کون ہے چور نے کہا کہ تیرا دشمن دانا ہون اور واسطے طلب مال کے آیا تہا مین اگر ایک لحظہ بہی تیری حفاظت مین اہمال کرتا تو یہہ نادان جہان کو خون سے لال کر دیا ہوتا بادشاہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا سچ ہی اگر عنایت ایزدی امداد نکرتی تو چور کیون مہربان ہوتا اسکے بعد چور کو سرفراز کرکے اپنا مقرب کیا اور بوزینہ کو زنجیر مین باندہ کے اصطبل کو بہیجدیا اب اسکو قیاس کیا چاہیے کہ چور تمام شب اس امید پر کمر باندہے رہا کہ اگر قابو پائے تو خزانۂ بادشاہی کو چرائے لیکن دانش جو اسکے بر مین تہی اسلیئے تاج دولت اسکی سر پر رکہا گیا اور بندر کہ محرم اسرار اور باوقار تہا مگر جار نادانی کہ اسکے دامن سے الجہا ہوا تہا اسلیئے لباس حرمت اسکے بدن سے اتارا گیا فائدہ اس مثل کا یہہ ہے کہ مرد عاقل کو لازم ہی کہ دوستی دانشمند سے کرے اور صحبت نادان سے کوسون بہاگے سنگ پشت نے جو یہہ حکایت کہ مشتمل فوائد بیشمار پر ہی سنی تو یہہ کہا کہ ای دریائے دانش تو نے میرے کانونکو گوہر شاہوار حکمت سے زینت بخشی اب یہہ فرما کہ دوست کئے طرح کے ہین کار دانانے کہا کہ حکما نے تین طرح کے دوست تحقیق کیے ہین بعضے غذا کے مانند ہین کہ انسے کسیطرح چہٹکارا نہین ہے اور بے مشاہدہ انکے جمال کی شمع صحبت روشن نہین ہوتی ہی مصرعہ چراغ خانۂ دل روے یار است ۔ اور بعضے مانند دوا کے ہین کہ انکی کبہین احتیاج ہوتی ہی اور بعضے درد کے مانند ہین کہ رنج پہنچاتے ہین وہ لوگ ہین کہ اہل نفاق اور دردِ دوبہ ہین کہ ادہر زبان سے دوستی کا دعوی کرتے ہین اور کبہی ظاہرداری کے لئے کچہہ کام بہی آتے ہین ادہر مطلب اس سے دہوکا دینا اور غافل کرنا ہوتا ہی اور ادہر تمہارے مخالفون سے راہ و رسم رکہتے ہین اور ہر دم ایذا رسانی کی فکر مین رہتے ہین پس عاقل وہ ہی کہ ایسے دشمنون سے کہ ظاہر مین دوست اور باطن مین دشمن ہین پرہیز و احتیاط تمام کرے اور دوستان خالص اور رفیقان مخلص کا آرزومند رہے سنگ پشت نے کہا کہ رفیق خالص اور دوست مخلص کو کسطرح پہچانے بندر نے کہا کہ جسمین چہہ خصلتین پائی جاتی ہین اسکی دوستی مین کوئی قصور نہوگا اول یہہ کہ اگر تیرا عیب دیکہے اسے کسی سے ظاہر نکرے دوسرے یہہ کہ اگر تیرا ہنر دیکہے تو اس سے دریغ نکرے ۔

کرکے لوگون سے بیان نکرے تیسرے یہ کہ جبپر احسان کرے تو اوسے ظاہر مین زبان پر نہ لائے اور دل مین بہی
حساب کبہی نہ سمجہے یہ کہ اگر تجہسے نفع پائے تو اوسی فراموش نکرے پانچوین یہ اگر احیانا کوئی قصور تجہہ سے صادر ہو تو چشم
آلودہ اور ازجا رفتہ نہو جائے چھٹے یہ کہ اگر تو عذر کرے اوسی قبول کرے جو کہ ان صفتون کیساتھ متصف نہو وہ
ہرگز دوستی کے لائق نہین ہے اور اس زمانے مین دوست باصفا حکم کیمیا رکہتا ہے اور محبت بغرض کے عنقا
کیطرح چشم عالم سے نہان ہے سنگ پشت نے کہا کہ اگرچہ اپنی ثنا اپنے منہہ سے نازیبا ہے لیکن گمان یہ ہی کہ اگر تو مجہی اپنی دوستی
مین سرفراز کرے اور طوق منت کا میری گردن مین ڈالے تو تا دائم الحیات باہم دوستی مین ثابت قدم رہون اور کوئی نکتہ آداب
محبت سے فروگزاشت نکرون بندر نے درخت سے نیچے اوترکر باہم معانقہ کیا اور عہد و پیمان آشنائی مستحکم باندہا اسکے بعد دونون
مسرور ہوئے اور وحشت غربت بندر کے دل سے کم ہوئی اور سنگ پشت بھی خورسند ہوا اور ہر روز بہ لطف و محبتی نشو و نما کرتا جاتا تہا اور
گلشن یاری دمبدم رونق و طراوت بصد تازگی پاتا تہا آخر یہانتک نوبت پہنچی کہ بندر ملک اور بادشاہی کا غم بہول گیا اور
سنگ پشت نے اہل و عیال اور مسکن و دیار اپنا فراموش کیا اور دونون یہ بیت مولف کی تکرار کرتے تہی بیت ابنہین حسرت
کوئی جو ملکی ہم یاری یہ کونسی دولت ہی بہتر دولت دیدار سے جبکہ اس بات کو زیادہ عرصہ ہوا مادہ سنگ پشت کی
فراق یار سے بیقرار ہوئی اور سمجہی کہ شاید وہ ہلاک ہوگیا مطلق سراغ نہین پایا جاتا ہے نہایت بیتابی کرتی تہی اور رات
دن روتی تہی آخر یہ حکایت المناک اوسنے ایک ہمقوم سے بیان کی اور کہا کہ معلوم نہین کہ اوسپر کیا حادثہ ہوا اگر زندہ ہوتا
تو کیونکر بیٹھہ رہتا لیکن خبر مفصل معلوم ہو جاتی تو صبر آتا اوسنے کہا کہ ای خواہر مہربان اگر مجہے اس امر مین متہم اور رسوا
نکرے اور غماز نہ جانے تو حال مفصل تجہسے کہون اوسنے کہا کہ ای برادر قول تیرا کبہی تہمت سے آلودہ نہین ہوا ہے
اور نقد محبت و صدق مودت تیرا بارہا محک امتحان پر آزمایا تو تمامی عیار کامل پایا ہے جو کچہہ تو کہیگا وہ مقرر سچ ہوگا اور راز
تیرا کسی پہ ظاہر نہونے پائیگا اوسنے کہا کہ مینے تحقیق سنا ہے کہ شوہر تیرا ایک بندر کا یار ہوا ہے اور جان و مال اور اہل و عیال
سب اوسکی دوستی پر قربان کرچکا ہے اب وہ کسیکو اوسکی صحبت کے برابر عزیز نہین رکہتا ہے مادہ سنگ پشت یہ بات
کے سنتی ہی آتش غیرت سے جل گئی اور جہانتک زبان یاری دی واویلا اور شکایت روزگار اور گلہ شوہر غدار کا کرتی تہی
اس سنگ پشت نے کہا کہ گریہ و زاری اور زبان درازی سے کیا حاصل کچہہ تدبیر کر کہ جس سے حصول مطلب متصور ہو آخر بحکم ان کیدکن
عظیم کے حیلہ و تدبیر سے کوشش کرنے لگی قول فیصل یہ قرار پایا کہ جبتک بوزنہ ہلاک نہ کیا جائیگا مقصود ہاتھہ نہ آئیگا اس
سنگ پشت کی صلاح سے مادہ سنگ پشت بیمار بنی اور پیغام سنگ پشت کے پاس بہیجا اور یہ کہا بیت یار داگر سر پیوند
[illegible] ہست بہ گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسی مے آید بہ سنگ پشت نے خبر ناتوانی اور نیم جانی مادہ کے سنکے بوزنہ سے

اجازت عیادت کی چاہی شیدر نے کہا کہ ای یار مجبوراً رخصت دیتا ہون مگر ایسا نہو کہ اپنے فراق سے مجھ ناتوان کو
شربت مرگ چکھائے تو کہ تیری صحبت کے بغیر میری زندگانی دشوار ہے سنگ پشت نے کہا کہ ای مونس جدائی تیری
المبدم کے عذاب صد سالہ سے مجھپر زیادہ ہے لیکن وہ کمبخت جان بلب ہے لوگ مجھے مطعون کرین گے کہ مرتے دم بھی اوسنے نہ پوچھا
البتہ اپنی قوم مین بدنام ہونگا سوائے اوسکے حال ہی خالی نہین ہے یا صحبت باقی ہے یا مرتے ہی بعد ان دونون صورتونکی مجھے
اپنی خدمتین سے جواب دو دست اور اقربا جمع ہوے اور بانواع شکایت پیش آئی مادہ کو دیکھا کہ بستر ہلاکت پر پڑی ہی اسنے ہر چند
دلجوئی کی اور نرمی سے پیش آیا مادہ نے جواب نہ دیا اور آنکھ ملا کر نہ دیکھا وہ سنگ پشت کہ سب اندیشہ باندھے ہوئی
اوسکی تہی آدمی سے اس سنگ پشت نے پوچھا کہ یہ بیمار کیون منہ سے نہین بولتی ہے اور رازنی الضمیر اپنا مجھ پر پریشان حال سے کیون نہین
کہتی اسنے آہ سرد کھینچی اور کہا کہ جو بیمار کہ زندگی سے مایوس ہو جو درد کہ دوا سے ناامید ہو فرصت ایک نفس کی کیونکر اوسے
دشوار نہو اور کسکی قوت سے سامان گفت و شنید کا درست کرے سنگ پشت نے کہا کہ کونسی دوا ہے کہ اس دیار مین
پیدا نہین ہوسکتی ہے جلد بتا کہ مین اوسکی جستجو مین بحر و بر ایک کر کے پیدا کرون بیمار نے جواب دیا کہ یہ درد مخصوص واسطے عورات
کے ہے کہ رحم مین حادث ہوتا ہے کوئی دوا اسکی جہان مین نہین ہے الا بنید کا دل سنگ پشت نے کہا کہ یہ کہانسے پیدا
ہو ماد ہ نے کہا کہ مین آپ جانتی ہون کہ نہ بہم پہنچے گا اور نہ مین جیونگی کچھ مینے تجھے علاج کیواسطے نہین بلایا ہی
بلکہ دیدار و اپسین کی آرزو مند تھی کہ امید صحت بالکل منقطع ہی **بیت** بجز خون شربتے در خورد در دخود نمی بینیم ؎ بجز
غم باعتی درد روزگار خود نمی یابیم ؎ ان اسباب کو سنکے رنج سنگ پشت کا زیادہ ہوا اور از بس المناک ہو کر نالہ کیا اور یہ
کہا کہ سوائے ہلاکت بوزنہ کے چارہ کار دشوار ہی اور عقل نصیحت کرتی تھی کہ ای سنگ پشت ایسی یار عزیز کو دغا سے ہلاک کرنا مروت و
فتوت سے دور سنگون دور ہے حیف ہی کہ ایک زن خیرہ نفس کے واسطے ایسی نفس شریف کو برباد کرنا خدا کی رحمت سے دور پڑنا ہے اور نفس
بدآموز بدراہ کرتا تھا کہ عورت سے آبادی گھر کی اور قوام معیشت اور سرانجام روزگار اور محافظت نقد و جنس کے متعلق ہے
پس اوس سے ہاتھ اوٹھانا ایک آشنائی چند روزہ کے واسطے کہ وہ بھی غیر جنس ہے خانہ بربادی کرنا سخت نادانی ہے **بیت** بحق
صحبت دیرین کہ خاک پا بتقدیم ؎ ہزار بار بہ از خون دوستان تو است ؎ آخر الامر بعد تامل و تأمل نفس اور عقل کے
اسپر قرار پایا کہ شیشہ وفا کو سنگ غداری سے توڑے اور بنیاد ہوا داری کو مکر و دغا سے سبک سنگ
کرے مگر احمق نے یہ سمجھا کہ عیب بے وفائی کا وہ متفاوت ہے کہ داغ اوسکا سوائے پیشانی بیدولتون کے اور جگہ نہین دیا
جاتا ہے اور عیب بیان شکنی کا وہ مذلت ہے کہ بجز لوح جبین خاک بہر زشتی اور جگہ لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کہ فریب
ونفاق سے منسوب ہے صاحبدل میل اوسکی صحبت کا کبھی نہین کرتے ہین آورسنئے کہ بدعہدی اور بیوفائی مین سہم

پائی وہ کبھی عزیز دل اور محل اعتماد نہین ہوتا ہی بلکہ اجتناب اسکے قول و فعل اور ملاقات سی عاقل سمجھتے ہین بیت پیمان
شکن ہست کہ ز دانش خوش باد ⁂ گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان ⁂ سنگ پشت نے جبکہ ارادہ بندر کی ہلاکت کا مصمم کیا
سمجھا کہ تا اُسے مسکن پر نلاؤن گا مدعا حاصل نہوگا اس ارادہ پر بندر کے پاس آیا بندر ازبسکہ متمنی اُسکی ملاقات کا تھا دیکھتے ہی
خوش ہوا اور مبالغہ تمنای اشتیاق اپنا بصد زبان بیان کیا اور یہہ بیت تکرار کرتا تھا بیت جان بلب ہجر مین تھا شکر کہ
یار آیا ⁂ ہو گئی مجکو شفا شربت دیدار آیا ⁂ اور خبر زن و فرزند سی مجھے فرحت ہوتی اگر گونہ ہی صورت راحت کی پیش آتی تہی تو فوراً
یاد تیری مبدل برنج کر ڈالتی تہی باعث یہہ کہ خیال آتا تہا کہ ای بیمروت تو اس جگہ گلشن فراغت مین مسند عیش پر
بیٹھا ہی اور یار وفادار تیرا خارستان غربت مین خاک پر بستر رکھتا ہی مروت سے کتنا دور ہے اسلیے یہہ عرض کرنیکو آیا ہون کہ
ایک تو اہل و عیال میرے تیرے قدم دیکھنے کے اشتیاق مین بیقرار ہین دوسرے عورت کی بیمارداری نکرون تو مطعون خویش و اقربا
ہوتا ہون اور اگر بغیر تیرے وہان ہون تو رہ نہین سکتا ہون پس اگر تو مجھے اور میرے گھر کو اپنا سمجھتا ہی تو اپنے مقدم سے
کلبہ تاریک منور فرما اور عزیز اور اقربا میرے کہ وہ حقیقت مین تیرے اقربا ہین نہین اپنے دیدار سے سرفرازی بخش اور تیرے قدم کی
بدولت میرے بلکہ میری سب قوم کی عزت افزائی ہی ہوتی ہی اور میری قبول دعوت سی رتبہ تیرا کچھہ کم نہوگا بوزینہ نے کہا کہ
اس تکلفات سے درگذر کہ جب سلسلہ محبت کا باہم مستحکم ہوا رنج مہمانی اور مراسم میزبانی کی جیسا کہ اہل رسم کی
عادت ہے فضول ہین بدترین دوستون کے وہ ہین کہ جنکی جہت سے تکلف اور تکلیف کی نوبت پہنچے مصرعہ تکلف
گر نباشد خوش توان زیست ⁂ اور مین تیری دوستی کو سرمایہ زندگانی جانتا ہون کہ مکارم اخلاق تیرے مجھے ہزار
نعمت سے زیادہ ہین کہ مین وطن و مسکن اور عشرت مملکت اور حشم و خدم سے دور پڑا تہا اور وحشت و خواری
اور ذلت تنہائی مین مبتلا تہا جامع المتفرقین نے تیرے یمن صحبت سے منت تازہ مجھہ پر رکہی کہ بلا رنج و محنت
سے رستگاری پائی تیری نسبت سے فیضیاب ہوا اور سب کدورت غربت میرے دل سے محو ہو گئی ہو جب اس بیت کے بیت
یار ہو جب پاس ہر رنج غربت کا نہین ⁂ ہو اگر غربت تو ہو پر رنج فرقت کا نہین ان مقدمات کے سبب سے حق تیرا میری
گردن پر بہت ہے اور یہہ رسمیات عرفی واسطے انکے مقرر ہین جو محبت دلی سے بہرہ کہتے ہین بیت بے تکلف دوست
مے باید کہ باشد زان دوست ⁂ درمیان رسم تکلف گر نباشد گو مباش ⁂ سنگ پشت نے کہا کہ اے
دوست بیریا غرض اس عرض سے فقط لوازم ضیافت کی رعایت منظور نہین ہے بلکہ مدعائے خاص
یہہ ہے کہ ویسی صورت قرار پائے کہ اس جگہہ خواہ اُس جگہہ ہو ہر ایکدم کی جدائی اُس مین
متصور نہو بیت گھر ہو یا باغ ہو یا کوہ ہو یا صحرا ہو ⁂ پر جدا مجھسے نہ اک آن وہ مہ سیما ہو

۵ علم بعضی ملازمان و دیگر ملک ...

بندر نے کہا کہ راہ محبت مین مرحلہ قرب و بعد نہین ہے اگر دوستون مین بعد المشرقین کا اتفاق ہو مگر تسلی باہم گر کے یاد کرنے مین
حاصل ہوتی ہے کہ راحت دل ایک کو دوسرے کے تصور جمال سے ملتی رہتی ہے پس دوری صوری خیالات معنوی کے مانع نہین
ہو سکتی ہے بیت قرب روحانی اگر ہست میان من و دوست * چہ تفاوت کند ار بعد مکانی باشد * سنگ پشت نے تضرع کرنا
شروع کیا کہ اے یار اگر یہہ عرض اس جان نثار کی قبول نفرمائی تو نے تو عزت میری سب ابنائے جنس کے آگے خاک مین ملجائیگی بندر نے
کہا کہ طلب رضائے دوست شریعت مروت مین واجب ہے اور مین خاطر شکنی تیری کسیطرح گوارا نہ کرون گا زیارت اور ملاقات
تیرے اقربا کی اسنا تو انکی راحت جان ہے ولیکن گذرنا میرا اس دریائے بے پایان سے کہ مابین اس بیشہ کے اور تیرے جزیرے کے حائل ہے
بہت عسیر ہے سنگ پشت نے کہا خاطر جمع رکہہ کہ اپنی پشت پر تجہے سوار کرکے باسانی تمام لیجاؤنگا کہ اصلا کسیطرح کی تکلیف
نہ پہنچے گی ناچار بندر نے قبول کیا کہ مین حاضر ہون جسطرح چاہے لیچل سنگ پشت جلد اسے اپنی پشت پر سوار کرکے روانہ ہوا
جبکہ وسط دریا مین پہنچا اندیشہ کیا کہ مین ایسے آشنائے بیریا سے یہہ کیا حرکت کرتا ہون کہ نتیجہ جسکا سوا بدنامی اور رسوائی
کے اور کچہہ نہین ہے اور ایک زن ناقص العقل کیواسطے دوست سراپا خرد سے دغا کرنا عادت ابرار سے بہت دور ہے شیطان کی
خوشنودی کیواسطے سر رشتہ رضائے رحمان ہاتہہ سے عمدا چہوڑنا سراپا عقل کا قصور ہے اس فکر مین جا بجا پانی مین کہڑا
ہوتا تہا اور نفس اور عقل سے بحث کرتا تہا اور آثار تردد ضمائر اُسکے حرکات اور سکنات سے ظاہر ہوتے تہے بوزینہ سمجہا
کہ یہہ حال اسکا بے سبب نہین ہے پوچہا کہ اے دوست باعث تفکر کیا ہے سنگ پشت نے کہا کہ یہہ کیونکر سمجہا تو کہ مین متفکر ہون
بندر نے کہا کہ اے دوست تیرے تردد حرکات و سکنات اسپر گواہ ہین کہ تجہے اپنے نفس سے کچہہ بحث ہے لیکن تو تردد نکر اور اگر میری
دوستی پر تجہے اعتماد ہے تو بلا تکلف مجہسے فرما کہ اگر جان تک تیری کام آئیگی تو بہی قصور نکرونگا سنگ پشت نے کہا مجہے تردد یہہ ہے کہ جفت
کی بیماری کے سبب سے لوازم مہمانداری جیسا کہ چاہیے ادا نہو سکینگے تو کسقدر ندامت اُٹہاؤنگا پس بموجب [illegible]
اگر گناہ بخشند شرمساری ہست * بوزینہ نے کہا کہ اگر مجہے دوست صادق جانتا ہے تو بیگانونکی طرح رسمیات مہمانداری سے گذر
کہ یہہ بات طریقہ آشنائی اور اتحاد کے منافی ہے بیت بیگانہ در رسم تکلف کنند * دوست ز آنجا کہ دوستی ست تکلف چہ
حاجت ست * سنگ پشت اسکے تہوڑی دور چلا اور پہر کہڑا ہوا اور دلمین کہا کہ عورت مجکو پیمان شکنی پر آمادہ کرتی ہے اور عورت
ناصواب اندیش اور بیوفا کیش کی بات پر عمل کرنا روش خردمندی سے بہت بعید ہے اور صواب دید زنان بدراہ نامردی
اختیار کرنا نہایت مین لعنت نزدیک اہل دین و مہانت بڑی بدعملی ہے بیت مباد اکس کہ از زن مہر جوید * کہ از
شورہ زمین گل ہا نروید * یہہ دلمین کہکر پہر توقف کیا بدگمانی بوزینہ کی اور زیادہ ہوئی اضطراب مین آیا اور دلمین کہا کہ جب
دوست کے دلمین شک سمائے تو تہیر صاحب کی پناہ مین جائے یعنے رفق اور مدارا سے اسکو مخلوط رکہنا واجب جانئے اگر یہہ بدگمانی بیسبب

یقین کو پہنچے تو اوسکی بیباندیشی سے روبہ سلامت لیگیا اور اگر اس گمان مین خطا پڑی تو احتیاط کی راہ سے کوئی عیب
لاحق نہین ہوتا ہے **بیت** گر او یار ہست خوش امین بخفتی ۔ ور دگر بہ باخت از مکر مین رستی ۔ اسکے بعد سنگ پشت سے کہا کہ ای یار
سچ بتا کہ یہ کیا ہی کہ ہر ساعت تو توسن خیال کو میدان فکر مین دوڑاتا ہی اور ہر دم غواص وہم تیرا دریای حیرت مین غوطہ مارتا ہی سنگ پشت
نے کہا کہ ای برادر معذور ہون کہ ناتوانی اور پریشانی نے زن و فرزند کے مجھے متفکر کر رکھا ہے بوزنہ نے کہا کہ تفکر سے کیا حاصل
کہ بیمار ہونا آسان اور بیمارداری مشکل ہے بھلا یہ کہہ کہ بیماری اوسے کیا ہے اور معالجہ اسکا کس دوا سے قرار پایا ہے
کیونکہ ہر درد کے واسطے دوا معین ہے اور واسطے ہر رنج کے وجہ شفا کی حکیم مطلق نے قرار دی ہی اطبا مسیحا دم سے رجوع
کرنا چاہیے جو کچھ وہ ایما کرین اوسکا تدارک کرنا لازم ہی سنگ پشت نے کہا کہ رجوع طبیب نفس سے ہے اور اونسے دوا بھی بتائی
ہے مگر ہاتھ آنا اوسکا نہایت دشوار ہی بوزنہ نے کہا وہ کونسی دوا ہے کہ عطارونکی دوکان اور دوافروشونکی خریطون مین نہین ہے
اگر تو بیان کرے تو شاید میری تلاش سے بہم پہونچے تو اچھا ہی سنگ پشت نے سادہ دلی سے کہا کہ وہ دوا کمیاب ہے جسکے باعث سے مین
گرداب تفکر مین گرفتار ہون یعنی وہ دل بوزنہ کا ہی بس سننے کے ساتھ ہی دود سودا بوزنہ کے دماغ مین پیدا ہوا اور آنکھون نے
تاریکی حاصل کی مگر قوت عقل سی پاے استقلال ثابت رکھا اور اپنے دل سی کہا کہ دیکھا تو نے شامت غفلت کی کہ کس ورطۂ
مہیب ناک مین پڑا اور سہل انگاری اور بیخبری کی علت سی کس صحرای ہولناک کو پہنچا افسوس ہے وہ غافل ہون کہ فریب منافق بدقوم پر
فریفتہ ہوا اور بعضے صاحب غرض کے شست فریب سے تیر آفت دل پر کھایا اب بجز تدبیر سیرابی اور عقل آرائی کے رستگاری نہین
اگر جزیرہ سنگ پشت مین پڑا پھر بجز موت کے اور کوئی صورت رہائی کی نہوگی جو کچھ خطا کی اوسکی سزا کا سزاوار ہوا اس کے بعد
سنگ پشت سی کہا کہ قصہ اس سفوف کے علاج کا سنا مین نے اسکا تدارک بہت آسان ہے کچھ فکر نکر کہ ہماری ہی قوم کی عورتونکو یہ مرض
بیشتر ہوتا ہی اور دل بھی نہین نکالتی ہین اور اوس سے ہمین کچھ رنج بھی نہین ہوتا ہے اور یہ بات ہمارے نزدیک آسان ہے کہ دلکو
سینے سے باہر نکالنا اور بعد کام لینے کے پھر سینہ مین رکھدینا اکثر ہوا کرتا ہی اور ہماری قوم بیدل بھی زندگانی کرسکتی ہی یہ ایک
کمتر نکتہ ہے جو تجھسے دوستی ہرگز دریغ نکرونگا تو نے ناحق آپکو رنج مین ڈالا شاید میرے مرنیکا تجھے اندیشہ تھا اس فکر میں تو اتنا تشویش
الم ناک تھا یہ بھی منشاء محبت صادق کا ہے اگر مجھے اس سے ضرر پہنچتا تو بھی مین مضایقہ اسمین نکرتا چہ جائیکہ مجھے ضرر بھی
نہ پہونچے اور تیرا فائدہ ہو تو اس سے کیا بہتر ہے اور حکما نے کہا ہی کہ چار طایفے سی چار چیزین دریغ کرنا نچاہیے اول بادشاہ عادل
صلاح خاص و عام کیواسطے کسی سے کوئی چیز طلب کرے تو دریغ اوسمین حرام ہی دوسرے جو صدیق لشکر مستحق خدمت کچھ حق اپنا چاہے سوال
کرے تو اوس سے منھ نہ پھیرے تیسرے شاگرد نیاز مند جو استعداد حصول علم رکھتا ہو وہ اگر طلب علم کرے تو استاد کو واجب ہے کہ اوسکو
محروم نکرے چوتھے دوست یکرنگ کے واسطے جو بات بہتر ہو بشرط دوستی سوای اسکے ہرگز قاصر نہو اگر اوس جگہ یہ حال تو نے

کہا ہوتا تو مین دل کو ساتھہ لیتا آتا ایک عرصہ دراز سے مینے اوسے نکال کے علیحدہ کہدیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ مین اوس سے ازبس
تنگ آیا ہون کہ ہرگز اوسکی جانب مین مجھے رنج نہین ہے بلکہ دو سبب سے راحت ہی ایک یہ کہ تیری زوجہ کو صحت اور تیرا آرام
دل ہو یہ بلیہ سو راحت میری روح کی ہی دوسرے یہ کہ وہ زیادہ از حد غم و اندوہ سے بہر گیا ہی اسلیئے کوئی چیز اوسکی صحبت
سے دشوار تر مجہہ پر نہین ہے اگر ایسی جگہہ صرف ہو کہ جس سے تجھے راحت اور مجھے رستگاری حاصل ہو تو عین راحت اور سراپا
فراغت ہی سنگ پشت نے کہا کہ دل تیرا کہان ہی اور اپنے ساتھہ کیون نہ لایا بوزنیہ نے کہا کہ گھر مین چھوڑ آیا ہون اسلیئے
کہ ہماری قوم کی رسم ہے کہ جب کبھی دوستون کی ملاقات کو جاتے ہین تو دلکو ساتھہ نہین لیجاتے ہین تا اونپر نحوست وارد نہو اور
شگون بد کی شامت مین نپڑین کہ دل اصل مین مجموعہ رنج و محنت اور منبع مشقت دائمی ہی اور ہر دم خیال غم ماضی مین عیش صافی
کو مکدر کرتا رہتا ہے اور دل کا نام جو قلب کہا ہے وجہ یہ ہے کہ انقلاب اسکی خلقت مین رکھا ہی ہر ساعت مین میل اسکا خیر و شر
کیطرف اور نفع سے ضرر کیطرف رہتا ہی **بیت** دمبدم فکر نیے ذکر نیا دہیان نیا * روز کاشانہ خاطر مین ہی مہمان نیا مینے جبکہ قصد
تیری فرزند اور تیری اقربا کے دیدار کا کیا دلکو اوسی جگہ چھوڑ دیا تا بلا دغدغہ زیارت سبکی حاصل کرون مگر یہ تیرا بہت بڑی ہی کہ مین معلوم
کرون کہ تیری اہلیہ کی یہ دوا ہے اور دلکو مکان پر چھوڑ آؤن اگر تیری حاجت ہے خاطر جمع ہی کہ تو میری صدق محبت کو خوب جانتا ہی لیکن
اور لوگ مجھے مقام دوستی مین کتنا نالائق جانینگے اور کیا کیا ملامت کرینگے اور تیری بہی آبرو جاسکتی ہی کہ کیون ایسے خود غرض کو آشنا کیا تہا
پس حیف ہی مجھہ پر دلکو ساتھہ لیکر نہ جاؤن اور کبھی تم لاکھہ سر پر قول کی تصدیق کریگا تو بہی تیری قوم اعتبار نکریگی بلکہ سب یہی کہینگے کہ
دوستانے سے دل چرایا اور گہر مین چھوڑ آیا اس رسم مذکور پر تمہارا یقین نہ لائینگے اور اتنا شکوہ تجہسے ہے کہ تونے جان بوجھہ کے
تکلف کیا کہ میری چیز کو اپنی نہ سمجھا اگر ایک صورت سے تو بہی معذور ہے کہ تیری قوم مین اور بلکہ سب قوم مین شاید یہی قاعدہ ہی
کہ اگر دل نہو تو زندہ نہین رہتی مین پس جان کہ تجھے منظور نہوا کہ میرا دوست ہلاک ہو جائیگا سو ایسا نہین ہی کہ ہماری خلقت
خدا نے اسطرح پر کی کہ دل سے زندگانی کو کچھہ علاقہ نہین ہی جیسا کہ خون فاسد بدن ہی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسی نکال
ڈالتے ہین تو راحت ہوتی ہے اسیطرح کہ دل کہ غم سے بہر ہوا ہے اوسکی نکالنے سے ہمین فرحت ہوتی ہی پس ایسی صورت مین مصرع
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ایک میرا فراغ خاطر اور دوسرے تیری اقربا کی راحت اب مناسب ہے کہ اتنی تکلیف دوبارہ کا
خیال نکرنا اور یہین سے پھر چل کہ تا دلکو ساتھہ لیکے چلون اور شرمندگی سے بچون سنگ پشت فوراً پھرا اور بہت شاد اور خرم تہا
کہ مراد بہی حاصل ہوئی اور کوئی بدنامی بہی عاید نہوئی اس خیال سے جلد کنارے پہنچا بوزنیہ جست کرکے درخت پر جا بیٹھا
اور شکر خدا اظہار زبان سے ادا کیا ایک ساعت کے بعد سنگ پشت نے آواز دی کہ اے یار جلد چل کہ وقت تنگ اور عرصہ منزل کا بہت دور ہے
بوزنیہ نے خندہ دندان نما کیا اور کہا کہ مینے عمر اپنی جہانداری اور شہر یاری مین بسر کی ہی اور گرم سرد زمانہ خوب چکھا ہے

ہرچند زمانے نے وفا اپنی مجہسے لی اور آسمان نے جو کچھہ مجہے بخشا تہا سو پہیر لیا اور منکوبون۵۱ اور خلاکت زدونکے زمرے مین ڈالدیا لیکن
ابتک اتنا نا خجور فتہ نہیں ہوا ہون کہ فوائد اور نقصان تنہائی کو نہ سمجہون اور وفاق اور نفاق کو نہ پہنچانون ابیات
در گذر لو ہر جوانمردونکی مجلس مین آ جہے قدم منہ کہنا اور پہر کبہی حسن وفا اور مروت مین دم نما نابیت مہر نلم وفا دہم خوبان ہ
کہ کوار وفا دامی ندارے بہ اور یون تو جوانمردی اور وفاداری کا ہر کوئی دعوی کرتا ہی لیکن امتحان کے وقت حال سبکا کہل جاتا ہی بیت
خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد سنگ پشت نے فریاد کی کہ یہہ کیا گمان ہے کہ میری طرف کیا تو نے
حاشا کہ تیری رضا کے خلاف کوئی بات دل مین میرے گذری ہو یا کوئی اور فریب کا قصد نسبت تیرے میرے دلمین آیا ہو اگر صد ہزار
سنگ جفا میرے سر پر توڑیگا تو بہی تیری آشنائی سے گردن تابی نکرونگا اور اگر تیغ بے التفاتی سے سینہ میرا چاک کریگا
تو بہی تیرے آیندہ وصال سے دل نہ اٹہاؤنگا بوزینہ نے کہا کہ وہ احمق مین وہ نہیں ہون کہ تیرے فریب مین پہر آؤن
کیا مضمون حدیث شریف۵۴ کا نہیں سنا ہی تو نے کہ صاحب ایمان ایک سوراخ مین دو بار کاٹا نہیں جاتا ہی معنے اسکے یہہ ہین
کہ صاحب ایمان احمق نہیں ہوتا ہی کہ دو بار کسی کا فریب کہائے کیا قصہ روباہ کا نہیں سنا تو نے کہ کہتی تہی کہ وہ گدہا
گوش و دل نہ رکہتا تہا اس نے پوچہا کہ یہہ ماجرا کیونکر تہا **حکایت** روباہ و شیر بیمار نے کہا کہ کہتے ہین کہ ایک شیر خارش کی
علت مین مبتلا ہوا باوجود تپ دائمی کے شدت خارش سے بہت مضطر تہا اور قوت بالکل ساقط ہو گئی بلکہ شکار کی بہی
طاقت نرہی اس شیر کی خدمتمین ایک روباہ تہی کہ فضلہ اسکے طعمے کا جن کہاتی تہی پس یہی اسکا قوت تہا جبکہ شیر شکار
سے درماندہ ہوا نوبت روباہ کی اضطرار کو پہنچی ایکدن غلبہ اشتہا اور تنگی معیشت سے شیر کو ملامت کرنے لگی کہ اے بادشاہ
درندونکے تیری بیماری نے اس بیشے کے جانورونکو ملول کر رکہا ہی اور ضعف تیرا جمیع رعایا کے دلمین سرایت کر گیا ہی بیماری کی دوا
کس لئے نہیں کرتا ہی اور اس درد دل خراش کی فکر سے کیون غافل ہی شیر نے آہ سرد کہینچی اور کہا **مصرعہ** مرا خارشیست
در دل کان بسوزن بر نمی آید ای روباہ مدت گذری ہے کہ اس رنج مین خون دل پیتا ہون اور روز بروز نکاہیدہ
ہوتا جاتا ہون نہیں جانتا ہون کہ اس درد کی کیا دوا ہے مگر ایک طبیب کہ جسکے قول پر مجہے اعتماد ہی اسنے یہہ کہا ہی کہ گدہے کے
دل اور کان کہانیکے سوا اور کوئی علاج اسکا نہیں ہے اُسوقت سے مین اس اندیشے مین ہون کہ کس تدبیر سے گدہا ہاتہ
آئے کہ میری دوا ہو روباہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو یہہ ناچیز اسکی تدبیر کرے امید ہے کہ برکت اقبال سلطانی اور سعادت
دولت جہانبانی سے مقصود حاصل ہو شیر نے کہا کہ کیا حیلہ کریگی اور دفتر مکر سے کیا افسون پڑہیگی اور مجہے اُس گدہے کے
پاس کسی بہانے سے لیچلیگی روباہ نے کہا کہ اے بادشاہ تجکو اس صورت سے باہر آنا نچاہیئے کہ بدن پر کوئی بال باقی نہیں
رہا ہی یہہ صورت شکوہ و شہامت بادشاہی کے منافی ہی اور کسر شان شاہنشاہی اس مین ہے کہ خویش و بیگانہ

۵۱ منکوب بالفتح سرنگون اور خوار ۱۲
۵۴ حدیث شریف ... ۱۲

اس شکل و شمایل سے بادشاہ کو دیکھین تو بہت نامناسب ہے بلکہ صلاح یہہ ہے کہ مین گدہے کو کسی حیلے سے اس بیشے مین لگا لاؤن
اور بادشاہ اُسکا شکار کرکے جو چاہے اُس مین سے تناول فرمائے شیر نے کہا کہ کہان سے اور کیونکر لائیگی روباہ نے جواب دیا کہ اس
جنگل کے قریب ایک چشمہ ہے وہان ہر روز ایک دہوبی کپڑے دہونیکو آتا ہے اور جگہ ہا اُسکا کہ بار برداری مین چرا کرتا ہے اسکو کسی
فریب سے اس جنگل مین لے آؤنگی لیکن بادشاہ اُسکے کان و دل کہائے باقی ہم لوگونکو عنایت کرے بادشاہ نے اُسکی بات قبول کی
اور عہد کیا کہ باقی سب گوشت تم سبکو دونگا روباہ اس امید پر کہ بادشاہ فقط دل و کان کہائیگا باقی سب ہمین بچ
رہیگا اُس چشمے کیطرف روانہ ہوئی جبکہ گدہے کو دیکہا آداب تسلیمات بجا لائی اور نہایت ملایمت سے پیش آئے بہیت شیرین بانی
ولطف و خوشی ؛ تو انی کہ پیلے بموکشی ؛ اور بکمال شفقت کہا کہ اے برادر تجہہ نزار اور بخور بانی ہون سبب کیا ہے اُسنے
کہا کہ یہہ گاذر ہمیشہ محنت لیتا ہے اور خبر گیری مین کوتاہی کرتا ہے اسی لئے عوض علف کی جان تلف ہوئی جاتی ہے اور اُسے مطلق میرا
غم نہین ہے قریب ہے کہ میرا خرمن عمر برباد فنا ہو جائے اور یہہ ابیات زبان پر لایا ابیات بہمر خویش تمہارے ندیم
زکاہ و جو ہمین نامے شنیدم ؛ خورم ہر روز خون در زیر این بار ؛ ہمہ شب خاک مے لیسم ز دیوار ؛ مکن عیبم اگر زار
و نزارم ؛ کہ غیر از خاک و خون خوردے ندارم ؛ روباہ نے کہا کہ اے سلیم الطبع اگر پاؤن مین طاقت رفتار ہے تو کسلئے
مبتلا اس بلا کا رہتا ہے گدہے نے کہا کہ مین بار کشی مین مشہور ہون پس جہان جاؤنگا یہہ بلا میرے واسطے موجود ہوگی
اور مین تنہا اس بلا مین کچہہ مخصوص نہین ہون بلکہ سب میرے ابنای جنس اسی آفت مین گرفتار ہین اسواسطے مین نے دل مین
سمجہہ لیا ہے کہ ہر جگہہ ہمین یہی بلا نوش کرنا ہے اور جامہ جفا کا ہمارے ہی واسطے قطع کیا گیا ہے پہر در بدر پہرنے سے ایک ہی
در پر مقیم رہنا بہتر ہے اور اسمین جو کچہہ پیش آوے اُسپر راضی رہنا مناسب ہے روباہ نے کہا کہ غلط سمجہا ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے
ان ارضی واسعۃ یعنی بالتحقیق کہ زمین میری وسیع ہے اور منشور نے سیروا فی الارض کے مردان جفا کیش کیواسطے
نزول پایا ہے گدہے نے کہا ہر چند کوئی تکاپو کرے زیادہ مقدر سے نہ ملیگا پہر حرص کو بڑہانا اور بار شدائد سفر عمداً اپنے اوپر
زیادہ کرنا عقل دور اندیش سے دور ہے نظم مولوی معنوی رزق آید پیش ہر کو رزق جست ؛ رنج کوشش از بے
صبری تست ؛ جملہ را رزاق روزی میدہد ؛ قسمت ہر یک بپیشش مے نہد ؛ روباہ نے کہا کہ یہہ مرتبہ توکل کا ہے
اور طریق اہل توکل جدا ہے پس جو کوئی اس مقام کو نہ پہنچا ہو اُسے چاہیے کہ بموجب حکم الہی کے عالم اسباب مین تمہید سے
غفلت نکرے اور ایک وسیلہ روزی کے واسطے ضرور پیدا کرے اسیواسطے اللہ کو مسبب الاسباب کہتے ہین جو
موافق حکم الہی کے تدبیر کریگا اُس کا سبب بمدد کار درست کر کے کوئی راہ نکالدیگا کیا نہ مصرع کوشش بندہ
سے نہین ہوتا ہے مصرعہ بکسب کوش کہ کاسب بود حبیب اللہ ؛ اگر تو مفلس ہو تو مین

اس مرغزار مین لیجاون کہ زمین اوسکی مانند کلبۂ زمرد فروشان سرسبز اور آبدار ہے اور ہوا اوسکی مانند طبلۂ عطار عطر
اور نسیم اوسکی مانند مشک خالص کے معنبر ہے **قطعہ** ہواے خوش و میوہ ہای فراغ * درختان بار آور سبز شاخ * نسیم گل
ناز فاختہ * چو یاران محرم بہم ساختہ * اور اس سے پہلے ایک اور گدہا کہ زیادہ از حد نزار تہا اتفاقاً اسی جسم پر ادسی ہی ملاقات
ہوئی تہی دیکہا تو حال اوسکا تجہسے بہی لاغر زیادہ نزار اور قریب ہلاکت تہا مجہے اپنی عادت کے موافق اوسپر بہی رحم آیا
اور اسی مرغزار مین اوسی پہنچا دیا اوسنے جو چند روز بہ فراغ خاطر اور دلخواہ اپنی کہایا اوسپر بیان دیکہنے کے قابل ہی کہ اپنی ہمجنس
مین آج اوسکا ثانی فربہ اور مسرور الحال نہوگا تو بہی اگر چلے اور تم دونون باہم بے محنت و رنج اوقات بسری کرو تو
اس سے زیادہ کوئی راحت نہین ہے گویا زندہ در بہشت ہونا ہے آگے اختیار ہے اور مجہی بجز شفقت بیریا اور کون کام تجہسی متعلق
ہے القصہ روباہ نے ایسا دمدمہ پر فریب دم کیا کہ خر ناشخص کی ان طمع تمور زیر دیر مین بخنہ ہولی مگر وہ گدہا اس سے غافل تہا کہ یہہ
مجہے اجل کے در پے لئی جاتی ہی کہا ای دوست بیریا خوب جانتا ہون کہ تجہسی سوا شفقت اور مجہسی کیا مطلب ہے پس اسی
بغرض کی بات نہ ماننا صواب اندیشی کے خلاف ہے **مصرعہ** ہر چہ فرمائی بجان من بندۂ فرمانبرم - القصہ روباہ شیر کے
پاس اوسی لے آئی شیر نے فوراً اوسپر چنگل مارا گدہا زخمی ہوکر بہاگا بہ سبب ضعف اور ناتوانی کے شیر سے تہم نہ سکا روباہ نے
شیر کی ضعف ناتوانی پر تعجب کیا اور ملامت آغاز کی کہ حرکت بیفائدہ کیا نتیجہ رکہتی تہی اور تعجیل کرنا اوس کام مین کہ جسکی فرصت فوت
ہو گیا ضرور نہ تہا بلکہ عقل کے لائق یہ تہا کہ ضبط کرتا اور ثبات بادشاہی کی مناسبت تہا کہ عنان تمکین ہاتہ سے نہ دیتا تا انجام کام کا
پشیمانی کو نہ پہنچتا **مصرعہ** از پشیمانی چہ سود اکنون کہ کار از دست رفت * روباہ کی باتین شیر پر گران گزرین اور دل مین کہا اگر کہتا ہون
کہ مینے عمداً اہمال کیا تو بیخبری اور سستی رای سے منسوب ہوتا ہون اور اگر غلبہ نفس کا اقرار کرتا ہون تو حریصون اور سکون مین شمار کیا
جاتا ہون اور اگر ضعف اور ناتوانی کا عذر درمیان لاتا ہون تو ملازمونکی نظرون مین حقیر ہوتا ہون صلاح یہ ہی کہ جواب روباہ کا
غضب اور غصے سے دون اور ایسی گستاخی سے منع کرون اسکی بعد شیر نے غصے سے کہا کہ اے روباہ بادشاہونکے کام مین
ملازم کو دم مارنا اور راز کا پوچہنا بڑی بے ادبی ہی راز بادشاہونکا ہر چاکر پر روشن ہونا نچاہیے اور جو بادشاہ سمجہتے
ہین اوسی راے رعایا کی نہین پہنچتی ہے مثل عرب کے ہے لا یحمل عطایا ہم الا مطایا ہم خلاصہ اسکا یہ ہی کہ بخشش
بادشاہونکی کوئی اوٹہا نہین سکتا مگر بار بردار بادشاہون کے اسی طرح راز بادشاہونکا رعیت نہین جانتی ہے مگر جو مشیر
لائق اسکے ہوتے ہین اے روباہ اس خیال اور قیل و قال سی درگزر اور ایسی تدبیر کر کہ گدہا پہر ہاتہ آئے اور اس خدمت
سے رسوخ تیرا زیادہ تر ہو جائے روباہ دوبارہ گدہے کی نزدیک آئی اور تملق تمام سے رسم سلام بجا لائی گدہے نے منہ
پہیر لیا اور کہا کہ ای مکار بدکردار اول مجہسے وعدہ آزادی کا کیا اور بعد اسکے شیر کے پنجے مین ڈال دیا تو نے

روباہ نے کہا کہ ای سلیم دل کیا خیال کیا تو نے کہ مجرد دیکھنے طلسم کے بھاگ آیا اور سبزہ زار و گل مین تمیز نکی نہی کہ تماشای
گلزار سے کنارہ کر آیا یہہ جو تو نے دیکھا حکمانے اہل بیشہ کی تفریح طبع کیواسطے طلسم بنایا ہے یہ مرغزار وہ ہے کہ سواے
جنت کے اسکا نظیر عالم مین نہین ہے کہ سراپا میوہ و گل اور شادابی ہے اگر طلسم نہوتا تو جانور سب بیشونکی اسمین چھر آتی
اور رونق اور لطف اسکا برباد کر دیتے اسواسطے یہ تدبیر حکمانے کی ہے کہ سوا محرم کے غیر دخل نپاوے اور جو کوئی اتفاقاً
آجائے سو اس طلسم سے ڈر کر بھاگ جاے جیسا کہ تو بھاگ آیا بہلا تو نے یہ نجانا کہ مین تیرے ساتھ ہون پہلی جو کچھہ ہوتا
تو مجھہ ضعیف پر ہوتا تو مجھ سے قوی ہے اگر شیر ہوتا تو کیونکر مجھے چھوڑتا کہ رات دن مین اپنی بیشہ مین پھرتی ہون اور تو
کہان سے ایسا قوی تہا کہ شیر کے پنجے مین چھوٹ جاتا بلکہ تو نے میری ہنسی یارون مین کروائی کہ سب کہینگی کہ اسی دوستکی عقل و
فراست کی مدح کرتے تھے کہ پہلے ہی طلسم کو دیکھہ کے ڈر گیا اور ہم اہل بیشہ حقیقت حال اس جگہہ کے سوای دوستان ولی
کے اور سے ظاہر نہین کرتے ہین اور یہ جو تو نے دیکھا محض طلسم اور سحر کاری حکما کی ہے مینے پہلے چاہا تہا کہ تجھے آگاہ کر دون
کہ ایسی چیزون کو دیکھہ کے خوف نکرنا یہ سب طلسم ہے مگر تیرے اختلاط مین فراموش ہوگیا اب تو مجھے معلوم ہوگیا پھر میرے
ساتھہ چل کہ تا جو مینے کہا ہے اوسکا لطف دکھاؤن اور سب طلسمون سے تجھے جا بجا آگاہ کرتے جاؤن خر بیخبر دوبارہ فریب
سحر آمیز پہ فریفتہ ہو کر روباہ کی ہمراہ ہوا روباہ نے چند قدم آگے بڑھ کے شیر کو اسکے آنیکا مژدہ دیا اور کہا کہ مطلق جنبش نکرنا
اور مانند نقش دیوار ساکت رہنا اگر تیرے برابر سے بھی نکلے تو جنبش نکرنا اور جب تک فرصت وافی اور قوت کافی نہ
پانا ارادہ نکرنا شیر نے روباہ کی بات قبول کی اسکے بعد جبکہ گدہا شیر کے نزدیک آیا روباہ نے کہا کہ دیکھ یہہ وہی
طلسم ہے گدہا شیر کے گرد چرتا تہا شیر مطلق حرکت نکرتا تہا جبکہ خاطر جمع ہوئی گدھا خوش خوش بیخوف و خطر گرد اگرد شیر کے
پھرنے لگا آخر کہ ایک مدت سے بھوکا تہا سبزہ نو اور خاطر خواہ پا کے کشادہ پیشانی اور غفلت تمام سے مشغول چراگاہ ہوا
جبکہ خوب شکم سیر ہوا اوسی سبزہ پر آرام تمام سے سو رہا شیر نے غافل پا کے جستکی اور پیٹ گدھے کا پھاڑ ڈالا اور
روباہ سے کہا کہ تو اسجگہہ بیٹھی رہ کہ مین غسل کر کے آؤن تو اسکے کان اور دل کھاؤن کہ حکیم نے یون ہی حکم کیا ہے
شیر غسل کو گیا روباہ نے دل اور کان گدھے کے نوش فرمائے شیر غسل سے فراغت کر کے آیا ہر چند گوش و دل کو ڈھونڈھا
ایک کو بھی نپایا روباہ سے کہا کہ دونو عضو کہ میرے علاج مین کیا ہوئے روباہ نے کہا بادشاہ کی بقا ہو یہہ گدھا نہ دل
رکھتا تہا نہ گوش اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر دل ہوتا تو دل عقل کی جگہہ ہے اگر اسمین عقل ہوتی تو میرے فریب مین دوبارہ کیون آتا
اور اگر کان ہوتے تو کان سماعت کی جگہہ ہے اور یہ صولت اور حملہ بادشاہ کا آنکھ سے دیکھہ چکا تہا پھر میری بات نہ سنتا
اور اپنے پانون سے آپ گور مین نہ آتا بندر نے سنگ پشت سے کہا کہ اس مثل کا حاصل یہ ہے کہ مین نے بھی [illegible] گئی

نہین ہون بلکہ تجہسے کتنونکو بیسے کدہا بنا ڈالا ہی فقط تقاضائی تہلی تہا کہ دل بہلانیکے واسطے تجہسے کم ظرف اور بد قوم سے دوستی اختیار کی تہی سو اسکا عوض پا چکا تہا اگر پروردگار عالم نے عقل سلیم عطا کی ہوتی تو تو نے ایک زن ناپاک کیواسطے میری ہلاکت مین کچہہ باقی نرکہا تہا چنانچہ یہہ بیت حسب حال تیرے ہی بیت دنیا سے نام حیف محبت مٹادیا ؛ تو قتل کر چکا تہا خدا نے بچا لیا ؛ اب واہی آدمی اور یہہ توقع زنہار نرکہہ کہ مین تیرے ساتہہ چلون یا تجہسے کلام کرون اور یقین جان لے بیت گر ماہ شوی باسمان کم نگرم ؛ ور سرو شوی ببوستان کم گذرم ؛ سنگ پشت نے کہا کہ سچ کہا تو نے انکار اور اقرار میرا یکسان ہے مجہسے وہ زخم کاری تیرے دلکو پہنچا ہی کہ جسکا التیام تمام عمر ممکن نہین ہے اور داغ میری بدکاری اور جفا کا ایسا تیرے دلپر بیٹہا ہے کہ محو ہونا اُسکا خیر امکان مین نہین آتا ہی اب پینے شربت تلخ فراق کے تجرع پر دلکو راضی کیا اور تن کو تیغ زہر آبدار ہجر انکا سپر بنایا یہہ کہا اور خجل اور شرمندہ ہوکے جزیرہ کو پہر گیا اور تمام عمر مفارقت مین ایسے یار وفادار کے روتا رہا یہہ داستان اُس شخص کی کہ جو ایسے دوست کو بے محنت و مشقت پاوے اور بسبب نادانی اور غفلت کے ہاتہہ سے کہو دے اور ندامت جاوید مین گرفتار ہے اسکے بعد اگر ہزار بار سنگ سر سے اور سر سنگ سے مارے تو بہی مفید مطلب نہو اگر اہل خرد ہے تو اس حکایت کے مضمون کو اپنا پیشوا کرے اور اگر کوئی مطلب مرغوب یا کوئی صادق ہاتہہ آئے تو اُسے عزیز رکہے چنانچہ یہہ قطعہ حاصل اس حکایت کا ہی قطعہ مطلوب چون بدست بود مغتنم شمار ؛ وانراز کف مدہ کہ پشیمانی آورد ؛ بسیار کس کہ گنج زر آسان دہد بباد ؛ وانگہ زرنج بیدہ غصہ ہا خورد ؛ از دست رفتہ ہیچ نیاید بہیچ حال ؛ چندانکہ او فغان کند و جامہ بادرد

باب چہٹا آفت مین تعجیل و شتاب کاری مین

داشلیم نے رائے برہمن روشن ضمیر کے آفرین کی اور کہا بیت زہے ضمیر تو از سر کن فکان واقف ؛ زہے بیان تو اسرار علم را کاشف ؛ بیان فرمائی تو نے داستان اُن لوگونکی کہ اپنی مراد پر قادر ہوے اور اُسکی محافظت مین تغافل کیا اور قدر اُسکی نجانی اور مطلوب کو ہاتہہ سے کہو دیا اور تمام عمر اُسکا تاسف کیا اسکے بعد حسرت و اندوہ سے کچہہ فائدہ مترتب ہوا اب ارشاد فرما کہ اُن لوگونکی مثل کہ جو عزیمت کار مین تعجیل کرتے ہین اور غوایند بیر اور فکر و تامل سے غافل رہتے ہین اُنکا خاتمہ حال کا کسطرح پر ہوتا ہے اور جو کوئی کہ تخم شتاب کاریکو مزرع دل مین بوتا ہے کیا چیز اُسکا پہل پاتا ہے برہمن نے دعا دی بعد کہا نظم اے بادشاہ تیرا مطیع آسمان رہے ؛ روئے زمین پہ حکم ہمیشہ روان رہے ؛ تیری بہار سلطنت و عدل و جود سے ؛ مثل بہشت باغ جہان بیخزان رہے ؛ جسنے کہ بنا کار اپنی صبر و ثبات پر رکہی اور بنیاد کام کی خلاف وقار اور سکون کے برپا کی انجام اُسکا ملامت اور ندامت کو ضرور پہنچیگا اور خصلت پسندیدہ کہ آدمیون کے واسطے خلاق عالم نے مقرر فرمائی ہی اور اُسیکے سبب سے رتبہ تکریم انسان نے پایا ہے وہ حلم اور علم اور ثبات اور وقار ہے بیت بردباری خزینہ حق ست ؛ ہر کرا حلم نیست دیو دد است ؛ یہہ نکتہ اسیواسطے ادا ہوا اور مقرر کیا

حکماکا ہی کہ جب حلم کو مغلوب کر دے یعنی الٹ ڈالے تو ظلم ہوتا ہی اور ملیح نمکین کو کہتے ہین اور نمک تلخ ہوتا ہی تو جب کوئی
شخص برعکس حلم کے کام کریگا صفر تلخی مین پڑیگا اگر طعام کیسا ہی خوب ہو جب نمک تلخ اسمین ڈالوگے کہانیکے قابل نہوگا
اسیطرح انسان کو کیسا ہی ہنر حاصل ہو جبکہ درشت خوئی او بیہودہ گوئی شعار اپنا کریگا ہر کسیکو اُس سے متنفر ہوگا اور اللہ
تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک باوجود اس کمالات او خلق کریم کے
کہ تمام کائنات کی نیکیان او کمال اللہ تعالے نے ذات پاک سید عالم مین جمع کی تہین پستر خطاب فرماتا ہی کہ اے محمد اگر
تو درشت خو او سخت دل اور خشمگین او کینہ کش ہوتا تو ہر آئینہ مو آکب کواکب اصحاب کہ مانند ستارگان ثریا تیرے گرد
جمع ہین مثل بنات النعش متفرق ہو جاے اس سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش خلق اور
رحیم دل اور ہنس مینہ مکہہ تھے اور دوسرے صاحب خلت اور پدر ملت ابراہیم علی نبینا وعلیہ صلوۃ الرحمن کو اس
صفت سے ستایش فرماتا ہی ان ابراہیم لاواہ حلیم خلاصہ اس آیہ کا یہہ ہے تحقیق کہ ابراہیم حلیم ہے اسواسطے کہ
حلیم محبوب قلوب ہوتا ہی اور دل سب خواص و عام کے اس صفت پر میل کرتے ہین بمبیت ستون خرد بردباری بود
سبک سر ہمیشہ بخواری بود ٭ دانشمند کبہی شتابکاری نہین کرتے ہین حکیم کامل شتابی کو وسوسۂ شیطان جانتے
ہین التانی من الرحمن والعجلۃ من الشیطان اور اسی مضمون کو سلک نظم مین مولوی معنوی نے یون پرویا ہے
مثنوی مکر شیطان ست تعجیل و شتاب ٭ لطف رحمان ست صبر و اجتناب ٭ با تانی گشت موجود از خدا ٭ تا بہ شش
روز این زمین و چرخہا ٭ ورنہ قادر بود او کز کاف و نون ٭ صد زمین در یکدم آورد برون ٭ این تانی از پی تعلیم تست
صبر کن در کار دیر آید درست ٭ جو کوئی کہ باگ اختیار کی تعجیل کے ہاتہہ مین سپرد کریگا ہر آئینہ مرکب اُسکے نفس کا منہ اوہی
کرکے صحراے ضلالت کیطرف کہینچ لیجائیگا اور خاتمہ اُس امر کا حسرت او تاسف پر ہوگا بیت ہر کہ بیفکر و تامل عملے
گیرد پیش ٭ آخر الامر از ان کردہ پشیمان گردد ٭ مناسب اس بات کے حکایات بسیار اور روایات بیشمار صحایف اخبار
مین مسطور ہین اور اول سب حکایتون مین سے حکایت اُس زاہد کی کہ میدان تعجیل مین بے تامل قدم رکہا اور
اپنا سر کہو یا لایق اس سیاق کے ہے راد الشلیم نے پوچہا کہ تفصیل اسکی کیا ہی حکایت زاہد شتابکار برہمن نے
کہا کہ ایک زاہد نے بعد اختیار کمال تجرد چاہا کہ نکاح سنت موکدہ او مشتمل ہے فائدہاے بسیار پر اُسے اختیار کرے
چنانچہ اس بات مین ایک اور زاہد ہمراز سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ فکر بہت مناسب کی تو نے کہ کدخدائی صلاح
معیشت او کمال صلاحیت او بہت سے فواید دینی اُسمین مندرج ہین او محفوظ رہنا متاع خانہ کا اور حاصل ہونا
اولاد کا کہ بقاے نسل او ذکر جمیل اُس سے متصور ہے نظم مرد را ہرگز نگیرد چہرۂ دولت فروغ ٭ تا ز زن نفروزد چراغ خانمان ٭

عمر دیکھیں تجرد نگزراں دیگر کہ ہست ؛ عشرت آباد تاہل روضہ امن و امان ہلاکن کوشش کر کہ رفیق شفیق ہاتھ آئے کہ وہ راحت جان ہو اور مصاحب ناموافق سے پرہیز کر کہ وہ باعث بربادی عزت اور خرابی مال و جان ہے زاہد نے پوچھا کہ موافقت کس عورت سے کرنا چاہیے جواب دیا کہ پاک دامن ہو کہ شوہر کو بدل دوست رکھے اور خیانت اور خباثت سے پرہیز کرے ایسی عورت جہاں جاتی ہے اوس گہر کی رشتنی بڑھاتی ہے **بیت** صلاح ہر دو جہان است صحبت زن نیک ؛ زہی سعادت مردے کہ زن چنین دارد ؛ بلندنامی و راحت دلی توان دریافت ؛ کسیکہ طالع فرخندہ ہمنشین دارد ؛ زاہد نے کہا کہ کن عورتوں سے پرہیز کرے دوسرے زاہد نے جواب دیا کہ تین قسم کی عورتوں سے پرہیز واجب ہے حنانہ و منانہ و انانہ حنانہ اوسے کہتے ہیں کہ جسکا پہلا خاوند مر گیا ہو یعنی بیوہ یا طلاقی اور اوسکی محبت کا غم رکھتی ہو اور منانہ وہ ہے کہ جہیز سے مال میں زیادہ ہو کہ اپنی مال سے تجہیز منت رکھے اور انانہ اوسے کہتے ہیں کہ جب شوہر کو دیکھے آواز اپنی ضعیف کر لے اور بیمار بنجائے دیدار سے ایسی عورت کی ہر ساعت تاریکی موت کی نظر آتی ہے **نظم** زن بد در سرا سے مرد نکو ؛ ہم درین عالم است دوزخ او ؛ دوسری بار پوچھا کہ زن کس سن کی اختیار کرنا چاہیے کہا کہ زن جوان و نورسیدہ چاہیے کہ ہر پیر ایسے بین سے راحت دکھاتی ہے اور زن عجوزہ طراوت رخسارہ لیجاتی ہے اور مباشرت اوسکی ضعیف اور سستی لاتی ہے **نظم** آن زنی را کہ پشت شد چو کمان ؛ بد لغمش ہمچو تیر سے گردد ؛ صحبت دختر ست کہ جان بخشد ؛ زہر قاتل شود چو پیر شود ؛ اور عورت دس سال سے بیس سال تک منبع امن و امان او محل امیدواری ہے اور بیس سے تیس سال تک آرام دل اور لذت جان طالبان ہوتی ہے اور تیس سے چالیس تک صاحب اولاد دکھی جاتی ہے اور چالیس سے پچاس تک سندق و سالوں کے پابند رہتی ہے اور جبکہ پچاس سے گزری مار سیاہ اور آفت مال و جاہ اور گلشن خزان رسیدہ اور گرگ باران دیدہ اور چشمہ انباشتہ اور زمین ناکاشتہ اور اژدہاے بے گنج اور معدن محنت و رنج اور کالاے بلا ہو جاتی ہے کما قال الشیخ ابوعلی سینا النساء اذا بلغن الی العشر ہن فہن کجنۃ لا عبین واذا بلغن الی خمسۃ عشر فہن حور عین واذا بلغن الی العشرین فہن فی اعطاف ملیتین واذا بلغن الی الثلثین فہن امہات البنات والنبلین واذا بلغن الی اربعین فہن لحم وشحم سمین واذا بلغن الی خمسین فاقتلن بالسکین واذا بلغن الی ستین فلعنۃ اللہ والملائکۃ والناس علیہن اجمعین **بیت لمؤلفہ** عورت جہاں ہوئی متجاوز پچاس سے لازم گریز مرد کو ہے اوسکے پاس سے ؛ زاہد نے کہا اس بیان سے حال سن و سال کا معلوم ہوا اگر حسن و جمال اور پارسائی اور خوشخوی میں کیا کیا چاہیے اوس نے جواب دیا کہ اصل خوبی عورتوں کی پارسائی اور خوشخوئی ہے اگر حسن بھی ساتھ اس کے

حسینہ نہیں پچاس کو بس مار تو اونکو چہری سے اور جب نہیں ساٹھ کو پہنچے لعنت خدا کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی اون سب پر ہے ۱۲

حاشیہ: خنانہ نفقہ حاصل حیی زن بیوہ زن اول از من یعنی کہ وہ و منانہ و انانہ ۔ ہر دو زن حنانہ مشتق ۔ نسبتہ و آن بتشدید نون یعنی نالہ و بمعنی زن ۔ بتفصیل درقتن قوم ۔ یعنی عورتیں جب پہونچیں دس برس کو ۔ پس وہ ۔ بچھے والوں کا ۔ جب پہونچیں بیس کو ۔ اور جب پہونچیں چالیس کو ۔ پس وہ گوشت ۔

جمع ہو جائے تو نور علیٰ نور کہا چاہیئے بلکہ بیت استاد ایکے حسب حال ہے **لمولفہ بیت** گل خوشرنگ ہے
خوشبو بھی ہے بنجاو بھی ہے ٭ زن خوش شعر بھی ہے خوش خو بھی ہے غمخوار بھی ہے ٭ اور اگر عورت نیک صورت بدخصلت ہو تو
بلائے جان اور عذاب جاودان ہے اور زن نیک خصلت اگرچہ بدطلعت ہو یار مہربان اور رونق خانمان ہے اسیاتین
دو تین بیتین کہ نتائج افکار سعدی علیہ الرحمۃ کے ہین یاد رکہنا چاہیئے اور خلاصہ مزاج عورت کا یہی ہے **نظم**
زن خوب فرمانبر پارسا ٭ کند مرد درویش را پادشاہ ٭ ہمہ روز گر غم خوری غم مدار ٭ چو شب غمگسارت بود در کنار ٭ اگر پارسا
باشد و خوش سخن ٭ بنظر در نکوئی و زشتی مکن ٭ بہ زندان قاضی گرفتار بہ ٭ که در خانہ بینی بر ابرو گرہ ٭ تہی پای رفتن بہ از کفش تنگ
بلای سفر بہ که در خانہ جنگ ٭ در خرمی بر سرائی ببند ٭ که بانگ زن از وی برآید بلند ٭ زنا محرمان چشم زن کور باد
چو بیرون شد از خانہ در گور باد ٭ القصہ زاہد کو بعد تفحص فراوان اور تجسس بی پایان اور بخت مدد بلند اور مساعدت طالع ارجمند سے
ایک عورت عالیجاہ نالمان ہاتھ آئی کہ اوسکا عکس رخسار طلع صبح کو رونق بخش تھا اور زلف تابدار اوسکی شب یلدا پر طعنہ
مارتی تھی اور دیدہ آسمان اوسکے عکس رخسار کو بغیر ذریعہ عینک آفتاب دیکھ نکرتا تھا اور نظر بند خیال اوسکے تمثال جمال کو سوائے
عالم خواب کے دیکھ سکتا تھا باوجود اس خوبی صورت کے حسن سیرت بہی گوی سبقت خوبان جہان سے لیگئی تھی زاہد طبیعت
میں شکر اس نعمت کا کیا کرتا تھا اور وقت معاشرت اور مباشرت کے دعای فرزند مانگتا تھا اور جو کوئی کہ عاقل ہے وہ تزویج سے
فقط شہوت مراد نہین رکہتا ہے بلکہ مقصود اصلی اوسکا طلب فرزند صالح ہوتا ہے کہ حکم خیر جاری رکہتا ہے **بیت** غرض
زمحنت زن و جفا کشیدن مرد ٭ ہمین بقای فرزند نازنین باشد ٭ جبکہ عرصہ گذرا اور کوئی فرزند نہوا زاہد نا امید ہوا اور زاری و تضرع
غم و اندوہ بردن
خاک نیاز اپنیکہ کہکر حضور دل سے دعا مانگنا شروع کیا چونکہ زاہد محو رضای خدا تھا بحکم اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ
تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور دروازہ ناامیدی کا کلید رحمت سے کھلا یعنی زن زاہد حاملہ ہوئی زاہد اس مژدہ سے شادی
کرتا تھا اور تمام روز مدد فرزند سے دل خرسند رکہا کرتا تھا ایکروز عورت سے کہنے لگا کہ ای یار غمگسار خدا کرے کہ جلد گوہر شاہوار تیری
صدف بطن سے ساحل ظہور پر جلوہ گر ہو تو نام اوسکا بہت نیک رکہون اور تربیت اور پرورش اوسکی بدرجہ اتم کرتا
احکام شریعت اور طریقہ آداب اور سبیل طریقت و حقیقت بمرتبہ کمال اوسی حال نہو سعی سے ہاتھ نہ اوٹھاؤن بعد ازان
ہیکہ تھوڑی دنونمین بزرگ عالی مقام اور شیخ صاحب کرامت والہام ہو جائے اور اوسکے بعد ایک کریمہ جمیلہ سے اوسکا
عقد نکاح باندھون اور دوسرے اولاد نیک اور صالح حاصل ہو تو میری نسل اسکی برکت مقدم سے قیامت تک باقی رہی **ابیات**
نماند نام مردوران کسے را ٭ کہ فرزندی نباشد یادگارش ٭ ازان نام صدف در گوش بندست ٭ کہ می بیند در شہوار غلطان
عورت نے کہا کہ ای رفیق شفیق اور ای شیخ صاحب طریق یہ باتین لائق سمجھ گردانی اور مناسب سجادہ نشینی کے نہین ہین اول تو

وجود فرزند ہنوز خالی ہی شاید کہ یہہ بیماری رجا کی ہو بیماری رجا کی اُسے کہتے ہین کہ ایام عورت کے مانند حاملہ کے بند ہون
ابتدا آثار حمل کے سب پائے جائین اور اپنے وقت پر شیر بہی نظر آئے اور جنین کے مانند کوئی چیز حرکت بہی کرے اور روز بروز پیٹ
بہی بڑہتا جائے بعد انقضائے ایام حمل یعنی نو مہینے کے بعد گہٹنا پیٹ کا شروع ہو اور خود بخود عورت لاغر اور زرد ہو جائے اگر ایسی
صورت ہو تو وجود فرزند ایکطرف جان بچنا بہی دشوار ہے اور اگر بالفرض حمل ہو اور پیدا بہی ہو ممکن ہے کہ لڑکا ہو لڑکی
ہو اور اگر فرزند بہی ہوا اور نہ جیا تو یہہ خیالات سب بیہودہ ہین حاصل کلام ہے کہ پایان کار معلوم نہین ہے اور تو خیال پر اور
نادانونکی طرح مرکب تمنا کو میدان آرزو مین دوڑاتا ہی اور انتہا اس میدانکی اور نشیب و فراز اس دشت کا مطلق نہین
جانتا ہی **نظم** بآرزو و ہوس رہ نمیتوان رفتن ؛ بلاف و عربدہ کاری نمیتوان پرداخت ؛ ہزار کس ہمچنا خام سوختہ شیدہ کہ
روزگار یکی ربکام دل نتواخت ؛ آرام مزاج تیرا اُس پارسا کے مانند ہی کہ شہد اور روغن کو منہ اور سر پر گرا دیا تہا زاہد نے پوچھا کہ یہہ قصہ
کیونکر تہا **حکایت پارسا** کہا کہتے ہین کہ مرد پارسا ایک تاجر کے ہمسایہ مین رہتا تہا اور تاجر شہد اور روغن کی تجارت ہمیشہ
کیا کرتا تہا اور اُسکے منافع سے بخوبی اوقات بسر کرتا تہا اور خدمتگذاری فقرا کی بہی اُسی منافع سے کیا کرتا تہا اور حاصل توانگری
یہی ہے کہ دل درویش کا ہاتہہ مین لائے اور مال فانی سے ذخیرہ باقی فراہم کرے **بیت** توانگرا دل درویش را بدست آور ؛
کہ مخزن زر و گنج گہر نخواہد ماند ؛ اور وہ تاجر اس خیر کو غنیمت سمجہہ کے جو کچہہ بیع و شرا سے نفع حاصل کرتا تہا علی قدر حال منجملہ
اُس مالکے زاہد کو بہی کچہہ دیتا تہا اور زاہد کچہہ اُسمین سے خرچ کرتا تہا اور باقی شہد و روغن جمع کرتا جاتا تہا تہوڑے عرصے مین
وہ گہڑا کہ چہینکے پر لٹکا تہا بہر گیا ایکدن زاہد اُس گہڑیکو دیکہتا تہا کہ کسقدر روغن اس ظرف مین جمع ہوا ہے آخر تخمیناً
دس مَن تصور کیا اور کہا کہ دس درم کو بیچونگا اور اُس دس درم کی پانچ بکریان مول لونگا اور چہہ مہینے وہ دو دو بچے
دینگی تو سال بہر مین بہت بچے ہونگے اور دو سال مین ایک گلہ معقول فراہم ہوگا اور مین متاع کثیر کا مالک ہو جاونگا اُنمین سے
تہوڑی بکریان بیچکے اسباب معقول درست کرونگا اور ایک عورت خاندان عالی سے نکاح مین لاؤنگا اور نو مہینے کے بعد
اُس سے فرزند پیدا ہوگا اور علم و ادب تہوڑی ہی عمر مین سیکہہ لیگا جبکہ اُسکا ضعف طفولیت قوت شباب سے متبدل ہوگا
اور وہ سرو ناز چمن خوبی مین خرام ناز جوانانہ کریگا غالب ہے کہ موافق رویہ اہل زمانہ کے میرا فرمانبردار نہو بلکہ سرکشی
کرے اس تقدیر مین اُسکی تادیب لازم پڑیگی تو یہی عصا کہ جو ہاتہہ مین ہی اُسی سے مارونگا اس تصویر مین ایسا مستغرق
تہا کہ پسر گردن کش کو موجود تصور کر کے وہی عصا جو ہاتہہ مین تہا اُس گہڑے پر مارا کہ چور چور ہو گیا اور شہد اور روغن
تمام سر و روئے زاہد پر بہگیا اور سب بدن اور لباس زاہد کا آلودہ ہو گیا اور سارے خیال ایکدم مین دل سے جاتے رہے
یہہ مثل اسلئے بیان کی ہے نے تاجانے تو کہ بے یقین صادق خیالات واہی سے دل خوش کرنا کام

۷ امر نہم از ای ہما … بیہودہ وغیرہ

پیچ وعدہ منکا ہو بلکہ ایسے امور مین فکر کرنا منع ہے اور بوگ کہ مگر اور عسی لو لعل پر فریفتہ ہونا نچاہیئے اگر کوئی مداہی اور اگر کو
اپنا جفت کرے اور اوسے بچہ پیدا ہو تو چاہیئے کہ فلانا اسکے نام رکہے بیت اگر را با مگر تزویج کردند ٭ وزینشان بچہ شد کا فلکے نام ٭
مرد عاقل کو چاہیئے کہ ہر کام کی بنیاد خیال پر نرکہے اور اندیشہ خام کو وسوسہ شیطان سے ہو دل مین راہ نہ دے **قطعہ** سالہا
اندیشہ تخم دین و دو سپہر کار ما آخر چنین یا آنچنان خواہد شدن ٭ یا بہ نیمہ سوال گنج سیم و زر خواہیم یافت ٭ یا دران اقلیم
حکم ما وران خواہد شدن ٭ عاقبت معلوم شد کاین ہا خیالے بیش نیست ٭ ہر چہ خواہد حاکم مطلق ہمان خواہد شدن ٭
زاہد نے یہہ نصیحت گوش دل سے سنی اور ترک خیالات واہی کرکے پہر فضولی کی گفتگو نہ کی ہر اجبکہ مدت حمل کی بسر ہوئی پسر نیک صورت
مقبول طلعت وجود مین آیا کہ علامات کرامات اسکے ناصیہ احوال سے ساطع اور لامع تہی یعنی صبح امید زاہد کی مطلع
تمنا سے نمایان ہوئی سجدہ شکر پروردگار عالم بجا لایا اور خوشی سے پیراہن مین نہ سماتا تہا اور یہہ اشعار مولف کے پڑہتا تہا
نظم صبح سے نکلا ہے باہر آفتاب ٭ برج سے نکلا ہی یا عمر خوش آب ٭ یا کہ نکلا غنچہ گل شاخ سے ٭ یا کہ نکلا یوسف اپنے
کاخ سے ٭ زاہد اسکی پرورش اور تربیت مین رات دن مصروف تہا شفقت پدری سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرتا تہا
ایکدن عورت حمام کو چلی اور بیٹی کو زاہد کے سپرد کرکے احتیاط مین مبالغہ کر گئی اور زاہد بہی اس بات مین اہتمام تمام کرتا
تہوڑا عرصہ عورت کے جانیکو ہوا تہا کہ اس دیار کے بادشاہ کا معتمد زاہد کے پاس نہایت مستعجل آیا کہ توقف اس مین کر سکتا تہا
زاہد بضرورت گہر سے باہر آیا مگر زاہد نے ایک راسو یعنی نیولا پالا تہا اور ایسا اسکو سدہایا تہا کہ جب گہر سے باہر جاتا تہا تو گہر سے
سونپ جاتا تہا وہ نگہبانی مار و موش وغیرہ کی کیا کرتا تہا زاہد اسوقت لڑکیکو بہی اسے راسو کو سونپ کے باہر آیا ادہر
زاہد نے قدم گہر سے باہر رکہا اور ادہر ایک اژدہا نکل کے گہوارے کی طرف متوجہ ہوا راسو نے دیکہا کہ مار خونخوار نے ارادہ لڑکی کا کیا ہے
جست کی اور اژدہے کا گلا پکڑ کے چبا ڈالا کہ کام اسکا تمام ہوگیا اور لڑکا محفوظ رہا اسیدم زاہد پہر کے گہر مین آیا راسو کو خون مین
آلودہ دیکہا جانا کہ اسنے لڑکے کو ہلاک کیا ہے اور راسو اس امید پر کہ مجہسے کار نمایان ہوا ہے زاہد کیطرف خوش خوش دم ہلاتا
ہوا دوڑا زاہد کا حال اپنی بیشعوری سے تباہ اور عالم آنکہون مین سیاہ تہا ایک بیٹا مدت العمر مین پیدا ہوا تہا اسے بہی راسو
نے ہلاک کیا اس غیظ مین بے تحقیق و تفتیش اس طرح سے عصا اسکی پشت پر مارا کہ سب ہڈیان ریزہ ریزہ ہوگئین
پہر جو نزدیک گہوارے کے آکے دیکہا تو لڑکا با آرام تمام سوتا ہے اور ایک مار سیاہ کہ حلقوم اسکا پارہ پارہ اور خون نفشان سے پڑا ہوا ہے
بمجرد معاینہ اس حال کے دود حسرت زاہد کے دل سے اٹہا اور سنگ حسرت سینے پر مارنا شروع کیا اور فریاد و نالہ
کرتا تہا اور کہتا تہا افسوس کہ اس حادثے کی آتش دلسوز کسی طرح تسکین نپائیگی اور اس عمل جانگداز کی
خجالت اور ندامت سے بری نہو سکیگی یہہ کیا حرکت نامناسب اور کار نالائق مجہسے صادر ہوا کاش یہہ فرزند عدم سے

وجود مین نہ آتا ویا مجھے اوس سے الفت ہوتی نا یہہ خون ناحق میرے ہاتھ سے ہوتا اب جو بیٹے اپنی ہمخانے کو بلا قصور ہلاک
کیا اور پاسبان محلسرا اور نگہبانی اپنے محسن کو بے سبب تصور تلف کیا خالق کو کیا جواب دونگا اور خلایق سے کیا
عذر پیش کرونگا ہائے افسوس اسکی بعد طوق ملامت میری گردن سے کسیطرح نہ اوتریگا اور داغ بدنامی میری صفحہ احوال سے
محو نہوویگا زاہد اس بیان دردناک سے زار زار روتا تھا کہ اودھر سے زن زاہد حمام سے آئی اور یہہ حال اسکو مشاہدہ
کرکے زبان ملامت زاہد پر کھولی کہ مین تجھے ایسا بیمہر بے وفا نجانتی تھی شاید کہ شکر اس نعمت کا کہ خدا نے تجھے
فرزند دیا اور مار کے گزند سے بھی بچایا یہی تھا کہ اسکو احسان کے عوض ہلاک کیا زاہد نے کہا کہ ای یار دلنواز یہہ
باتین نکر **مصرع** ای از سوال ملولیم واز جواب خجل ہم مین بھی جانتا ہون کہ ادای شکر الٰہی مین قصور ہوا مجھسے اور منہج شکیبائی
سے کہ راہ سالکان حقیقت ہے انحراف کیا ہے اب سبب بے صبری اور ناشکری کے نہ جریدہ صابرون مین ذکر کیا جاویگا اور نہ
شاکر دلان کے دفتر مین میرا نام لکھا جائیگا اور اب ملامت کرنا تیرا اس حال مین نیش پر نیش مارنا اور جراحت پر نمک چھڑکنا ہے
بیت ملامت بر دل مجروح یاران عاشق بدان ماند که با شد زخم شمشیر و بدوزند ش بسوزن ہم عورت نے کہا کہ سچ کہا تو نے کہ
اب ملامت سے کچھ فایدہ نہین ہے یہہ کام جو تجھسے صادر ہوا ہے نتیجہ شتاب کاری کا ہے کہ حاصل اوسکا سبکی اور پشیمانی ہے
تعجیل کرنیوالا اکثر منفعل ہوتا ہے **بیت** شتاب ودیر کار آہرمن است بپشیمانی جان و رنج تن است بہ
اور تو تنہا کچھ اس کام میں نہین ہے بلکہ تجھسے پہلے ایسے واقعات بہت حادث ہوئے ہین سنا ہے مینے کہ ایک
بادشاہ نے اپنا باز بے قصور مار ڈالا اور آتش حسرت سے سینہ سوختہ رہا زاہد نے پوچھا
کہ یہہ قصہ کیونکر تھا **حکایت بادشاہ باز کُش** کہا کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین ایک بادشاہ شکار دوست تھا
ایک اوسکا باز تھا کہ ایک پرندہ زمین پر مرغ کو فلک سے پکڑ لاتا تھا اور اوسکے خوف چنگال سے نسر طایر آشیانہ
سپہر مین چھپا رہتا تھا اور بادشاہ اوسکو بہت عزیز رکھتا اور ہمیشہ اپنے ہاتھہ پر رکھتا تھا اتفاقاً ایکدن بادشاہ اوسے
ہاتھہ مین لیکے شکار کو گیا ایک آہو سوار کے آگے سے اوٹھا بادشاہ نے اسپ باد پا ہو کے پیچھے ڈالا کئی فرسخ تنہا
نکل گیا لیکن آہو کو نہ پایا اور حشم وخدم بادشاہ کا سب پیچھے رہگیا اس حال مین تشنگی بادشاہ پر غالب ہوئی تلاش آب مین
ہر طرف گھوڑا دوڑایا آخر پیچھے ایک پہاڑ کے پہنچا دیکھا کہ اوپر سے پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے بادشاہ نے جام نکال کے
واسطے اوسکے نیچے رکھا جبکہ جام بھر گیا بادشاہ نے چاہا کہ پیئے باز نے پر مارا کہ سب پانی گر گیا دوسری
بار اوسیطرح جام بھر لایا اسنے وہی حرکت پھر کی بادشاہ نے تشنگی کے اضطراب مین باز کو زمین پر ایسا ٹپکا کہ ہلاک
ہوگیا اس حال کے مشاہدہ میں رکابدار بادشاہ کا پہنچا باز کو مردہ اور بادشاہ کو افسردہ دیکھا فی الحال مشکیزہ فتراک سے

کھولا اور جام ہو کے چاہا کہ بادشاہ کو پانی دے بادشاہ نے کہا کہ یہ آب زلال کہ بیاطہ سے ٹپکتا ہے سیرابی خاطر
زیادہ دہی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت سرد ہوگا اور صبر تنا نہیں کہتا ہوں کہ قطرہ قطرہ جمع ہو تو میں پیوں اب تو جلد بالای کوہ
جا سکے اسکو منبع سے جام بھر لا رکابدار کوہ پر گیا جہاں چشمہ آب تہ جا پہنچا دیکھا کہ ایک اژدہا لب پر چشمے کے موا ہوا پڑا ہے اور
حرارت آفتاب سے لعاب زہر آمیز اوسکا اوس پانی میں ملکر قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے دہشت نے رکابدار پر غلبہ کیا اور سراسیمہ
ہو کر کوہ سے نیچے آترا اور یہ حال بادشاہ سے عرض کیا اور شکیزہ سے جام بھر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ نے جام لب پر رکھکر
رونا شروع کیا رکابدار نے عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو سبب رونے کا کیا ہے بادشاہ نے وہ قصہ بیان کیا کہ اس باز کے
ہلاک ہونے سے سخت متاسف ہوں کہ بے تفحص ایسے جانور عزیز اور خیر خواہ کو ہلاک کیا ہے رکابدار نے عرض کیا کہ اوسی
اس باز نے بلای عظیم بادشاہ کے سر سے دفع کی بلکہ احسان اسکا سب اہل سلطنت پر ثابت ہے اور اگر شہریار نے اسکے ہلاک
کرنے میں تعجیل کی ہوتی اور آتش غضب کو آب حلم سے تسکین دی ہوتی اور باگ توسن نفس کی قوت بردباری سے روکی ہوتی تو
خاطر اقدس غبار رنج و ملال سے کیوں آلودہ ہوتی بادشاہ نے کہا کہ میں اس حرکت نامناسب سے ہی پشیمان ہوں لیکن
اب پشیمانی میری فائدہ نہیں کرتی ہے اور زخم اس ملامت کا کسی مرہم سے التیام نہ پائیگا جبتک زندہ ہوں یہ داغ حسرت میرے سینے
سے نہ مٹیگا اور چہرہ حال کا ناخن ملامت سے تا ابد خراشیدہ رہیگا مصرع چون کم نکردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست * اور
مثل اسلیے بیان کی ہے تا معلوم ہو کہ ایسی صورتیں بہت ہوتی ہیں کہ اکثر اشخاص شامت تعجیل سے ورطہ ندامت میں پڑے ہیں
بیت ہر کہ تعجیل بر آرد دو دست * سنگ جفا پایہ قدرش شکست * زاہد نے کہا کہ اے مونس وقت حالت بیقراری میں اس حکایت
سے تسلی دی تو نے اور اس پیرانہ سالی میں مرہم سے زخم دل پر رکھا ہے تو نے مگر معلوم ہوا کہ اس گناہ اور خیانت میں بہت سے
شریک رکھتا ہوں جیسا کہ حکایات اون لوگون کے جریدہ ایام پر لکھی گئی ہیں قصہ نامرضیہ میرا بھی لکھا جائیگا اور یہ معلوم ہوا
کہ جو کوئی کسی کام میں تعجیل کریگا ثمرہ وفاداری سے بے بہرہ رہیگا یہ ہے داستان اون لوگون کی کہ بے تامل عزم کسی
کام کا کر بیٹھے ہیں اور بغیر دریافت کسی بات پر عمل کرتے ہیں خردمند وہ ہے کہ تجربے کو ہر کام کا پیشوا کرے اور
آئینہ خرد کو نصیحت غفلات سے صیقل کرتا ہے اور ہر وقت میں جانب تامل کو نگاہ رکھے اور طریق تعجیل سے انحراف کرتا ہے
تا افزونی دولت اور ترقی اقبال ہر دم ہوتی جائے قطعہ زمام عمل بکف صبر دہ گرت باید * کہ گوی عیش بچوگان جہد
برباید * متاز توسن غفلت بعرصہ تعجیل * کہ آخر افگنت بزمین رسوای * شتاب مضطرب نکند کہ گر صد سال *
تو دست و پای زنی زان خطر برون نایی * بکوش تا بنہی در رہ حلم و درنگ شتاب * کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانایی *
باب ساتوان بیچ اختلاط اور تدبیر کرنے میں بلا دشمنون سے اور ... کے اوس بلا سے نجات پانے میں

رآے دابشلیم نے کہا سنی مینے داستان اُن لوگونکی کہ بے فکر و تامل دنیا کی حیرت و ندامت مین پڑے اور بے صبر
و تحمل دام پشیمانی مین گرفتار ہوے اب امیدوار ہون کہ ساتوین وصیت کا مضمون بتفصیل بیان فرما اور داستان اُن
لوگونکی کہ اس مین دشمنونکے گرفتار ہوئے اور دشمنان قوی دست مین چپ و راست سے گھر گئے اور سوا اسکے اور خلاف
بھی بہت سے کو واقع ہوے اور وہ غلبہ کرکے سب طرف سے غالب آئے اور یہہ شخص سمجھے کہ مین ورطہ ہلاکت مین پڑا اُسوقت
یہہ تدبیر کریکہ اُن دشمنون سے بعض کو تملق اور مدارا سے دوست بنائے اور اُنکی شرکت کی برکت سے اُن بلاؤن سے بچ جاے اب اسکا
بیان فرما کہ اسکو کس طرح سے عمل مین لائے اور جس دشمن کی مدد سے کہ مخلصی پائے اور اُس سے جو عہد و پیمان کیا ہو
اُسے کس طرح وفا کرے برہمن نے جواب دیا کہ ہر جگہہ دوستی اور دشمنی کیواسطے دوام اور ثبات نہین ہے کیونکہ اگر
دشمنی اور دوستی عارضی ہی تو جلد زائل ہو جائیگی اور یہہ صورت حکم ابر بہاری کا رکہتی ہی کہ کبھی کبھی برستا ہی اور جلد
موقوف ہو جاتا ہی اور اُسکے واسطے دوام اور ثبات نہین ہی اور مہر اور کینہ اہل زمانہ کا بے اعتبار ہین جمال خوبان
اور تقرب بادشاہان اور خوش آوازی طفلان اور وفای زنان اور تلطف دیوانگان اور سخاوت مستان اور عقیدہ
عالمیان اور فریب دشمنان سچیز کے مانند ہی کہ انمین سے ایک بھی اعتماد کے لایق نہین ہی اکثر دوستی دیکھی ہی کہ کمال
اتحاد و یگانگی کو پہنچی ہی اور بنیاد خصوص اور خصوصیت کی اوج سپہر کو پہنچی ہی اور اسکے بعد تہوڑے سے سبب سے وہ محبت
عین عداوت ہو گئی ہی اور بعض دشمنی دیرینہ اور نزاع موروثی اندک لطف مین موقوف ہوئی صورت دوستی کی
پیدا ہوئی ہی اور اسیواسطے خردمند دشمنونسے بھی تلطف اور مدارا فروگذاشت نہین کرتے ہین لازم ہی کہ طمع دوستی
دفعۃً منقطع نکر ڈالے اور نہ کسی کی دوستی پر بغیر امتحان کامل اعتماد کلی کرکے غفلت کرے **قطعہ** دوستی آنچنان مکن
کہ نگنجد میان دران موئے ۔ دشمنی ہم بدان صفت خوش نیست ۔ کہ ز یارے نباشدش بوئے ۔ ہر دو جانب نگاہ خواہ ہر دو را
ہر کرا ہست معتدل خوئے ۔ جبکہ معلوم ہوا کہ دوستی اہل زمانہ کی بے اعتبار ہوتی ہی تو چاہیئے کہ دانا عاقبت اندیش
التماس مصلحت آمیز دشمن کو بھی کہ متضمن دفع مضرت اور جاذب منفعت ہو فروگذاشت نکرے اور جسمین کہ کام
سرانجام پائے مصلحت وقت اقتضا کرے عمل مین لائے کہ دوربینی اور صلاح اندیشی کلید قفل دولت ہے اور اسکے بعد
کہ امداد سے دشمن کے اپنا مطلب پائے اور اس سے جو عہد کیا ہو اُسے اس طرح پر وفا کرے کہ نقض عہد بھی نہونے
پائے اور ایسا تقدم بالحفظ کرے کہ اسکی مضرت سے بھی محفوظ رہے اور نظیر اس صورت کا کہ جسکا بیان ہو چکا حکایت
موش اور گربہ کی ہے رائے نے پوچھا کہ یہہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ صحرا مین ایک
درخت کے نیچے ایک چوہے کا سوراخ تھا اور وہ ایسا تیز فہم اور دور اندیش تھا کہ ایک تامل

مین ہزار عقدے مالاینحل حل کرتا تہا اور ایک لحظے مین سو حیلے ایک خیال سے پیدا کرتا تہا **بیت**
فسون گر بود موش چارہ اندیش ؛ کہ دیدی حیلہ صد سالہ درپیش ؛ اور اُس درخت کے نزدیک ایک
بلّی کا بہی مسکن تہا اور اس نواحی مین صیاد بہی اکثر شکار کیا کرتے تہے ایک دن صیاد نے دام لگایا اور
تہوڑا گوشت اُس دام مین باندہ دیا گربہ حریص دام فریب سے غافل گوشت کے شوق مین بلا تامل دام مین چلی آئی ہنوز
دانت گوشت تک نہ پہنچا تہا کہ بستۂ دام بلا ہوئی **نظم** حرص ست کہ جملہ را بدام اندازد ؛ داند طلب مال حرام اندازد
حرص ست کہ جملہ خلق را ز آسایش ؛ باز آرد و در رنج مدام اندازد ؛ القصہ چوہا بہی طلب مین دانہ کے سوراخ سے باہر
آکے اور چند قدم چلکے احتیاط سے ہر طرف آنکہہ ڈالتا تہا اور یمین و یسار اور تحت و فوق دیکہتا تہا کہ ناگاہ نگاہ اسکی بلّی پر
پڑی بس دیکہتے ہی بلّی کی آنکہہ تاریک ہوگئی لیکن جب خوب نگاہ کی تو بلّی کو بستہ دام بلا دیکہا صیاد کو دعا دی اور
قید پر بلی کے شکر خدا بجالایا دوسرے جانب جو نگاہ کی تو راسو یعنی نیولیکو دیکہا کہ کمین گاہ مین قریب اسکے سوراخ کے بیٹہا ہے
ارادہ کیا بالا درخت پناہ لون دیکہا تو درخت پر ایک کوا ہی کہ وہ بہی اسکی فکر مین بیٹہا ہی دہشت اور وحشت نے چوہے پر غلبہ کیا
پہر اسنے اندیشہ کیا کہ اگر آگے جاؤن تو بلّی پکڑتی ہی اور اگر چپ و راست جاؤن تو نیولے سے بچونگا اور اگر درخت پر
جاؤن تو کوا پنجے مین لیتا ہی اب ان بلاؤن مین کیا کرون اور اس آفت کو کس حیلے سے دفع کرون اور یہہ حال اپنا کس سے
کہون اور دوا اس بیدرمانی کی سوا حکیم حقیقی کے کس سے مانگون **بیت** ندارم ہمدمے کز وے صلاح کار خود پرسم ؛ نہ غمخوارے
کز و حال دل افگار خود پرسم ؛ اب دروازہ بلا کا کہلا ہی اور منزل عافیت کی دور ہے اور بہت سی آفتون نے منہہ کہولا اور
راہ گریز کی مسدود ہے پر دلمین کہا کہ باہمہ دلکو قایم رکہا چاہیے اور ہمت نہارے کبہی ساقی روزگار شربت مراد پلاتا ہی
اور کبہی زہر ہلاہل شربت راحت مین ملاتا ہی بہرکیف نظر بخدا کرکے پای ثبات کو لغزش نہ دیا چاہیے اگر فیاض روح القدس
مدد فرمایگا تو یہہ سب آسان ہوجایگا اور مرد ثابت قدم وہ ہے کہ اگر خلعت دولت اسکے دوش مروّت پر ڈالین تو از بہار فرحت ہوکے
خندہ دندان نمانکرے اور اگر جرعہ محنت پلائین تو دیدہ اندوہ سے اشکباری نکرے بموجب بیت کے **بیت** ز رنج و
راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم ؛ کہ آئین جہان گاہی چنین گاہی چنان باشد ؛ اب اس تابش الم مین کوئی پناہ بجز
فضل الہی کے سایہ عقل سے بہتر نہین ہے اور اگر کوئی دستگیر مشفق اُستاد خرد سے زیادہ نہین ہے مناسب تر
صورت یہہ ہے کہ دہشت کو اپنے دلمین راہ دون اور وحشت کو نزدیک دماغ کے نچہوڑون کہ خردمند دانا کا دامن عقل کا
دریا کے مانند ہوتا ہی کہ اندازہ اُسکے ظرف کا حصر مین نہین آسکتا ہی لو بے غواص فکر عالی اور ذہن رسا اسکی تہا کو
کوئی نہین پاتا ہی اور جو کچہہ کہ اُسمین گرتا ہی پہر پایا نہین جاتا ہے اور کتنے ہی کوئی دست و پا مارے پاسنے اُس کا

ملد نہین ہوتا ہی اب وقت تدبیر کا ہے اور ہراس اور دہشت کرنے مین ہلاکت کی سوا اور کچھ حاصل نہوگا **نظم**
مردنا بت قدم آنست کہ از جا نرود گرچہ گشتہ شو گرد زمین ہمچو فلک ٭ [illegible] طوفان نبرد از جا بش ٭ نہ چو
مجنشک کہ افتد بدم از باد تفنگ ٭ جبکہ اسطرح دلکو سمجھا کے مضبوط کیا اپنے خود [illegible] بہتر نہین ہے کہ بلی سے صلح کرون
کہ اسوقت عین بلا مین وہ میری مدد کی محتاج ہے اور مجھے بھی اسوقت [illegible] مین ان آفتون سے خلاصی مقصود ہے
اور وہ بھی میری بات سی نجات پائیگی اگر بلی عاقل ہے تو میرے صدق گفتار پر اعتماد کریگی اور نفاق اور حیلے کا گمان
نکریگی تو برکت [illegible] دوستی اور [illegible] موافقت کی ہم دونونکو ان بلاؤنسے نجات حاصل ہوگی اور دشمن طمع منقطع کر کے اپنی
راہ لینگے آخر کار چوہا بلی کے نزدیک آیا اور پوچھا کہ حال کیا ہی بلی نے آواز حزین سے یہ بیت پڑھی **بیت** درسینہ خیر
سید ہراز سوز درون ٭ بین خشک لب تشنہ و چشم تر باب اور کہا کہ ای برادر تن ہبر البتہ نید شفقت اور دل سوختہ آتش
سے بہت ہے چوہے نے کہا اک ایک نکتہ رکہتا ہون لیکن مگر وقت تنگ ہے اور مجال سخن کم مگر بہ تفصیل سی کہا
جو خاطر مین گزرے وہ فرما اور توقف جائز نرکہہ چوہے نے کہا کہ مینے کبھی جھوٹی بات نہین کہی اور سخن دروغکو فروغ بھی
نہین ہوتا ہے سچ یہ ہے کہ ہمیشہ مین تیرے غم پر شادی کرتا تھا اور تیری ناکامی کو اپنی شادکامی جانتا تھا اور آرزو
میری یہ ہے کہ تجکو مضرت پہنچے کیونکہ تیری قوم میری قوم کی دشمن ہے لیکن مین آج اس بلا مین تیرا شریک ہون اور خلاصی تیری
اور خلاصی اپنی آپس کی دوستی مین دیکھتا ہون اور اسی مطلب کے واسطے سلسلہ دوستی کو جنبش دیتا ہون اور یہ میری دوستی
مشتمل بغرض ہے کہ اسی غرض کے درمیان دونونکا نفع ہے نہ ضرر اور اگر تو عاقل ہے تو معلوم کیا ہوگا کہ مینے سچ کہا ہے اور
اس بات مین کوئی صورت خیانت اور بداندیشی کی نہین ہے اور اپنے صدق مدعا پر دو گواہ بھی رکہتا ہون ایک نیولا کہ
میرے پیچھے کہ بیٹھا ہے اور دوسرا زاغ کہ درخت پر بیٹھا میری ہلاکت کا منتظر ہی اب جو تجسے نزدیک ہوا مین تو طمع
ان دونونکی مجسے منقطع ہو جائیگی اور اگر تو مجھے امان دے اس سبب کہ میرا اطمینان ہو تو میرا مطلب برآتا ہی اور تیری بھی مراد حاصل ہوتی
ہے کہ یہ پہندے جال کے جو تیرے [illegible] پڑی ہین انہین جلد کاٹ ڈالونگا اور مین بھی راسو اور زاغ سے نجات
پاونگا جبکہ بلی نے باتین چوہے کی سنین تو دریای اندیشہ مین مستغرق ہوئی چاہا کہ اس حکایات کی اطراف و جوانب کو قدم فکر سے پیمایش
کرے اور عیار اندیشہ کو [illegible] پر [illegible] چوہے نے دیکھا کہ وقت تنگ ہی اور بلی دریای اندیشہ مین غواصی کرتی ہی
کہا کہ اے بلی میری بات کا دل مین کہا اور تا خیر مکر کہ اسی وقت مین غافل توقف جایز نہین کہنے مین جبکہ مین تیری بقاپر دل خوش
کرتا ہون تو تو بھی میری حیات سی شاد ہو کہ جیسا کہ ہم دونونکا ایکدوسرے کی امداد سی تعلق ہی اور میری مثل اور تیری کشتی اور ملاح
کی مانند ہے کہ کشتی ملاح کی سعی سے کنارے پہنچتی ہے اور کشتیبان کشتی کی پشتی سے کام اپنا کرتا ہے اور میرا

حال بعد آزمایش کے معلوم ہوگا اور میری تعجیل کا سبب یہ ہے کہ فرصت وقت کی بہت کم ہی اور اتنا تونے بہی جانا
ہوگا کہ کردار بہ از گفتار بہت ترجیح رکہتا ہے اور جو عہد دوستی کا مین کرتا ہون اوسمین وفا کرونگا اب جو منظور ہو سو جلد
زبان پر لا ؎ فرا انتظار نیک دو چشم امید وار ہ بر گوشہای آن خم ابرو نہادہ ایم * بلی چوہے کی حکایت سُنکے اور درستی کا
یقین کرکے خرسند ہوئی اور کہا کہ تیری باتیں سچ معلوم ہوتی ہے اور یہ مُحوای کلام تیرا لوہی صدق دیتا ہی اب مینے اس
مصلحت کو قبول کیا اور بحکم الله تعالی کا اَلصُّلحُ خَیرٌ ہے گوش جان سے سنا مینے اس بات سے تجاوز نکرونگی اور امید غالب ہے
کہ اس باہم کی دوستی سے خلاصی ہم دونوں کی ہو جائیگی اور شکر اس منت کا مادام الحیات اپنی ذمے پر لازم کیا مینے اور امید یہ ہے کہ
تو بہی اپنے عہد سے پر قائم رہیگا اب بتا کہ کیا کیا چاہیئے چوہے نے کہا کہ مین تیرے پاس آتا ہون اور تو اکرام تمام سے میری
تعظیم بجا لا تو دشمن تو اعادہ دوستی سے فیما بین کے واقف ہوکے راہ اپنی لین اور مین بفراغ خاطر تیری بند کاٹون
بلّی نے اس بات کو قبول کیا اور چوہا نزدیک آیا اوسنے اہتمام تمام سے رسم تعظیم ادا کی اور نہایت ملائمت اور دلجوئی
اور نوازش سے مہربانی فرمائی جبکہ راسو اور زاغ نے یہ حال مشاہدہ کیا شکار موش سے مایوس ہوکر راہ اپنی لی
جبکہ موش نے حمایت سے گربہ کی ان بلاؤن سے نجات پائی اگر گربہ اس دام سے رہائی پائے اور وفای عہد نکری
تو تو وہی آتش عہد کا لنبہ موجود ہوا اوس واسطے پہندی دام کے کاٹنے شروع کیئے لیکن موش اندیشہ دور و دراز مین پڑا
کہ ان دو بلاؤن سے اسطرح سے نجات پائی بند کاٹنے مین آہستگی کرنے لگا گربہ فراست سے سمجہی کہ موش دور اندیشی مین پڑا کہا کہ ای
موش تونے میری نزدیکی کے سبب سے دشمنون سے نجات پائی اور اب حسن وفا مین کاہلی کرتا ہی اور مین تو پہلے ہی جانتی تہی کہ وفا وہ
دوا ہی کہ طبلہ عطار روزگار مین نہین پائی جاتی ہے اور حسن عہد وہ جوہر ہے کہ خزانہ زمانہ مین موجود نہین ہے اور وفا وہ
سیمرغ ہے کہ نام کے سوا اسکا نشان پایا نہین جاتا ہی اور نیک عہد وہ کیمیا ہی کہ اوسکی حقیقت بجز حکایت کسی نے پائی نہین ہے
؎ وفای مجو زکس ور سخن نمی شنوی * بہرزہ طالب سیمرغ و کیمیا مباش * موش نے کہا کہ حاشا مین اپنا چہرہ حال داغ بیوفائی
سے آلودہ کرون اور نام نیک کہ مدت مدید مین حاصل کیا ہی جریدہ بدعہدی پر ثبت کرون اور مین جانتا ہون کہ وفا کمند ارادت
ہی اور توشہ راہ سعادت اور وہ کیمیا ہی کہ خاک تیرہ کو زر کرتی ہے اور وہ طوطیا ہی کہ دیدۂ خرد کو بینا بناتی ہی اور جسکے مشام
جان نے بوی وفا نہین پائی ہے اوسکو ریاحین محاسن صفات سے کچہ نصیب نہوا اور جسکے دیدۂ دل نے نور وفا نہین دیکہا ہی
مشاہدہ انوار مکارم اخلاق سے بے بہرہ رہیگا ع ای خاک بمان سرکہ در و مغز وفا نیست * گربہ نے کہا کہ اگر جانتا ہی تو
کرشمہ ما با معشوق کمال اور جمال خسارہ حسن جمالہ پر بہیر تو اپنے رخسارہ کا رنگ گلگونہ سے کیون آرایش نہین دیتا ہی اور وہ
گلزار کہ جسمین نہالہ وفا نہین ہے کسی نے کسی کا زخ دل اوسکے ساتھ محبت پر شرانداز نہین ہوتا ہی اور جو رخسار کہ خال محبت سے خالی ہے

کوئی صاحب نظر التفات اُسپر نہین کرتا ہو اور اسیواسطے مولف نے کہا ہو **نظم** وہ چہرہ کیا اگر کوئی خال وفا نہین ؛
وہ باغ کیا کہ جسمین نہالِ وفا نہین ؛ بہتر وفاسے شی نہین کوئی جہان مین ؛ وہ دل ہو سنگ جسکو خیال وفا نہین
اور جو کوئی کہ لباس وفاسی عاری ہوگا اور جو عہد کہ باندہیگا اُسے ادا نکریگا اُسے وہ پہنچیگا جو اُس زن دہقان کو پہنچا
موش نے پوچہا کہ یہہ کیونکر تہا اُسنے کہا **حکایت دہقان** لکہا ہو کہ فارس کے ایک قریہ مین دہقان تہا تجربہ کار اور
صاحب فہم جام روزگار سے بہت تلخ وشیرین چکہا تہا اور شدیدوفراز زمانہ سے دشواری اور آسانی دیکہی تہی ف جہان
پیمودہ وبسیار دانے ؛ ظریفے زیرکے شیرین زبانے ؛ اور اُس دہقان کی ایک عورت تہی کہ رخسار اُسکے شمع شبستان
حسن پرستان اور لعل شیرین شکر ریزی مین نقل می پرستان محبت تہی پیر دہقان باوجود ہنرمندیکے فقر و
فاقہ سے گذران کرتا تہا اور تخم توکل افوض امری الی اللہ مین بویا تہا اور دستور روزگار غدار کا اکثر یہی ہے کہ
ارباب ہنر کو فواید دنیوی سے محروم رکہتا ہو اور بے ہنران نامستعد کو اوج کامگاری پر سرفرازی دیتا ہو **قطعہ**
کجروان را دہند خرمنہا ؛ برگ کاہی براستان ندہند ؛ مگسان را دہند شہد وشکر ؛ ہمایان جز استخوان ندہند ؛ الغرض وہ
دہقان ہنر زراعت کا بخوبی جانتا تہا چونکہ اسباب اسکا نرکہتا تہا اسواسطے بیکاری اور تنگدستی مین گذران
کرتا تہا ایکدن عورت نہایت تنگدستی سے عاجز آکے طعنہ دینے لگی کہ گوشہ کاشانہ مین بیٹہہ کے عمر عزیز کو
کبتک اس ضیق مین بسر کریگا حرکت کہ موجب برکت ہی کیون نہین اختیار کرتا ہو اگرچہ اللہ تعالے نے رزق
سبکا معین کر رکہا ہی یعنی دیوانخانہ کرم سے برات الرزق علی اللہ کہ ہر کسیکیواسطے مقرر کر دی ہو لیکن طغرای الکا
حبیب اللہ بہی اُسکے گوشہ پر لکہا ہو گواہی لازم ہو کہ کسب کو سبب رزق کا سمجہے اور نزدیک میرے صلاح حال اسمین
ہے کہ طریق کسب کو بسیط حواجہ الکہ وہ سبب رزق کا ہو دہقان نے کہا کہ اے یاعزیز جو تونے کہا سچ ہو لیکن مجہے
ایک مدت اس قریہ مین سرداری کی ہو اور اکثر دہقان اس قریہ کے میرے مزدور رہے ہین مدیہو لاکہ اسباب زراعت
کچہہ باقی نرہا اب مزدوری کے سوا چارہ نہین ہے اور مزدوری ان لوگونکی دل گوارا نہین کرتا ہو اور اگر یہی بات
منظور ہے تو اس موضع سے اور طرف چلنا بہتر ہو کہ غیر وطن مین شماتت ہمسایہ کی نہین ہو اور دوسرے ملک مین
جو کچہہ پیش آویگا اُسے گوارا کرونگا عورت بہی کہ فقر اور فاقہ سے تنگ آئی تہی جلاء وطن پر راضی ہوئے اور اُس جگہہ سے
نواح بغداد کی طرف منہہ کیا ایکدن اثناء راہ مین کوفتہ ہو کے ایک درخت کے سایہ مین پناہ لی اور دفع
ملال کیواسطے ہر طرحکی باتین کرتی تہی دہقان نے کہا کہ ای یار گرامی محنت غربت کی اختیار کی ہمنے اور عزم اُس ولایت
کیا کہ وہان کوئی ہمین پہچانتا نہین ہے اور لوگ اُس ولایت کے بہت جابر ہین مبادا کہ افسون وافسانے سے تیرا ارادہ کرین

ف ۱ ترجمہ سونپتا ہون مین کام اپنا خدا کی جانب ۱۲ ف ۲ یعنی کسب کرنیوالا دوست خدا کا ہے ۱۲

اور تو بہی غرور جوانی اور امید کامگاری پر مائل انکے ہونکے مجھسے کنارہ کرے اور اس پیرانہ سالی مین آتش فراق سے
مجھے جلاے عیاذاً باللہ اگر یہہ صورت پیش آے پہر امکان میری زیست کا نہین ہے؛ بیت زمرگ باک ندارم ولے ازان ترسم؛
کہ من بمیرم و تو جان دیگران باشی؛ عورت نے کہا کہ یہہ کیا بات ہے کہ تیری زبان پر آئی اور یہہ کیا خطرہ ہی کہ تیری
خاطر مین خطور کیا بیت کنیزی بیکنم تا زندہ باشم؛ بمیرم بہمانت بندہ باشم؛ اور اگر یہی خیال ہوتا تو مسافر
اختیار کرتی اور داغ جدائی وطن اپنے دلکو ندیتی جو عہد کہ روز اول تجھسے کیا ہی امیدوار خدا سے ہون کہ زندگانی
اوسپر ثابت رہون اور اگر اسمین شک ہے تو اب پہر تو تجھسے پہر عہد کرتی ہون بیت زیست بہر تجھسے ہی مہر وفا ہے
بخدا بخاک میری ہی نہو گی تری قدمونسے جدا؛ دہقان اس بیت سے خوش ہو کے بخاطر جمع تمام سر اوسکے زانو پر رکھکے
سو رہا مقارن اس حال کے ایک شخص پیدا ہوا مرکب تازی پر سوار اور لباس شاہانہ در بر باہزار کر و فر عورت نے نگاہ کی
ایکبارگی ان کو دیکہا کہ از سر تا پا شعلہ نور ہے گویا یہہ شعر مولف کا اوسکے حسب حال ہی بیت چہٹ گئی ہاتہہ سے عنان شکیب
جیسے اوس شہسوار کو دیکہا؛ غرضکہ ان دونون کی آنکہین دوچار ہوتے ہی ایک دوسرے کا فریفتہ ہوا اور وہ جوان
اوس دیار کے بادشاہ کا بیٹا تہا کہ بارادہ شکار سوار ہوا تہا اور ملازمونسے دور پڑ گیا تہا جبکہ اسکی آنکہہ اوس آہوے صید
افگن فتنہ آشوب پر پڑی اوس کا تیر نگاہ دلدوز شاہزادے کے سینے پر ایسا بیٹہا کہ ارادہ شکار کا رکھتا تہا یا خود شکار
ہو گیا کہا کہ اے رشک پری و اے تہیلہ بتان آزری تو کون ہے اور کیونکر یہان آئی ہی عورت نے آہ سرد دل پر درد سے کہینچی
اور کہا کہ اے دولت بیدار حال بخت خفتہ اور قصہ دیدہ بیخواب میرا طولانی ہی بیت سر دارم کہ سامان نیست اورا
بدل دردے کہ درمان نیست اورا؛ ای جان عالم مونس و غمگسار میرا یہہ پیر کہن سال ہی اور دل بیقرار میرا اسکی کلفت
و ملال اور بنیاد انسیت کی یہہ ہے کہ دیکہی تو نے اور سر انجام کار یہہ ہے کہ مشاہدہ کیا تو نے ایک عمر میں نے سختی مین بسر کی
ہی اور زندگانی سی کچہہ لذت نہین پائی ہی جوان نے کہا کہ اے مراد دل غمزدگان و اے انیس دل گم گشتگان حیف ہے
کہ تجھسا محبوب اسیر دام کرب و بلاے محنت و غربت ہو اور یہہ بات روا نہین ہی کہ تو اس حسن و جمال پر مصاحبت پیر
فرتوت کی اختیار کرے اور ایسی حسن و سیرت پر فقر و فاقہ سے گذران کرے جلد آ کہ مین تجھے تخت عزت پر بٹہاؤن اور ملکہ
عالم بناؤن جبکہ عورت نے خوشخبری شاہزادے کے وصال کی سنی عہد تازہ کہ دہقان سے باندہتا تہا بہول گئی اور پیمانہ
عہد و پیمان کا سنگ بیوفائی سے توڑا جبکہ جوان نے اوس عورت کو اپنا مائل دیکہا کہا کہ ای جان جہان جلد میرے
پاس آ کہ تجھے سوار کر کے چلون اور جبتک کہ دہقان اوٹہے دوڑکے پہنچون عورت نے سر دہقان کا زانو سے اوتار کے
خاک پر رکہا اور جست کر کے جوان کے ساتہہ گہوڑے پر سوار ہوئی کہ اس عرصہ مین آنکہہ دہقان کی

کہلی دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ کے روانہ ہوئی کہا کہ ای بیوفا یہ کیا بدعہدی ہے کہ تو عمل مین لائی عورت
نے کہا کہ افسانہ بیہودہ نکمہ ہو بیرود لیونسی حسن عہد طلب کرنا سہیل کو ثریا کے ساتھ جمع کرنا ہے اور جفا پیشو نسلی وفا
رکھنا گویا کہ نہال گل آتش گلخن مین بونا ہے پیر دہقان نے کہا کہ حد انصاف سے پاؤن باہر رکھا اور خدا سے ڈر کہ مکافات
پیمان شکنی کی اور شامت بدعہدی کی جلد ملتی ہے اور تو بہت جلد پشیمان ہوگی عورت نے اوسکی بات پر کچھ التفات
نکیا اور جوان سے کہا کہ اب جلدی کر کہ صحرای فراق سے مخلصی پا کے سر منزل وصال کو پہنچین شہزادے
مرکب تیز رفتار راہ مون نورد کو پاشنہ مارا کہ پلک مارنے مین دہقان کی نظر سے غائب ہوگیا بیچارہ بادہ جور
مذلت غربت اور اذیت مفارقت پیچھے اونکے روانہ ہوا اور اپنے دلمین کہا کہ عہد وپیمان عورتونکا مطلق وفا نہین
رکھتا ہے مینے عبث اوسکی بات پر اعتماد کرکے ترک وطن اختیار کیا اب جانیکی اور نہ رہنے کی بازگشت کا باقی رہا دیکھیے
کہ انجام کار میرا کیا ہو یہ کہتا تھا اور زار زار روتا تھا اور ہر دم خدای کریم کو بعظمت وجبروت یاد کرتا تھا اب اونکا حال سننا
چاہیے جبکہ وہ دونون چند فرسنگ راہ طے کرکے ایک پانی کے چشمے پر پہنچے کہ گرد اوسکے درخت سایہ دار بیشمار تھے
یہ عورت اس سبب کہ عادت سواری کی نرکہتی تھی تہک گئی اور جوان بھی کوفتہ تھا کہا کہ یہ مقام خوب ہے ایک ساعت یہان
آرام کرین اسکے بعد آگے روانہ ہون گہوڑے سے اوترکے اوسی سایہ مین بیٹھ کلام باہم کرتے تھے اور جوان اوسکی حسن بالجملہ
اور خال و زلف حیرت افزا پر نگاہ کرتا تھا اور متحیر ہوتا تھا عورت نے کہا کہ دل چاہتا ہے کہ مین اس چشمے مین نہالون کہ گرد
راہ سے بدن خارش کرتا ہے جوان نے اجازت دی وہ بیچاری چشم حیا کے باعث اوس جگہہ سے اتنی دور گئی کہ جوان کی نگاہ سے
غائب ہوگئی وہان پر پہنچ سکے چاہتی تھی کہ تدبیر غسل کرے کہ ایک شیر شرزہ پیدا ہوا اور اوس عورت کو منہ مین لیکے خشکی کی
طرف روانہ ہوا شاہزادہ آواز شیر کی سنکے گہوڑے پر سوار ہوا نزدیک جاکے دیکھا کہ محبوبہ شیر کے منہ مین ہے جوانہی اوسکی ہیبت سے
سراسیمہ ہوکے اور مرکب کو تازیانہ کرکے راہ اپنی لی اوس عورت نے جو تخم بیوفائی کہ مزرع عہد وپیمان مین بویا تھا
آخر دست کاٹا دہقان کہ افتان وخیزان اوسکے پیچھے آتا تھا اوس چشمے پر پہنچا دیکھا کہ اوس بیوفا کو شیر نے کھالیا ہے
اور اوسکا لباس خون آلودہ پڑا ہے سمجھا کہ یہ ہی شومی بیوفائی کی ہے کہ اوسی پہنچی تہوڑی دیر تک چشم عبرت دیکھتا رہا بعد اسکے
روانہ ہوا یہ مثل اسواسطے بیان کی ہے کہ جو کوئی سر رشتہ وفا کا ہاتھ سے چھوڑیگا طوق بلا مقرر اوسکی گردن مین پڑیگا بیت
بیوفائی ہر کجا رخت افگند * عاقبت آنجای را ویران کند * موش نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ نفاق اور مکر کرنا تیری اخلاق سے رذیلگی
کی عادت سے بہت دور ہے اور منافع مودت کے اور فواید تیری صحبت کے اسوقت مجھکو پہنچے اور دشمنون کے ہاتھ سے تیری دوستی کے
سبب پناہ پائی اوسکا عوض اب میرے اوپر واجب ہے مقدور بھر تیرے کام آؤنگا مگر مجھے ایک اندیشہ ہے جبتک کہ اوسکا دغدغہ

رفع نہو گا تب تک سب بند کاٹنے مین تامل کرونگا گربہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ میری طرف سی تجہے کچھ خدشہ باقی ہے
اور میرا حال یہ ہے کہ جو عہد کہ تجہسی کیا ہی اوسمین فرق نہین کیا ہے اور نکرونگی مگر تجھے بہی لازم ہی کہ وحشت قدیم کو دل سے دور
کر کہ موافقت جدید نے مخالفت قدیم کو میری دل سی اوٹھا یا ہی اب تو مجہی بچشم انصاف دیکھ کہ فائدہ میری دوستی کا تو حاصل
کر چکا پس لازم ہے کہ تو بہی ایفای وعدہ کر اور اپنا آئینہ دل غبار بدعہدی سی مکدر نکر جو لوگ نیک سیرت ہین ایک لطف اگر
کسی سے دیکہتے ہین تو علم دوستی اور شکر گزاری کو اوج آسمان پر پہنچاتے ہین اور بوجوہ ثابت ہی کہ شآمت بیوفائی
اور سوگند دروغ کی بنیاد حیات و مال کو برباد کرتی ہی اور وبال خلاف عہد بکا اساس زندگانی کو ہنوز لیسی فرصت مین منہدم
کر دیتا ہی لازم ہی کہ تو حق وفاداری فروگذاشت نفرما اور جو عہد کہ کیا ہے اوسی بلا اندیشہ ادا کر موش نے کہا کہ مجہو ایک خلجان عبث
کا مال ہے ورنہ جو عہد کہ تجہسی کیا ہے اوسکی وفا مین زنہار فرق نکرونگا تو خاطر جمع رکہہ مین سب تیری کاٹ دونگا گربہ نے
کہا کہ مضمون خاطر اپنا صاف صاف بیان فرما تا مین بہی نظر تحقیق سے اوسی دیکہون اور مایہ خرد اور اندازہ دانش تیرا معلوم
کرون موش نے کہا کہ مجہی اندیشہ یہ ہے کہ دوست دو طرح کے ہوتے ہین اول وہ ہین سا تحقیق صدق کامل اور صفائی باطن اور بے
شائبہ غرض کے دوستی رکہتے ہین اور دوسرے گروہ لوگ ہین کہ وقت اضطرار کے یا بطریق طمع اور غرض کے طرح محبت کی ڈالتے
ہین گروہ اول وہی ہر حال مین اعتماد کے لائق ہی اور اُن لوگو نسی جتنا بچے بہتر ہے خلاف عقل نہین ہے **قطعہ** دوست وہ ہی
دوست کے عیبونکو جو جانے ہنر بہ ہو حرف گر دوست کا جانے اوسی دل سے گہر بہ دوست وہ ہی جو خطای دوست کو نہ جانے صواب بہ رو بی زشت
دوست کو سمجھے بہ از شمس و قمر بہ اور وہ لوگ کہ حمایت دوستی سے اپنا دفع ضرر کرتے ہین حال انکا ایک قرار پر نہین رہتا ہی
کبہی بساط انبساط بچہاتے ہین اور کبہی خیال ملال دلمین لاتی ہین گاہی اتحاد کرتے ہین مانند شیر و شکر کی اور کبہی دشمنی کرتی ہین
مثل زہر کے اور جو لوگ کہ دانا ہین وہ باگ اختیار کی ایسی لوگونکی ہاتھ مین نہین دیتی ہین اور اونکی اجرای کار مین تا مصلحت وقت
توقف کرتے ہین اور تدبیر سمجھ سمجھ کے اوسی سرانجام دیتی ہین اور اپنا بچاؤ بہی ہر حال مین مد نظر رکہتے ہین کہ حفاظت اپنی
ذات کی واجب ہی اور جو لوگ کہ اس روش پر چلتی ہین وہی صاحب فراست اور دانشمند ہین اور مینے جو کچھ کہ کہا ہے تجہسی اوسی پر میرا
عمل ہی یہ جو کچھ کہ تجہسی وعدہ کیا ہی اوسمین کبہی فرق نکرونگا لیکن اپنی حفاظت مین بہی مبالغہ رکہتا ہون کیونکہ تیرا خوف
مجہے حد سے زیادہ ہے الحمد مین بہی اوسی گروہ مین سے ہون کہ دفع ضرر کیواسطے تجہسی صلاح کی ہے اور تیری طرف سے
جو ملائمت ہوئی ہے وہ بہی اپنی دفع مضرت کیواسطے ہوئی کہ اس آفت مین حال میرا تیرا یکسان ہے اب مجہپر فرض ہی کہ اپنی حفاظت
اور تیری مخلصی کرون **بیت** در استحکام کار خویش میکوش بہ مکن قانون حکمت را فراموش بہ کسی کو کار بے بنیاد ساند بہ
بنای فعل او برباد ساند بہ گربہ نے کہا کہ ای موش تو بہت دانا ہی اور تیرا دانا یہ حرف مین اسقدر نجاتی تہی مجہان با تو نسی ہو سند کیا تو نے

اور کلیہ تجربہ اور ہنر سیکھے رہا تہہ مین دی تونے اب یہہ فرمایا کہ کونسی صورت ہی کہ بند میرے کٹین اور تو بہی سلامت رہے موش
ہنسا اور یہہ مصرعہ پڑہا مصرع ہر کجا دوستیست در دانش مقرر کردہ اند ۔ اور کہا کہ خیال مجہے یہہ ہے کہ اور سب بند کاٹون مگر
ایک بند کہ وہ اصل سب بندونکا ہی اپنی حفاظت جانکیواسطے باقی رکہون جسوقت کہ وہ حالت پیش آئے کہ تجہے اپنے بچاو کی
فکر پڑے اور مجہے رنج نہ پہنچا سکے اُسوقت اُسکو بہی کاٹ دون کہ تجہے بندسے اور مجہے گزندسے نجات ملے گربہ نے جانا کہ موش
اپنے کام مین کامل ہے کسیکے فسانے اور فریب سے نہ بہلیگا آخر کار موش نے اور سب بند گربہ کے کاٹے اور جو بند کہ
سب مین استوار تہا اُسے برقرار رکہا اور رہ وہ باقی رات افسانہ وحکایات مین بسر کی جسوقت کہ عنقائے سحر نے آشیانہ
مشرق سے بلند پروازی کی اور شب تیرہ دامن اُٹہا کر گوشہ مغرب کو بہاگ گئے اور سپیدۂ صبح کا چار دانگ عالم مین جلوہ گر
ہوا صیاد دور سے نظر آیا موش نے کہا کہ اب یہہ وہی وقت ہی کہ اپنے عہدہ عہد کو بجا لاؤن اور جسکا کہ ضامن ہوئے ہے اُسکی ادا
کرون گربہ نے جو صیاد کو دیکہا یقین ہوا کہ میرا قتل نزدیک ہے مشوش اور مضطر تہی کہ موش نے اُس عقدہ باقی کو بہی
کاٹا گربہ نے ہول جانسے موش کو چہوڑ کے باکشتان بہاگ کے درخت پر چڑہ گئے اور موش بہی ورطہ ہلاکت سے نجات پاکے سوراخ
مین در آیا صیاد نے دام ٹوٹا اور بہند کٹے دیکہے حیرت اُسپر غالب ہوئی اسباب دام کا اُٹہا کے ناامید پہر اُٹہا تہوڑے عرصے کے
بعد موش نے سوراخ سے نکالکے گربہ کو دور سے دیکہا اور گربہ نے آواز دی اور یہہ مصرعہ پڑہا مصرعہ نادیدہ مکن کہ
دیدہ باشی بارہ کیا نہین جانتا ہی تو کہ دوست عزیز کو ہاتہہ مین لانا اپنے اوپر آڑے کے واسطے ذخیرہ نفیس حاصل کرنا
ہے اور تو نے جو مروت کہ میرے ساتہہ کی ہی شکر اُس اشفاق کا ہزار زبان سے ادا نہین کرسکتی ہون موش تو گربہ کی جبلت
سے سخت کارہ تہا یہہ قطعہ پڑہا قطعہ روزگاریست کہ از غایت بیداد درد ۔ نیست ممکن کہ کسی سر و سامان باشد ۔
چشم نیکی زکہ داریم بعہدیکہ درد ۔ گر کسے بد نکند غایت احسان باشد ۔ اور کہا کہ اب میری خاطر مین آتا ہی کہ یہہ زمانہ خلوتکا
اور روزگار فراغت کا ہے کہ اسکے بعد کسی سے صحبت اور رسم محبت نہ رکہون گربہ نے کہا کہ اپنا دیدار مجہسے دریغ نہ رکہہ اور حق دوستی
ضایع نکر جو شخص کہ بہت محنت سے دوستی پیدا کرتا ہی اور بیموجب دائرہ محبت سے قدم باہر رکہتا ہی نتیجہ یاری سے محروم رہتا ہی اور سب
دوست اُسے ناامید ہو کر ترک محبت کرتے ہین بیت بد کسی دان کہ دوست کم دارد ۔ بدتر آن کو گرفت و بگذارد ۔ اور
مجہپر تیرا احسان جان بخشی ثابت ہی اور تیری برکت شفقت سے نعمت زندگانی حاصل ہوئی ہی اور جو کہ عہد محبت میں نے
تجہسے باندہا ہی اُسمین مضرت کا اندیشہ زنہار نکرنا ۵ توان شنید نسیم وفا و عہد قدیم ۔ ز ہر گلے کہ دمد تا قیامت از گل ما ۔ اور
میری عمر باقی ہی حقوق تیرے فراموش نکرونگی اور عوض تیرے احسانکا جہانتک کہ میری استطاعت مین ہی بجالاونگی ہر چند
کہ گربہ نے اسطرح کی باتین بہت سی کہین موش نے ایک بہی قبول نکی اور جواب دیا کہ جو عداوت عارضی

ہوتی تو ایک آمیختگی مین رفع ہو جاتی اور جبکہ دشمنی ذاتی ہو اگرچہ ظاہر مین بنای دوستی مضبوط نظر آوی اُسپر اعتماد نکرے
کہ اُسکی مضرت بہت اور منفعت کم ہی اور ہمین تجہمین نسبت جنسیت کچھ نہین ہی بہتر یہہ ہی کہ تو میری صحبت سے دل اُٹھا لے
وہ اسقدر جو ہو چکا محض ضرورت سے تہا اب ہمارا اُسکی امید نرکھنا اور جو کوئی کہ غیر جنس سے آمیزش کرے گا اُسکو وہ پہنچیگا جو اُس
مینڈک کو پہنچا کر بے نے پوچہا کہ یہہ حکایت کیونکر ہے **حکایت موش و مینڈک** کہا کہ ایک موش کنارہ چشمہ آب ایک
درخت کے تلے رہتا تہا اور اُس چشمہ مین ایک مینڈک تہا کہ کبہی کبہی کسب ہوا کو باہر آیا کرتا تہا ایکدن لب چشمہ آکے نغمہ
خوش آہنگ سے صدا کر رہا تہا اُسوقت موش بہی اپنے سوراخ مین نغمہ زمزمہ آرا تہا جبکہ نغمہ مینڈک کا سنا متحیر ہوکر باہر آیا اور
نغمات مینڈک کے سنکے ہاتہہ پر ہاتہہ مارتا تہا اور خوش ہو ہوکے سر ہلاتا تہا مینڈک کو حرکات اور اطوار موش کے خوش آئے
اسلیے طرح آشنائی کی ڈالی لاکن عقل منع کرتی تہی کہ ناجنس سے آشنائی کرنا نچاہیے اور خوش طبع دوستی پر تحریص
کرتی تہی آخرکار خواہش طبع غالب آئی اور باہم دوستی پیدا ہوئی اکثر حکایات خوش اور روایات دلکش باہم کہا کرتے تہے
موش نے ایکدن مینڈک سے کہا کہ کسیوقت مجہکو کوئی ضرورت ہوتی ہی اور تو اُسوقت پانی مین ہوا کرتا ہی اور مین خشکی مین یہہ
بات کیونکر بہم پہنچے ہرچند آواز دیتا ہون تو غوطہ میں ہے اور مینڈک تجہے نہین سنتا ہی لہذا کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ تجہکو مین چشمہ کے
کنارے آؤن تب سکے کہ مین چلا آؤن تو باہر چلا آئے مینڈک نے کہا کہ سچ کہتا ہی تو مین بہی اسی خیال مین پڑا ہون کہ میرا یار
جسوقت لب آب کے پکارے مین آجایا کرون اور اُسے انتظار کرنا نپڑے اور کبہی ایسا ہوتا ہی کہ مین تیرے سوراخ پر آتا ہون
اور تو اور جگہہ گیا ہوتا ہی بہت انتظار کرنا پڑتا ہی بارہا مینے چاہا کہ اسبات کو تجہسے بیان کرون مگر تو نے خود اپنے کشف اور صفائے
باطن سے میرا مکنون ضمیر معلوم کیا اب تدبیر اس قضیے کی تیری رائے عالی پر ہے **فکر** سے غور ایسی کرو تدبیر کوئی • کہ ہم دونون
مین فرقت سی ہو دلگیر کوئی • موش نے کہا کہ مجہکو سر رشتہ ہاتہہ آیا ہی بہتر یہہ ہی کہ ایک رشتہ دراز پیدا کرکے ایک
سرا اُسکا تیرے پاؤن مین باندہون اور ایک اپنے پاؤن مین جب کہ مین لب آب آؤن اور اُس رشتہ کو
ہلاؤن بلا تامل تو میرے پاس چلا آئے پکارنا اور چلانا نپڑے اور جسوقت تو میرے سوراخ پر تشریف
لائے اور اُس رشتہ کو ہلائے مجہے خبر ہو جائے دونون نے اس بات کو پسند کیا اور عمل مین لائے
اور ہمیشہ اسیطرح کیا کرتے تہے ایک دن موش لب چشمہ آیا چاہتا تہا کہ مینڈک کو بلائے کہ ناگاہ
زاغ کی نگاہ اُسپر پڑی جست کر کے موش کو منقار مین اُٹہا لیا اور ہوا پر اُڑا وہ رشتہ کہ دونون کے
پاؤن مین باہم بستہ تہا مینڈک پانی سے کہچا اور لٹکتا ہوا موش کے ساتہہ چلا جبکہ لوگونکی نگاہ پڑی تعجب سے
کہا کہ مینڈک شکار زاغ کا نہین ہے یہہ کیا تماشا ہے کہ نظر آتا ہی مینڈک نے کہا اب ہی مینڈک شکار زاغ کا

نہین ہی بہ شوخی موش کی مصاحبت کی ہی اگر مین غیر جنس سے مصاحبت نکرتا تو اس بلا مین پڑتا اور حاصل اس مثل سے
یہ ہے کہ کوئی نا جنس سے دوستی نکری نا مینڈک کیطرح رشتہ بلا مین لٹکایا نہ جا اور مجھے داعیہ یہ ہی کہ اپنے جنس سے آمیزش
کرون اور غیر جنس کا تو کیا دخل ہے گربہ نے کہا کہ اگر میری صحبت کا ارادہ نہتا تو پہلا تنا تعلق کیون کیا تھا کہ اس تعلق سے
مجھے اپنا فریفتہ کیا اور جبکہ مین دام دوستی کی پابند ہوئی تو اب رشتہ مواصلت کو قطع کرتا ہے موش نے کہا کہ
مجھے اوسوقت تجھسے احتیاج نہی عاقل جسوقت کہ رنج مین پڑے اور اوسکی خلاصی دشمن کی دوستی پر موقوف ہو تو ضرور ہے
کہ اوس سے دوستی پیدا کرے اور بعد رفع حاجت کے ضرر اوس سے متصور ہو تو اوسکی صحبت سے پرہیز کرے اور یہ بات
ازروی عداوت اور شقاوت کے نہین جیسا کہ بچے چارپایون کے شیر کے واسطے اپنے ماون کے پیچھے پھرتے ہین اور
جب ایام شیر خوارگی کے نہین رہتی ہین پھر گجبۃ الانس بچونمین اور ماونکے نہین رہتا ہے کوئی عاقل اسکو عداوت پر
حمل نکریگا الیس السیر محل مین جب [illegible] منقطع ہو جا رے تو ترک ملاقات بہتر ہے دوسرے عمدہ سبب یہ ہے کہ تیری اصل
خلقت میری دشمنی پر ہوئی ہی ایسے مقام مین اگر بضرورت دوستی کے صورت بھی پیدا ہووی تو وہ اعتماد کے لایق
نہین ہوتی ہے جبکہ غرض درمیان سے اوٹھ گئی پھر طبیعت ہر ایک کی اپنی اصل کیطرف رجوع کرتی ہے جیسا کہ پانی
جبتک آگ پر ہے گرم رہیگا اور جب آگ سے جدا کرینگے سرد ہو جائیگا اور یہ سب جانتے ہین کہ کوئی دشمن موش کا گربہ سے زیادہ نہین ہے
اور مین تیری شتیاقی کا کچھ سبب نہین پاتا سوا اسکے کہ ایکدن مجھے نوش فرمائے اور کوئی تاویل ایسی نہین ہے کہ مین تیرا فریفتہ
ہون اور تیری بات کا یقین کرون گربہ نے کہا کہ تو یہ باتین ازروی عداوت کرتا ہے یا نفس الامر مین یا ہزل و مطائبہ سے
کہتا ہے موش نے کہا کہ جانبازی مین جگہہ بازی کی نہین ہے یہ بات ازروی تحقیق کے کہے ہیں اور اس یقین و اثق
ہے مجھے کہ سلامتی میری اسی مین ہے کہ تجھسی زبردست سے پرہیز کرون اور جو شخص کہ عاجز ہو اور دشمن قوی سے پرہیز نکرے
اوسی ایسا زخم پہنچتا ہے کہ کسی مرہم سے التیام نہین پاتا ہے بیت ہر آن کہتر کہ با مہتر ستیزد * چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد
اب مصلحت یہی ہی کہ مین تجھسی پرہیز کرون تو صیاد سے ڈرتی ہی اور میری تیری ملاقات روحانی اور معرفت خیالی بہتر ہے
نہ ظاہری اور فقط اتنی لیے کہ تو نے میری باعث اور مین تیرے باعث سے دشمنون سے نجات پائی عوض اسکا فقط معرفت
خیالی کفایت کرتی ہے مضمون اس بیت کا کافی ہے بیت غم نہین ایجان اگر ظاہر مین فرقت ہے مجھے * دیدہ
باطن سے نظارہ کفایت ہے مجھے جواب اسیہ مختصر ہے کہ اجتماع میر نیر امحال اور نقطہ اتصال کا دایرہ قبل و قال سے خارج ہی بس اس
کلمہ پر خاتمہ ہوا اور دونون اپنی منزلگاہ کو روانہ ہوئی خردمند دانش پاری کو اس حکایت سے فائدہ یہ ہی کہ دشمن کے ساتھ حاجت
کیوقت صورت صلح کی ضرور سمجھی اور حصول مدعا کے بعد رعایت اور محافظت جان و تن کی واجب جانے سبحان اللہ ایک موش کو

[illegible]

کبہین عجز و ضعف اتنی آفات محیط ہین تو سنان غالب نے گہیر لیا اور او نہین سی ایک دشمن کو دوست بنا کر اور اوسکے وسیلہ محبت سے سب دشمنون سے نجات پائی اور اوسکے بعد عہدہ وفاداری کو بہی بجالایا اور گربہ سے اپنی حفاظت بہی کی اگر ارباب خرد اور فراست اس تجربے کو اپنا دستور العمل بناوین اور مہم کے وقت الیسے اشارات کو اپنا مقتدا کر کے کرین تو کیونکر انکے کام استحکام کو نہ پہنچین اور کسطرح سعادت اور کرامت سے محروم ہین **قطعہ** ہر انکسی کہ کند پیروی اہل خرد * بہیچ وجہ بلائے بجال او نرسد * باب تجربہ چون گرد فتنہ بنشاند * غبار نقص بروی کمال او نرسد * بنای رفعت اگر بر اساس خرم نہد * خلل برتبہ جاہ و جلال او نرسد * **باب آٹھوان ہی احتراز اور کنارہ کشی** ارباب حقد سے اور اونکے تملق و اخلاق پر اعتماد نکرنے مین رای داشلیم نے حکیم سے کہا اے جو صبح آخرین سراپا صدق و صفا * دے جو عقل اولین پا تا بہ سر فضل و ہنر * وہ تقریر کہ عیب سے مبرا اور وہ توجیہ کہ شک و ریب سے معرا ابہی بیان فرمائی تو سنانے اوسکے حق مین کہ دشمن جابر متوجہ اوسکے ہوی اور کسیطرف راہ گریز باقی نرہے اور او نہین سے ایک سے دوستی پیدا کرکے اور راہ صلح کی نکال کے اور مدد سے اوسکی مضرت کی اور اونکی مضرت سے بچا اور جو عہد کہ اوس دشمن سے اوس حادثہ مین باندھا تہا اوسے وفا کیا اور ذات کو بہی اوسکے ضرر سے محفوظ رکھا اور بدولت احتیاط کے گرداب آفات سے ساحل نجات پر پہونچا اب التماس ہے کہ داستان اہل مکر و عداوت کی بیان کیجیے کہ احتراز اور اجتناب انسے بہتر ہے یا انبساط اور اختلاط اور اگر او نہین سے کوئی ارادہ ملایمت اور اتفاق کا کرے تو اوسکے ساتھ کیا معاملہ کرے برہمن نے کہا **بیت** اے چو وہم از افتتاح آزمائش و مرہم بہ وی چو عقل از ابتدای آفرینش کاردان * جسنے کہ فیض روح القدس سے بہرہ پایا اور عقل کل کی مدد سے متمسک ہوا ہر آئینہ سب کام میں احتیاط واجب جانیگا اور موضع خیر و شر اور نفع و ضرر کو خوب پہچانے گا اور اوسپر یہ بات پوشیدہ نرہیگی کہ دوستی آزردہ کی جسنے عنقریب تجربہ پایا ہو اوس سے پہلو تہی کرنا یہ سلامتی سے نزدیک ہے اور کینہ کو شون کے مکر سے اور جو فروشون گندم نما کے غائلہ غدر سے پرہیز کرنا باعث ہے امن و امان کا خصوصاً وہ لوگ کہ تغیر جنکے باطن کا اور تفاوت اعتقاد کا چشم خرد سے معائنہ مین آیا ہو اور خدشہ اور دغدغہ انکی دلون کا نظر بصیرت سے مشاہدہ کیا ہو اونسے اجتناب واجب جانے **مثنوی** یاد رکھ جو تجہہ ایذا پائے گا * وہ ضرر اک دن تجہے پہنچائیگا * اپنے دشمن کو بہلا دیکھا اگر * تو وہ مواں بنکر تجہہ لوٹیگا * اور جو کوئی کینہ سے علامت عداوت کی کچھ بہی دیکھی اوسکی چرب بانی اور تلطف پر ہرگز فریفتہ نہو وے اور جانب ہشیاری اور عاقبت اندیشی کی فرو گذاشت نکرے اگر اس سے غفلت کریگا تو فالب کے وقت تیر ادس کے تیر کا ہدف جان پر ایسا بیٹھیگا کہ پھر مدافعہ اسکا امکان سے

باہر ہوجائیگا بیت امنی از خصم محنت ہای بسیار آوردہ تخم غفلت ہر کہ کار رنج و غم بار آوردہ اور اس بات مین کتنی
حکایتین ہین انہین سی یہہ حکایت کہ جو دانشمندونکی دفتر خاطر پر لکہی گئی ہے حکایت ابن مدین بادشاہ اور قبرہ جانور کی
ہے کہ عربی مین قبرہ[۱] اور فارسی مین چکاوک اور ترکی مین قرلاق کہتے ہین اور کہا اُسکا درد قولنج کیواسطے مفید ہے بادشاہ
پوچہا کہ یہہ حکایت کیونکر ہے **حکایت چنڈول اور ابن مدین بادشاہ کی** کہا کہتے ہین کہ ایک بادشاہ تہا کہ
اُسکو ابن مدین کہتے تہے ہمت عالی اور رائے روشن رکہتا تہا اور قصر رفیع المقدار اُسکی سلطنت کا سعی معمار شوکت سے
قبہ آسمان تک پہنچا تہا اور اُسکی بنائے باوسعت فضا ہمندس حشمت کی مدد سے فرق فلک الافلاک سے گذری تہی ایک
مرغ سی کہ اُسکو قبرہ کہتے ہین اُنس تمام رکہتا تہا اور وہ مرغ حسن کامل اور نطق دلکش اور صورت مطبوع اور سیرت
زیبا سے خلق کیا گیا تہا ہمیشہ بادشاہ اُس سے باتین کیا کرتا تہا اور وہ جواب شیرین اور نطق دلکش اور اشعار رنگین
بادشاہ کو خوش کیا کرتا تہا قضارا قبرہ کے جوڑے نے بادشاہ کے محل مین انڈے دیے اور ایک بچہ پیدا ہوا بادشاہ
بغایت سرور سے اُسے اپنے حرم سرا مین لایا اور ملازمان حرم سرا کو حکم دیا کہ اس بچے کی پرورش مین کوشش بلیغ
کرین اور اُسی دن بادشاہ کے بہی فرزند پیدا ہوا کہ انوار نجابت اُسکی پیشانی سے عیان اور آثار سعادت اُسکے
حال سے نمایان تہے بادشاہ اُسکے بچے کو مبارک قدم سمجہکے زیادہ تر عزیز رکہتا تہا بچہ قبرہ کا اور شاہزادہ ایک ہی
جگہہ پرورش اور نشو و نما پاتے تہے اور اُن دونو مین باہم الفت عظیم پیدا ہوئی شاہزادہ اُس بچہ سے کہیلا
کرتا تہا اور قبرہ جنگل سے دو پہل میوے کے ہر روز لاتا تہا کہ اُسے کوئی نہین پہچانتا تہا ایک اپنے بچے کو کہلاتا تہا اور
ایک شاہزادے کو دیتا تہا یہہ دونون کمال ذوق سے کہاتے تہے اور اُسکی منفعت سے ہر دم ترقی پاتے تہے اور اُسکے
خدمت کے وسیلے سے ہر روز قدر و منزلت قبرہ کی بڑہتی جاتی تہی ایک عرصہ دراز اسی طرح گذرا اور زمانے نے بہت سے
اوراق سیاہ و سپید لیل و نہار کے اُلٹے کہ ایکدن قبرہ غائب تہا اور اُسکا بچہ شاہزادے کے ہاتہہ پر بیٹہا تہا کہ اتفاقاً
اُس نے جست کی اور ناخونکی خشونت[۲] سے شاہزادے کا ہاتہہ چہل گیا تہا شاہزادے نے غصے مین آکر دونون پاؤن
اُسکے پکڑ کے اور پہرا پہرا کے زمین پر مارا کہ استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے جبکہ قبرہ آیا اور اپنے بچے کو ہلاک پایا قریب تہا کہ
اُسکا مرغ روح قفس قالب سے پرواز کرے اور اُس واقعہ ہائلہ جانکاہ سے نزدیک تہا کہ ہلاک ہوجائے زیادہ از حد
فریاد کرتا تہا اور یہہ اشعار مولف کے پڑہتا تہا **اشعار** فلک نے مجکو دیا داغ نوجوان افسوس ؛ مہ دو ہفتہ
ہوا خاک مین نہان افسوس ؛ بہلا ہو خاک مری زیست جب نہان ہوجائے ؛ انیس جان و دل
آرام و تسکین دل افسوس ؛ ملایا خاک مین اُس رشک ماہ تابان کو ؛ زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہہ آسمان افسوس

۱ قبرہ بضم قاف و تشدید بای موحدہ مفتوحہ نام جانوریست کہ بہندی چنڈول نامند کذا فی النفائس ۱۲
۲ خشونت بضم درشتی شدن ۱۲

بعد جزع بسیار اور فزع بیشمار اپنے دلمین کہا کہ یہہ آتش بلا تیری ہی افروختہ کی ہوئی ہے تجہہ کو کیا کام تہا کہ سر دیوار
بادشاہ تو نے آشیانہ کیا اگر سر خار پر کہین گہر بناتا اور کسی گوشے مین قناعت کرتا تو مبتلا اس بلا کا نہوتا حکیمون نے کہا
ہی کہ بیچارہ وہ شخص ہی کہ صحبت جبارونکی اختیار کرے کہ باگ انکے توسن قول و قرار کی سخت سست ہوتی ہی اور
بنا انکی وفا کی بہت ضعیف ہمیشہ انکار خسارہ مروت آسیب جفا سے خراشیدہ رہتا ہے اور سر چشمہ جوانمردی کا خاک
ناانصافی سے بہار رہتا ہی اخلاص اور محبت کی انکے آگے کچہہ عزت نہین ہے اور انکا سابقہ خدمت اور رابطہ محبت نہ قدر
رکہتا ہی اور نہ قیمت بیت حق خدمت جو نہ سمجہے اسکی خدمت ہے عبث ؛ جو سمجہے بے ثمر اوس پر مشقت ہے عبث ؛ اور
گناہون کا عفو کرنا کہ صفت ہی جوانمردونکی مذہب انتقام مین یہہ ناروا و حرام سمجہتے ہین اور حق ناشناسی کہ کام اہل
کفران کا ہی شرع غرور مین جائز اور حلال سمجہتے ہین اور اس گروہ کی صحبت سے کہ جو خدمت مخلصونکو فراموش کرتے ہین اجتناب
واجب تہا اور اس گروہ کی ملازمت سے کہ رابطہ محبت بیغرض کو بہلا دالتے ہین کنارہ کرنا فرض تہا بیت حق صحبت
جسکو ہی ملحوظ بس انسان ہیہ وہ ؛ جو نہ سمجہے حق صحبت بدتر از حیوان ہے وہ ؛ اور مینے اُس قوم سے آمیزش کی کہ اپنے
بڑے گناہونکو تہوڑا جانتے ہین اور غیر کے تہوڑے سہو کو بڑا گناہ جانتے ہین لیکن مین فرصت نہ دونگا جبتک کہ انتقام
اپنے بچے کا اس ظالم بیرحم سے کہ اپنے ہمنشین اور مونس کو بیموجب قتل کیا اور اپنے ہمخانہ کو بلا سبب ہلاک کیا نلونگا
یہہ کہا اور جست کر کے بادشاہ کے بیٹے کی پنجون سے آنکہین نکال لے گیا یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی زار زار رویا اور اپنے دلمین
کہا کہ کسی حیلہ سے اس مرغ کو دام فریب مین لا کے قفس بلا مین محبوس کرون اور جو سزا کہ چاہیے اُسے انتہا کو پہنچاون
اسکے بعد بادشاہ دیوار کے قریب آیا اور قبرہ سے کہا کہ اے مونس روزگار دیوار کے نیچے آ کہ تجکو امان ہی جو کچہہ ہوا سو ہوا
اب صحبت میری برہم نکر اور نہال عیش بیر اپنے مردہ نہ بنا قبرہ نے کہا کہ اے بادشاہ تیری متابعت اب ضرور نہین ہے
مینے ایک مدت مین تامل کر کے تیری قربت اختیار کی تہی اور دلمین عہد کیا تہا کہ قبلہ امن اور کعبہ امان بنا سوائے
درگاہ بادشاہ کے اور نہ بناونگا اور مرکب اپنی ہمت کا سوائے میدان ملازمت شاہ کے اور جگہہ نہ دوڑاونگا گمان
یہہ تہا کہ تیرے سایہ عنایت مین مانند کبوتران حرم کے مرفہ الحال اور فارغ البال ہونگا اب کہ خون میرے
بچے کا حریم حرم بادشاہی مین بز قربانی کے مانند حلال رکہا گیا ہی کیونکر مجہے آرزو اُس گہر کے طواف کی باقی رہے
اور اگر مین جانتا کہ جان شیرین کا عوض ہی تو لبیک زنان احرام باندہتا لیکن بیت مرغیکہ رمیدہ گرد دانہ دام
مین بعد بدانہ کے شود رام ؛ اور مرد زیرک ایک بات کو دو بار نہین آزماتا ہی اور زخم دندان مار دو دفعہ ایک سوراخ مین
نہین کہاتا ہی بیت آزمودہ کا مکرر آزمانا قہر ہی ؛ جس غذا سے ہو ضرر اسکا کہانا زہر ہی ؛ ایضاً جانور ایک بار جہٹ کر دام

مین آتا نہین ؎ پہر فریب از صیاد وہ کہاتا نہین ؎ **بیت** نشنو این حکایت کار باب عقل گفتند ؎ من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ؎ اور یہ بھی ضمیر منیر بادشاہ پر از روی اخبار حکما روشن ہوگا کہ گنہگار کو نڈر رہنا نہ چاہیئے اور جو کوئی کہ غفلت کریگا عذاب الیم مین مبتلا ہوگا اور اگر اتفاقاً وہ بذات خود بچ رہیگا تو اوسکی اولاد البتہ پکڑی جاویگی کیونکہ طبیعت عالم کی اسی طرح پر خلق ہوئی ہے جبکہ بادشاہ کی بیٹی نے بیر بچے سے دغا کی اور بینے بے اختیاری تملق بر اوسے الم پہنچایا اب مطمئن ہونا عقل و دور بینی سے دور ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ کوئی شخص ساغر ستمگاری سے جرعہ نوش کرے اور خار بلا مین گرفتار نہو بادشاہ نے یہ حکایت دانا دل اور چور ونکی کیا نہین سنی ہے اور چورونکو مکافات کا ملنا کیا سمع شریف مین نہین پہنچا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہے **حکایت درویش دانا** کہا کہتے ہین کہ شہر رقہ مین ایک درویش تھا اخلاق پسندیدہ اور آداب ستودہ سے آراستہ اور اقوال اور افعال اوسکے مکارم اوصاف سے پیراستہ تھے اور دل حقائق معرفت سے دانا رکہتا تہا اسلیئے اوسے دانا دل کہتے تہے اور عمائد شہر سب اوسکے معتقد تھے ایکدن وہ متوجہ بیت اللہ کی زیارت کا بے رفیق و ہمراہ ہوا ناگاہ راہ مین ایک گروہ قزاقون کا اوسسے ملا گمان اونکو تہا کہ یہ بہت مالدار ہے ارادہ قتل کا کیا دانا دل نے کہا کہ میرے پاس مال دنیا سوائے توشہ حج اور نہین ہے اگر غرض تمہاری وہ مال ہے تو لیجاؤ اور مجہے چہوڑ دو مین بطریق توکل چلا جاؤنگا اون بے رحمون نے اوسکی بات پر التفات نکیا اور تلوار کہینچی بیچارہ متحیر ہر طرف دیکہتا تہا اور مددگار ڈہونڈہتا تہا اوس میدان دہشت ناک اور صحرای سہمگین مین کوئی متنفس نظر نہ آیا اوپر دیکہا کہ ایک جوق کلنگونکا اوڑ رہا ہے دانا دل نے آواز دی کہ ای کلنگو مین اس بیابان مین ان ستمگارونکے ہاتہ پڑا ہون اور سوائے حضرت عالم الخفیات کے کوئی میرے حال سے آگاہ نہین ہے تم انتقام میرے خون کا اس جماعت نا خدا ترس سے اگر ہو سکے تو لینا قزاق ہنسے اور کہا کہ کیا نام ہے تیرا اوسنے کہا کہ مجہے دانا دل کہتے ہین قزاقون نے کہا کہ تیرا دل دانائی سے بیخبر ہے بلکہ تو سخت بیعقل ہے اور جو کہ بیعقل ہو اوسکے مارنے مین کچہہ وبال نہین ہے یہ کہکر اوسے قتل کیا اور مال سب لے گئے جبکہ یہ خبر اہل شہر کو پہنچی تاسف کیا اور سب اسکے ملول ہوئے کہ اسکے کشندے کسیطرح معلوم ہون بعد ایک مدت کے اکثر اہل شہر عید کے دن عیدگاہ مین حاضر تھے اور قاتل دانا دل کے بہی اوس مجمع مین بیٹہے تہے کہ ایک فوج کلنگون کی ہوا پر پیدا ہوئی اور کلنگین قزاقون کے سر پر اوڑنے لگین اور اتنا شور کرتی تہین کہ لوگ آواز ایک دوسرے کی نہ سنتے تہے ایک قزاق نے ہنس کے اپنے یار سے کہا کہ کلنگین وہی ہون کہ دانا دل کے قتل کیوقت حاضر تہین اتفاقاً ایک شخص کہ جو اونکے نزدیک بیٹہا تہا اوسنے یہ بات سنی اور اوسنے دوسرے سے کہا آخر شدہ شدہ حاکم تک خبر پہنچی اونکو گرفتار کیا اور تہوڑے سے مطالبے مین اونہون نے

ڪ جیسے آزمایا آزمائے ہوئے کو ۔ حاصل معنی اوسکو نوشتہ ۱۲ ۔ رقہ بالفتح نام شہریست ۔ جو ثمرہ است ۔ کلنگ بضم کاف فارسی است در نختیبو فرہ ۔ بفتح جیم و کسر زای نوعی از مرغ بچی گردہ مرد ۱۲

اقرار کیا فوراً قصاص کیا گیا اور مکافات خون ناحق کی پائی **قطعہ** اگر دو دہہ عالم گمان ظلم برہ ٭ کہ تیر لعنت جا دیدہ را
نشانہ نشدہ ٭ کہ در زمانہ بے اعتبار ظلم ستم ٭ خیال الہمنت کہ خود عبرت نماز نشد ٭ اور یہ مثل اسواسطے لایا ہون تا بادشاہ
معلوم کرے کہ میری جرات شاہزادے پر لسبب تقاضائے مکافات تھی ورنہ مجھ مرغ شکستہ بال کو یہ قوت کہا تھی
جو یہ جعورت مجھ سے وقوع میں آئی اب حکم حاکم خرد کا یہ ہے کہ تیرے فرمانے پر نچلون اور تیرے فریب سخن پر اعتماد کر کے
گنو میں نکرونگا بلکہ واجب ہے کہ میں تیری صحبت سے حذر کرون بادشاہ نے کہا کہ جو کچھہ تو نے کہا عین حکمت اور سراپا صدق
ہے لیکن گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوتا ہے نہ قصاص کرنیوالے پر بلکہ یہ گناہ میرے بیٹے کا تھا کہ بیگناہ تیرے بچے کو قتل
کیا اور تو نے جو کیا وہ حکم عدل کے موافق کیا بلکہ احسان کیا تو نے کہ تیرا بچہ قتل ہوا اور تو نے فقط اوسکی آنکھو نپر گزند
پہنچایا اس صورت میں تجھپر کراہت متوجہ ہوتی ہی اور نہ مجھے آزار رسانی لازم ہے اور تو میری بات پر اعتماد کر اور ارادہ جدا
ہونیکا نکر اور میں اپنے نزدیک عوض سی عفو کو بہتر جانتا ہون کہ بہتر جوانمردون کا یہی ہے لہذا میں ہرگز دست پریشانی
بہر پر نہ مارونگا اور ہرگز قبول عیب کے جانب لاؤنگا بلکہ مدعا میرا یہ ہی کہ مکافات بدی کی نیکی کرون اور مجھے اگر کوئی ضرر پہنچائی تو اوسکو
مین نفع پہنچاؤن **رباعی** با عادت خود بہا نہ جوئی نکنیم ٭ جز نیکی و خیر و نیکخوئی نکنیم ٭ آنہا کہ بجای ما بدیہا کردند ٭ گردست
دہد بجز نکوئی نکنیم ٭ قبرہ نے کہا کہ میرے نزدیک میرا پھر آنا ممکن نہیں ہے کہ خردمند مصاحب وحشتناک سے
پہلو تہی کرتے آئے ہیں اور دفتر قواعد پر فواید میں بزرگون نے لکھا ہے کہ مردم دانا آزردہ خاطر کی جتنی کوئی
دلجوئی کرے اتنی آنکی بدگمانی اور نفرت زیادہ ہوجاتی ہے اور ہرگز اوس سے غفلت نہیں کرتے ہیں **نظم** عزیزی بن
جو آزردہ ہی کسے راہ مراعاتش بکن تا میتوانی ٭ کہ ہرچند از تو خدمت بیش بیند ٭ مراورا بیش گردد بدگمانی ٭ بادشاہ نے
کہا کہ اے قبرہ تجھے میں بجای فرزندون اور عزیزون کے جانتا ہون بلکہ عزیز اور اقربا سے اتنی الفت نہیں ہے
جو تجھسے ہے پھر کوئی اپنے عزیزون اور مخصوصون سے بدی کرتا ہے قبرہ نے کہا کہ حکما نے حال اقربا کا تفصیل
بیان کیا ہے کہ مان اور باپ دوستونکی مانند ہیں اور بھائی رفیقون کے مانند ہیں اور ماموں اور چچا اُستادونکے مرتبہ میں
ہیں اور عورت مقام میں مصاحبون کے ہی اور لڑکیاں دشمنونکی مانند ہیں اور خویش اور اقربا بیگانونکے مرتبہ میں
ہین مگر بیٹا بقای ذکر کیواسطے ہے اور اپنے ذات کی مانند حساب کیا جاتا ہے اور عزت و حرمت میں بیٹے کا
کوئی شریک نہین ہے اور میں ہرگز بیٹے کے برابر تجھے عزیز نہونگا اور بر تقدیر اگر تو مجھے فرزند کے برابر جانے
لیکن جبکہ بلا نازل ہوگی اور ہجوم آفت ہوگا اوسوقت تو مجھے چھوڑ دیگا اور ہرچند کوئی کسیکو دوست رکھتا ہو اور
کہتا ہو کہ میں جان تجھپر فدا کرونگا لیکن جبکہ فتنہ حادث ہوتا ہے اور کام اوس حد کو پہنچتا ہے کہ جان جانیکی جگہہ آتی ہے تو بے شبہہ اپنی

جان ہرگز نثار نہین کرتا ہی شاید کہ بادشاہ نے حکایت اُس بُڑہیا اور مہستی کی نہین سنی ہی بادشاہ نے کہا کہ یہہ قصہ کسطرح پر ہے

حکایت مہستی دختر پیرزال کہا کہتے ہین کہ ایک عورت کہن سال فرسودہ حال ایک بیٹی رکہتی تہی مہستی نام کرماہ تمام اُسکے رخسارہ رخشان پر رشک کرتا تہا اور آفتاب جہان افروز اُسکے عکس عارض سے خجل ہوتا تہا بہیت رونق ز شکر فروش ببرد؛ شیرین سخنی کہ ہوش ببرد؛ ناگاہ چشم زخم روزگار سے وہ بیمار ہوئی اور سر بالین رنجوری پر رکہا اُسکے گلشن جمال نے گل ارغوان کی جا شاخ زعفران پیدا کی اور خرمن تازہ تاب حرارت تپ سے آب و سنبل پر شکن تپ محرق سے تاب ہین ہوا پیرزن اُسکے گرد پہرتی تہی اور زار زار ابر بہار کے مانند روتی تہی اور کہتی تہی کہ ایجان مادر مین ہم جان اپنی جان تجہپر قربان کرتی ہون اور تو سلامت رہے اور ہر سحرگاہ نالہ و آہ سے کہتی تہی کہ اے خدا اس جوان جہان نادیدہ کو بخش دے اور اس پیر فرتوت کو کہ اپنی عمر سے بیزار ہے اسپر تصدق کردے اور یہہ ابیات پڑہتی تہی ابیات

از عمر من انچہ ہست برجائے؛ بستان و بعمر او بیفزای؛ گرچہ شدہ ام چو موے از غم؛ یک موے مباد از سرش کم؛ القصہ جو کچہہ کہ مہر مادر کے لایق تہا وہ پیرزن کہتی اور اپنی جان ہر روز اُسکو بخشتی تہی اتفاقاً ایک مادہ گاو رات کو مہتر کے مطبخ مین آئی اور کہانیکی بو سے دیگ مین منہہ ڈالا اسکے بعد چاہا کہ سر نکالے سینگ اُسکی دیگ مین اٹک گئے مادہ گاو دیگ کو سر پر لیکے باورچیخانہ سے باہر آئی اور گہر مین ادہر سے اُدہر دوڑتی پہرتی تہی اور اُس بڑہیا کو یہہ قضیہ معلوم نہتہا آنکہہ جو اُسکی کہلی گاو کو اُس شکل و شمایل سے دیکہا متحیر ہوئی کہ ایسی چیز کبہی نہ دیکہی تہی اُس سیاہی شب مین یقین ہوا کہ یہی ملک الموت ہو مین جو ہر روز اپنی موت مانگتی تہی شاید وہ دعا قبول ہوئی اسلیئے یہہ آیا ہے یا مہستی کی جان قبض کریگا یا میری تب بڑہیا نے کہا جیسا ملا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین

مثنوی ملک الموت من نہ مہستی ام؛ من یکے پیرزال محنتی ام؛ گر تو خواہی کہ جانش بستانی؛ اندرون خانہ ہست تا دانی؛ گر ترا مہستی ست اندر کار؛ اینک او را ببر مرا بگذار؛ بے بلا نازنین شمرد او را؛ چون بلا دید در سپرد او را؛ تا بدانی کہ نیست در خطرے؛ ہیچکس را ز خود عزیز تری؛ اے بادشاہ آج مین خلایق سے مجرد ہون اور علایق سے پاک اور مینے تجسے اتنا فیض پایا ہی کہ میری گردن گرانبار ہے اب زیادہ اس سے بوجہہ اُٹہانیکی طاقت نہین ہے اے شہریار انصاف کر کون ایسا جانور ہے کہ اُسے طاقت ہو کہ اُسکا جگر گوشہ آتش بیداد پر کباب کیا جا اور میوہ دل با د ظلم سے تاراج کیا جا اور اُسکی آنکہون سے روشنائی ظلمت فنا سے سیاہ کیجائے اور اُسکی راحت جان آگے سے اُٹہہ جائے یعنی جگر گوشہ اُسکا بیگناہ اور بے سبب قتل کیا جائے کیونکر اُسکو صبر اور اعتماد آئے اور دریائے تاسف موج مارکے کشتی صبر کو گرداب اضطراب مین کیونکر نڈبائے اور شعلہ آتش دلی متاع شکیبائی کو کس طرح نہ جلائے بادشاہ نے کہا

که یهه بات جو تجهسے وقوع مین آئی اگر ابتدا تجهسے هوتی تو البته پرهیز اور خوف تجهے لازم تها تونے تو بر سبیل قصاص کام کیا بلکه جو کام که میرے فرزند نے کیا اُتنا تو نے نهین کیا که تیری آنکهه سے تیر اُچٹ بالکل معدوم هو گیا اور تو نے فقط آنکهین اُسکی نکالی هین پهلا مین کسے تو دیکهونگا اور اُسکی باتین تو سنونگا یهه تیرا احسان هی جیسا که چاهیئے ویسا تو نے قصاص نهین لیا اب اس صورت مین تجهے اندیشه کیا هی اور مجهسے مفارقت کیون کرتا هے که تو اس فرزند ناخلف کے پیدا هونے سے پهلے میرا انیس تها اب ایسا لگ که باقی عمر مین غمگین هون اور بلال و رکلال مین بسر کرون اور یهه تیری مثل اُس مطرب کی مثل هے قبره نے پوچها که یهه کس طرح پر هی **حکایت مطرب و غلام و بادشاه** کها که ایک بادشاه تها که ایک مطرب شیرین نوا اور خوش گلو اور دلفریب اُسکا ملازم تها که اُسے خوشگوتر بیان اور الحان مین فلک رعنون ساز نے دوسرا شخص بردهٔ زمین پر نه دیکها تها بادشاه اُسکے نغمه دلاویز سنکے خوش هوتا تها اور اُس مطرب کا ایک غلام که نهایت ذکی تها اور یهه اُسکو سازندگی اور نوازندگی مین تعلیم مشفقانه دیا کرتا تها تهوڑے سے عرصه مین غلام اُستاد سے زیاده هو گیا جبکه بادشاه کو حال اُس غلام کا معلوم هوا بلا کے اُسکا بجانا سُنا اور نهایت التفات کیا تا بحدیکه ندیم بادشاه کا هوا اور بادشاه اُسکے نغمات مسیحا دم سنا کرتا تها اور محظوظ هوتا تها اور هر روز قدر افزائی اُسکی اقران سے کرتا جاتا تها اس سبب سے مطرب کے دل مین رگ حسرت حرکت کرنے لگی آخر غلبه خباثت سے غلام کو مار ڈالا یهه خبر بادشاه کو پهنچی حکم کیا که مطرب کو حاضر کرین جبکه مطرب حاضر هوا بادشاه نے بعتاب کها که نجانتا تها تو که مین نشاط دوست هون اور میری نشاط دو قسم پر تهی ایک تو لزندگی تیری جلوت مین اور دوسری سازندگی غلام کے خلوت مین یهه دونون میرے باعث سرور تهے تو نے کیا سمجهه کے بیگناه کا خون کیا اور آدهی نشاط میری باطل کر دی یهه سچ بتا که تو نے غلام کو کسطرح مارا کر اب وهی شربت اجل جو تو نے غلام کو پلایا تجهے بهی پلاؤن که باعث عبرت هو تا یهه کسی حرکت کا کوئی اراده نکرے مطرب نے بادشاه کے قول کو دلیل پکڑکے عرض کیا که ای شهریار واقعی مین نے بد کیا که آدهی نشاط بادشاه کی باطل کی اب شهریار مجهے مار کے تمام نشاط اپنی کیون باطل کرتا هی بادشاه کو یهه بات خوش آئی اور اُسکے قتل سے درگذرا ای قبره غرض اس مثل سے یهه هی که نشاط میری دو طرح پر تهے ایک دیدار فرزند ارجمند کا دوسرے کلمه دُربار هم نشین سعادتمند کا سو نصف تو هاتهه سے جا چکی اب دوسری نصف کیون کهوتا هے اور میری جمعیت خاطر کو کیون پریشان کرتا هی **بیت** خود مکن بیگانگی بارے چو میدانی که چرخ ٭ آشنایان را ز یکدیگر جدائی میدهد ٭ قبره نے کها که کینه زاد سینه مین ایسا چهپا رهتا هی که کسیکو اُسپر اطلاع نهین هوتی هی پس جو کچهه که زبان کهے اعتماد اُسپر نجانیے کسواسطے که زبان اُس بات مین که جو مضمون دل مین بعلتی کے سبب سے چهپا هی اُسے سچ ادا نهین کر سکتی هے اور ایک آنکهه هے که

نہان خانہ دل مین پوشیدہ مخفی ہے اسلیئے دل ایک کا دوسرے کے راز کو خوب دیکھتا ہی بحکم اسکے القلوب تشاہد یعنی دل لوگونکی معاملات رازمین باہم گواہ ہوتے ہین اور زبانین اُنسے محروم نہین ہوتی ہین اور یہ بیت اسپر گواہ ہے **بیت** پیچ مثل ہے دلکو دلسے راہ ہے ٭ راز دل سے لب زبان ہے ٭ زبان جو کچھ کہے وہ اکثر اہل زمانہ کے دل کے موافق نہین ہوتا ہے اور دلمین جو ہے زبان اوسکی بیان کرنیمین صادق نہین ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ کمتر ہین کہ زبان و دل جنکا یکسان ہوتا ہی بادشاہ مین تیری صولت صعوبت خوب جانتا ہون اور تیری سبب سیاست سی بہت باخبر ہون اور مین پہلے ہی تیرے اطوار جباری سے غافل نتھا اور اب تو کسیوقت اور کسی طرح تیری ہیبت سے نڈر نہونگا اور تیرے سطوت کا خوف مجھی ایکدم آرام نہ لینے دیگا اور سُن ای بادشاہ مین اُن لوگونمین نہین ہون کہ طبیب نے اوسی کہا کہ درد شکم سے پہلے تیری آنکھ کی دوا مناسب ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہے **حکایت** قبرہ نے کہا کہ ایک شخص درد شکم سی بیقرار تھا طبیب کے پاس گیا اور زمین پر لوٹنے لگا او صعوبت الم سے زار زار روتا تھا اور یہ مصرعہ پڑہتا تھا **مصرعہ** ای طبیب آخر علاجی کن کہ جان از دست رفت ٭ طبیب نے قانون حکمت کے موافق علامات مرض کے نبض اور قارورے سے دریافت کرکے پوچھا کہ تونے کیا کہایا تھا مردہ سادہ دل نے کہا کہ ایک ٹکڑا جلی روٹی کا کہ کوئلے کی مانند تھی تو شکم سیر اُس سی بھر لیا تھا طبیب نے اپنی ملازم سی کہا کہ وہ دوا کہ جس سے روشنی چشم کی بڑہتی ہے لے آ تا اسکی آنکہون میں لگاؤن اُسنے کہا کہ یہ وقت ہزل اور بازی کا نہین ہے بلکہ اجل اور جانگدازیکا ہی ای طبیب ہنسی کرین درد شکم سے روتا ہون اور تو سرمہ میری آنکھ مین دیتا ہے آنکھ کی دوا سے اور درد شکم سے کیا مناسبت ہی طبیب نے کہا کہ مین دانستہ کہتا ہون کہ آنکھین تیری روشن ہو جائین تا سپید اور سیاہ مین تمیز کرے اور دوسری بار زبان سوختہ کو خوراک انسان نہین ہے نہ کھائے اسلیئے تیری آنکھ کا علاج شکم سے مقدم تر ہے غرض میری اس مثل سے یہ ہے کہ بادشاہ یہ جانے کہ مین اُن لوگون مین نہین ہون کہ سوختہ اور ساختہ کو نہ پہچانون اور خام و پختہ اور سیاہ او سفید مین فرق نہ کرون **بیت** بحمد اللہ کہ در دانش چنانم ٭ کہ خیر از شر جدا کردن توانم ٭ بادشاہ نے کہا کہ اسطرح کا ماجرا مجھ مین تجھین واقع ہوا آگے بھی ایسے معاملے بہت ہوئی ہین لیکن جو کوئی کہ نور عقل سے آراستہ ہین وہ نایرہ غضب کو آب حلم سی بجھاتے ہین اور انتقام سے عفو کو بہتر جانتے ہین جلاب اگرچہ بد ذائقہ ہوتا ہے اور تلخی اور سمیت رکھتا ہے لیکن اُسکا فائدہ تریاق سے زیادہ ہے قبرہ نے کہا کہ اکثر دیکھا ہے کہ کسی نے آسانی کو اختیار کیا ہی اور دشوار ہوا ہے اور یہ کام تو بہت دشوار ہے کیونکر آسان ہوگا اور عاقل کو امر مشکل مین نہادن نہ چاہیئے اور مینے اپنی عمر شطرنج بازی چرخ شعبدہ انگیز کے نظارے مین بسر کی ہے اور اوقات اپنی عجائب روزگار کے تماشے مین گزرانے ہی محکو نشیب فراز عالم کے تجربے بہت حاصل ہوئے ہین اور کسب کیاست اور

لعہ نہیں کر سکون
دارو زبان
نہایت جلد یعنی سستی

سرمایۂ فہم و فراست سے فائدہ کثیر حاصل ہوئے ہیں مین حقیقت انکی خوب جانتا ہون کہ گروہ مکارونکا نخوت اور سطوت اور
تقاضاے جباری سے حرف وفاداری کا اپنی لوح سینے سے محو کر ڈالتے ہین اب یہی بہتر ہے کہ مین خواب خرگوش سے بیدار
ہو کے پلنگ کے نزدیک سے آہوے ہراسان کے مانند راہ بیابان کی لون کہ خصم ضعیف کو دشمن قوی سے دوری واجب ہے
جیسا کہ اُس بادشاہ نے اپنے دشمن کیواسطے اس بات مین مثل بیان کی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت بادشاہ**
ترکستان کہا کہتے ہین کہ دیار ترکستان مین ایک بادشاہ تھا بجمیع صفات شریفہ موصوف ایک نے ارکان دولت شاہی
سے روگردان ہوکر اور ارادہ کو رنمکی کا کرکے ایک دشمن کو آمادہ کرکے بادشاہ کی مخاصمت پر مستعد کیا جبکہ بادشاہ نے جانا
کہ اوسنے روے اطاعت قبلۂ انقیاد سے پھیرا اور وسوسۂ عصیان اور دغدغۂ طغیان نے اوسکی بنیاد اعتقاد مین راہ پائی اور
سودائے سرداری اور خیال محال سروری اپنے دماغ مین پکاتا ہے اور دل پُر کینہ اُسکا کدورت ہاے دیرینہ سے تمناے
کامگاری اور بہ تیز مین ہوس بلند پروازی کی رکھتا ہے بتقاضاے شفقت سروری ایک نامہ کہ مشتمل تھا مواعظ ملوکانہ
کمال نشیب و فراز کے ساتھ اوسکے پاس بھیجا اوس مغرور نے کہ نخوت بیجا دماغ مین رکھتا تھا اور ہر سردار فوج بادشاہی کو
اپنے تصور مین ورغلانے کے سبب سے اپنا مطیع جانتا تھا اُسپر التفات نکیا جبکہ بادشاہ نے دیکھا کہ نوشدارو ملائمیت سے
اسکے مزاج کثیف کو اعتدال حقیقی سے منحرف ہواہی اصلاح نہو سکیگی اسطرحکا پیغام دیا کہ اے نادان مثال میری اور تیری
اُسکے مانند ہے کہ اگر شیشے کو سنگ پر مارے یا سنگ شیشی پر پس دونون حالین شیشی ہی کا نقصان ہے اب یہی بہتر ہے
کہ اس ارادہ فاسدے باز رہ والا خراب ہوگا اس مثل سے فائدہ یہ ہے کہ مین بھی حکم شیشے کا رکھتا ہون اور قہر سلطانی مانند
سنگ پائدار شیشہ شکن ہے اب ملاقات میری تجسے سخت دشوار ہے **بیت** بہ تبان آہنی دل نشوی ولامقابل بہ کہ تو آبگینہ
تانی نشوے حریف سندان ﴿ اور ہرچند بادشاہ تمام ملاطفت مین ہے اور جانتا ہے کہ سکنجبین علاج ہے مرض صفراوی وحشت کو تسکین
ولیکن مذہب مین اطباے خرد کے قبول کرنا غذا اہل مکر کا حرام ہے اور ارباب عداوت سے انکا صلح واجب **بیت** ز دوستان سخندان
شنیدہ ام پندی ﴿ کہ بر ملائمت دشمن اعتماد مکن ﴿ مناسب اسکے شعر اس نے **بیت** کیا بہ پند و وعظ مین مصراع موزون گرم ہے ﴿ ہو جیو غافل نہ
اس سے تو جو دشمن نرم ہے ﴿ بادشاہ نے کہا کہ فقط گمان پر منقطع کرنا صحبت دوستان قدیم کا شرع مروت مین روا نہیں ہے اور البیانطنہ
کہ جسسے وہم التناک پیدا ہوا اور رفیق کو سوز فراق مین ڈالے نچاہیئے اور معرفت قدیم اور صحبت مستقیم کو اندک بدگمانی مین طرف کرنا اور
یاری اور پیمان دوستداری ہتوڑ ایسے خدشے مین توڑ دینا طریق اہل تحقیق سے بعید ہے کیونکہ تو سیدان بیوفائی سے قدم باہر نہین
رکھتا ہے اور جو پیمان محبت کا کہ مجسے باندہا ہے اوسے پایان کو نہین پہنچاتا ہے **لمولفہ بیت** بیجا ہے نقص عہد بجا ہے وفا کا عہد
انسان کیا پسند خدا ہے وفاے عہد ﴿ قبرہ نے کہا کیونکر بنیاد وفا کی قایم رہے کہ بادشاہ کی طرف سے آثار بد عہدی کے

خفی اور جلی بیشمار پائے جاتے ہین اور آثار نیک عہدیکے بکلی معدوم ہین اور یہہ امکان نہین ہے کہ موجبات خواہش نفس کے
بادشاہ فروگذاشت کرے اور اسوقت کسیطرح سے تو مجہپر قادر نہین ہے پس اسلئے چاہتا ہے کہ مکر اور حیلے سے مجہے قبضہ انتظام مین
کہینچے ورنہ یہہ عقل کب قبول کریگی کہ تو بیٹے کا غم بہول گیا ہے اور میری جدائی کا غم اسقدر کرتا ہے اور مین اس مین مجبور
ہون کہ عقلا کی اسمین تاکید ہے کہ جو کینہ کہ بادشاہون کے دلمین متمکن ہوتا ہے اس سے اجتناب واجب جانے کیونکہ یہہ لوگ
نخوت سلطنت سے باب انتقام مین متعصب ہوتے ہین اور جب قابو پاتے ہین تو نخوت سلطنت سے کسیطرح مجال محبت کی اور فرصت
عذر خواہی کی نہین دیتے ہین اور جو کینہ کہ انکے سینہ مین ہے وہ مانند چنگاری کے ہے کہ راکہہ مین دبی رہتی ہے اگرچہ بظاہر معلوم
نہین ہوتی ہے لیکن جبکہ باد قہر اسپر لطمہ مارتی ہے تو ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ شعلہ اسکا ایک جہان کو جلا دیتا ہے بیت
ناصح آتش خصم سے جلجاتے ہین اکثر تر و خشک ہے یہی وہ آگ کہ ہین اسکو برابر تر و خشک ۔۔ بادشاہ نے کہا کہ عجب حال
ہے کہ اسباب مین تو نے ایکطرف پکڑلی ہے اور دوسری طرف سے بالکل کنارہ کیا ہے مقدمات وحشت کو الفت کے ساتہہ کیون
مبدل نہین کرتا ہے قبرہ نے کہا کہ جب کسی شخص کی نیت مین یہہ ہو کہ مراعات دوستی کی بجالائے اور حصول منافع اور
دفع مضار کو واجب جانے تو ممکن ہے کہ وہ وحشت درمیان سے اُٹھہ جاے اور عوض کینے کے صفائی حاصل ہو جاے اور جو چیز
کہ کینہ کو زایل کرے مین اُسپہ قادر نہین ہون بلکہ اُس سے عاجز ہون اگر مین خدمتمین حضور کے ہی حاضر ہون اور مصلحۃ چند
میرے قتل مین آپ تامل ہی فرمائین مگر مین تو ہمیشہ ہراس اور خوف مین زندگی بسر کرونگا اور ہر وقت مرگ تازہ مشاہدہ کرتا
رہونگا تو اس صورت مین مراجعت سے ہزار بار مفارقت اولی ہے بادشاہ نے کہا کہ کوئی شخص کسیکے ضرر پہنچانے پر بے ارادہ خدا
جل علاکے قادر نہین ہوسکتا ہے اور جو چیز کہ وجود مین آتی ہے بے تقدیر الہی کے نہین آسکتی ہے جیسا کہ ہاتہہ مخلوق کا پیدا کرنے مین
قاصر ہے ویسے ہی حیات اور ممات مین بہی معذور ہے ایسے ہی سمجہہ کہ عمل میرے بیٹے کا اور جزا تیرے ہاتہہ سے کہ ظہور مین آئے
یہہ بعض قضائے ربانی اور مشیت یزدانی تہی اور تم دونون درمیان مین محض سبب تہے جب یہہ ثابت ہوا کہ سب تقدیر
یزدانی سے ہوا تو تقدیر الہی پہ سرزنش کرنا طریق سے بجا ہے پس مین بہی قضائے الہی پر صبر کرون اور تو بہی اسپر راضی ہو یعنی
بیت بجز رضا بقضائے خدا نمی شاید ۔۔ بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید ۔۔ ازانچہ رفت قلم سر مکش وگرنہ بپا ۔۔ برون ز دائرۂ خط

اگر ہزار الہی شاید ۔۔ اور مناسب اسکے مضمون حدیث قدسی کا ہے من لم یصبر علی بلائی ولم یرض بقضائی فلیخرج من
تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی قبرہ نے کہا کہ یہہ بات سچ ہے کہ بیچارگی بندگان خدا کی دفع قضائے پروردگار مین
ظاہر ہے کہ خیر اور شر اور نفع اور ضرر موافق ارادہ خدا کے ہوتا ہے اور جہد اور کوشش خلق کی دفع اور منع اسکا اور
تقدیم اور تاخیر اسمین نہین کرسکتی ہے لیکن باوجود اسکے سب علما کا اسپر اتفاق ہے کہ جانب احتیاط اور تدبیر اور محافظت

نفس کی چہوڑنی بلکہ تاکید کی ہی کہ اہتمام ہر چیز کا موافق تدبیر کے کرتا رہے اور تمام اُسکا مسبب الاسباب پر تفویض
کرے اور یہہ نکتہ قبول عقلا کا ہی اعقل و توکل یعنی عقل کر اور توکل کر جناب مولوی قدس سرہ فرماتے ہین مصرعہ بر توکل
زانوے اشتر بہ بند ٭ بادشاہ نے کہا کہ یہہ باتین تیری اسپر دلالت کرتی ہین کہ مین خواہان تیری صحبت کا ہون اور
اشتیاق میرا تیری جانب ہے مگر تیری طرف سے سوا ملال اور وحشت کے اور کچہہ ظہور مین نہ آیگا بیت تو ملولی زما و ما مشتاق
دل بدل میرود چہ حال ست این ٭ قبرہ نے کہا کہ اشتیاق میرا انکو اسلیے ہی کہ اپنے دلکو میرے قتل سے راحت دے لیکن نفس
میرا شربت اجل کی رغبت اور لباس فنا کی خواہش نہین رکہتا ہی جبکہ باگ اختیار کی میرے ہاتہہ مین ہے البتہ منہہ
مرگ حیات کا طرف موت کے عمداً نہ پہیرونگا بلکہ احتراز اُس سے عین صواب جانتا ہون میرا سر کچہہ درخت کے مانند نہین
کہ کٹے اور بار بار سبز ہو اور مین جو اپنے دل سے استصواب کرتا ہون تو وہ کہتا ہی کہ اگر آج قدرت اور استطاعت
ملے تو بادشاہ کی بیٹی کو بغیر ہلاکت نہ چہوڑون اسیطرح بادشاہ بہی اپنے فرزند کی جہت سے میری ہلاکت کا خواہان ہے، اور جس
اے بادشاہ مصیبت زدہ نے مکنون ضمیر سے وہ شخص واقف ہوتا ہی کہ آتش غم سے دل جسکا کباب ہوتا ہی اور نیز اُس
شربت تلخ سے جرعہ پیا ہی کہ مدعی اُسکے مزے سے غافل ہے اور نازپروردگان راحت کے آنکہین اُس سے نابینا ہین۔
بیت آزار خار پا شکستہ کی دانی کہ چیست ٭ حال شیرانی کہ شمشیر بلا بر سر خورند ٭ اور مین چشم خرد سے صاف دیکہتا ہون
کہ جسوقت بادشاہ کو اپنے فرزند کی یاد آئیگی اور مین بہی اپنے نور دیدہ کو یاد کرونگا بہت سا تفاوت باطن مین ہمارے
راہ پائیگا قیاس فرمائیگا کہ اُس سے کیا پیدا ہوگا اور مغلوب کے واسطے ایسے موقع مین کیسا اندیشہ ہولناک درپیش آئیگا
پس ایسی مواصلت سے ہزار بار مفارقت اولی ہی بادشاہ نے کہا کہ کون ایسا شقی ہوگا کہ دوستون کے گناہ سے درگذر نکریگا.
اور جوانمرد باوجود قدرت کے قصورات زیردستون کے عفو کرتے ہین اور کبہی گناہگارونکی مکافات کی طرف رجوع نہین
لاتے ہین اور اگر کسیوقت اُنکے دل پر خیال انتقام کا بہی آتا ہی تو اُس سے استغفار کرتے ہین اور بدترین بدونکا وہ ہے
کہ عذر کسیکا قبول نکرے اور کینہ عذرخواہ کا دلمین رکہے اور جو کچہہ کہا مینے میرا دل اُسمین صاف ہے اور صورت خشم اور
حدت کی اور خیال غضب و انتقام کا اپنی خاطر مین اصلا نہین پاتا ہون اور تو خوب جانتا ہی کہ مین جانب عفو کو عقوبت پر
ترجیح دیتا رہا ہون اور یہہ بات میرے دلمین نقش ہے کہ ہرچند گناہ بزرگ ہو صفت عفو کی اُس سے بزرگ تر ہی بیت
گر عظیم ست از فرودستان گناہ ٭ از بزرگان عفو کردن اعظم ست ٭ قبرہ نے کہا کہ ارشاد بادشاہ کا درست ہے، مگر مین گناہگار
زیردست ہون اور مجرم کو ہمیشہ خوفناک رہنا لازم ہے اور یہہ مثل اسکے مانند ہے کہ جسکے پاؤن مین زخم ہون اور بقوت طبع بیابان کی
سیر کرے شب تیرہ سنگستان مین دوا دوش کرے تو اُسکا زخم مقرر ترقی کریگا بلکہ پاؤن بیکار ہو جائینگے

اور آخر کو خاک نرم پر بھی چلنا دشوار ہو جائیگا اب نزدیکی میری بادشاہ کیجئے بیٹھیں یہی حال کہتی ہی اور طریق شرع اور
قانون ملت میں اجتناب میرا آپکی خدمت سے فرض عین ہی اور کیونکہ حکم الٰہی سے خلاف کرون کہ وہ فرماتا ہی لَا تُلقُوا
بِاَیدِیکُم اِلَی التَّهلُکَةِ یعنی نہ ڈالو ہاتھ اپنے تم طرف ہلاکت کے اور حکمانے بھی کہا ہے کہ تین شخص روش حکمت
سے دور ہیں اور راہ دانش سے کنارے اول وہ شخص کہ اپنی قوت ذات پر اعتماد کرکے اپنی اندازہ طاقت کو حد سے زیادہ
جانے ضرور ایسا شخص آپکو ہلاکے میں ڈالتا ہے دوسرے وہ شخص کہ اندازہ خورد و نوش کا نہین پہچانتا ہے اور اتنا کہا جاتا
ہے کہ معدہ اوسکا ہضم سے عاجز آتا ہے پس ایسا شخص بے شبہ دشمن اپنی جان کا ہی تیسرے وہ شخص کہ گفتار اور فریب
دشمن سے غافل رہے بے شبہ انجام کار اوسکا ندامت اور پریشانی کو پہنچیگا بادشاہ نے کہا کہ ای قبرہ ہر چند میں دروازہ
ملاطفت سے پیش آتا ہون اور راہ صواب و نصیحتہائے دوستانہ سے دریغ نہیں کرتا ہون مگر تو اسی طرح دامن قبول کو استماع مواعظ
دور کھینچتا ہے اور جو شخص کہ نصیحت کسی کی قبول نکرے اسے کہنا بیفائدہ ہے جیساکہ اُس زاہد نے گرگ کو نصیحت
بیفائدہ کی تھی قبرہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت زاہد ناصح گرگ** بادشاہ نے کہا کہ ایک مرد زاہد
نیک سیرت کہ اپنی اوقات شریف سوائے وظائف اور پند خلق خدا کے اور کام میں صرف نکرتا تھا ایکدن صحرا میں جاتا تھا
دیکھا کہ ایک گرگ بارادہ شکار چپ و راست خیال کرتا جاتا ہی زاہد نے کہا کہ او گرگ خبردار لوگونکے گوسپندونکا ارادہ
نکرنا اور قصد بیچارونکا اور ستم کرنا مظلومونپر آخر عقوبت الٰہی میں گرفتار کرتا ہے **مثنوی** ہر کہ آئین ظلم پیش نہاد بہ بند
بر دست و پائے خویش نہاد بد چند سعدے اگر سر افراز دبہ دہرش آخر ز پا بیندازد بہ ہر چند زاہد نے نصیحت میں مبالغہ کیا
گرگ نے جواب دیا کہ وعظ کم کر کہ تیری پیٹھ کے پیچھے رمہ گوسپند کا چرتا ہے ڈرتا ہون کہ تیری نصائح سننے مین شکار ہاتھ سے
نجائے غرض اس مثل سے یہ ہے کہ ہر چند زاہد نے گرگ کو نصیحت کی لیکن مطلق اُسپر اثر نکیا وہی حال تیرا ہی کہ ہر چند تجھے
پند دیتا ہون مگر تو وہ ہے ایک حال پر ہے اور مطلق التفات ہمارے کلام پر نہیں کرتا ہے اب ایسا نکر کہ اہل مروت سخن شنو
تجھے ہیں اور تو باوجود اتنے ہنرون کے اور با وصف ایسی فضل و علم کے زیادہ تر جاہلون سے دل سخت اور عہد سست رکھتا ہے
ڈرتا ہون کہ لوگ نکہین کہ یہ مصرعہ سودا کا قبرہ کے حسب حال ہے یعنی مصرعہ احمق کو ایک بات وہی یاد ہی سو ہے + قبرہ نے
کہا کہ مینے بہت نصیحتین سنی ہیں اور وعظ خردمندون کے میرے کانون میں بھری ہوئے ہیں عاقل اسی جانتا ہون کہ ہمیشہ حذر ناک رہی اور
تجربے کو ہاتھ سے ندے اب اسوقت مین پرواز پر آمادہ ہون اور چپ و راست دیکھتا ہون کہ کوئی غفلت مین مجھے گرفتار نہ کرلے
اسواسطے یہانسے جلد رحلت کرنا ضرور ہی اور زیادہ اسی رہنا مناسب حال نہیں ہے بادشاہ نے کہا کہ اسجگہ اسباب معیشت آمادہ
اور دروازہ فراغت کا روی دل پر کشادہ رہا اسصورت مین مشقت سفر کی اختیار کرنا اور انتظام معاش مین متردد ہونا عقل سے

دور ہے قبرہ نے کہا کہ جو کوئی پانچ خصلتین اختیار کرے جہان جائے اُسکا مطلب حاصل ہے اور جدھر توجہ کرے رفقا اور مصاحب اوسکے موجود ہین اول بدکرداری سے دور رہنا دوسرے نکوکاری شعار اپنا کرنا تیسرے موقع تہمت سے آپکو بچانا چوتھے خلق کو عادت کرنا پانچوین آداب صحبت ہر وقت نگاہ رکھنا جسمین کہ یہ پانچ خصلتین جمع ہونگی وہ کسی جگہہ غریب اور تنہا نرہیگا جہان جائیگا اوسی عزیز رکھینگے اور جو عاقل کہ اپنی وطن مین خوفناک ہوا سے ضرور ہے کہ فراق دوستون اور متعلقون کا اختیار کرے کیونکہ ان سب کا عوض ممکن ہے اور جان کا عوض کسیطرح نہو سکیگا جبکہ بادشاہ تقریر مین عاجز آیا کہا کہ کب تک جائیگا اور کتنا توقف تیرے جانے مین ہے اور پھر کب آئیگا قبرہ نے کہا کہ ای پادشاہ جانا اور پھر آنا میرا یہ عقل سے دور ہے اور یہ سوال و جواب حکایت عرب و نان بائی سے نزدیک ہے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے **حکایت عرب بیابان نشین** کہا کہ ایک عرب بیابان نشین شہر بغداد مین آیا نان بائی کی دکان پر گذرا دیکھا کہ نان تازہ کا بنا ہے اور جسکی بو روٹی کی دماغ مین اُس فاقہ کش کے آئی بیتاب ہوگیا اور نان بائی سے کہا کہ اے برادر مین پیٹ بھر روٹی کھاؤن اسکی کیا قیمت لیگا نان بائی نے اسکے قد و قامت سے تجویز کیا کہ دو سیر نہایت تین سیر اس سے زیادہ نہ کھائیگا کہا کہ آدھا دینار دے اور پیٹ بھر روٹی کھالے عرب نے آدھا دینار اوسکے حوالے کیا اور زیر دکان کہ لب دجلہ واقع تھی بیٹھ کے روٹی پانی مین بھگو بھگو کے کھانا شروع کیا نانبائی دیکھتا تھا کہ چہار چند قیمت سے کھا چکا اور ابتک ویسا ہی کھانے مین سرگرم ہے نانبائی نے کہا کہ ای عرب تجھے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے تجھے اتنی بھوک دی ہے سچ کہہ کہ کہانتک کھائیگا عرب نے جواب دیا کہ ای خواجہ بے صبری نکر جبتک کہ اُس دجلہ مین پانی ہے مین بھی روٹی کھائے جاؤنگا غرض اس مثل سے یہ ہے کہ پادشاہ معلوم فرمائے کہ جبتک کہ آبحیات چشمہ بدن مین جاری ہے کھانا کھانے اور ہراس کرنے مین بے اختیاری ہی اور تیرے مائدہ وصال سے فائدہ اوٹھانا مفتی خرد کے نزدیک مجھپر حرام ہے اور مجھمین تجھمین وہ سبب مفارقت کا عارض ہوا ہے کہ مہلت کو کسیطرح گنجائش نہین رہی اور اگر بادشاہ کے دریافت حال کا شوق دلپر غلبہ کریگا تو اخبار پادشاہ کا قاصد نسیم سحر سے پوچھ لونگا اور کبھی ہوس جمال باکمال کی ہوگی تو آئینہ خیال مین دیکھ لونگا **بیت**

گر وصال یار نبود با خیالش ہم خوشم ٭ کلبہ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست ٭

پادشاہ نے رونا شروع کیا اور جانا کہ قبرہ غم زیرکی دام مین نہ آئیگا اور داعیہ انتقام کا خیال خام تھا کہ میری حدت رائے اُسکو پختہ نکر سکے اسکے بعد اوسی حیلون پر چلا قبرہ نے کہا کہ پادشاہ جوان بخت اگر ہزار تضرع اور تمہید سے تو عہد و پیمان کو مضبوط کریگا مگر مین غاشیہ ملازمت تیرا زنہار اپنے دوش پر نہ رکھونگا اور بات اپنی کیون ضایع کرتا ہی جو کہ خیال عالی ہے لیکن سے چشم فراست سے خوب مشاہدہ کر چکا ہون چاہئے کہ کسی حیلہ سے تیرا عذر قبول کرون یہ ممکن نہین ہے پادشاہ نے جانا کہ تیر شست سے نکلا ہوا اور باز زمک تدبیر سے پھر نہ آئیگا کہا کہ ای قبرہ جانا مینے کہ اب وصال میرا اور تیرا اس عالم مین

ممکن نہیں ہی مگر بسبیل یادگار روشن کلمہ کہ آثار سعادت آسے پیشانی ہوں اور صیقل نصیحت دوستانہ سے زنگار غفلت
کہ میرے آئینہ خاطر پر بیٹھا ہے صفا پائی وہ بیان کر **بیت** زنہار سخنے یادگار خویش گوی ✤ کہ بہتر سخن خرب یادگار سے
نیست ✤ قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ کام جہان کا موافق تقدیر کے ہوتا ہی اور اُسکی زیادت و نقصان اور تاخیر و تقدیم مین
کسیکو مجال تصرف نہیں دی ہی اور کوئی نہیں جانتا ہے کہ منشور سعادت کا کسکے نام پر لکھا گیا ہی اور جریدہ اہل شقاوت مین
کسکو داخل کیا ہے سب پر واجب ہی کہ اپنا کام رای صائب کے موافق کریں اور رعایت احتیاط کی ہر امر مین بجا لائیں اگر تدبیر موافق
تقدیر کے ہوئی تو سریر اقبال اور مسند جاہ و جلال پر متمکن ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہوا تو دو ستونکو عذر کی جگہہ ہوئی اور دشمنونکو
گنجائش طعن اور تشنیع کی نرہی **نظم** حکیم گفت کہ تقدیر با تدبیر سنت ✤ بہیچ حال تو تدبیر خود فرو مگذار ✤ کہ گر موافق حکم
خداست تدبیرت ✤ بکام دل شدی از کار خویش برخوردار ✤ وگر مخالف آنست داردت معذور ✤ بہ کسیکہ دارد ز انوار
عقل استظہار ✤ اور دوسرے یہ جاننا چاہیے کہ نالایق ترین باتونکا وہ ہی کہ جسمیں کسیکو انتفاع نہو اور غافل ترین بادشاہونکا
وہ ہے کہ ملک کی حفاظت اور ضبط و ربط رعیت میں اہتمام نکرے اور بدترین دوستونکا وہ ہی کہ شدت اور نکبت
کیوقت دوست کی طرفداری میں کوتاہی کرے اور بدکارترین عورتونکی وہ ہی کہ اپنے خاوند سے بدل راضی نہو اور خیالات
خباثت میں مصروف رہے اور بدبخت ترین فرزندونکا وہ ہے کہ اطاعت ماں باپ کی نکرے اور ویران ترین شہرونکا وہ
ہے کہ جسمیں اہل امن و امان خلق اللہ نہو اور ناخوش ترین صحبتوں میں وہ صحبت ہی کہ مصاحبونکی دل اسمیں صاف نہوں اور جو شائبہ
اندیشیکا میرے اور بادشاہ کی صحبت میں حادث ہوا ہے اُسکی اصلاح دایرہ امکان سے باہر ہی اب سواے ترک اور جدائی کے
کوئی راہ صواب نزدیک تر نہیں ہے **رباعی** رفتیم و داغ ما ز دل باید کرد ✤ یعقوب دو دیدہ خاک گل باید کرد ✤ گر بد دیدی
ہمہ بکمو باید گفت ✤ ور ور بد کی بود بحل باید کرد ✤ لیس اس کلمہ پر اختتام کیا اور بلندی الواے پر پرواز کرکے راہ صحرا کی لی
بادشاہ نے انگشت تحیر دندان حسرت سے کاٹی اور ساتھ ملال بیقیاس اور اندوہ بیشمار کے اپنے گہر میں گیا اور یہ شعر مولف کا
پڑھتا تھا **بیت** درد پہلو میں رہا کرتا ہے جیسے تو نہیں ✤ ہجر میں ہی ایکدم خالی میرا پہلو نہیں ✤ یہ ہے داستان عذر کہ
ارباب حقد اور کینہ سے احتراز کرنا اور تضرع اور نیاز مکر آمیز اعدا پر اعتماد نکرنا اور خدع اور فریب طلب انتقام کیواسطے کرتے
ہیں اُس سے اپنی حفاظت کرنا اور غرض اس بیان سے یہ ہی کہ بنای کار کو عقل اور تدبیر پر رکھی اور کسیطرح دشمن پر بلکہ دوست آزردہ
دل پر اعتماد نکرے اور اُنکی آفت حیلہ و مخالفت مکر سے نڈر نرہے **رباعی** خواہی کہ بناشی بغم و رنج قرین ✤ بشنو سخنی پاک تر
از در ثمین ✤ از دشمن آزردہ تغافل منمای ✤ زنہار صاحب کبر و کینہ ایمن منشین ✤

باب نوان ہے فضیلت میں عفو کے کہ بادشاہونکے واسطے بہترین صفات سے اور اہل اللہ کے

لئے خوشترین ملکات ہے دابشلیم نے برہمن سلیم سے پوچھا کہ سنی بینے مثال اسکی کہ استمالت دشمن
کینہ کوش سے دل آسکا آرام نہوا اور جو آثار عداوت کے اوسکے باطن میں مشاہدہ کئے تھے ہر چند دشمن نے ملاطفت
میں مبالغہ کیا لیکن اوسنے احتراز میں قصور نکیا اب ثمرہ اشتیاق یہ اشتعال ہے کہ وہ حکایت بیان فرما کہ مشتمل ہو
بادشاہونکے عفو پر کہ جو بادشاہ اپنے مقربوں سے خطا دیکھے تو ایک دو بار اُس سے اغماض کرے اور اُس گروہ کی
بے اعتمادی نکرے بلکہ اُنکے منصب کو تازہ اور زیادہ کرے یہ احتیاط سے نزدیک ہے یا دور بیدپا برہمن نے نطق دلکشا
سے جواب دیا کہ اگر بادشاہ عفو اور رحمت کا دروازہ بند کریں اور جسکے تھوڑی سی بھی خیانت دیکھیں اوسکے حقمیں
عقوبت کا حکم فرمائیں تو نزدیکونکا اعتقاد صافی نرہے اور اس حال سے دو علتیں پیدا ہوں ایک یہ کہ اکثر کام مہمل اور
معطل رہیں دوسرے یہ کہ مجرم لوگ عفو سے بے نصیب ہوں اور منصب عفو کا بے سود اور بیکار ہوجائے چنانچہ ایک بادشاہ عدل آشنا
نے فرمایا ہے کہ چاشنی عفو سے کام جان ہمارا جسقدر کہ لذت پاتا ہے اور ہم اُس سے محظوظ ہوتے ہیں اگر خلق خدا تفصیل
اُس سے آگاہ ہو تو سوای جرم اور خیانت کے اور ہدیہ ہمارے حضور میں نہ لائیں اور یہ بھی ہے کہ سلاطین کی قامت پر کوئی
پیرہن عفو سے زیادہ تر زیبا نہیں ہے اور مضمون کلام معجز نظام حضرت سید امام علیہ افضل التحیۃ والسلام کا یہ ہے کہ الا انبئکم
باشدکم من ملک نفسہ عند الغضب اشارت لطیف ہے کہ قوت آدمی کی شعلہ خشم کے فرو کرنے سے دریافت
ہوتی ہے اور حال انسان کی مردانگی کا شربت ناگوار غضب کے پینے سے کھلتا ہے **بیت** مردی گمان مبر کہ بزور ست و
پُردلی ٭ با خشم گر برآئی دانم کہ کابلی ٭ اور پسندیدہ ترین خصلت بادشاہونکی یہ ہے کہ عقل ارجمند اور عدل خدا پسند
کو حوادث میں اپنا حاکم کریں اور ہر وقت میں عادت اپنے لطف اور عنف سے آشنا رکھیں لیکن لطف اسطرح پر ہو کہ سمت
ضعف کی نہ رکھتا ہو اور عنف اسطرح چاہیئے کہ ظلم سے خالی ہو تا کام سلطنت کا جمال اور جلال کے ساتھ آشنا
رہے اور مدار اہل سلطنت کا اشارت خوف و رجا پر دایر رہے نہ مخلص عنایت بیکراں سے ناامید رہیں اور نہ بعضے حرف
سیاست سے میدان جرات میں قدم رکھیں **بیت** داشتی قوم خویش را جمشید ٭ دایم اندر میان بیم و امید ٭ اور حکمای اسلام کی
کلام معجز نظام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندونکو وعظ قرآنی اور نصیحت فرقانی کے موافق مکارم اخلاق کی تاکید فرماتا ہے
اور عادت ستودہ اور صفات پسندیدہ پر تحریص دیتا ہے جسکی کہ سعادت ازلی یار اور مددگار رہو اور کفایت ابدی امداد
اور اعانت کرے تو قرآن کو اپنا قبلہ جان اور کعبہ ایمان بنائے اور ہمیشہ دل و جان کو متوجہ احکام اوسکے رکھے اور منجملہ
ان سب نصیحتوں کی ایک نصیحت عمدہ یہی ہے کہ اصل او سب منقبت تو نکالا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ جل و علی الکاظمین الغیظ والعافین
عن الناس واللہ یحب المحسنین ایک پیر طریقت نے زبان حقیقت سے خلاصہ معنی اس آیت کے اس طرح پر کہے ہیں

کہ عصر کا ذکر کرنا یہ ہے کہ عقوبت مین مبالغہ نکرے اور عفو وہ ہے کہ اثر کراہت صفحۂ دل پر باقی نرکھے اور احسان اوسے کہتے ہین کہ جو
دوست گناہ کرکے غدر کرے تو اوسکو دل سے بھلادے اور پھر اوسکا خیال کبھی ہمین نہ لائے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ
بنا ہر کام کی لطف اور مروت پر رکھے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر لطف کو ایک پیکر مین تصور کرے تو روشنی
اوسکے جمال کی ایسی درخشان ہو کہ کوئی آنکھ بھر کے اوسے دیکھ نسکے کسی بزرگ نے اس قطعہ کے بیتون مین یہ سب ادا کیے
ہین **قطعہ** چو قدرت دادت ایزد بر گنہگار ٭ بعفوش بند کن تا بندہ گردد ٭ کہ مجرم گشتہ افعال خویش است ٭ چو بوے عفو
یابد زندہ گردد ٭ اگر صورت پذیر د پیکر عفو ٭ چو مہر و مشتری تابندہ گردد ٭ شرف انسان کا عفو اور احسان سے
ترقی پاتا ہے اگر ہر گناہ کے مقابلے مین عقوبت جاری کیجائے تو مضرت کلی مہات ملکی اور مالی مین سرایت کرے **مثنوی**
بہ تندی سبکدست بردن بہ تیغ ٭ بدندان گزد پشت دست دریغ ٭ سرے کز تحمل بماند تہی ٭ بہ حرامش بود تاج فرماندہی ٭ اور
بادشاہ کو چاہیئے کہ نصیحت اور اخلاق اوس شخص کا نیک نجانے کہ جو موضع تہمت مین پہلے پڑچکا ہو اگر وہ شخص ایسا ہو کہ مصالح
ملک کے اور اعانت ریاست کی اوسکی تدبیر پر منحصر ہون و یا وقایع زمانے کی اوسکی مدد تدبیر پر موقوف اور ثانی اوسکا پیدا نہو تو
اوسکے اعتماد بڑہانے مین ایسی سعی کرے کہ اعتبار اوسکا عہدۂ سابق پر قرار پائے اور ریب اور فریب اور تہمت سے خلائق کے
نزدیک پاک ہو جائے کیونکہ آدمی کام کے کمتر ہاتھ آتے ہین اور کام ملک کے بے نہایت ہیں اور بادشاہون کو مشیران
عاقل اور عاملان امین کہ استحقاق محرمیت اسرار رکھتے ہین نہایت بیشتر ہوتی ہے پس شرط جہانداری یہ ہے کہ
ایسے لوگون کو کہ کمال صلاح عفت اور دیانت اور امانت مین ممتاز ہون اونہین زینت اعتبار بخشے اور اسے خیال کرے
کہ کون شخص کس کام کے لایق ہے اور فراخور اہلیت اور اندازۂ عقل و شجاعت ہر ایک کا دریافت کرکے جو جس کام کے سزاوار
ہو اوسی کو اوسپر مقرر کرے اور اگر باوجود بہت ہنرون کے ایک عیب بھی رکھتا ہو تو اوسکا بالفعل خیال نکرے مگر نظر مین رکھے
اور یہ سمجھے عاقل نہ ہے کہ مخلوق بے عیب نہین ہوتی ہین **مصرعہ** یار بے عیب مجو تا کہ نمانی بے یار ٭ اور اگر سہواً یا عمداً کبھی کسی
سے کچھ ہو ایسی خیانت ایکبار صادر ہو تو اوس سے درگزر اولی ہے اما اگر کوئی دیدہ و دانستہ شیوۂ خیانت اختیار کرے تو اوسے
ضرور اپنی سرکار سے دور کرے اور اگر کوئی اہلکار اتنی کفایت کرے کہ جس سے مقدمہ برہم ہو جائے اوس شخص سے بھی احتراز کرے
کہ اتنی کفایت خیرخواہی نہیں ہے بلکہ بدخواہی ہی کفایت وہ ہے کہ صرف بیجا سے احتراز کرے اور جو کام کہ ضرور ہے وہ
یا جو شخص کہ مستحق بخشش و عطا کا ہو اوسین دریغ کو راہ ندے ہر چند کفایت مین نقصان کا سبب کم ہوتا ہے لیکن یہ تاکید
اسواسطے ہے تا معلوم ہو کہ حسب اصحاب ہنر اور ارباب کفایت کا بھی ترک کرنا حسب ضرورت جایز ہے پس اسباب جہل سے
اور ضلالت سے دوری کرنا صواب سے کتنا نزدیک ہوگا اور یہ بات بادشاہ پر فرض ہے کہ تجسس احوال

اور تفحص اشتغال کہ جو اپنے عاملوں اور انیسوں کو سپرد کیا ہے کرتا ہے تا لغیر او رقطیر احوال ملک و مال کے چھپے نہ رہیں اس
ہوشیاری میں رئیس کے فوائد کلی منصور ہیں ایک یہ کہ معلوم ہو کہ کون عامل رعیت پرور اور کون جفا گستر ہے جو کہ رعیت کی
کرے اوسکی استمالت اور پرورش بہت کرتا ہے اور جو کہ ظلم زیر دستونکا نہ کہاتا ہو نام اُس کا جریدہ عمل سے محو
کر کے دفتر معزولی دائمی میں لکھ دے چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **ابیات** خدا ترس را بر رعیت گمار ❊
کہ معمار ملک است پرہیزگار ❊ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ❊ کہ نفع تو جوید در آزار خلق ❊ ریاست بدستِ کسانے
خطا ست ❊ نکو کار ہرگز نہ بیند بدی ❊ چو بد پروری خصم جان خودی ❊ اور دوسرا یہ ہے کہ جب یہ سب کو معلوم ہو چکیگا
کہ بادشاہ ثمرہ نکوکاری کا نیک عطا کرتا ہے اور خاطیون کو گناہ کے موافق تنبیہ واقعی دیتا ہے اس صورت میں جو کہ
اہل صلاح ہیں وہ اس امید پر جانب نکوکاری زیادہ تر اختیار کرینگے اور مفسد خوفناک اور ہراسان ہو کے فساد اور مردم
آزاری میں دلیری اور بیباکی نکرینگے اور وہ حکایت کہ ان مقدمونکے لائق ہے وہ داستان شیر و شغال کی ہے راے دابشلیم نے
پوچھا کہ اُسکی تفصیل فرمائیے برہمن نے کہا **حکایت شیر و شغال** کہ زمین ہند میں ایک شغال تھا فریسہ نام منہ دنیای
دنی سے پھیر کے لپیٹ پا تعلق بے حال پر ماری تھی یعنی گوشت کا کہانا اور خونریزی اور ایذا جانوروں کی بالکل ترک کی تھی
یاروں نے مناظرہ اور مباحثہ یہانتک کیا کہ نوبت نزاع اور جدال کو پہنچی کہ ہم تیری اس خصلت سے راضی نہیں اور تیری راے اس جہان
میں خطا پر ہے لازم ہے کہ ہماری صحبت سے کنارہ نہ کرے عادت اور سیرت میں ہم سے موافقت رکھ کیوں عمر عزیز کو برباد دیتا ہے اور تمتع
دنیا سے بے نصیب بنتا ہے اور اکل و شرب کہ قوام ہے مادہ حیات کا اُس سے احتراز کرتا ہے اور فرمان کلوا واشربوا سے کیوں بے نصیب
کہاؤ اور پیو
ہوتا ہے آگے جو ہوا سو ہوا پر اب بھی کہنا ہمارا مان لے اور یہ سمجھ کہ نعمت ہاے غذا کو با وجود میسر ہونیکے رد کرنا کفران نعمت ہے پس
دیدہ و دانستہ آپکو کافر نعمت نہ بنا **بیت** بیا یکزمان امروز خوش باشیم در خلوت ❊ کہ در عالم نمیداند کسے احوال فردا را ❊
فریسہ نے جواب دیا کہ دنیا کو مزرع آخرت اسلیے کیا ہے کہ جو آج بوؤگے کل کاٹنا پڑیگا یعنی جو عمل کہ دنیا میں کروگے آخرت میں
اجر اوسکا ملیگا بموجب رباعی اوستاد **رباعی** شاہان جہان کہ این جہان داشتہ اند ❊ بنگر کہ ازینجہان چہ برداشتہ اند ❊
در زیر زمین بدست خود می روند ❊ ہر تخم کہ بالاے زمین کاشتہ اند ❊ اور کہانے اور پینے سے بجز شکم پروری اور کچھ حاصل
نہیں ہے اور یہ کام بہائم کا ہے اور بندہ خاص وہ ہے کہ عمر اپنی بندگی میں صرف کرے اور نفس کشی کے درپے ہو کہ کام
نفس کا اکل و شرب اور خدا سے غافل کرتا ہے بندۂ خدا کو چاہیے کہ وہ کسب ہر کسب سے توشہ عقبیٰ حاصل ہو خوش گفت
آنکہ گفت **بیت** آن طلب امروز بہر توشہ ❊ کز پے فردات بود توشہ ❊ دنیا اگرچہ سراسر عیب ہے، بارے یہ ہنر رکھتی ہے کہ
مزرع آخرت ہی جو تخم کہ آج بوئے گا کل وہی کاٹے گا نزاع یوملک حصاد غد وان یعنی کاشتن امروز تو درودن

خردا ے لست **مثنوی** بکوش امروز تا تخمی بپاشی * کہ فردا بر خورش تا در بپاشی * اگر این کشت ورزی را نورزی *
دران خرمن بہ نیم ارزان نیرزی * بہ مرد عاقل کو چاہیئے کہ اپنی ہمت ثواب آخرت پر مصروف رکھے اور دلسے دولت باقی
و نعمت جاودانی پر متوجہ رہے اور یہ بات بغیر ترک تعلقات عالم غدار کے میسر نہین ہوتی ہی بلکہ اشعار گویا کے حسب حال اس
مطلب کے ہیں **رباعی** سکیسی کرتی ہی کل تو ناکبندی آج کر * آرزو برآئی گی کل ستمندی آج کر * یار شیرین آئیں گے
کل ہے مناسب انتظار * مثل نخل ہا را و سربلندی آج کر * آج کر قوت اسکی رکھتی ہو مرکب ریاضت کو میدان مجاہدے مین
دوڑاو اور ثمرات حیات یعنی باقیات صالحات کو حمات کیواسطے ذخیرہ کرو اور سرمایہ جوانی کو کسا دبازار سپیدی کے واسطے
ہاتھ میں لاؤ اور مایدہ زندگانی سے سفر فنا کی توت حاصل کرو چنانچہ ایک بزرگ نے نکتہ کہا ہی کہ آج کر سکتی ہو اور
نہیں جانتے ہو اور کل جانو گے اور کچھ کر سکو گے **بیت** چون توانستم ندانستم چہ سود * چون بدانستم توانستم نبود * ایضاً
خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **رباعی** آیا بوجود میں سو معدوم ہوا * بے فہمی ہے سب جو کچھ کہ مفہوم ہوا * سمجھا اتنا
کہ کچھ نہ سمجھے افسوس * معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا * چونکہ راحت دنیائی مثال برق کے چمک کی بے ثبات ہی اور سکی
رونق پر مالوف ہونا خامی خیال ہے چاہیے کہ نہ ایسی سریع الزوال کے شدائد سے المناک ہو اور نہ اسکی راحت پر
زیادہ اندازے سے شادی کرے حاصل سخن یہ کہ ایسی عکدے مین آکے سرور اور غافل رہنا غافلی اور عالی ہمتی سے
دور اور گذرگاہ سیل فنا پہ عمارت بنانا ہے چونکہ یہ منزل عاریتہ چھوٹنی والی ہی پس اس سے دلبستگی کرنا کام اہل خرد کا نہیں
ہے سنئے کہا کہ ای فریبیدہ تو ہمین ترا لغمت دنیا کو فرماتا ہی اور حال یہ ہے کہ نعمتیں اس جہان کی اس لیے پیدا کی ہیں تا
خلق خدا اُس سی فائدہ اوٹھائے اور نکتہ وا ازقنا ھم من الطیبات گواہ اس مدعا کا ہی فریبندے کہا کہ نعمت دنیا مراد
اکل و شرب نہیں ہے بلکہ نیکنامی اور ذکر باقی کا حاصل کرنا اور زاد راہ معاد اوسکے واسطے سے ہاتھ مین لانا ہی تا بحکم نعم
المال الصالح کے سبب حسن اعمال کا ہو اگر تمکو سعادت دوجہانی مقصود ہی تو یہ بات مبرکا نہین کہو کہ طعمہ لذیذ کے
واسطے کہ ہنوز حلق سے فرو نہین ہوتا ہے کہ لذت اسکی فانی ہو جاتی ہے پس ایسی لذت بے بقا کیواسطے ہلاک کرنا
نفوس کا بڑے حیف کی بات ہی اور جو جیز کہ بے آزار بے ایذای خلق اللہ ہاتھ آئے اسپر قانع اور شاکر رہو اور وہ بھی
اوسی مقدار اختیار کرو کہ بقائے جثہ اور قوام بدن اُس سی قایم رہے اور جو کہ خلاف شرع و عقل ہے او سمین مجہسی موافقت
نہ ہوگا میرے اور تمہارے انی صحبت ظاہری بھی برہم نہو جائے اور موافقت افعال ناپسندیدہ کو موجب عذاب ہے مجہے امید
نرکہو اور اگر ایسی ہی تکلیف دینا منظور ہی تو اجازت دو تا ترک صحبت تم سے کرکے بلاد دور دست کی راہ لون اور باقی اوقات
گوشہ عزلت مین بسر کرون جبکہ باز دالے فریبیہ کو بساط ورع پر ثابت قدم دیکھا معتقد ہوئی اور اس کلمات سے عذر

اور استغنا کیا فریبہ تہوڑے عرصے میں منزل تقوی کا منتہی ہوا اور گوشہ نشین اُس دیار کے اوسکی ہمت باطن سے دریوزہ گری
کرنے لگے اور گرم روباد یہ مجاہدہ اوسکے نظر التفات سے استمداد کرتے تھے تہوڑی فرصت میں شہرہ اُس کے زہد و دیانت کا
نواحی ہر صحرا اور بیشہ میں شائع ہوا فریبہ کے منزل کے نزدیک ایک بیشہ تہا نہایت شاداب اور میوہ دار اُس میں سباع
و وحوش بسبب وسعت و فضا اور لطایف ہوا کے جمع تھے اور پادشاہ اُن سبکا ایک ببر تہا کہ ہول دل ہیبت اور قوت و
شوکت میں کوئی مثل و ہمسر اُسکا نہتا باشندے اُس بیشے کے حلقہ اس کی اطاعت کا گوش فرمانبرداری مین
رکہتے تھے اور لقب اوسکا کامجو تھا ایک دن اپنے ارکان دولت اور ارباب صحبت سے سرگرم مقالات تھا اثنای کلام مین
ایک نے حکایت فریبہ کی ساتھ صفت کمال اور حسن صلاحیت کے سمع پادشاہ میں پہنچائی پادشاہ باشتیاق تمام
جویاے صحبت فریبہ ہوا القصہ کامجو نے معرفت ایک شخص کے فریبہ کو طلب کیا فریبہ موافق حکم بادشاہ کے کہ اغماض کرنا پادشاہ
کے حکم سے حکم بغاوت کا رکہتا ہے اور بغاوت حرام ہے لہذا بپاس تقوی درگاہ سلطانی مین بلا عذر حاضر ہوا بادشاہ نے
عزت تمام سے اپنی مجلس میں جگہ دی اور فرمایا کہ مین چاہتا ہوں کہ آداب طریقت تجہسے حاصل کروں اسکے بعد بادشاہ نے ہر طرح کی
گفتگو کی تو فریبہ کو ایک بحر بے پایان پایا اور معرفت کمالات نفسانی مین ایک گنج بے بہا دیکھا اور چشم دوربین تیز اور قلعہ طریق
کارسازی اور مہم پردازی اور تدبیر و تقریر فریبہ کی امتحان فرمائے تو تمام نقد حال اُسکا محک قبول پر عیار کامل فرمایا المولفہ **بیت**
عاشق کامل کو خوف امتحان ہوتا نہیں ✢ جو ہر ہے خالص طلا کا کچہہ زیان ہوتا نہیں ✢ کامجو کو صحبت اوسکی بہت خوش آئی
بعد چندے خلوت میں فرمایا کہ ای فریبہ میری مملکت بہت وسیع ہے اور کام اس سلطنت کے بیشمار ہیں اور خیر تیرے
زہد کی میرے سمع جلال میں پہلے پہنچی تہی اور اب جو دیکہا تو سنے سے زیادہ پایا **بیت** شنیدہ ام کہ در آفاق نیست
ثانی تو ✢ چو دیدمت بحقیقت ہزار چندانی ✢ اب تجہپر اعتماد تمام مجھے ہوا اور ملک و مال اپنا تجھے سپرد کرتا ہوں چاہتا ہوں
جیسا کہ منزل القانعین تو نے رتبہ عالی پایا ہے ویسا ہی مقام امارت میں بہی درجہ رفیع کو پہنچے اور زمرہ خواص اور مقربان
باختصاص مین داخل ہو اور برکت عنایت اور حسن عاطفت ہمارا اقران اور اخوان بلکہ ابنای روزگار پر تجھے شرف اقتدار بخشے
بیت بر آستان دولت ما ہر کہ سر نہاد ✢ نگذشتہ سفتہ کہ زاہل سریر شد ✢ فریبہ نے جواب دیا کہ سلاطین کو لازم ہے کہ
کفایت کار ملکی اور مالی اونکے واسطے کہ لیاقت اُسکی رکہتے ہون تجویز کرین اور وہ لوگ خواہان بہی اس خدمت کے ہون
اور وہ اشخاص کہ جو اس کارہ ہوں اور اُسکے ضبط اور ربط پر قادر نہوں اور اس عہدہ کی شرطیں بواقعی اونسے
ادا نہوں تو اس بار کو اون کی گردن پر ڈالنا وبال اس نقصان اور گناہ کا پادشاہ کی طرف رجوع کریگا
غرض اس غرض سے یہ ہے کہ میں کار بادشاہی سے بدل کارہ ہون اور واقفیت اور تجربہ بہی اس کا

نہین رکہتا ہون اور تو بادشاہ صاحب شوکت اور سلطان عالی منزلت ہی اور تیری خدمتین وحوش اور سباع بہت ہین
اور قوت اور شجاعت مین آراستہ اور صفت امانت و دیانت مین مشہور اور بیپرسنہ اور طالب ان کامونکے بھی ہین اگر انکے
حق مین عنایت فرمائے تو خاطر مبارک سب دغدغون سے فارغ رہے اور کام ہی خوب بن آئے کامجو نے کہا کہ انکار سے بیرے
کلام سے تجھے کیا فائدہ دیگا اور اس سے پہلو تہی کرنے مین کیا حال دیکھا ہے تو نے اور معاف نہ کرونگا مین تجھے اور طوعاً او کرہاً
طوق اس عہد کا تیرے گلے مین ڈالونگا فریفے نے کہا کہ کلام بادشاہ کا مناسب دو شخصونکے ہوتا ہے ایک غافل سخت رو کہ زبان
درازی اور بیمروتی سے غرض اپنی حاصل کرے اور زیرکی اور حیلہ سے بیشرفت لیجائے اور نشانہ مخالف کے تیر تعرض کا ہی نہ بنے
اور دوسرے غافل بے حمیت کہ کانٹو پیر کہینچنے کا خوگر ہو اور بے ناموسی اور لطف نام و ننگ کی پروا نہ رکہتا ہو پس ایسا شخص حرص حسد مین
نہین آتا ہی اور دشمن اوسکے کمتر تیہ ہوتے ہین ان دو طبقون سے نہین ہون حرص غالب کہتا ہون کہ خیانت کی بدنامی سی پروا کرون اور طبع
خسیس کہتا ہون کہ بار ذلت اوٹھانا گوارا کرون **قطعہ** بخدای کہ آفرین کرد است بعاقلان بجو نشستن داری بہ کہ نیز زبر ہمت
ملک ہر دو جہان بیک خواری بدلم آید **ایضاً** لخت دل کہلائے سدا خون جگر مینے پیا پہر کہاں کبہی منت کش دونان نہوا بہ بادشاہ
اس امر کو زبان پر نہ لائے اور مجہے تحمل بار مشقت سی معاف فرمائے منت ہوئی کہ مینے دیدہ طمع شوخ چشم کو سوزن قناعت سے سیا اور متاع
بے اعتبار حرص کو شعلہ آتش ریاضت سی جلا دیا ہی اگر بادشاہ دوسرے بار طالب دنیا مین آلودہ کریگا تو مجھے وہ پہنچیگا کہ جو ان مکہیون کو
پہنچا کہ طبق شہد مین بیٹھی تھیں شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تہا **حکایت درویش و حلوائی** کہا کہتے ہین کہ ایک فقیر صاف
دم کہ طریق طریقت مین ثابت قدم تہا بازار مین گذرا ایک حلوائی نے کہ حلاوت فقر سے کچھ چاشنی رکہتا تہا فقیر سے التماس کیا کہ
ایکدم میری دوکان پر ٹہریے تو مین بندہ نوازی ہے مرد عارف بمقتضای خلق اور دلنوازی کی بیٹھ گیا حلوائی نے بطور پیشکش طشت
شہد سے بہرا ہوا روبرو درویش کے رکہدیا مکہیان اپنی عادت کے موافق غوغا کنان اوسپر بیٹھ گئین ہرچند انکے اوڑانے مین
سعی کی پر باز نہ آئیں ایکبار طشت پر گرہی پڑین حلوائی نے جبکہ ہجوم انکا دیکہا پنکہا بعد زور ہلانے لگا جو کنارہ طشت کی
تہیں اوڑ گئیں اور جو کہ شہد پر بیٹھیں تہیں پابند ہو گئین جبکہ اوڑنیکو چاہا پر و بال بھی شہد مین پھنس گئے اور ہلاکت مین مبتلا
ہوئیں وہ درویش مشاہدہ اس حال کا کرکے جوش مستانہ سے نعرہ زن ہوا جبکہ وہ ولولہ اور تموج دریائے وجد و حال فرو ہوا
حلوائی نے کہا اے عزیز مینے صورت حلوے کی تجہسے دریغ نہین رکھی ہے تو بہی معنی اس حال کے کہ تجہپر حل ہوئی ہو مجہسی دریغ نہ فرما
درویش نے فرمایا کہ حال دنیا اور اسکے حریصونکا اس شہد کے طشت سی مجہپر کہل گیا اور ملہم غیبی نے کہا کہ اس طشت کو دنیا جان
اور یہ عسل اسکی نعمت ہے اور یہ مگس نعمت خوار اس دنیا کی ہین کہ کنارہ پر اور درمیان مین بیٹھی ہین وہ کہ کنارے طشت
کے ہیں وہ بے حرص ہین کہ کنارے رہ کے بقدر ضرورت کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور قدر

ضرورت سے زیادہ کی دوسبے نہین ہوتے ہین جو فنت کہ عزرائیل علیہ السلام مروجہ رحیل بلائین گے یعنی جنبش سلسلہ
موت کو دین گے جو کنارے طشت کے ہین وہ باسانی اوڑجاینگے یعنی نزع اور قبض روح اونکا باسانی ہوگا کہ کوئی غم وغصہ
علایق دنیا سے کاہش روح اونکا نہوگا اور آشیانہ فِی مَقعَدِ صِدقٍ عِندَ مَلِیکٍ مُقتَدِرٍ مین بازگشت کرین گے
یعنی ارواح صالحین کو جگہہ آرام کے بعد قبض کے اللہ کریم نزدیک اپنی عنایت کرتا ہی اور وہ مکھیان کہ طشت کے بیچ مین بیٹھی ہین
یہ مثل حریصان دنیا کی ہے کہ دنیا کو زیادہ ایمان عزیز سے کہتی ہین جتنا کہ حضرت عزرائیل بادکش ال سی حرکت زیادہ کرین گے
بال و پر انکے شہد مین زیادہ پہنستے جاینگے یعنی تشدد اور تشتت تمام سی انکی روح قبض ہوگی اور بمقتضاے ثُمَّ رَدَدنَاہُ اَسفَلَ
سَافِلِینَ کے یعنی جانب پستی کے روکی جاینگے کہ ہر جگہہ سے وہ جگہہ بدتر ہے اسفل سافلین اون لوگونکی ارواح کا مقام ہی کہ
شقاوت ابدی پر جنکا انجام ہوگا فریبہ نے کہا کہ اس مثل کے ایراد سے یہ غرض ہے کہ بادشاہ تبر پر و بال شہد دنیا سی آلودہ
نکرین کہ جب امانت روح کی استرداد کا وقت پہنچے تو چلنا آخرت کی راہ کا بسہولت میسر آئے بیت چنان وقتی بدست آر در زمانہ
کہ گر گو بند رو گردی روانہ دبہ کا مجونے کہا کہ جسکی نظر حق پر ہے اور روش عدالت پر مستقیم ہے اور کوئی دقیقہ راستی کا فروگذاشت
نہین کرتا ہی اور مظلومونکی ضرر کہ ستمگاروں سے ہے بازخواست کرتا ہے اور محنت کشیدونکی بات خوشدلی اور تازہ روئی سے
سنتا ہے وہ ہر آئینہ دنیا مین معزز رہیگا اور عقبی میں شرف کرامت سے بہرہ مندی پائیگا فریبہ نے کہا کہ کام سلطنت کے بشرائط
مناسب اگر کوئی سرانجام دی تو خوشبو نجات کی اوسکی مشام جان کو البتہ پہنچیگی لیکن دنیا مین کام کسیکا دوام پذیر نہین ہوتا ہی
اور کسیکی مدت عمل کو ثبات و قرار تا آخر عمر کمتر دیکھا ہے اور جو کوئی تقرب بادشاہ سے سرفراز ہوتا ہے پہلے اوسکے
دوست کسب جاہ کے واسطے سرگردان ہوتے ہین اور دشمن اوسکی جانکو تیر بلا کا نشانہ بناتے ہین جبکہ سب کا اجماع ایک
شخص کی عداوت پر منعقد ہوا تو امین رہنا اوسکا خلاف قیاس ہے اگرچہ بالفرض اوس شخص کا آسمان پر ہو تو بھی سر کو سلامت
نہ لیجائیگا شیر نے کہا جبکہ مین تجھسے حسن عقیدت رکہتا ہون بد اندیش کیا کر سکتے ہین ایک گوشمال ہی سے اونکی کید کی بند کرونگا
اور تجھے نہایت مرحمت اور غایت اینست کو پہنچاؤنگا کیا مصرع یہ نہین سنا ہے تو نے مصرع چہ غم ز حیلہ دشمن کہ دوست
جانب ما ست دبہ فریبہ نے کہا کہ بادشاہ کے یہ الطاف محض میری پرورش کے واسطے ہین ورنہ کونسی حاجت بادشاہ کی
مجھ موقوف ہی مگر کمال عنایت میرے حال کے لایق یہی ہے کہ بادشاہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دی کہ مین اس صحرا مین بفراغت
زندگانی بسر کرون اور نعمت دنیا سی فقط آب و گیاہ پر صبر کرون اور مضرت حسد دشمن سی کنارے رہون اگر تھوڑی سی عمر کسیکا امن
راحت اور فراغ صحت مین گزری تو اوسی بہتر ہے کہ بہت سی زندگانی خوف و وحشت مین بسر ہو بیت دمی فراغت دل بہتر ست
ازان کہ کسے بہزار سال کہ بروفق ارزو بزید دبہ کا مجونے کہا کہ اب غدغہ خوف کو خاطر سے دور کر اور مجھ سے نزدیک ہوکے

مہمات سلطنت کو اپنے ذمے مین لے فریبہ نے کہا اگر حال اس منوال پر ہی کہ عذر اور انکار میرا کچھ فائدہ نہین کرتا ہی تو بادشاہ
مجھے اپنی امان مین لے کہ جب مینے کام اختیار کیا تو زیردست میری منزلت پر حسد کرینگے اور زبردست اپنے بیم زوال مراتب سے بری
عداوت پر نفاق کرینگے تو بادشاہ اونکے دمدمے پر مجھسے متغیر ہوا اور پھر قضیے مین کلام حاسدونکا سماعت نفرمائے اور
جو کچھ کہ کوئی عرض کرے اُسمین بچشم انصاف نظر فرمائے تو البتہ مین خدمت اختیار کرون مصرع پھر تہمت نمی باید زد با خاطر
گران کردن پس شیر نے اُس سے عہد و پیمان کیا اور کنجیان سب ملک و مال کی اسکو سپرد کین اور تمامی اتباع اور لواحق کو حکم دیا کہ
اُسکے فرمانبردار رہین القصہ تھوڑے سے عرصے مین اُس اعتماد کو پہنچا کہ بادشاہ اُسکی سوا کسی سے مشورہ نکرتا تھا اور اسرار
مملکت کے سوا فریبہ کے دوسرے سے اظہار نکرتا تھا ہر روز اعتقاد شیر کا زیادہ ہوتا جاتا تہا اور قرب اور مرتبہ فریبہ کا بڑھتا
جاتا تھا آخر نوبت اختلاط کی اتحاد کو پہنچی کہ ایک دم کی جدائی ہزار سال کے برابر سمجھتے تھے اور سچ ہے اگر دوستی نہایت کو پہنچی
ہے تو یہی حال ہوتا ہے آخر کار یہ حال مصاحبان شیر کو گران ہوا اور ارکان دولت نے کمر مخالفت فریبہ پر باندہی اور آپسمین
اتفاق کیا کہ ایسی خیانت سے منسوب کیا چاہیے کہ شیر کا مزاج منحرف کرکے فریبہ پایۂ اقتدار سے گرا دین القصہ بصلاح آپسکی
اقرار ہوا کہ ایک درندہ کو سب نے تعلیم کیا کہ قدرے گوشت شیر کی چاشت کیواسطے رکھا جاتا ہے اوسے چرا کے فریبہ کے حجرہ مین رکھدے اور
اُسپر نسبتین فتنہ انگیز کرکے شیر کو برہم کرین آخر یہی کیا جبکہ شیر زرین چنگ کنام سپہر سے باہر آیا امرا اور وزرا موافق عادت کے
بارگاہ میں بادشاہ کی حاضر ہوئے اور فریبہ تدارک کار سرکار کیواسطے کسیطرف گیا تہا شیر اوسکے انتظار مین بیٹھا تہا عادت اونکی
یہی کہ سوا اوسکے کسی سے بات کسی کام کی نکرتا تہا اور دوسرے چاشت کیوقت اشتہا نے شیر پر غلبہ کیا جو گوشت کہ چاشت کا
مقرر تھا ڈھونڈھا نہ پایا شیر نہایت آشفتہ ہوا اوس وقت کہ فریبہ غائب اور دشمن حاضر تھے دیکھا کہ آتش جوع اور حرارت غضب
باہم جمع ہین خمیرہ فساد گوندہنا شروع کیا اور تنور شرور کو گرم کرکے نان مطلب یون لگانے لگی ایک نے کہا کہ چارہ اسکی سوا نہین
ہے کہ ہم بادشاہ کو آگاہ کرین اور جسمین کہ نفع اور ضرر حضرت کا جانین اوسکے عرض کرنے مین دریغ نکرین کا مجوز نے کہا کہ
ملازمان بادشاہی کو چاہیے کہ جو خبر کہ ملال کی ہے اوسمین دریغ نکرکے بلاتامل عرض کرین **بیت** کسانیکہ حق شناسند ہرگز
کہ حال از بادشہ پنہان ندارند اور جو کچھ کہ سنا ہی اور دیکھا ہی اوسے کیون نہین عرض کرتے ہو ایک شیطان سیرت نے جواب دیا کہ
مینے یون سنا ہے کہ فریبہ اس گوشت کو اپنے دیماس کیطرف لیگیا تہا دوسرے نے دہوکا دینے کیواسطے کہا کہ مجھے یقین نہین آتا ہے
کہا کہ وہ جانور ہی کم آزار اور امانت دار تیسرے نے کہا کہ ایسی باتون مین احتیاط کرنا چاہیے کہ ہر کسیکے دوست اور دشمن ہوتے
ہین اور اپنی غرض کیواسطے باتین جھوٹ بناتے ہین اور کوئی شخص پہچانا نہین جاتا ہی اور اسرار خلایق کے بآسانی نہین معلوم
ہوتے ہین ایک مدت کے بعد کھلتا ہی کہ نیک کار کون اور بدکار کون ہے چوتھے نے کہا کہ واقعی کسیکے دل کا حال جلدی نہین کھلتا ہے

۱ آن کسان بفتح پیشہ کردن درشتہا مانند ۱۲
۲ مصرع بمعنی تہمت ۱۲
۳ علہ مزدور بضم ... ۱۲

ایکن یہ بات کچھ فکر طلب نہیں ہے اگر گوشت اوسکے مکان میں پایا جائے تو یہ افواہ کہ خاص و عام میں ہے اور سب خرد و
بزرگ یہی اپنی جگہہ کہتے ہیں کہ فرلیسہ بڑا دغاباز ہے پھر یہ سب سچ ہے کہ اس سے زیادہ کون گواہ ہوگا اور اگر اسکی منزل مین
گوشت نکلے تو یہ سب سزا کے قابل ہین تا بار دیگر کوئی برگزیدہ سلطانی پر تہمت نکرے اور یہ جو خبر مدتسے اہل بیشہ مین منتشر ہے
کہ وہ بڑا غدار ہے تو یہ جانتا ہون کہ ایسے بادشاہ جبار کا کارندہ اگر غدار ہو تو زنہار جان سلامت نلیجائیگا لیکن بادشاہ جب تک
کہ مطلع نہو مجبور ہے دوسرا بولا کہ ہم بھی یہ بات مدت سے سنتے ہیں مگر یقین کے قابل نتھی اب جو یہ بات سنی گئی کہ گوشت بادشاہ کی چاشتگاہ کا
اسنے چرالیا اگر یہ سچ ہے تو بادشاہ کے ملک و مال کا کیا حال ہوا ہوگا تیسرا بولا کہ خیر اور مکر اسکا پیشتر میرے گوش زد ہوا تھا
اور فلانے فلانے گواہ شرعی بھی موجود ہین انھون نے بارہا گواہی بحلف دی کہ اس امر ریائی کا مدار کار غدر او حیلہ پر ہے مجھکو یقین
کامل ہوا اسلیے عرض کرنا مناسب جانا کہ شہریار کو مبادا گمان حسد کا ہو تو لینے کے دینے پڑین اگر یہ شخص غدار ہے تو غدر
پوشیدہ نہین رہتا ہے عنقریب ظاہر ہو جائیگا اور سزا اپنے کردار کی پائیگا کہ ہر عمل کیواسطے منتقم حقیقی نے جزا مقرر کی ہے اور
بادشاہونکی بھی مرحمت اور سیاست کے دو پلے برابر ہوتے ہیں جو شخص جتنی بلندی کریگا اتنا ہی صدمہ زیادہ پائیگا مگر قیاس سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت آ پہنچا ہے کسیکی غیبت کرنیکی حاجت نہیں ہے کہ بادشاہ خود روشن ضمیر ہے لیکن باوجود دعوی فقر و پاک طینتی اور خرقہ
صوفیانہ اور نیک نیتی کے جو کوئی کہ حیا نکرے اور خیانت فاحش سے نشرمائے تو لازم ہے کہ یہ بیت اپنی حال کیموافق مکرر کرے

بیت

خرقہ پوشی من از غایت دینداری نیست ٭ خرقہ بر سر صد عیب نہان می پوشم ٭ دوسرا دروازہ معقول گوئی سے در آیا اور کہا
کہ اس پاکیزہ روزگار متقی و دیندار کے کلام سے ہمیشہ یہ تراوش کرتا تھا کہ اسکا نقد جان ہر مصیبت و بلا اور محنت و عنا مین مصروف
رضائے بادشاہی ہے باینہمہ اگر ایسی خیانت ظاہر اس سے سرزد ہوئی تو حیرت کا محل ہے اور کسیطرح سے یقین نہیں آتا ہے باقی الغیب عند اللہ
دوسرے نے کہا کہ جبکہ ایسی قلیل چیز کہ بادشاہ کے چاشتکا وظیفہ تھا اسنے اپنے آنکھ اپنی سیاہ کی ہو تو قیاس کیا چاہیے کہ مدت کلی [?]
مین کسقدر کی خیانت کی ہوگی اور مال بادشاہی سے کیا کچھہ تصرف مین لایا ہوگا جو صیاد کہ بیضہ گنجشک سے درگذر نکرے وہ تیہو اور
کبک پر قادر ہو کے کب درگذر کریگا جبکہ امرا اور وزرا نے میدان خالی پا کے اپنے حسب دلخواہ بدگوئی مین زبان آوری کی اور کار جوکا [?]
دل عیار نرد دستے خوب پھر اسکے بعد ایکنے آہستہ [?] کہا اگر یہ بات سچ نکلے تو یہ فقط خیانت نہیں ہے بلکہ دلیل ہے کافر نعمتی اور
حق ناشناسی کی اور حقارت بادشاہ کی بھی اسمین متصور ہے کیونکہ دشمن کہینگے کہ بادشاہ نے کیا سمجھ کے ایسے خائن پر اعتماد کیا تھا
دوسرا وزیر بولا کہ ای یارو ایسی کلمات زبان پر نہ لاؤ اور اپنا نامہ اعمال سیاہ نکرو اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّأْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا
خلاصہ معنی آیت یہ ہیں کہ آیا دوست رکھتا ہے تم میں سے کوئی یہ کہ کھائے گوشت اپنے برادر مردہ کا لازم ہے کہ بات اپنے بھائی کے
گوشت مین نہ مارو اگر قضیہ خیانت کا واقع ہو تو تم سب گنہگار ہوگے اگر بادشاہ اسی ساعت فرمائے تو مکان اسکا ڈھونڈھا جائے

اور اشتباہ رفع ہوجائے اگر گوشت اوسکے مکان مین نکلا تو بھی گواہی اوسکی خیانت کی اور گمان خاص و عام کا بجا ہے اور اگر گوشت اوسکے پاس سے نہ نکلا تو افترای صریح ہے پھر سبکو واجب ہے کہ استغفار کرین اور فریسہ سے گناہ اپنے بخشواوین دوسری نے کہا کہ اگر احتیاط منظور ہے تو اوسکی تحقیق مین جلدی کیجائے ورنہ جاسوس اس صحبت مین بہت ہین ساعت بساعت خبر پہنچاتے ہین جبکہ وہ مطلع ہوجائیگا تو اوسکا تدارک جو کہ چاہیئے سو کریگا پہر اس بات کا کہلنا دشوار ہوجائیگا آخر ایک اور ندیم نے گستاخانہ عرض کیا کہ اوس واقعی کے تفحص سے فائدہ کیا ہی اگر گناہ بھی اوس خائن نامتدین کا ثابت ہوا تو ایسا شعبدہ کریگا کہ بادشاہ کو اس مکافات سے منحرف کر کے سب خیر خواہون پر غضبناک کردیگا ایک تو اوسوقت حال شیر کا بھوک سے متغیر تھا اور اون شریر لوگون نے بہانے تک مفسدہ کیا کہ کراہت فریسہ کی طرف سے شیر کے دلمین آہی گئی لیکن تسپر بھی کا مجوز عقل سلیم کو دخل دیا اور سب سے کہا کہ اس قضیئے نے مجھے سخت متردد کیا ہی جب غور کرتا ہون کہ وضیع شریف ارکان دولت فریسہ کی خیانت پر متفق ہین اور ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہی بلکہ نہین سنا ہی کہ سب کے سب ایمان چھوڑ دین اور ناحق ایک بیگناہ کو حسد سے قتل کراوین اور مطلق خوف خدا اور شرم خلق اللہ نکرین اور ندیم کامل کہ باعث آرام بادشاہ اور موجب فلاح سلطنت ہو اوسکی ہلاکت پر راضی ہون اور جسوقت کہ نظر تامل سے دیکھتا ہون تو زنہار یقین نہین ہوتا ہے کہ ایسا زاہد و عابد کہ سب عالم جسکی امانت و دیانت پر گواہ ہے اور مینے بھی اس مدت مدید مین کبھی شائبہ خیانت اوسکے اقوال و افعال سے پایا نہین ہے پھر ایسی خیانت اوس سے کیونکر ہوئی ہوگی ان دونون صورتونمین عجب طرح کا تردد عظیم میرے لاحق حال ہے مگر بعد تامل بسیار عقل سلیم کہتی ہے کہ یہ سب سباع کہ فریسہ سے مرتبے مین کمتر ہین وہ سب گوشت کے محتاج نہین بلکہ بقدر احتیاج اوسکی ہاتھ سے سبکو ہر روز پہنچتا ہی پس فریسہ کو گوشت کی کیا کمی تہی کہ ہمارے چاشت کا گوشت چرالیتا اور پھر چرانے کے بعد اوسی کہاتا بھی نہین اور دیا اوس مین رکھ چھوڑتا کہ تم اوسے نکال لاتے لہذا جواب اس بات کا کہ جبتک دلیل کافی سے ملاؤ گے قابل اعتبار کے نہین ہے سیاہ گوش نے عرض کیا کہ جواب شافی اسکا موقوف ہے ایک حکایت پر اور وہ حکایت ہی زن گدائی پیشہ کی کہ ایک بادشاہ کی منظور نظر ہوئی تہی کا مجونے پوچھا کہ حکایت اوسکی کیا ہے

حکایت زن گدائے پیشہ

کہا کہ ایک عورت کمسن متناسب اعضا اور رنگ و روغن اور آنکھ ناک سے بہت درست تھی کہ جسمین نک سک سے ٹہیک ٹھاک کہتی ہین کوچہ و بازار مین گدائی کرتی پھرتی تھی لیکن بسبب خواری اور مذلت کے کہ میلے کچیلے اور خاک آلودہ اور لاغر تہی اسلیے حسن جمال اوسکا کسیکے خیال مین نہ آتا تہا اتفاقاً ایک دن سواری بادشاہ کی شہر بازار گزری اور اوسپر نظر پڑی اندنون کہ نیر اقبال اوسکا حضیض نکبت سے نکل کے اوج ترقی پر درخشانی کر رہا تھا اسلیئے بادشاہ کی نظر مین حور پری سی بہتر دکھلائی دی حکم کیا کہ اسے سوار کر کے لے آؤ فوراً خدام سلطانی نے محلسے مین بٹھا کے در دولت پر حاضر کیا حکم ہوا کہ محل شاہی مین داخل کرو اور محلدار سے کہو کہ جلد حمام

کرواکے اور پوشاک نفیس پہناکے مشاطہ سے کہو کہ آج اسے آراستہ کرکے چوکی پر لگائے جبکہ بعد آرایش تمام شب کو
بادشاہ کے روبرو آئی دیکھتے ہی ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور تمام شب بوس و کنار اور اختلاط مین بسر کی روز بروز غلبہ
عشق کا بادشاہ کو زیادہ تر شیدا کرتا جاتا تہا حتی کہ افضل النسا اور ملکہ جہان خطاب ہوا اور بادشاہ کا کھانا اور سونا البسر
اسیکے ساتھہ تہا باوجودیکہ اُس خواری اور ذلت سے نکل کے اس عیش و آرام مین رہتی تہی مگر روز بروز لاغر اور نزار
ہوتی جاتی تہی ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ حال اپنا بتا کہ اس راحت عشرت مین کیون لاغر ہوتی جاتی ہے جو بیماری
ہو تو معالجہ کیا جائے اور اگر کوئی رنج روحانی ہے تو اوسکا تدارک ہو اوسنے کہا کہ ای بادشاہ نہ مجھکو کوئی رنج بدنی ہے نہ روحانی
مگر بادشاہ اپنے ساتھہ مجھے کھانا نہ کھلائے اور حکم دے کہ میرا کھانا جدا آئے اور سب سے علحدہ کھایا کرون اوسکے بعد مین ہرگز
لاغر نہونگی بادشاہ نے اوسیدم حکم کیا اور کھانا اوسکا علیحدہ آنے لگا اوسکے بعد وہ روز بروز فربہ اور سرخ و سپید ہونے لگی
بادشاہ نے خدام محل سے پوچھا کہ یہ جدا کھانے مین کیا کرتی ہے اُنہون نے عرض کیا کہ کنیزونکو مطلق علم اسکا نہین ہے اسقدر
معلوم ہے کہ جب خاصہ آتا ہے تو یہ طاقونمین چنوا کے پردے کہلوا دیتی ہے اوسکے بعد معلوم نہین کہ اندر کیا کرتی ہے اور کسطرح
کھاتی ہے ایکدن جبکہ مشغول کھانیکی ہوئی بادشاہ مخفی آگے پردیکے گوشے سے جہانکنے لگا دیکھتا کیا ہے یہ سب طاقونکے
آتی ہے اور کہتی ہے کہ خدا کی راہ پر ایک ٹکڑا دو پہر اوسمین سے لیکے ایک لقمہ کہا لیتی ہے پہر دوسرے طاق کے آگے جاکے کہتی ہے کہ
اللہ کے نام پر ایک نوالہ دو اسمین سے بہی ایک لقمہ لیکر کہالیتی ہے اسیطرح سب طاقون سے مانگتی پہرتی ہے جب سیر ہوجاتی تو کنیزونکو
آواز دیتی ہے اور کھانا اوٹھوا دیتی ہے اور ہاتھہ منھہ دہو کے آرام کرتی ہے جبکہ بادشاہ نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھا کہ علت
دہوئے سے البتہ جاتی ہے مگر عادت نہین جاتی ہے اُسیدن بادشاہ نے اوسے محل سے نکالدیا اور اوسکے بعد پہر اوسکا نام لیا ای
بادشاہ یہ قرابہ بہی اسی طرحسے مرد گدا پیشہ اور خائن اور مکار تہا انہونے دفعتہ بلا امتحان اسے وزیر اعظم کر دیا گو اس نے کو پہنچا مگر عادت
خیانت اور گدائی کی اس سے کب جاتی ہے واللہ سچ ہے کہ اسے گوشت یا کسی چیز کی تیری بدولت کیا کمی ہے مگر عادت خبث سے
مجبور ہے کہ چوری اور خیانت کی نسبت کہ اسکی نہاد مین رکہی گئی ہے اوسے چین اور قرار نہین آتا ہے جبکہ یہ دلیل رشد اور خصال حسینہ ان
سیہ گوش کے زبان سے کامجو نے سنی یقین ہوا کہ یہ امر بے سبب نہین ہے حکم دیا کہ دیکہو اسکے دیباس مین گوشت کا کچھہ اثر ہے یا نہین فوراً
ایک درندہ اوٹھا اور وہان جاکے آدہا گوشت زمین میں گاڑ دیا اور آدہا اوٹھا لایا کامجو نے کہا کہ ایک حیرت مجھے یہ ہے کہ اگر
گوشت اوسنے کہانیکے واسطے لیا تہا تو رکھہ کیون چہوڑا اسیاہ گوش نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ بغور دیکہئے کہ سب گوشت تیری چاشت کا اتنا
ہی تہا اوسنے بقدر اشتہا اپنی کہالیا ہے اور جو باقی رہا اوسے رات کیواسطے رکھہ چہوڑا ہے اس گفتگو کے بعد کامجو کو یقین کامل ہوا اور قرابہ کے
حاضر کرنیکا حکم دیا وہ بیچارہ ان غدارون کی مکر سے بیخبر اور دامن اوس کا لوث خیانت سے پاک تہا بیباکانہ شہر کی

خدمت میں حاضر ہوا شیر نے پوچھا کہ گوشت میری چاشت کا کہان ہے اوسنے کہا کہ مینے باورچی خانہ مین پہنچا دیا تھا لیکن
کی تھی کہ چاشت کے وقت بادشاہ کے آگے لیجا ؤ چونکہ اہل مطبخ بھی شریک حال اونہین دشمنون کے تھے انکار کیا کہ ہم ہرگز گوشت
واقف نہیں ہین اور کسی نے ہمین سونپا نہ تھا بادشاہ نے وہ سب حکایت کہ جو تحقیق کر چکا تہا بیان کی اور کہا مجھے کسیطرح تیری
خیانت مین باقی نہیں رہا ہے اگر جواب شافی تجھسے سرانجام ہوا تو خیر ورنہ دیکھیگا جو دیکھیگا فربیہ سمجھا کہ دشمنون نے کام اپنا
کیا اور جو مہم کہ مدتسے مدنظر تھی اور رشتہ اُسکی مدت کا بٹ رہی تھی آج درست کیا اور دلمین سمجھ کے یہ اشعار گویا کے
حسب حال اپنے پڑھے **بیت** کون ہین وہ جو کیا کرتے ہیں حیوان کو قتل ؛ ہے سیماب بھی گت نکسی عنوان نہ ہوا ؛
ہاتھ میں سبحہ تو زنار رہا گردن مین ؛ ہمسے آزردہ دل گبر و مسلمان ہنوا ؛ مین تو ای شہ تیرے صحرا کو سمجھ دار شفا ؛ یہان بہی آ یا تو
میرے درد کا درمان ہنوا ؛ بادشاہ کے وزیرون مین ایک بھیڑیا تھا کہ مدت سے فربیہ کی ترقی پر فگار خاطر تھا بولا کہ ای بادشاہ
خیانت اسکی بدکردار گنہگار کی روشن ہوئی اور احتیاج گواہ اور شاہد کی کچھ باقی نہین رہی اب مناسب نہین ہے کہ سیاست مین تاخیر ہو اور
اگر یہ امر مہمل رہا تو بے شک خائن اور گنہگار ساعت بساعت اپنے افعال مین دلیری کرینگے اور حکما کا اسپر اتفاق ہے
کہ اگر بادشاہ ہر ہر محل پر اپنی سیاست اور مرحمت کو عمل مین نہ لائیگا اور قصور فرمائیگا تو امور سلطنت کے عنقریب برہم اور درہم ہو جائینگے
ایک سیاہ گوش کہ بادشاہ کا مصاحب خاص تھا اُسنے یون عرض کیا کہ بادشاہ عالم پناہ کے وہ رای روشن ہے کہ آفتاب اُسکی پرتو سے اکتساب ضیا کرتا ہے
اور شمع شبستان سپہر اُسکی حمایت سے چہرہ اپنا روشن بناتی ہے مین اس تعجب مین ہون کہ خیانت اس غدار کی اور خیانت اس
واہی مکار کی کیونکر رای عالی سے پوشیدہ رہے اور خبث اسکے ضمیر پاک اور طبع حیلہ انگیز کا کسطرح اتنی مدت مخفی رہا باوجود
ایسے گناہ عظیم اور فعل قبیح کے قتل اوسکا شہریار نے کیون توقف مین ڈالا ہی اور شمشیر سیاست کو نیچ نہال دانش کرتا رہ
رکھتا ہے کیون جاری نہیں کرتا ہے کاہو نے فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے اوسنے جواب دیا کہ ای بادشاہ حکیمون نے کہا ہے من حسنت
سیاستہ دامت ریاستہ نظام سیاست باعث دوام ریاست ہی جسنے کہ تیغ سیاست نیام انتقام سے
کھینچی وہ نیز فتنہ اعدا کی سپر سہم نہ پہنچا سکیگا اور جسنے کہ بنیاد فساد کو منہدم نہ کیا نہال گلشن امان اوسکا باغ زمانہ مین نشو و نما
نہ پائیگا **بیت** آئین سیاست ار برافتد ؛ بنیاد امان ز پا درافتد ؛ جو کوئی کہ صلاح ملک کیا چاہتا ہے سیاست مین تاخیر نکرے اگر
مونس دل اور مقبول خاطر ہو اُسپر بھی التفات نکرے جیسا کہ بادشاہ بغداد نے مصلحت عالم کیواسطے اپنا محبوب خاص سیاست کیا
کاہو نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت بادشاہ بغداد** کہا کہتے ہیں کہ ملک خراسان مین ایک بادشاہ تھا کہ ادای قانون
عدالت جمشید وار سے جام جہان نما عقل کو آئینہ روزگار بنایا تھا اور بملاحظہ قاعدہ سکندری چشمہ حیات کا ہمیشہ طالب تھا یعنی عدل
آب حیات ہی کہ عادل اسکا نام نیک کے سبب سے کبھی نہین مرتا ہے اور اُسکا ایک بیٹا تھا نیکو زیبا رو کہ نہ بلطافت نہال خلوالله

کھینچتا تھا اور دانۂ احسان و اکرام سے مرغ جان خاص و عام کو دام محبت میں لایا تھا اس شاہزادیکو از ردی طواف خانۂ کعبہ
اور عزیمت ادای ارکان حج مصمم ہوئے بعد قیل و قال بسیار باپ سے اجازت پاکے ترکی راہ سے متوجہ سفر کا ہوا دریلاز ہونکے
گروہ کے ساتھ مرکب کشتی پر سوار ہو کے عنان اختیار باد سبک رفتار کے ہاتھ میں دی **بیت** چشم فتاں ہوئی گرداب بلا
دریا میں * بے خطر موج کے مانند چلا وہ راہ میں * قطع مسافت کر کے مکۂ معظمہ کو پہنچا بعد ادائے لوازم ارکان حج متوجہ آستانہ
بوسی حضرت سلطان رسالت اور خاقان بارگاہ جلالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوا آخر شرف سعادت آستانہ
بوسی سے مشرف ہو کر قافلہ خراسان کے ساتھ بغداد کی جانب آیا بادشاہ بغداد حال شہزادیکا سنکے پیشوائی کو باہر آیا
اور قاعدہ مہمانداری میں ترتیب بادشاہانہ بجالا کے استدعا کی کہ چند روز یہیں توقف فرمائیے بموجب درخواست
بادشاہ بغداد کے چند مقام کیے جبکہ رنج سفر سے آسودہ ہوا اجازت وطن کی چاہی سلطان بغداد نے
بہت عذر کیا لیکن اُسنے شکر گذاری کے بعد رخصت میں اصرار کیا اور ایک کنیز چینی کہ لعبت چین اُس سے عبارت ہی ہدیہ کے
اور ہی بادشاہ بغداد کو نظر کر کے آپ راہی خراسان کا ہوا شاہزادیکے رخصت ہونیکے بعد سلطان بغداد نے کنیز کو
حرم سرا میں بلایا اُسکی صورت دیکھی کہ نقاش فطرت نے زیبائی میں لوح وجود پر ایسا نقش کمتر کھینچا تھا اور دیدۂ مصور
نگارخانۂ رعنائی و دلفریبی میں جریدۂ خیال پر ایسا جمال نہ دیکھا تھا اور اُسکی زلف شکین نے کمند فتنہ میں ایک عالم کو جکڑا تھا
اور ماہ جہان تاب اُسکے قدم و نیز پیشانی ملتا تھا بادشاہ بغداد دیکھتے ہی حسن و جمال اُس پری تمثال کا فریفتہ ہو گیا
اور کہتا تھا کہ یہ شعر گویا کہ میرے ہی حسب حال ہے **بیت** سامنے آتا ہے جو یوسف جمال * اُسکے ہاتھوں مفت بکجاتے
ہیں ہم * مگر حاکم خرد منع کرتا تھا کہ دل اُس سے نہ لگا سکے پر فائدہ نہ کرتا تھا اور کار فرمای عقل ہر چند آب نصیحت آتش عشق پر
چھڑکتا تھا مگر شعلہ اُسکا منطفی نہوتا تھا اور یہ شعر گویا کا ہر دم زبان پر رہتا تھا **بیت** آپسے جاتا نہیں ہیں اس ستمگر کی طرف *
خودبخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف * القصہ یہانتک طرح معاشرت کی کنیز سے بڑہی کہ بالکل ملک و مال کی خبر
نرہی اور یہ دستور ہے کہ جب بادشاہ لہو و لعب اور عیش و طرب میں مشغول ہو کے مظلوموں کے حال سے بہی غفلت کریگا
تہوڑے ہی عرصے میں ہرج و مرج سلطنت میں پیدا ہوگا اور آشوب و فساد یہانتک ترقی پائیگا کہ کام خلائق کا اضطرار اور
اضطراب کو پہنچیگا **نظم** شاہد پرست جبکہ کوئی بادشاہ ہوا * آیا زوال شمس فراست گیا وقوف * جب نیر
آفتاب ہوئی جائے ماہتاب * بد قول منجمین ہے کہ بس ہو گیا کسوف * جبکہ چند روز اسی طرح گذرے ارکان سلطنت دولت بادشاہ کی
بے پروائی سے حال ولایت کا خراب دیکھا ہر ایک نے دست نیاز گوشہ نشینوں کی جانب دراز کیا اور درویشان پاکیزہ نفس کی جناب میں سے
دریوزۂ دعا کا صلاح حال بادشاہ کے واسطے کرنا شروع کیا آخر مضطروں کا تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا بادشاہ نے رات کو

خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تجہکو کیا ہوا ہے کہ مظلومون کے کام سے تونے ہاتھ کہینچا ہے قریب ہے کہ یہ دولت تیرے
ہاتھ سے جاتی رہے کیون اپنی ہاتھ سے تیشہ اپنے پاؤن پر مارتا ہے بادشاہ نے ہیبت خواب سے بیدار ہو کے اور غسل کرکے
زبان اعتذار و استغفار کہولی اور تدارک مافات سے مشغول ہوا اور حکم دیا کہ یہ کنیز آج سے میرے پاس آنے پائے
اگرچہ اوسکے بغیر آرام نتھا اور دل اوسکے مشاہدہ جمال کے بغیر قرار نہ پاتا تہا اور یہ شعر گویا کا تکرار کرتا تھا بیت یہ جنون
جہاڑکے بیچ مجھے چمٹا ہی کہ بس جو کبھی دامن جو چھڑایا تو گریبان نہ ہوا لیکن خوف آلہی اور بیم زوال بادشاہی سے یہ حکم کیا تھا
کہ یہ میرے پاس آنے پائے اور کنیزک نے دو دن صبر کیا اوسکے بعد بادشاہ کے پاس بہیجا با چلی آئی اور یہ شعر مولف کا
زبان پر لائی بیت کچھ تو فرماؤ کہ کیون ہو بد گیا گنہ کیا ہم خطا کیا باعث پہر جو بادشاہ نے اُسکا جمال دیکھا ہوش
جاتا رہا جنون عشق نے متاع عقل اور فہم کو تاراج کیا اور یہ شعر مولف کا پڑھنے لگا بیت اندنون کچھ بیقراری کا اثر ہونیلگا پہر
وہی میرا اشکون سے تر ہونیلگا پہر اسکے بعد اوسیطرح چند روز اوسکا شیفتہ جمال اور فریفتہ زلف و خال ہوکے عشرت مین بسر کی
دوسری بار پہر جاسوس عالم الغیب کے اشارت لاریب سے بادشاہ کو ہوش آیا اپنے دلمین کہا کہ اس فتنہ کے دفعہ کرنیکے سوا اور کچھ
دوا نہوگی اور جبتک کہ یہ بلا نکلی دفع ہو جائے کام سامان کو نپہنچیگا بعد ازین ایک جلاد کو حکم دیا کہ اس کنیز نے نافرمانی کی ہے
کہ بغیر بلائے میرے پاس چلی آئی اسکی سزا یہ ہے کہ اسے لیجاکے دریائے دجلہ مین ڈبو دے جلاد بموجب حکم کے کنیزک کو باہر لایا اور اپنے
دلمین سوچا کہ اگر بادشاہ کل پشیمان ہوکر مجہسے طلب کرے اور وہ جو ہلاک ہوگئی تو مین کیا تدارک کرونگا اس واسطے اُس نے
اپنے گھر مین چھپا رکھا بادشاہ اس حرکت کے بعد بہت ملول ہوا جبکہ جلوت سے خلوت مین آتا تھا تو آرزوی دیدار یار غلبہ
کرتی تہی اور بہت مضطرب ہوتا تہا اور پہر اپنے آپ کو ملامت کرتا تہا اور دلائل عقلی سے دلکو تسکین دیتا تھا ایکدن دفع
ملال کے واسطے بادۂ ناب کے چند جام نوش کئے جبکہ سرور اس پر مستولی ہوا اور زمام عقل کا دماغ سے اوٹھ گیا خیال یار غریب
بیتکلف ہوا اور جلاد کو طلب کرکے پوچھا اور تہدید تمام سے کہا کہ اگر آجکی رات اوسی حاضر نکیا تو تجھے دار پر کہینچونگا ہرچند جلاد نے
عذر کیا مگر جو کچھ کیا سو بادشاہ کے حکم سے کیا میرا کیا قصور ہے لیکن بادشاہ کو جو نشۂ شراب مین بیخود کر رکھا تھا عذر واہی سیاف کا
نہ سُنا وہ ناچار ہوکر ہیبت سلطانی سے ڈرا اور اُس کنیز کو حاضر کر دیا بادشاہ نے پہر نئے سر سے بنیاد نشاط کو تازہ کیا اور اسباب
عیش زیادہ ہوا القصہ اسیطرح تین بار بادشاہ نے اوسکو قتل کا حکم دیا اور سیاف نے خوف جان سے اوسی بچا رکھا تھا اور طلب کے وقت
پہر حاضر کر دیتا تھا ایکدن بادشاہ سوچا کہ چارہ ہر کام کا اپنے ہاتھ کے سوا سرانجام نپائیگا اور دفع اس بلا کا اور کے ہاتھ سے نہو سکیگا
کیونکہ ایکدن بادشاہ لب بام کہڑا ہوا دجلے کی سیر کرتا تہا اور وہ کنیز بھی کہڑی تہی بادشاہ نے خیال کیا اگرچہ یہ کنیز بیگناہ ہے
مگر اسکے سبب سے بیہانتک از خود رفتہ ہون کہ کام خلق اللہ کا تباہ ہوا جاتا ہے اور داد نہ دینا مظلومونکی بڑا گناہ ہے پس یہ بہتر ہے

کہ جب آدمی دو بلاؤنمین مبتلا ہو تو جو آسان ہو اوسے اختیار کرے بقول عرب ﷺ مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ فَلْيَخْتَرْ أَهْوَنَهُمَا اب بہتر یہ ہے
کہ اس کنیز سے اور اپنی آرام جان سے ہاتھ اوٹھاؤن اور داد مظلومونکی ترک نکرون اس کے بعد بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کے
دفعتہً دجلے مین پھینکدیا اور حکم دیا کہ اسی نکالو آخر دریا سے نکال کے دفن کر دیا ہرچند کہ الم اوسکی ہلاکت کا زیادہ از حد کھینچا کہ
گویا وہ اب مر گیا لیکن صلاح ملک اور مظلومونکی داد کیواسطے اپنی معشوق کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا اور یہ مثل اسواسطے کہی گئی ہے
تا بادشاہ جانے کہ صلاح مملکت کی رعایت کرنا واجب ہے اور شخص خائن کو زنہار اپنا انیس نکرے اور ایک شخص کو کہ جس سے مضرت اسکی
کلی کو پہنچے اور زیادہ عالم کو نہ اوسے دفع کرے بادشاہ اس مدّعے سی دم مین اونکی آگے سخت غضبناک ہوا اور فرلبیہ کو پیغام دیا کہ اس
گناہ کا اگر کوئی عذر ہو تو پیش کرے ورنہ دیکھیگا جو دیکھیگا مثل مشہور ہے کہ جسکا ہاتھ کوتاہ ہوتا ہے اوسکی زبان دراز ہوتی
ہے اسکے مناسب مؤلف کا یہ شعر ہے **بیت** ترک مطلب کیا ہے بے نیاز * ہاتھ کھینچا پانؤن پھیلاتے ہین ہم فرلبیہ نے کہ
بیگناہ تھا جواب درشتی آمیز دیا سنتے ہی جواب سخت کے غصہ کا مجوکا دو بالا ہوا اور عہد اور پیمان کو برطرف کرکے فرلبیہ کے قتل کا
حکم دیا یہ خبر مادر شبیر کو پہنچی کہ شبیر نے تعجیل کی اور حلم اور بردباری کو چھوڑ کے خفت اور سبکساری کا مائل ہوا دل مین کہا کہ جلد پہنچنا
مناسب ہے کہ اپنے فرزند کو وسوسہ شیطان سے باز رکھون معمول ہے کہ جب بادشاہ پر غصہ غالب ہوتا ہے شیطان اوسکی قوت
مزاج اوسکی پر زیادہ تر تسلط پاتا ہے اور خلاف صواب کے راہ بتاتا ہے **بیت** غضب از شعلہائی شیطانی ہست * عاقبتش موجب
پشیمانی ہست * پہلے ایک شخص کو جلاد کے پاس بھیجا کہ فرلبیہ کے قتل پر توقف کر تا مین شبیر سے کلام کرلون اور آپ کامجو کے پاس آئی
اور کہا کہ ای فرزند مینے سنا ہے کہ تو نے فرلبیہ کے قتل کا حکم دیا ہے گناہ اوسکا کیا ہی شبیر نے صورتحال بیان کی مادر شبیر نے کہا کہ
ای فرزند آپ کو بادیہ ضلالت مین سرگردان نکر اور شربت عفو اور احسان سے بے بہرہ نہو کہ بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھ چیزون کی
ساتھ ہی ہوتی ہیں حرمت عورت کی شوہر سے اور پرورش فرزند کی والدین سے اور دانش افزائی شاگرد کی استاد سے اور
قوت بادشاہ کی فوج اور شیران کامل سے اور کرامت زاہدونکی تقویٰ سے اور امیدی رعیت کی بادشاہ بیدار مغز سے اور نظام کار
بادشاہی عدل و داد سے اور رونق عدل کی عقل سے اور عمدہ اسیاست مین دو چیزین ہیں ایک یہ کہ پہچاننا اپنے رفیقونکا
ہر ایک کے مرتبہ کیموافق اور رعایت کرنا ہر ایک سی مقدار اوسکے ہنر کی اور دوسرے معمول ہے کہ مقربان درگاہ باہم نزاع
دلی رکھتے ہین کہ سوا فنا اور ہلاکت کے عداوت انکی جاتی نہیں ہے اگر بادشاہ بدگوئی ایک کی دوسرے کے حق مین سنے تو
ایک بھی لایق اعتماد کے نرہے کیونکہ ان کا دستور ہے کہ کیسا ہی مخلص ہوا خواہ ہے اوسے معرض تہمت مین لاتے ہیں اور
خیانت کو لباس امانت مین جلوہ دیتے ہین اگر بادشاہ سست خرد ہو تو بیگناہ گرداب بلا مین پڑین گی اور مجرم قوت
فریب سے ساحل نجات پر سلامت پہنچین گے **بیت** بیگنہ دل شکستہ در زندان * مجرم از زرو زخم و خندان

اور لاشک نتیجہ اس کلام کا یہ ہی کہ حاضرین قبول عمل سے امتناع کرتے ہیں اور غائب حاضر ہونیمین پرہیز رکھتے ہیں اور ہزار خلل ارکان شاہی میں راہ پاتے ہیں اور مضرتیں اسکی حد سے باہر اور قیاس سے افزون ہیں **قطعہ** نہ گوش بر قول اہل غرض ٭ کز ایشان رسد ملک دین را شکست ٭ غرض جو اگر از تو شد سربلند ٭ شود پایہ قدر و جاہ تو پست ٭ اگر با حسودان شدی ہمرکاب ٭ عنان بزرگی نہ داری بدست ٭ شیر نے کہا کہ مینے کسیکے کہنے پر عمل فرسیکے قتل کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ جب اسکی خیانت خود مجھپر ظاہر ہوئی ہے تب میرا مزاج متغیر ہوا ہے شیر کی مان نے کہا کہ تغیر بادشاہون کے مزاج کا بے یقین صادق خصوصاً اہل عماد کے حق مین نہ چاہیے اور یہ جو کہا تو نے کہ اسکی خیانت خود مجھپر ظاہر ہوئی ہی یہ غلط ہے ثبوت خیانت کا ہنوز شبہہ میں ہے جسوقت کہ پردہ روز کا سے اوٹھیگا تو حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ راست کیا اور دروغ کیا ہی لازم یہ تھا کہ پہلے اسکی خدمتین یا خاطر رکھتین اور جو خیر خواہیان کہ اس سے صادر ہو چکی ہیں وہ لوح ضمیر منیر سے محو نہوتین اور باتین بے ہنران ناآزمودہ کی ہنرمندان کامل کے حقمین مسموع نہ کیجاتیں کہ بے ہنر دنکا دستور ہے کہ سو سو حیلے اوٹھاتے ہین تا ہنرمند تردد میں پڑین اے فرزند عقل دوراندیش اور رائے عالم آرا سے کے مناسب ہے کہ جو صورت حادثہ کی پیش آئے اسکو فکر عادل اور تمیز کامل سے پہچاننا چاہیے کہ ہر شخص کے جوہر کا شرف صفائی خرد ارجمند کی ہوتا ہی **بیت** عقل ست کہ بنیاد شرف محکم از وست ٭ افزونی حرمت بنی آدم از وست ٭ فرسیہ تیرے دولت سے مرتبہ بلند اور درجہ ارجمند کو پہنچا اور اکثر مجلسون میں تو نے اسکی ثنا و صفت کی اور بارہا اس سے مشورے کئے اب لازم ہے کہ سبکی اپنے قول کی ظاہر نکر اور جس بنا کو کہ اپنے ہاتھ سے اوٹھایا ہی اسے بے سبب گرانا آپکو شماتت اعدا میں ڈالنا ہے اور جو بات کہ فراخور ثبات و وقار نہیں ہے اس سے احتیاط واجب ہے تا عقلا کے نزدیک متہم نہو انصاف کر کہ یہ نسبت کہ فرسیہ کیطرف دشمنون نے کی کسقدر عقل سے دور ہی کہ ایک شی محقر کہ کوئی شخص دنی بھی اوسپر آنکھ سیاہ نکریگا پس جلیل القدر کہ اوسے تیری بدولت کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ کیونکر ایسی بے حقیقت چیز پر بے دیانتی کرتا اور اوصاف اسکے ورع اور تقوی کے اہل زمین و آسمانکے زبان پر جاری ہیں اوسکو ایسی شے محقر کیونکر مغلوب کرتی اور اس سے پیشتر کہ فرسیہ ملازم سرکار تھا گوشت کو ترک کرکے زاویہ نشین تھا تو نے جبکہ طلب کیا کسیطرح اس ثروت و خدمت کو قبول نکرتا تہا اور بہزار رقت و عظمت شاہانہ مجبور ہو کے بصد کراہیت یہ خدمت قبول کی اور جبسے کہ ملازم آستانہ دولت ہوا کبھی اسنے گوشت نکھایا کیا تیرے بدولت اسے میسر تھا اور ادنے ترین ملازم سرکار سب گوشت کہاتے ہیں اسے کون مانع تھا اور تو نے اتنا خیال نکیا کہ آج اسے کیا سودا ہوا تہا کہ تیری چاشت کا گوشت چرا کے لیجاتا اور مطلب اس چوری سے تو یہ تھا کہ اس کو کھا لیتا اور جو کھا نہ سکتا اسے دور پہینک دیتا رکھہ کیوں چھوڑتا کہ اعدا اسیر گرفت کرکے یہ صاف فریب اور بندش دشمنونکی ہے اسکو رائے صواب اندیش سے ملاحظہ کر اور سخن بیہودہ کو کان میں جگہہ ندے اور گمان غالب یہ ہے کہ دشمنون نے گوشت

ح محقر بضم میم و فتح حاے حطی و تشدید قاف مفتوح خوار داشتہ شدہ ۱۲

اس کے منزل میں رکھدیا ہے کہ اس حیلے سے اُسی متہم کریں اور یہ بات کچھ حاسدوں کی خبث سے دور نہیں ہے بلکہ بیشتر از ضرر غیر کی
آزار پہنچانیکے واسطے یہ فسون اپنے نفس کو قتل کروایا ہی جیسا کہ اُس خواجہ نے غلام کو اپنے قتل کا حکم دیا تہا شیر نے پوچھا
کہ یہ قصہ کیونکر تھا اسے بیان فرمائے **حکایت خواجہ حاسد و غلام قاتل** ۔ کہا کہ شہر بغداد میں
ایک حاسد تھا اُسکے ہمسایہ ایک مرد صالح متدین باخدا رہتا تہا **بیت** شمع محبت ز دل افروختہ ٭ ہر چہ
بجز حق ہمہ را سوختہ ٭ مردم بغداد اُس زاہد سے اعتقاد تمام رکہتے تھے اور ہر محفل اور مجلس میں اوسکا ذکر خیر کیا
کرتے تھے اور بطریق تحفہ اور ہدیہ کے اکثر نقد و جنس بہیجا کرتے تھے اور مرد حاسد اس حال کے مشاہدے سے شبانہ روز
آتش حسد میں جلتا تہا اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تہا کہ کسیطرح اُسے گزند پہنچائے مگر کوئی تدبیر ایسی نکلتی تھی
کہ جس سے اسکا مقصد بر آئے یعنی وہ زاہد نظر سے خلق اللہ کے گر جائے آخر بہت تنگ آیا اور اسی نیت سے ایک غلام
خرید کیا اور اوسکی تربیت اور پرورش میں مبالغہ کرتا تہا اور بارہا اُس سے کہتا تہا کہ تجھے مینے اسیواسطے خرید لیا ہے
اور پرورش کرتا ہوں کہ اپنا حق تجھپر خوب ثابت کر کے اسکے عوض میں ایسا کام تجھسے لوں تا یہ سب میرا احسان اور یکی
خدمت کے بدلے تیرے سر سے اُتر جائے سُن ای فرزند میں تجھسے یہ امیدوار ہوں کہ جو رنج میری خاطر پر ان دنوں مستولی
ہے اُس سے مجھے فارغ کردے جب ایسی گفتگو چند بار مجمل ہوئی ایکدن غلام نے کہا کہ بہت مرحمت اس بیچارہ کی حقیقت اپنے
فرمائی ہی کہ شرح اوسکی زبان سے ادا نہیں ہو سکتی ہے اور اقسام نوازش سے اس بندہ سر افگندہ کو اختصاص دیا ہے
کہ اگر ہمہ تن زبان شکر ہو جاؤں تو بہی اس عہدے سے بہر آنا ممکن نہیں ہے چاہتا ہوں کہ خواجہ اپنا مکنون خاطر بتفصیل
ارشاد فرمائے تو مقابلے میں ان احسانوں کی جان نثاری کروں خواجہ نے دیکھا کہ غلام دعوی حق گزاری اور مہربانی
ہوا داری بدل کہتا ہی اسلیئے پردہ رو کار سے اوٹھایا اور کہا کہ آگاہ ہو کہ میں اس ہمسایہ کے ہاتھ سے تنگ آیا ہوں
چاہتا ہوں کہ کسی طرح اوسے ذلیل کروں اور بارہا مینے تدبیریں کیں مگر تیر تدبیر ہدف مراد کو نہ پہنچا اور آتش حسد
ہر دم کانوں سینہ میں شعلہ زن اور زندگانی منغص ہے کہ اوسکے رنج سے لذت حیات مجھپر تلخ ہے اور عمر عزیز سے بیزار ہوں اور
تجھے مینے اسی مطلب کے واسطے پرورش کیا ہے کہ آجکی رات مجھے اس ہمسایہ کے بام پر ذبح کر کے چہوڑ دے اور یہ بدرہ تجھے دیتا ہوں اسے
لیجا کے اور کسی ملک میں لیجا کے اپنی عمر بسر کر اس طرح تو میرے حق سے ادا ہوتا ہے جبکہ اُس جگہہ مجھے لوگ کشتہ دیکہیں گے زاہد کو
گرفتار کر کے اُسکی عزت اور مال سب تاراج اور خراب کرینگے اور یہ رتبہ اُسکا نہ رہیگا اور سب وضیع و شریف کہ اُسکا حلقہ اعتقاد
گردن جان میں ڈالے ہیں منحرف ہو کے زبان طعن و لعن کہولینگے بس تمام ہے مطلب میرا اس صورت میں غلام نے کہا کہ ای خواجہ اس
کلام نامعقول سے درگذر اور چارہ اس کام کا اور طرح سے تجویز کر اگر تیری مراد اُسکا دفع کرنا ہی تو میں اُسی کو قتل کر کے تیرا دل حسد سے خالی کروں

خواجہ نے کہا کہ یہ اندیشہ دور و دراز ہے شاید کہ تدبیر قتل کے عرصہ کھینچے اور مجھے طاقت صبر کی نہین ہے جو کچھ ہو سو آج ہی جو مینے کہا
ہے اوسے بجالا اور اسمین چون و چرا نکر اور روح میری خوش کر غلام نے کہا کہ کوئی عاقل یہ تجویز نکریگا جو تو کرتا ہی اور سنی کہ کوئی خرد ہوگی
نہوگی وہ بھی ایسا اندیشہ دلمین نہ لائیگا سوا جنون کے اور تدبیر اسکی نہین بن سکتی ہے کیونکہ ذلت دشمن کی اپنی حیات مین مطلوب ہوتی
ہے جبکہ آپ مر گئے تو دشمن کی مرگ اور ذلت سے کیا لذت اور کون فائدہ متصور ہے ہر چند غلام نے اسطرح کی بہت تقریر کی کچھ
مفید نہ پڑی جبکہ خواجہ نے اسمین اصرار تمام کیا غلام نے سر اوسکا بام ہمسایہ پر کاٹا اور تن اوسی جگہہ چھوڑ دیا اور بدرہ زر لیکر
راہ اصفہان کی لی اور اوسی دار الامان مین جاکر قرار پکڑا جبکہ اس بد نیت کو نیک مرد کی بام پر کشتہ دیکھا کوتوال شہر زاہد بیگناہ
کو زندان میں لیگیا اور کوئی عذر اوسکا نسنا جو کہ تمام اہل بغداد اوسکی عفت اور سلامت نفس پر گواہ تھے اور جو کوئی وجہ شرعی ثبوت کی
نپائی تھی کہ زاہد نے اپنے ہاتھ سے اوسی قتل کیا ہی یا نہین لہذا اوسکا قتل تجویز نکیا جاتا تھا مگر محبوس تھا قضارا مدت مدید کے بعد ایک سوداگر
نے اوس غلام کو اصفہان مین دیکھا احوال پوچھا اونے حقیقت مو بمو بیان کی سوداگر نے کہا کہ وہ مرد پارسا مبتلائے حبس و رنج و عنا ہے
غلام نے کہا کہ اوس بیگناہ پر ستم ناحق واقع ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بموجب حکم خواجہ کے یہ فعل مجھسے صادر ہوا ہر چند مینے انکار کیا اونے
نمانا ایک بدرہ زر دیکے کہا کہ مجھے قتل کرکے اصفہان کی راہ لی اسلیے اوسکے حکم کیموافق مین عمل مین لایا زاہد بیچارہ اس طرح پھنسیگا بھی
نہیں ہے تاجر نے بہت اہل محلے کے لوگونکو گواہ کیا اور بغداد مین آ کے صورت ماجرا بیان کیا اور گواہ گزرانے اوس زاہد نے رہائی پائی اور
مقتول لعنت کے تیرونکا نشانہ ہوا سچ کہا ہی کہ چاہ کن را چاہ در پیش ۔ آخر نتیجہ حسد کا یہ ہے کہ جان و ایمان دونون برباد ہوئے اور نتیجہ
نیک نیتی کا یہ ہے کہ ظاہر کوئی تدبیر اوسکی مخلصی کی عقلاً و نقلاً نہتی مگر اللہ تعالیٰ کہ نیکونکا معین ہی کہانسے کہان تک پہنچائی اور پھر اپنے
فضل و کرم سے اوسے رہائی دلوائی اور نیکنام بھی رکھا اور انجام بخیر کیا اور یہ مثل اسلیے بیان مین آئی تا بادشاہ معلوم کرے
کہ اہل حسد نے کیا کیا کام کیے ہین بالفرض اگر فریبتیل ہوا پھر اسکے بعد ان بد اندیشونکے ہاتھ سے باقی لوگ کہ تیرے متوسل اور
قریب ہے ہر صفت مین کم ہین یہ مکار کب انہیں سلامت چھوڑینگے جبکہ یہ سمجھیں کہ ہمنے بادشاہ کو اپنی راے کا مغلوب کر لیا کہ ایسی مین
جلیل القدر کو ایک حیلے مین ہلاک کروا دیا تو اور کی کیا حقیقت ہے پھر کتنی جرأت بڑھ جائیگی اور عجب نہین ہے کہ کچھ تجھ تک یا بادشاہ کے
بیدل ہونگے تو اور شیر کوئی تیرا استقبال پیدا کرکے اور اسکے شریک ہوکے تیری سلطنت کو برہم کر دینگے تو تنہا کیا کریگا اس کام مین
غور کافی کر اور نستاریکی ریکو خاطر سے دور فرما جو مہم کہ پیش آئے اوسے تحمل اور وقار سے کیا کر اگر کام سمجھ کے کریگا تو فرصت باقی
ہے اگر خواہی نخواہی وہ لایق سزا کے ہو اور اپنی تحقیق خاص سے اس امر کو دریافت کر لیا اوسکے بعد عفو یا سزا جو مناسب سمجھنا سو
عمل مین لانا اور اگر جلدی کی اور ہلاک کے بعد دریافت کیا کہ مجھسے خطا صادر ہوئی پھر ندامت و بدنامی اور طعن خلایق کے سوا کیا
حاصل ہوگا بلکہ روز جزا کو قاضی قضا کے خون ناحق کے بازپرس مین پڑیگا اسبات مین کسی حکیم نے بیت فرمائی ہے بیت سبو آن کشتن نہ زند اسکن

کشتہ را بانزنده نتوان کرد بیت شیپ نے نصیحت مانگی تھی اور مہتران خرد مین خوب تولی اور جانا کہ نصیحت مانگی غرض سے تمبرّا اور محض
شفقت اور صرف خیرخواہی سے مجلّا ہے سینا موقوف رکھی اور حکم کیا کہ فریبہ کو حاضر کرین جبکہ فریبہ آیا خلوت مین لیگیا اور کہا کہ
بیٹے جو اتنا کہا محض امتحان ان حاسدونکا منظور تہا والا مین تجہے بارہا ہر امر مین آزما چکا ہون اور تیرے اوصاف سے خوب آگاہ
ہون کہ سراسر پسندیدہ ہین اور میرے نزدیک تو ہر طرح مقبول ہے مگر ان حاسدونکا حال جو دریافت کرنا منظور تہا سو بخوبی
معلوم ہو چکا اب تو بہی کام مین مشغول رہ اور اس گفتگو سے بیدل نہو فریبہ نے کہا اگرچہ شہریار نے سایہ عاطفت اور عنایت
میرے سر پر ڈالا ہے اور جو کچہہ عنایت سلاطین کے ملازم پر چاہیئے اسمین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا ہی مگر میں تہمت کی
کلفت سے جانبر نہونگا جبتک بادشاہ بوقعی اسکا تدارک نفرمائیگا مجہے کچہہ نہوگا مصرعہ یکشیشہ بود بشکست پہلوی من قلب نیست
اور مین حضرت کے نزدیک تہمت سے پاک ہون جسقدر زیادہ تحقیق ہوتی جائیگی میرا وثوق زیادہ ظاہر ہوتا جائیگا کامجو نے کہا کیونکر
تفحص کرون فریبہ نے عرض کیا کہ حسب جاہیئے کہ میری خیانت پر اتفاق کیا ہے انمین ہر فرد کو تنہا بلاکے بچشم نمائی پوچہیے اور
کہیے کہ اگر راست راست ظاہر کروگے تو امیدوار عفو قصور مترصد خلعت اور مرحمت کے رہو ورنہ بہت خرابی دیکہوگے
یقین ہے کہ اس طرح سے حال مفصل واضح ہوجائیگا انصاف فرمائیے کہ بیٹے سالہا سال گزری کہ گوشت ترک کیا ہے اور تجہہ سا شخص کہ
بے گوشت ایک ساعت بسر نہین کرسکتے وہ تو خیانت گوشت کی نکرین اور مین جو بادشاہ کی بدولت و سیکڑوں من گوشت
جسے چاہون اوسے بخشدون سو مین بادشاہ کی چاشت کا گوشت چرالیتا اور پہر اوسے صرف بہی نکرتا رکہہ چہوڑتا تاکہ
دشمن اوسے ڈہونڈہ لیجاتے ایسی کبہی عاقل یقین کریگا یقین ہے کہ جب بادشاہ اسی طرح کہ جو مینے عرض کیا تفحص فرمائیگا تو یہ راز چہپا
نرہیگا بادشاہ نے کہا کہ البتہ نہ رہیگا چہپا جائیگا مگر ان لوگونکو کہ منہ پر میری محرم اور مین کو متہم کیا امیدوار مرحمت کا نکرونگا
فریبہ نے کہا کہ جو عفو کہ کمال قدرت کے ساتھ کیا جاتا ہے انتہا ہمت کا عفو عند القدرت یہ بہت بڑا کام ہے اور ہر انعام آپ ہی کیواسطے مقرر ہے
مقرر ہے اور دشمن پر قدرت پانا بڑی نعمت ہی اور شکر اس نعمت کا عفو کے سوا اور نہین ہے بیت برگنہگار چون شوی قادر بعفو
شکر نعمت خود ساز ؛ پس تحقیق کے بعد اگر شہریار ان حاسدون پر مرحمت عفو کی ارزانی فرمائی تو مناسب شان بادشاہی ہے جبکہ
کامجو نے یہ کلام فریبہ کا سنا آثار صدق و صفا ہر بات سے ثابت ہوئے اسکے بعد اس گروہ فتنہ انگیز سے ایک ایک کو جدا جدا
بلاکے استفسار حال مین مبالغہ تمام کیا اور کہا کہ اگر راست راست بیان کروگی تو تمہارے جرائم عفو کرونگا بلکہ نوازش خسروانہ سے انعام و
خلعت پاؤگی آخر کار بعضون نے حقیقت حال کی بیان کی جبکہ پردہ روے کار سے اوٹہہ چکا اسکے بعد کہ سب معترف اپنی قصورات کے ہوچکے تو
آفتاب امانت فریبہ کہ ابر سے نکلکے سبکی آنکہہ مین روشنی بخش ہوا مصرعہ ہولف امتحان از میان برخاست حال سبکا کہلگیا ؛ شیر کی ماننے کہا کہ الغرض اسی حال میں حقیقت کی
امان دیچکا تو اور پہر اس سے مناسب نہین ہے لیکن تو تجربہ سبکا کرچکا اب بندہ عرض چاہیئے کہ اسکے بعد گوش سماعت کسی خائن کی کہنے پر رکہنا عجب کہ

کسیطرحکا تردد باقی نرہے تب تک زنہار اوسپر عمل نکرنا بلکہ بعد ثبوت کے بھی چندروز توقف کرنا اور مفسدہ اگرچہ تھوڑا
بھی ہو اوسی بہت سمجھنا آخر کو انجام اوسکا رفتہ رفتہ اُس حدکو پہنچتا ہے کہ تدارک اُسکا غیر امکان مین نہین آتا ہی اوسکی مثال دریا
بزرگ کے ہے کہ اصل اسکی مختصر ہوتی ہی لیکن اور چھوٹی چھوٹی نہرونکی مدد سے اُس مرتبہ کو پہنچتا ہے کہ عبور اُس سے بے کشتی نہین
ہوسکتا ہے اسیطرح بدگوئی لوگونکی تھوڑی ہو خواہ بہت اُسکی تاویل اپنی راے روشن سے کرکے جب تک کہ دلیل ظاہر ہاتھ آوے
اُس سے اجتناب فرمانا ورنہ انجام اُسکا مفسدۂ عظیم پر دایر ہوگا اور بجھنا اُس آتش فساد کا دشوار ہوجائیگا **بیت**
للمولفہ ناچیز مت شرر کو سمجھ کیا خیال ہی ٭ جب مشتعل ہوا تو بجھانا محال ہے ٭ کامجو نے کہا کہ اس نصیحت کو قبول کیا مینے سچ ہے
کہ بیدلیل روشن کسی پر سیاست کرنا اچھا نہین ہے شیرکی ملنے کہا کہ اے بادشاہ جو کوئی کہ بے سبب ظاہر دوستے رنجیدہ ہو تو وہ مخملہ
اوس آٹھ گروہ کے ہی کہ بزرگونے جنکی صحبت سی پرہیز کا حکم کیا ہی کامجو نے کہا کہ تفصیل اُن سب کی فرمائیے کہا کہ حکمائی اوراق
صحائف وصایا پر ثبت کیا ہی کہ آٹھ گروہ کی مصاحبت سی پرہیز کرنا لازم ہی اور آٹھ گروہ سی ہمنشینی اور آمیزش واجب ہے وہ آٹھ کہ
جنسے موافقت سے پرہیز چاہیئے اول نمبر وہ ہی کہ صاحب انعام کا حق نعمت پہچانے اور کفران نعمت سے نڈر ہی دوسرے وہ کہ بے سبب غصہ کرے
اور غصہ بھی کیسا کہ حلم پر غالب ہو تیسرے وہ کہ متکو بھو لگائے اور دولت بے بقا پر مغرور ہو اور رعایت حق خالق نہ پہچانے چوتھے وہ
جو کہ بنا ے کار اونکی مکر وفریب پر ہو اور فریب مکر کو ہنر جانتے ہون پانچوین وہ لوگ کہ دروغ اور خیانت کو شعار اپنا کیا ہی اور
راستی اور امانت اونکے نزدیک بدتر از دروغ وخیانت ہی چھٹے وہ کہ دروازہ شہوتکا اپنے منہہ پر کھول دیا ہے اور حرص وہوا کو
کعبۂ مقصود کیا ہی ساتوین کہ بیحیا اور بے ادب ہون آٹھوین وہ لوگ کہ بے سبب لوگونکے حق میں بدگمانی کرتے ہین بے علت
اہل خرد کو رنج پہنچاتے ہیں اور وہ آٹھ کہ صحبت جنکی ضرور ہی اول اُنمین وہ ہیں کہ شکر احسان خالق وخلایق اپنی ذمے پر واجب
جانتے ہین دوسرے وہ کہ عہد محبت اونکا کسی حادثہ انقلاب سے ٹوٹ نہ جائے تیسرے وہ کہ دوستی اصحاب علم اور فضل کی لازم جانتے
ہین چوتھے وہ کہ فسق وفجور اور نخوت اور غرور سے پرہیز رکھتے ہیں پانچوین وہ کہ عین حالت غصہ مین اوسکی ضبط پر قادر ہوتے ہین
چھٹے وہ کہ دروازہ سخاوتکا محتاجونکے منہہ پر کھلا رکھتے ہیں اور صاحب غرض کی حاجت روائی مین تا مقدور کوشش
کرتے ہیں ساتوین وہ شرم اور حیا مین کبھی قصور نہیں کرتے ہین اور کسیوقت میں طریق ادب سے پانوں باہر نہین رکھتے ہیں آٹھوین وہ کہ
بالطبع دوست صلحا اور اہل عفت کے ہیں اور ارباب فسق اور بدعت سے نفرت کرتے ہین جو لوگ کہ اس جماعت سے اتفاق رکھتے ہیں تو
اور وہ لوگ کہ پہلے مذکور جنکا ہوچکا اونسی احتراز رکھتے ہین تو یقین غالب ہے کہ انکی صحبت کی برکت سی مزاج حال اُن شخصونکا
اعتدال حقیقی سے نزدیک ہوجائے کیونکہ سرکہ باوجود حدت اور ترشی کے جب شہدکی آمیزش پاتا ہے تو اپنی حدت اور حموضت سے
کتنے علتونکے دفع کا باعث ہوتا ہی **نظم** جو سرکہ گر ترشی روبا نگبین آمیزد ٭ کہ دافع مرض وراحت روان گردی ٭ مباغر مردہ

لہ یعنی نعمت حاصل تھی وہ ... ۱۲ نحتائی مشدد
کراہت ... حرکت ... و تخفیف وسکون
یاء زردہ ۱۲ م
لہ صحائف جمع صحیفہ یعنی کتاب ۱۲
لہ کفران نعمت ناسپاسی کرنا ۱۲

واجہ ہمدسے چنان بگریں بہ کہ از مصاحبت جان تو نیز جان گردی بہ جبکہ تیر کو شفقت سے ماکی تدبیر اس حادثہ کی دفع کے
حاصل ہوئی بعد ادائی شکر گزاری عرض کیا کہ برکت نصیحت ملکہ زمان سے راہ تاریک روشن ہوئی اور کار دشوار مجھپر آسان ہوا اور میں
کامل اور کاردان کافی ورطہ ہلاکت سے بچ گیا اور ہر ایک ملازم کے حال سے بھی میں مطلع ہوا اور ہر ایک سے سلوک کرنیکا طریق اور رد و قبول کلام
ہر ایک کا کہ اپنی خصوصیت کیا معاملہ کیا چاہیے یہ بھی مینے بخوبی دریافت کیا اگر ہمہ تن زبان ہو کے شکر آپکی شفقت کا بیان کروں
تو ہزار میں سے ایک بھی ادا نہیں کر سکتا ہوں اسکے بعد فریبہ طرف متوجہ ہوا اور بہت معذرت اور ملاطفت کی اور کہا کہ یہ تہمت
تیری مزید اعتماد کا باعث ہوئی اور تیمار جن کا مونکا کہ تیرے سپرد تھا وہ بھی اپنے عہدہ پر برقرار رہا خاطر جمع رکھ
فریبہ نے کہا کہ اس بات سے کچھ کام نہیں نکلتا ہے اور یہ لطف تیرا میرے عقدہ دشوار کا گرہ کشا ہو نہیں سکتا ہے پہلے وزیر کی
عہد دشمنوں کے ہتھوڑے فریب میں برہم ہو گئے اب کیونکر میرا دل پریشان اطمینان پائے بادشاہ نے کہا کہ ایسا تکو اب دلسوئی اٹھا دے
کہ مجھسے کچھ تقصیر نہوئی تھی اور نہ میری عنایت میں قصور ہوا تھا فقط حال ان لوگوں کا مجکو دریافت کرنا منظور تھا سو معلوم
ہو چکا فریبہ نے جواب دیا کہ ہر روز میرے واسطے نیا سر دردی بسار کہاں سے آئیگی کیونکہ ابکی بار عنایت ملکہ سے مخلصی پائی لیکن جہان
حاسد و لئیم خالی نہیں ہوتا ہے اور جب تک عنایت بادشاہ کی مجھپر باقی ہے حسد بداندیشونکا بھی برقرار رہیگا اور بادشاہ نے
جو ابکی بار بسبب مخبرونکی سماعت فرمائی تو اب دشمنونکو معلوم ہو گیا کہ مزاج بادشاہ کا باسانی ہاتھ آسکتا ہے جب ہم چاہینگے تہوڑے فسون و
فریب میں مزاج بادشاہ کا برہم کر دینگے اور جس بادشاہ نے کہ بات جاہل فتنہ انگیز کی سنی اور اوسکی مکر و شعبدہ پر التفات کیا اوسکی خدمت سے
کنارہ نکرنا اور اوسکے کام پر جانبازی کرنا کام عاقلوں کا نہیں ہے اور جان کسیکی کاہ کی مانند نہیں ہے کہ ہر روز کاٹی جاوے اور تازہ
پیدا ہو اور اگر بادشاہ کہے تو میں ایک بات میں خاطر اقدس کی تسلی کر دوں بادشاہ نے کہا بیان کر فریبہ نے کہا اگرچہ بادشاہ نے اس حادثہ میں مجھپر
ترحم کیا اور اعتماد میرا زیادہ بڑھایا اور اوسکو میں انعام عظیم سمجھا لاکن بے ثبوت قصور جو میرے قتل میں اتنی تعجیل فرمائی اب میں
بادشاہ کی طرف سے بدگمان ہو چکا ہوں اور عواطف خسروانہ سے ناامید ہوں پھر بادشاہ اپنی عنایت کیوں باطل کرتا ہے
اور سابقہ میری خدمتکا بیہودہ بتاتا ہے کہ ایک تہمت حقیر پر کہ اگرچہ ثابت بھی ہوتی تو چنداں حقیقت نرکھتی تھی اسکی عوض
میں عقوبت عظیم تجویز کی گئی بادشاہ ایسا کریم النفس چاہیے کہ خیانت بزرگ کو مشرب عفو سے محو کر ڈالے جیسا
بادشاہ یمن نے باوجود گناہ بزرگ کے حاجب کو رسوا نکیا بلکہ پردہ کرم کا اسکے گناہ پر ڈالدیا کامجو نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا
حکایت فریبہ نے کہا کہ ملک یمن میں ایک بادشاہ تھا فروغ صبح عدالت اسکی جبین جبین سے نمایاں اور خورشید عقل اسکی چہرہ احوال اور
ناصیہ اعمال سے تاباں تھا ایکدن دربان پر متغیر ہوا اور گھر اوسکا اسیر زندان کر دیا بیچارہ حاجب تاب بادشاہ کے غضب کی نرکھتا تھا اور
شہر کا بھی نجا سکتا تھا بناچاری گوشہ کاشانہ میں بیٹھ کے کبھی اپنی خرابی حال پر روتا تھا اور کبھی عجائب روزگار پر ہنستا تھا

گویا اپنے حسب حال سمجھ کے پڑہتا تہا **بیت** آسمان ہنستا ہی اوسکے حال پر ٭ جو کہ میری حال پر روتا نہین ٭ آخر قلت
مال و کثرت عیال سے پریشان احوال اور بے پر و بال ہو کے بہ تنگ آیا اور اپنے دلمین کہا کہ اسی طرح بادشاہ کی پیش نظر پہنچا
چاہیئے یا گردن زیر تیغ پہنچے یا سر افسر قبول سے مزین ہو ایکدن بادشاہ نے جشن عام کیا تہا حاجب نے ایک درست پوشاک
اور گہوڑا العاریت منگوایا اور سوار ہو کے دربار مین بادشاہ کے بیباکانہ چلا آیا سب دربان اور حاجب سمجھے کہ اسطرح اسکا
آنا بے سبب نہین ہی شاید کہ بادشاہ نے گہوڑا اور لباس عنایت فرمایا ہے اس خیال سے کسی نے منع نکیا حاجب دلیرانہ دربار مین آکے
اور آداب بجالا کے بجائے لایق ایستادہ ہوا اوسدم بادشاہ بزم نشاط مین پیمانہ پیمائی کر رہا تہا جبکہ حاجب کو دیکھا آتش غضب کا لون سینہ
مین علہ زن ہوئی چاہتا تہا کہ حکم سیاست دی لیکن بجا یا اور تامل کیا کہ مجلس عشرت کو منغص کرے اور نشاط بادۂ خوشگوار کو اندوہ
رنج سے مبدل فرمائے بلکہ کرم جبلی نے عفو گناہ پر سبقت کی اور سخاوت طبعی نے گناہ اوسکا ناکردہ سمجھ کے نحر لعل بخشش و انعام
کی دی جبکہ حاجب نے بشرہ شاہ کا دیکہا اور طراوت تازہ روئی کی اوسکی جبین مبین سے ظاہر پائی کمر خدمت استوار کرکے حکم
کے آگے آتا تہا اوسمین بلا تامل ہاتہ ڈالتا تہا اس نشیب فراز اور دار و گیر مین فرصت پاکی ایک طبق زرین کہ وزن اوسکا ہزار مثقال
تہا زیر قبا چہپا لیا بادشاہ نے گوشۂ چشم سے دیکہکے جانا کہ ضیق معاش اس جرأت کے باعث ہوئی ہے حلم نے پردۂ عیب
پوشی کا اوسکے گناہ پر ڈالدیا جبکہ مجلس تمام ہوئی اور سب اپنے مقام کو گئے طبقچی اس جستجو مین پڑے کہ ایک طبق زرین گم ہوا ہی اسکو بہ جبر
تعذیب ہر ایک سے دریافت کرتے تھے بادشاہ نے طبقچیون کے داروغہ سے کہا کہ کیون بیہودہ کسیکو رنج دیتا ہے جسنے لیا ہی
وہ پہیر ندیگا اور جسنے دیکہا ہے وہ پردہ فاش نکریگا اور یہ شعر گویا کا پڑہا **بیت** عیب عالم کا ندیکہا میری آنکہون نے کبہی ٭ کبہی
آلودہ عیش وہن پاکان نہوا ٭ اسکی بعد حاجب نے ایکسال اوس سے بخوبی معیشت کی اور دوسرے سال اوسی جشن مین پہر حاضر ہوا
بادشاہ نے دیکہکے اور نزدیک بلاکے آہستہ سے کہا کہ وہ طبق کیا تمام خرچ ہوگیا حاجب نے روی تضرع زمین نیاز پر رکہکے عرض کیا
بیت کا مگارا چشم بد از ماہ رویت دور باد ٭ خانۂ دور تو بالنور آباد معمور باد ٭ مینے یہ حرکت اس خیال سے کی تہی کہ یا بادشاہ
یا اور کوئی حاضرین سے میری اس خیانت کو دیکہے گا اگر مجہے قتل کریگی تو مین اس رنج گرسنگی سے رہائی پاؤن اور شبانہ روز یہ واویلا سے
اہل و عیال نہ سنون اور اگر کاش یہ راز چہپ گیا تو قوت چند روزہ ہاتہ آیا تو بہی بآسانی چند سے گزران کرونگا حال یہ تہا جو عرض کیا یہی
اور یقین ہے کہ صدق مقال غلام کا آئینہ ضمیر انور سے پوشیدہ نرہے **بیت** دارد آن شمع دل افروز آگہی از سوز ما ٭ اندرینمعنی گواہ
ضمیر پاک او بست ٭ بادشاہ نے کہا کہ سچ کہا تونے اور تیرا حال لائق ترحم کے ہے پہر اوسی سرفراز فرمایا اور عہدۂ قدیم پر اوسکے کیا
حاصل اس مثل کا یہ ہی کہ بادشاہ کا دل مانند دریا بے امواج کے چاہیئے کہ خس و خاشاک بدگوئی سے تیرہ نہو جاے اور حلم اوسکا مانند
کوہ باشکوہ کے مقام ثبات مین قائم رہے اور تند باد غضب اوسی حرکت مین لاسکے شہ نے کہا کہ تیری بات راست اور

درست ہے مگر تلخ اور درشت ہی اور چاہیئے کہ نوشدارو کی نصیحت خوش مزہ ہو تا مریض پہ کہانا اوسکا آسان ہو اور یہ
بات ممکن ہے کہ طبیعت بیمار کی دارو ناخوشگوار سے اگرچہ جانتا ہے کہ میری صحت کا باعث ہی پر اوس سے انکار کرے اور اوس انکار
کے سبب نعمت صحت کلی سے محروم رہے تو نے نہیں سنا بیت کسیکہ از لب شکر خندہ مل تواند برد * بجواب تلخ چرا گو بہ انجنان دہنے
فریبے نے کہا کہ بادشاہ کا دل جو باطل کیطرف متوجہ تہا وہ میری بات سے درشت تر تہا اور تقریر حق البتہ درشت ہوتی ہے کہ سرور عالم نے
فرمایا الحق مُرٌّ یعنی سچ بات تلخ ہے یہ تلخی میری بات کی کہ ترجمہ حدیث شریف کا ہی اسی تلخ نہ جاننا چاہیئے اور نفوس سلیم ست ہیں تلخی حق کو نبات اور انگبین سے
شیرین تر سمجھتے ہیں اور میری اس بات کو دلیری اور درشت گوئی پر محمول نفرمایئے کہ یہ درشتی اور صاف گوئی میرے دو فائدونکو
شامل ہے اول یہ کہ استغاثہ کے سننے سے مظلومونکو خرسندی حاصل ہوتی ہی اور کدورت اور غبار ظلم اونکے دلونسے دور ہوتا ہی پس بہتر
یہ ہے کہ جو رطب و یابس سیر دلمین ہے وہ سب بادشاہ پر ظاہر کر دون تا بادشاہ کو غیبت و حضور میرا یکسان ہو جائے دوسرے یہ جانتا ہون
کہ عقل بیہا اور رائے جہان آرا بادشاہ کا حاکم اس قضیہ کا ہو کہ جاری کرنا حکم کا مظلوم کے حال سننے کے بعد ہوتا ہی اسلیئے ضرور پڑا ہی کہ صورت
اپنے درد کی طبیب عدالت بادشاہی سے موبمو ظاہر کر دون بادشاہ نے کہا کہ تو نے جو کہا سو سچ ہے لیکن تیری مخلصی اس بحر غرقاب سے یہ محض میری
عنایت ہے اور بعد حکم سیاست کی رہائی دینا ورطہ ہلاکت سے شائع ترین احسانونکا اور کامل ترین انعامونکا ہی فریبے نے کہا کہ تمام عمر
بادشاہ کے الطاف کا شکر ادا نہیں کر سکتا ہون مدتون عہدہ مکارم شاہنشاہی سے باہر نہیں آسکتا ہون اور یہ
سچ ہے کہ بعد اجرائے حکم عقوبت پھر عفو کرنا سب نعمتونپر ترجیح رکہتا ہے کہ یہ نعمت سبب ہے حفاظت جان کا اور عکس اسکا ہی خالی فائدہ سے
نہ تہا کہ دولت شہادت حاصل ہوتی تہی لیکن پہلے بادشاہ کیطرف سے خاطر جمع رکہا اور اب البتہ اندیشہ پیدا ہوا ہی مگر میں اسوقت
جو عرض کرتا ہون اسواسطے نہیں ہے کہ معاذ اللہ بادشاہ پر خطا ثابت کرتا ہون بلکہ جانتا ہون کہ فعل حکیم خالی حکمت سے نہیں ہوتا
ہے مگر البتہ یہ جانتا ہون کہ شہریار کی تدبیر سے باب حسد کا مسدود ہو جائے کیونکہ کوئی گل فضل و ہنر کا بیخار حسد نہیں ہوتا ہی اگر
بادشاہ عالم پناہ اسکا سد باب فرمائیگا تو آئیندہ بہت سے مفاسد سلطنت میں پائینگے کاجو نے کہا کہ دشمنون کے حسد اور مفسدونکی مکر سے
کیا باک ہی کہ سخن دروغکو فروغ نہیں ہوتا ہے اور حیلہ بے ہنرونکا ہنرمندونکے مقابلہ میں ہمیشہ بے حقیقت رہا ہے اور حاسدونکے
کہنا نے سے رونق خردمندونکی نہیں گہٹتی ہے اور بدگویونکی عیب لگانے سے دامن آلودہ نہیں ہوتا ہی نظم گر بدی گفت ترا
دشمن دون باک نیست * بمن آنستکہ او مرتبۂ زرشکند * طعن خفاش کجا رونق خورشید برد * سنگ بد اصل کجا قیمت گوہر شکند *
اور تو اسکے بعد حاسدونکے فتنون سے بیخوف رہ کہ مجہی حقیقت انکی قول غرض آمیز کی خوب معلوم ہو چکی ہے اور اسکے سد باب میں جو
تدبیر مناسب کہ اصلاح تیری سے قرار پائیگی اوسمین اہتمام تمام عمل میں آئیگا فریبے نے کہا کہ جب سطرح سے عاجز ہونگے تو وہ مفسد
یہ کہینگے کہ عقوبت کا حکم فرمایا تو نے اسلیئے فریبے کے دل میں وحشت حادث ہوتی ہے اور جبکہ اہلکار متوحش ہوتا ہی

تو انجام اسکا بجز فساد کسیطرح رجوع کرتا ہے اور اوسکے دماغ مین نخوت بھی بڑہ گئی سبب یہ ہے کہ تیری عنایت پہلے سے بہی اب اور زیادہ ہوتی ہے اس صورت مین وہ مغرور اور بدگمان ہی اور کارندی بدگمانیہ تا قابل اعتماد نہین کرتے مین مقصر المولفہ ادس سے غفلت ابلہی ہے جسکو آزردہ کیا ہو اس جیسی شہریار کے مزاج مین دخل پا مین گئے اور غالب ہے کہ صورتین بادشاہی محسبی بدگمان ہو اور حق بھی یہی ہے کہ بندہ جفا دیدہ سے بادشاہکو نڈر رہنا نچاہیئے یا وہ شخص ہی کہ اوج منزلت سے گر گیا یا معزول مین مبتلا ہوا ہو یا ایسا شخص کہ کم رتبہ ہوا اور اب بادشاہ اوسی نسبہ عالی پر تقدم بخشی یہ سبب تبین امرا اور وزرا کی توحش اور بد باطنی کی مین اور بادشاہ کو ایسی لوگونسی غافل رہنا مناسب نہین ہے کامجو نے کہا کہ علاج اس واقعہ کا کیونکر کیا جاہیئے اور دروازہ انکی دخل فساد کا کس تدبیر سے بند کرنا چاہیئے دمنہ نے جواب دیا کہ تدبیر اوسکی یہ ہے کہ اگر مخدوم کے دل مین ملازم کیطرف سے کچہہ کراہیت آئی تو اوسکو تعصور لائق اور مناسب اوسکے حال کے اوسی گوشمال دی اس صورت مین شک اوسکا زایل ہو جائیگا اور یہ سمجھیگا کہ باوجود قدرت کے مخدوم نے دلبستہ درگذر کی کہ اند کے زجر پر کفایت کی اتنی معادم ہوا کہ بس اتنا ہی قیاس تھا کہ جسکی چشم نمائی ہو چکی آیندہ گنجایش اندیشہ خوفناک کی نہی اور دوسرے اس عادت کو اتنا ظاہر کری کہ لوگ یقین جانین کہ بادشاہ تو ہاتِ تمام پر کبہی التفات نہین فرماتا ہے اس صورت مین ملازم خوف بلا سے دلکو فارغ کرینگے شیر نے پوچھا کہ بدگمانی اور بیدلی چاکر دنکی کتنی صورتون سے ہوتی ہے جواب دیا کہ تین صورت مین ایک یہ ہی مخدوم کے الطاف مین آگے سی اب کمی پائی جائے دوسرے یہ کہ بسبب کم توجہی رئیس کے دشمن اسپر غلبہ کرے اور رئیس کو جنبہ اوسکے دشمن کا منظور رہتو تیسرے یہ کہ مال و اسباب جو جمع کیا ہو مخدوم کی ایسی بے التفاتی سے وہ برباد ہو جائے اور مخدوم اوسکا تدارک بھی کچہہ نکرے کامجو نے کہا کہ اسکا تدارک کسطرح کیا چاہیئے دمنہ نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ مخدوم کی رضامندی حاصل ہو اور اوسکا اعتماد پہیر از سر نو تازہ ہو اور جاہ رفتہ ہاتھ آئے اور جو دشمن کہ غالب ہوئے ہین وہ گوشمال پاوین اور مال کہ تلف ہوتا ہے پہر ہاتھ آئے یا رئیس اپنے پاس سے عنایت کری کیونکہ ہر چیز کا عوض جانکے سوا سلاطین پر آسان ہی جبکہ رئیس نے تدارک ملازم کے حال کا فرمایا اوسوقت ضرور رضامندی حاصل ہوگی لیکن اوسطرح پر یہ الطاف کری کہ ملازم کو امید غالب ہو کہ اب تمام عمر بادشاہ مجہے معذور رکہیگا اور بار دگر کبہی شکنجہ بلا مین کہینچیگا لیکن بندیکے حق مین اگر یہ سب صورتین حاصل بھی ہون تو بہی غلام امیدوار اسکا ہی کہ بادشاہ مجہے مطلق العنان چھوڑ دے کہ اس بیابانمین آزادانہ امن اور فارغ البال پھرون اور وظیفہ دعا دثنا کا صدق عقیدت سے جناب آلہی مین ادا کرتا رہون شیر نے کہا کہ تو ایسا رفیق نہین ہے کہ تیری حق مین کسیکی بات سماعت کیجائیگی مجہے حقیقت مین یہ معلوم ہے کہ سچ مین تو صفت صبر سی موصوف ہی اور غنت مین ادب شناسی سے معروف اور جو کچہہ کہ فتوت اور مروت کے خلاف ہی تو اوسکو مکروہ جانتا ہی اور غایت دیانت اور امانت سی حکم بادشاہی بجالاتا ہی پس تو قوی دل رہ کہ مین تجکو بوجہ حسن پہچان چکا ہون اور اسکے بعد دشمن کی باتین تیرے حق مین نہ سنونگا شرف

وہ شخص جو آئیندہ میں مزرا ۱۲
عطل و معزول وہ شخص
یعنی جبین ۱۲
۵۱ مطلق العنان
اسپ بے لگام و شتر
بے مہار دروازہ و مدار
۵۲ یعنی دلازار من
یعنی بخوف و خطر ۱۲
۵۳ فتوت بلعجیبین
جوانمردی ۱۲

قبول بنائیگی اور جو رنگ آمیزی دشمن کی تیرے حق مین ہمارے پیش نظر آئیگی وہ دست رد پائیگی بیت زین پس سخنان فتنہ انگیز
عشوہ در بارہ دوستان نخواہیم شنود ✤ فرسبہ نے کہا کہ شہریار نے اسقدر دلنوازی فرمائی کہ اب بہر صورت اطمینان
کلی خانہ زاد کا ہوا یہ عرض کیا اور بعد اسکے اپنے کام مین سرگرم ہوا اور ہر روز اوسکا پادشاہ کے نزدیک مرتبہ بڑھتا
جاتا تہا حتی کہ وفور صلاح سے محل اعتماد کلی ہوا اور محرم اسرار ملکی اور مالی اور ملکہ خود بمنزلہ مالک الملک کے ہوا بیت نہالش
بدانگونہ شد سر بلند ✤ کہ از آسمان سایہ برتر فگند ✤ یہ بہی داستان بادشاہ ہونگی کہ جب امین اور فرمانبردار نہین خلاف حاشا
ہوتا ہے اور بعد اظہار کرامت پہر مقام رضا اور رضا مندی ہاتھہ آتا ہی اور عاقل کو شہنشاہ نہ ہے کہ انشا لون اور حکایتون کے لانے
مین بہت فائدہ ہین اور جو کوئی کہ تائید آسمانی سے مخصوص اور سعادت سرمدی سے امداد کیا جاتا ہے اوسکی تمام ہمت اسرار
حکما اور کشف آمد و زعلما پر مصروف رہتی ہے اور طبیبان دار الشفاے طریقت سے معجون مفرح غم تراش طلب کرنے
رہنے مین با برکت سی معالجات حکماے روحانی کے علت خطر آمیز جہالت و نادانی سی صحت پائینگے نظم دارو تربیت از پیر
طریقت لبستان ✤ کادمی را بتر از علت نادانی نیست ✤ سوے ہر چند پری چہرہ و زیبا باشد ✤ نتوان دید در آئینہ کہ نورانی نیست
عابد و زاہد و صوفی ہمہ اطفال رہ اند ✤ مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست ✤ باب ۶ سوان جزاے اعمال مین بطریق
مکافات کے راے دابشلیم نے از روے تعلیم حکیم کو دعا دی اور کہا کہ سنی مینے داستان فرسبہ اور کانجولی کہ
وہ مثل ہے مخصوص خردمندونکے واسطے کہ خود بادشاہ ہو نہین اور اونکے ملازمین واقع ہوا ز راہ خلاف اور خیانت اور
غفلت کے اور پہر نا مخدوم کا اوسے مزید عنایت کے ساتھہ اور مردم امین کی عقیدت کا زیادہ ہونا اور کفایت کرنا انتظام
ملک کے واسطے اور عفو کرنا باطل کیطرف اور اعتراف کرنا سخن حق اور صواب کار چونکہ فوائد اس حکایت کے حد سے باہر ہین
اسکو سنکے تسکین پائی مینے اب بیان فرما داستان اون شخصونکی کہ اپنے صیانت حال اور رعایت نفس کیواسطے ایذا
اوروں کی روا رکہتی ہین اور غیرونکی مضرت سی باز نہ رہ کے فائدہ اپنا غیرون کے ضرر مین ڈہونڈہتی ہین اور نصیحت خردمندونکی
نہین سنتی ہین اور آخر کو اپنے کردار کے مانند اوسکی پاداش مین گرفتار ہوتے ہین حکیم نے فرمایا کہ غیر کی ایذا کا ارادہ نہین کرتے
ہین مگر وہ جاہل کہ میان نور و ظلمت اور خیر و شر اور فائدہ نفع اور غائلہ ضرر مین فرق نہین کر سکتے ہین اور ظلمات جہالت
سے صحراے ضلالت مین اور عواقب اعمال سی غافل رہتی ہین اور اونکی نظر حقیقت امور سی قاصر رہتی ہی اور اسکنہ مکافات انکو پہنچ نہ
سکتی ہے لیکن وہ لوگ کہ آنکہ جنکی کحل الجواہر توفیق ازل سی منور ہے اور گلشن دل اونکا ریاحین عنایت لم یزلی سے معطر ہے
جو کچہہ کہ وہ اپنے واسطے نہین پسند کرتے ہین غیر کے لیے بہی روا نہین رکہتے ہین لمولفہ بیت جو نہ دہی پسند خود بای باش
غیر کے بہی یہی پسند مکن ✤ اور حکما کا اسپر اتفاق ہی کہ ہر کردار کیواسطے جزا مقرر ہے اور اگر اوسکی جزا مین تاخیر ہو تو مغرور نہ ہوا چاہیے

کہ بفحوای یُمْہِلُ وَلَا یُہْمِلُ یعنے اللہ تعالی مہلت دیتا ہے اور چھوڑ نہین دیتا ہے شاید کہ مہلت ہو لیکن بالکل اہمال نہوگا اگر مہلت
دو ستہ روز ہوئی تو کیا مگر یہ خیال نہ کرنا کہ سزا اور جزا نہ ملیگی یہ باطل ہے کہ جو تخم مزرع عمل مین بویا جائیگا بہت دن گزرین گے کہ
اوسے کاٹنا پڑیگا پس جو کوئی طالب گار نیکی کا ہو چاہیئے کہ سوای تخم نیکی اور کچھہ نہ بوئیے اور کوئی اگر چاہے کہ اپنی بد کرداریکو مکر اور
تلبیس سے پوشیدہ کرے اور فریب شعبدیکو نیک کاروں کے لباس مین جلوہ دے یہانتک کے لوگ اوسکی ثنا کرین اور ذکر اوس کے
محامد کا اقطار آفاق مین اتنا دائر ہو کہ دور و نزدیک کو پہنچے بالفرض اگر یہ بہی ہو تو بہی اس سیلے سے وہ فعل اسکا نیکی سے بدلا نجائیگا
اور ثمرات خبث باطن اور ناپاکی اوسکے دل سے ہرگز زائل نہوگی مثلاً دہقان بیخ اندراین کی زمین مین ڈالے اور
خاک کے تلے چہپائے اور خیال کرے کہ بیخ نیشکر بوئی ہے اور اعتقاد کرے کہ نیشکر ہی پیدا ہوگی تو یہ خیال باطل اوسکا
محض نہبایان ہے وہی اندراین کہ جو بویا ہے برگ و بار لائیگا جو شخص کہ حقیقت مکافات کو سمجھیگا اور شرائط مَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہٗ اوسکے جبکہ دل مین سرایت کی ہوگی بدی سے کنارہ کرکے نیکی کیطرف آئیگا
اور ستمگاری اور دل آزاری سے توبہ کرکے راہ شفقت اور مرحمت کی اختیار کریگا چنانچہ مثال اس کلمات کی داستان
شیر صف شکن اور مرد تیر افگن کی بہت خوب ہے رائے دابشلیم نے پوچہا کہ یہ کیونکر ہے **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ولایت
حلب مین ایک جنگل تہا کہ اوسمین مرغزار کی کثرت تہی اور اوسمین ایک شیر تہا ہزبر جنگ پیل تن کہ بہرام فلک گور کی مانند اوسکا
شکار تہا اور شیر سپہر نے اوسکے شکوہ باصولت سے مانند گاؤ زمین کے تحت الثری مین قرار پکڑا تہا ہمیشہ وہ
شیر جانوروں کی خونریزی مین گرم تہا اور کبھی اس سے ندامت نہ کرتا تہا ایک سیہ گوش نے کہ اسکا ملازم تہا جبکہ صورتحال
اس منوال پر دیکہی نتیجہ ستمگاری اور ثمرہ خونخواری سے ڈرا اور اس وعید سے مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا فَہُوَ ظَالِمٌ یعنی جسنے کہ
مدد کی ظالم کی پس وہ شخص بہی ظالم ہوا اندیشہ کیا کہ ایسی ظالم کی صحبت کا ترک کرنا بہتر ہے **بیت** بترس از صحبت آنکس کہ خلقی
بیازارد چو با تش ہر کہ شد نزدیک نیم سوختن دارد یہ اس اندیشہ کر بیں ایک گوشہ صحرا کی طرف گیا دیکہتا کیا ہے کہ ایک موش تمام
سے بیخ ایک درخت کی کاٹ رہا ہے اور دندان ارہ صفت سے اجزا اس بیخ کے جدا کر رہا ہے اور وہ درخت زبان
حال سے کہتا ہے کہ ای ستمگار دل آزار کسواسطے تیشہ آزار سے بنیاد میرے حیات کی برباد کرتا ہے اور میرا رشتہ جانکہ
عبارت ہے رگ و ریشہ سے تیغ بیداد سے قطع کرتا ہے اور مخلوقات کو میرے سایہ کی راحت سے او میوہ کی منفعت سے محروم رکہتا ہے
بیت مکن بدی کہ بدی را جزا بد باشد بکیش اہل مروت بدی دوی باشد یہ موش نے درخت کی زاری پر التفات
نہ کیا اور اسی جفا کاری پر کہ جو تہا سرگرم رہا ناگاہ ایک مار سیاہ کمین گاہ سے نکلا اور ایکدم مین موش کو نگل گیا
سیہ گوش نے یہ صورت تجربہ کے مشاہدہ کی اور جانا کہ آزار دینے والا جلد سزا پاتا ہے اور بونے والا خار کا گل

کاہین چپتا ہے بدی کرکے نیکی کی طمع رکہنا محض خیال خام ہے کہ جزا بدی کی بد ہے اوسی حال ہین کہ سانپ موش کے کہانے سے فارغ
ہوکے ایک درخت کے سایہ مین کنڈلی مارکے بیٹہا تہا کہ خارپشت آپہونچا اور سانپ کے دم منہہ مین پکڑکے اپنا سر اپنے پیرون مین
چھپا لیا سانپ نے نہایت اضطراب سے اپنا سر خارپشت پر یہانتک ہی مارا کہ نوک خار سے تمام سر وہین اوسکا مشبک ہوکے
مردار ہوگیا سیاہ گوش نے ورق اعتبار سے ایک فصل اور مشاہدہ کی خارپشت کوہ کیطرف روانہ ہوا سیاہ گوش مترصد
خارپشت کے حال کا تہا کہ یہ کیا کیفر اپنے کردار کی پاتا ہے کہ ناگاہ ایک روباہ گرسنہ پیدا ہوئی خارپشت کو اوسکا
لقمہ بنانا چاہا کہ کام اسکا تمام کرے لیکن خارپشت اپنا سر اپنے پیرون مین چھپا کر بیٹھ رہا روباہ نے تصور کیا کہ حیلے کی سوا
کشود کار مشکل ہے خارپشت کو پس پشت اوس کی اوسکے شکم پر پیشاب کیا خارپشت سمجھا کہ مینہہ برستا ہے اپنا سر پیرون سے
باہر نکالا روباہ نے جست کی اور اوسکا حلق پکڑکے سر کو تن سے جدا کرکے کہا لیا سوا پوست اور استخوان اور سب پیرون کے
سوا کچھہ باقی نرہا ہنوز روباہ کو فراغت کلی اس سے حاصل نہوئی تہی کہ ایک سگ جہندہ گرگ درندہ کی مانند پیدا ہوا اور روباہ
کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سیاہ گوش کو اس عجائب کے دیکہنے سے کہ دلیل روشن تہی تحقیق مکافات مین یقین واثق اور بہی بڑہا اور منتظر
اسکے حال کا تہا کہ نہانخانہ قضا سے کیا سزا اسکی ہوتی ہے کہ جان بیگناہ کی اسکے ظلم سے برباد ہوئی کہ یکایک ناگاہ ایک پلنگ کو
دیکہا کہ گوشہ بیشہ سے باہر آیا اور ایک جست مین کام سگ کا تمام کیا قضارا پلنگ کمینگاہ صیاد سے بچکے آیا تہا اور شکار اس کتے کا
کیا تہا کہ وہی صیاد تیر اور کمان ہاتھہ مین لیکے تعاقب مین اسکی چلا آیا تہا کہ پلنگ جسوقت مشغول سگ کا تہا ایک خدنگ دلدوز
کمانکی زہ سے آشنا کرکے ایسا راست اوسکی پہینکا کہ جانب چپ بیٹھا اور جانب راست سے نکل گیا **بیت** فلک گفت
خوش است آن قبضہ و شست بہ زمین گفت آفرین باد ایران دست بہ **ایضاً للمولف** کمان وہ کہ کمان سپہر سے بہتر ہو
وہ تیر جس سے کہ تیر شہاب بہی کہتر ہو وہ شست جس سے کہ بہرام آسمان کو ہو خجل ہو وہ زور جس سے کہ رستم کی داستان باطل ہو
پلنگ کے تن سے روح نے مفارقت کی تہی کہ صیاد سبکدستی سے اوسکا پوست اتارا کہینچکے چاہتا ہے کہ روانہ ہو اکا یک سوار
شمشیر بدست اوسجگہ پہنچا اور وہ پوست پلنگ کا کہ نہایت نقش دار اور رنگین تہا پسند کرکے صیاد سے طلب کیا وہ نہ اٹکا یا
آخر نوبت مخاصمت کی مقاتلے کو پہنچی انتہای حرب و ضرب مین سوار نے تلوار گردن صیاد پر لگائی کہ مانند خیار تر کی دو ٹکڑے ہو گئے
اور پوست پلنگ کا ہاتہہ مین لیکے روانہ ہوا ہنوز سو گام نگیا تہا کہ گہوڑے نے ٹہوکر لی سوار زمین پر گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی
اور کام اسکا بہی تمام ہوا القصہ زمانہ نے دو ساعت بہی کسیکو مہلت ندی کہ ہر ایک اپنی جزاے عمل کو پہنچا **بموجب مصرع**
مولف کس بدم سنت گرنیکی زمانی نے ندی فرصت بہ سیاہ گوش نے یہ سب ماجرا دیکہا اور یقین واثق ہوا کہ جزا اعمال
کی اگر ایک ذرہ بہی ہو تو بے پہنچے نہین رہتی ہے اور سیدہ شیر کے پاس آکے اجازت چاہی کہ امر مشیر سے مجہے ہجرت واجب ہے

شیر نے کہا کہ بدولت تیرے آسایش پاتا ہی اور خوان احسان سے بہرہ مند ہوتا ہی پھر جانیکا سبب اس منزل سے کیا ہے اور عہد قدیم کو ترک کرنیکا کونسی چیز باعث ہوتی ہی سیہ گوش نے جواب دیا کہ ای شہریار مجھی ایک تصور بندہا ہی کہ اوسکے چھپانے مین اندیشہ ہے کہ دل موم کی مانند حرارت خیال سے گداختہ ہو جاوی اور اوسکے کہنے مین اندیشہ سر جانیکا موجود ہی چنانچہ یہ شعر منوچہران غافل کا حسب حال میرے ہے **بیت** جو ہم خاموش رہتے ہین تو دم رکتا ہی ای غافل * کلیجہ منہ کو آتا ہی اگر فریاد کرتا ہون * اگر بادشاہ عہد مضبوط فرماوے کہ اوسکے ٹوٹنے کا کسی طرح شک نہو تو مین راز دل اور صورت حال راست براست عرض کرون شیر نے اوسے اپنے زینہار مین لیا اور امان دی اور اوس عہد کو سوگند سے موکد کیا سیہ گوش نے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ نیت تیری خلق کی امنیت سے بالکل اوٹھ گئی اور عنان قدرت بیگناہونکی ایذا کیطرف پھری ہے کہ دل عالم کا تیری جفا سے زخمی ہے اور سینہ داغ جفا سے مجروح لازم ہی کہ تو اس ستم کا کرا اور ہول نیامت سے ڈر اور مین اس صورت سے ترسان ہون کہ کوئی بلای آسمانی متوجہ اس سلطنت کی نہو کہ چارہ اوسکا بجز ندامت کے کچھ نہو سکے شیر نے کہ اوس سے اوسیوقت عہد کیا تھا اسلیے سخن سخت کا متحمل ہوا اور کہا کہ تجہپر کوئی ستم نہین ہوا ہے تجھے اور کے غصہ سے کیا کام سیہ گوش نے کہا کہ اسکی دو وجہین ہین کہ اوس سے بیقرار ہون مین ایک یہ کہ کوئی صاحبدل تیرے ظلم دیکھنے کی اور طاقت مظلومکے نالے سننے کی نہین رکھتا ہی دوسرے یہ کہ مبادا شومی اس افعال کے تجھے پہنچے اور مین بھی تیری مصاحبت کے سبب سے آتش عقوبت مین جل جاؤن شیر نے کہا کہ تو نے شامت فعل بد کی کہان سے جانا اور برکت عمل نیک کی کس سے سنی ہے سیہ گوش نے جواب دیا کہ خوشبو گلزار خرد کی جسکے مشام جان تک پہنچی ہی وہ جانتا ہے کہ جو شخص تخم آزار بوئیگا سوا ثمرہ مضرت اور پھل ندامت کے نپائیگا اور جو کوئی کہ درخت نفع کا لگائیگا میوہ آسایش کا کھائیگا یہ جہان کہ دار مکافات ہے اسے پہاڑ سے تشبیہ ہی کہ جو نیک و بد کوئی پہاڑ پر آواز بلند کرتا ہی وہی جواب اسکی صدا سے اوسے پہنچتا ہے **مثنوی مولانا علیہ الرحمۃ** این جہان کوہ است و فعل ما ندا * سوی ما آید نداہا را صدا * گرچہ دیوار افگند سایہ دراز * بازگردد سوی او آن سایہ باز * اور مینے آج عین الیقین سے مشاہدہ کیا ہی کہ مکافات عمل کی خالی نہین جاتی ہی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ موش اور سانپ اور خارپشت اور روباہ اور سگ اور پلنگ اور صیاد اور سوار کا جسطرح کہ دیکھا تھا مو بمو بیان کیا کہ ای بادشاہ موش نے بیخ درخت کاٹی وہ مستحق بلا کا ہوا اور مار نے کہ موش کو آزار پہنچایا خارپشت کی بلا مین پڑا اور خارپشت نے کہ مار کو مارا دام حیلہ روباہ مین گرفتار ہوا اور روباہ نے کہ ناحق خونریزی کی سگ نے مغز اوسکا خاک مین ملایا اور سگ اوس بیداد کے سبب سے پلنگ کے شکنجہ پنجہ مین کھینچا گیا اور پلنگ اوسکی شامت ایذا سے نشانہ تیر صیاد ہوا اور صیاد اپنے کیفر کردار مین سوار کے ہاتھ سے مارا گیا اور سوار خون ناحق کی شامت سے وحشت اور گردن شکستہ ہوا ای بادشاہ فعل ان سبکا چونکہ ظلم تھا جزا مین مضرت کے ایسی بلا مین مبتلا ہوے پس ایسی مخوف ہونا اور بدی سے کنارہ کرنا عاقلونکو لازم ہی اور کام اپنا صلاح پر لانا اور نیت اچھی کا موثر معرفت رکھنا خردمندونپر واجب ہے

بیت نخستین نشان خرد آن بود ٭ که از بد ہمہ تن ترسان بود ٭ شیر کو نخوت غرور اور شوکت قہر مین غلبہ کہتا تھا سیاہ گوش کی نصیحت کو افسانہ سمجہا سیہ گوش نے دیکہا کہ میری نصیحت شیر کی دل پر ایسی ہے جیسا کہ چیونٹی فولاد پر دانت مارا اور اوس کے سینے پر اتنا اثر کہتی ہے جیسا کہ نوک خار جوشن خارا پر **بیت** ناصح سر کوہ پر تیغ کا کیا اثر ٭ رگ سنگ مین کیا چبہی نیشتر سیہ گوش یہ سمجہا اور شیر کو چہوڑ کے ایک گوشہ جنگل کو روانہ ہوا اور جا کے ایک ہجوم خارستان مین چپ رہا شیر بہی اسکے پیچہے روانہ ہوا اور اوس سے گذر کے ایک طرف چلا آگے بڑہ کے دیکہتا کیا ہے کہ دو آہو نیر بعضے صحرا مین چرتے ہین اور ما اونکی نگہبانو نکے طور سی اونکے حال پر متوجہ ہے شیر نے ارادہ کیا کہ آہو بچونکو شکار کرے ہرنی چلائی کہ ای بادشاہ صید کرنا سیر ہران یہ دونو نور دیدہ نکا عبث ہے کہ انکے کہانے سے تیرا کچہہ کام نہ نکلے گا کیون میری آنکہونکو فراق مین ان نور دیدہ نکے رولاتا ہے اور میرا دل ان جگر گوشونکی آتش ہجر سے کباب کرتا ہے آخر تیرے بہی دو فرزند ہین اوسی طرح کہ صیاد اونکا بہی یہی حال ہو جیسی وہ نکر کا اپنے اونپر پسند نکری کسنے کیا کہ بنایا اور یہ شعر مولف کا کہ تنبیہ الغافلین ہے پڑہا **بیت** ہے آہ بیکسانکی رسائی خدا تلک ٭ چڑہ جائیے فلک پہ دلا اس کمند سے ٭ ہر چند ہرنی نے اسطرح داد بیداد کی مگر شیر کب اسکی بات سنتا تہا اور اپنی ارادہ مین جیسا کہ تہا ویسا ہی مصروف رہا ادہر وہان صیاد نے شیر کے بچونکی واسطے دام لگایا تہا ادہر تو شیر نے ہرنی کے بچونکا شکار کیا ادہر دونون بچے شیر کے دام صیاد مین گرفتار ہوئے صیاد نے شمشیر بران سی سر ان دونونکا کاٹکے اور پوست کہینچ کے راہ اپنی لی یہہ ہے کہ وہ شخص دشمن اپنے خاندان کا ہے جو اوروں کے خاندان سے بدی کرتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ **بیت** مگر دشمن خاندان خودی ٭ کہ با خاندانہا پسندی بدی ٭ ہرنی ہلاکت بچونکی دیکہکر دیوانہ وار ہر طرف دوڑتی پہرتی تہی کہ ناگاہ وہی سیہ گوش پہنچا اور کیفیت حال سی مطلع ہو کر ہرنی کی زاری پر زار زار رویا اور ہرنی کی تسلی کرتا تہا کہ صبر کر کہ تہوڑے سے عرصے مین یہ ظالم سزا پائیگا **بیت** شمع پروانہ را بسوخت و نے ٭ زود بریان شود بروغن خویش ٭ اور شیر کہ او دم شکم سیر ہو کر اپنے مسکن کو پہنچا دیکہا کہ دونون بچے اوسکے سر بریدہ اور پوست کشیدہ پڑے ہین نالہ و فریاد کو قبہ آسمان تک پہنچایا غرضکہ اس درجہ جوش و فغان دردناک کیا کہ وحوش اوس بیشہ کے وحشت مین پڑے ہمسایہ اوسکے ایک شغال رہتا تہا کہ دامن کو تعلقات دنیا سے کہینچا تہا اور تکیہ مَنْ قَنَعَ لِشَیْءٍ یُعَزّ کا لوح توکل سی پڑہا تہا **بیت** فارس میدان توکل شدہ ٭ خیمہ بصحرائی قناعت زدہ ٭ وہ برسم تعزیت شیر کے پاس آیا اور کہا کہ موجب اس فریاد و فغان کا کیا ہی شیر نے صورت حال بیان کرکے یہہ شعر مولف کا پڑہا **بیت** آتش غم سے پہک گیا ہیہات ٭ دلکی حالت کباب کی سی ہے ٭ شغال نے کہا کہ صبر کر کہ گلشن عالم مین کسی مشام نے بے رنج زکام بوی وفا نہین سونگہی ہی اور کسی منہہ نے ساقی ایام سی شراب جسرت بیچاشنی جراحت نہین چکہی ہے کیا یہہ شعر مولف کا تونے نہین سنا ہی **بیت** مثل حباب آنکہہ جو کہولی تو کیا کہلا ٭ بنیاد کچہہ نہین ہے جہان خراب کی الغرض

نظم فارسی از دہر جفا پیشہ و فلک نتوان یافت وز گردش ایام صفا نتوان یافت ❊ زخم دل مجروح جگر سوختگان [1]

ساز ندہ تر از صبر دوائے نتوان یافت ❊ تہوڑا ساہوش پکڑا اور گوش ہید اکر تو دو تین باتین اور نکتے کہ دفتر حکمت سے

سینے پڑہے ہین تجہسے کہدون کہ حقیقت کار و بار دنیای غدار اوس سے تجہکو واضح ہو جائے اوسی سنکے دریائے باطن

شیر کا جوش و خروش سے باز رہا اور سمع قبول سے متوجہ نصائح شغال ہوا شغال نے سخن دلپذیر آغاز کیا کہ اے بادشاہ

ہر ابتدا کے واسطے انتہا مقرر ہے اور ہر آغاز کے واسطے انجام مقدر جبکہ مدت عمر کی تمام ہوتی ہے اور ہنگام اجل آ

پہنچتا ہے بحکم اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ❊ کے ایک چشم زدن کی فرصت

نہین ملتی ہے کیا خوب مؤلف نے کہا ہے بیت زبان چلتی ہے گویا آج کچھ ذکر خدا کر لے ❊ اجل آئے تو پھر ہرگز نہ بولنگی یا نکی فرصت

اور عوض ہر غم کے شادی کی امید رکہنا چاہئیے اور بعد ہر سوز کے توقع سازی کی رکہنا مناسب ہے بیت سالہا دل چون صبا طوف [2]

ریاض دہر کرد ❊ در فضائے او گلے گر یافت بیخارے نیافت ❊ ہر حالین قضائے یزدانی پر راضی ہونا چاہئیے اور جزع اور فزع کہ [3]

کچھ فائدہ نہین کہتا ہے تو قضا مین ڈالنا چاہئیے ❊ بیت جان بسر کن چرا کہ تیر قضا ❊ یک سر مو خطا نخواہد کرد ❊ شیر نے کہا کہ یہ

بلا میرے بچونکو کہان سے پہنچی کہ بموجب شعر مؤلف کے حالت مجہہ طاری ہے بیت پڑے سایہ جو میرا مرغ آتش خوار جلجائے ❊ سمندر میرے سوز دل کے

آگے پانی پانی ہے ❊ شغال نے کہا کہ یہ تجہی سے تجکو پہنچی ہے کیونکہ جو کچہ کہ تیر انداز قضا نے تجہسے کیا ہے اوسکا عوض ہے

کہ تیرے تیر ظلم نے دلدوزی مظلومونکی اس سے پہلے کی تہی پس یہ مکافات تیرے عمل کی ہے کہ تیری طرف منہ لائی ہے کما

تُدِیْنُ تُدَانُ اور یہ شعر گویا تیری حسب حال ہے بیت خدا کو بہول گیا محو خود پرستی ہے ❊ تو اور کام مین بہی سوت تجہسے

ہستی ہے . خلاصہ یہ ہے کہ جیسا عمل کریگا جزا پائیگا اور بہت قریب ہے تیرا قصہ ہیزم فروش سے کہ وہ کہتا تہا کہ یہ آتش

کہان سے میری انبار ہیزم مین پڑی شیر نے پوچہا کہ قصہ اوسکا کسطرح ہے حکایت ہیزم فروش ظالم کہا کہتے

ہین کہ زمانہ پیشین مین ایک ستمگار تہا کہ ہیزم درویشونکی کمال ستم سے مول لیتا تہا اور نہایت درجے قیمت کم کرتا تہا

سو وہ بہی بہزار دشواری دیتا تہا اور زمستان [4] مین تونگرون کے ہاتہ دہ چند اور چہار چند کو بیچتا تہا درویش اوسکے

ستم سے از بس تنگ اور تونگر اوسکے جفائے گران فروشی سے ضیق [5] مین تہے اور سب یہ شعر گویا کا تکرار کرتے تہے

بیت اوس ستمگر کے ستم سے گہر جو ہے غمخانہ ہے ❊ خانۂ عیش آگے جو تہا اب وہ ماتم خانہ ہے ❊ ایکدن ہیزم ایک

درویش کی بزور چہین لی اور آدہی قیمت مقرر کر کے وہ بہی نہ دی درویش نے دست دعا آسمان کی طرف اُٹہایا اور درگاہ بے نیاز جناب

ربگاہ الٰہی با خضوع و خشوع [6] لایا بیت لمؤلفہ حذر واجب ہے ظالم تجکو مظلومونکی رونے سے ❊ بہلا کیا حاصل ہے کشتی

عالم کے ڈبونے سے ❊ اس حال مین ایک صاحبدل پہنچا اور اوسکے ظلم پر واقف ہوکے زبان ملامت ظالم پر کہولی اور یہ کہا گویا

[1] مترجم جب اوس نے اجل اوپکی پہنچی تو کہتی ہے اپکا عشق اور تقدیم اسکی ہے ۱۲ [2] طوفان باغ کا گرد پہرنا اور ریاض باکسر جمع روضہ یعنی باغ فضا یعنی صحن و میدان اور جزع اور فزع بیصبری اور رونا ۱۲ [3] ترجمہ جیسا کام کریگا ویسا پائیگا ۱۲ [4] زمستان جاڑے کی فصل کو کہتے ہین اور یہ لفظ مرکب ہے زم کے معنی سردی اور ستان کے معنی جگہ کے ۱۲ [5] ضیق بکسر تنگی ۱۲ [6] خضوع و خشوع ہر دو بالضم یعنی عاجزی ۱۲

پڑھا **بیت** آہِ ضعیف تیر بلائی زیادہ ہی ٭ پُرزور قوسِ چرخ سے بہی یہ کبادہ ہے ٭ اور کہاں اُن بیچاروں کی کہ سواد درگاہ آلہی کی پناہ نہیں رکھتے ہیں ایسا ظلم نکر اور یہہ وہ دردمند کہ تمام شب مانند شمع کے سوز دل سے اشکباری کرتے ہین اون کے حق مین ایسا ستم روا نرکھ غریبون کے خانۂ سینہ کو آسیب بیداد سے ویران نہ بنا اور خون دل یتیمون کا بجائے شراب لعل کہ کل خمار بیہوشی لائے نہ پئیے اور گویا کے اس شعر پر عمل فرما **شعر** جو چاہے رحمت حق عجز کو شعار اپنا ٭ خرید کر کہ نہایت یہ جنس ہے سستی ٭ وہ ستمگر پُرغرور اس غریب کی بات کو کب سنتا تھا اور حمیّت جاہلیت سے منھ اپنا پھیر کے کہا کہ جا اے شیخ سر میرا نہ پھرا کہ مین ایسی واہیات نہیں سنتا ہون درویش آرزدہ دل پھرا اور اپنے گوشے مین جا بیٹھا قضارا اوسی شب آگ انبار ہیزم کو لگی اور اسجگہ سے اوسکے گھر تک پہنچی جمیع مال اور متاع اوسکا خاکستر کر دیا کوئی چیز باقی نرہی وہ بیدادگر بستر نرم سے خاکستر گرم پر بیٹھا اتفاقاً وہی عزیز کہ روز گذشتہ نصیحت کرتا تھا آیا سُنا اوسنے کہ وہ ظالم اور اوسکے سب متعلق روتے ہین اور مویہ کرتے ہین کہ یہ آگ کہاں سے ہمارے گھر اور انبار ہیزم میں لگی اُس درویش نے کہا کہ یہ دود دل دردلیان اور آتش جگر سوختگان ہے کہ تیرے خرمن جمعیت کو جلا دیا بلکہ بالیقین غالب ہے کہ اسی آگ سے تیرا ذخیرہ آخرت بہی جلجائے **بیت لمولفہ** دردود نالۂ دل پُر اضطراب سے ٭ برسے گی آگ پانی جا اس سحاب سے ٭ ظالم نے سر جہکالیا اور اپنے دلمین کہا کہ مقام نصاحت سے ندرگذر اچاہیے کہ وہ تخم جفا کہ مینے بویا تہا اُسکا پھل یہی تہا کہ جو مینے پایا اسکے بعد شغال نے شیر سے کہا کہ مثل اسواسطے لایا ہون مین تا جانے تو کہ یہ جو تیرے فرزندونکو پہنچا یہ بدلا ہے آہو کے بچونکا تو نے جو فریاد اوس بیچارگی نہ سُنی اور رحم نکیا اب کسواسطے جزع کرتا ہے اور امیدوار ترحم آلہی ہوتا ہے اب لازم ہے کہ تو صبر کر جیسا کہ تیرے ظلم پر اوروں نے صبر کیا تہا شیر نے کہا بات مین حجت اور برہان ہے میری خاطر نشان کر شغال نے کہا کہ تیری عمر کتنی ہے شیر نے کہا چالیس برس کی شغال نے کہا کہ اس مدت مین تیری غذا کیا تہی کہا گوشت وحوش اور آدمیونکا شغال نے کہا کہ وہ جانور اور آدمی تو نے چالیس برس کے کہائے اور شکار کیئے اور اُنکے گوشت سے تن پروری کی آیا وہ ماں اور باپ نرکہتے تہے اور اُنکے عزیزون کو سوز مفارقت اور مہاجرت جزع اور فزع میں ملایا ہوگا اگر پہلے سے عاقبت اندیشی کرتا اور خونریزی سے پرہیز رکہتا تو اسوقت مین فرزندون کے درد فراق سے جگر پارہ کیون کباب ہوتا اگر یہی صفت خونخواری اور سیرت جفاکاری رکہیگا تو آمادہ رہ کہ اس سے بہی زیادہ دیکہیگا جب تک خلق خدا تجسے خائف رہیگی بوئی آسالیش و امان سونگہیگا تو اب بہی کچہہ وقت باقی ہے توبہ کر اور اپنا اخلاق رفق او تعلم اور مرحمت آراستہ کر اور ایجہان کی دارو گیر سے کنارہ کر کہ آزاد بیغے والا منہہ راحت کا نہین دیکھتا ہے اور بیدادگر ہرگز مقصد کو نہین پہنچتا ہے شیر نے جبکہ یہ بات سُنی سمجھا کہ نتیجہ کلام کی آزار اور ظلم پر ہوتی ہے سوائے ناکامی اوس سے اور نتیجہ حاصل نہین ہوتا ہے اور دلمین کہا کہ بہار عمر جوانی سے متعلق ہے وہ خزان پیری اور ناتوانی سے مبدل ہوئی اور ہردم راہ فنا مین قدم پڑتا ہی اور سفر دور دراز پیشنہاد

بہتر یہہ ہے کہ فکر زاد معاد کرون اور ترک دل آزاری اور جفاکاری کرکے تہوڑی سی قوت پر قناعت کرون اور بیش وکم کا
غم نکرے کہ فکر ہست و نیست ہے درگذرون بیت لمولفہ کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل ٭ رکھ دینگے میرے سامنے فردین
حساب کی ٭ آخر شیر نے گوشت کھانے اور ایذا رسانی سے توبہ کرکے میوہ صحرائی پر قناعت کی شغال کہ مدت سے
نائب اور فقط میوہ صحرائی سے قانع تھا دیکھا کہ شیر ہماری غذا ایک سال کی دو دن مین کھا گیا مضطرب ہو کر شیر کے پاس آ کر
کہا کہ شہریار اب کیا کام کرتا ہے کہا کہ مین فقط میوہ پر قانع ہون اور ایذائے مخلوق سے تائب شغال نے کہا کہ ایسا نہیں ہے
بلکہ ایذا مخلوق کی آگے سے بہی زیادہ تر ہے شیر نے کہا کہ مجہکو کیا ضرر پہنچتا ہے کہ نہ منہ کسیکے خون سے آلودہ کرتا ہون
اور نہ پنجہ کسیکے آزار پر کہولتا ہون شغال نے کہا کہ اپنے حق سے تو باز رہا مگر رزق اوروں کا کہ ایک برس اوس پر گذر کرتے
تہے تو دو دن مین کھا لیتا ہے پس روزی جنکی اوس سے متعلق ہے وہ یقین ہے کہ جلد ہلاک ہو جاوینگے اور اسکا وبال
تیرے بار گردن پر ہوا اور اسی جہان مین مکافات اوسکی تجہے پہنچے اور مجہے ڈر ہے کہ تیرا حال اوس خوک کی طرح نہو کہ جو بوزینہ
کے مقابلہ مین ہوا شیر نے پوچہا کہ بیان اوسکا کر حکایت خوک و بوزینہ کہا کہتے ہین کہ ایک بوزینے نے مدد
توفیق نیک سے اپنی قوم کو چہوڑ کے اور ترک تعلق کرکے راہ صحرا کی لی اور ایک بیشہ انجیر مین پہنچکے متمکن ہوا اور خیال کیا
کہ ذیحیات کو اکل و شرب سے گزیر نہیں ہے اور جبکہ موسم انجیر کا نرہا تو اور غذا ملنا اس صحرا مین معلوم ہے پس بہتر ہے کہ ابہی
انجیر کا ذخیرہ کیجئے تا غیر موسم مین بے برگ و نوا نرہیے اسلیئے ہر روز ایک درخت کے انجیر پہلے کہاتا تہا اسکے بعد بالکل
جہاڑ لیتا تہا اور خشک کرکے ایک گوشے مین ذخیرہ کرتا تہا ایک روز موافق قاعدہ مستمرہ کے ایک درخت پر بیٹہا کچہہ کہاتا
تہا اور ذخیرہ کے لیئے کچہہ نیچے گراتا تہا کہ ناگاہ ایک خوک پیدا ہوا اور اوسی درخت کے تلے کہ جسپر بوزینہ چڑہا تہا
آیا جبکہ بوزینہ کے اوسپر نظر پڑی خدا سے پناہ مانگی کہ خوک نے سلام کیا اور کہا کہ مہمان کا بہی کچہہ حق ہے بوزینے نے بہی جواب
مستقاعدانہ بالفاظ دیا مصرعہ مرحبا مرحبا تعال تعال ٭ اور کہا کہ اگر پیشتر سے جناب کی تشریف فرمائی کی خبر معلوم ہوتی تو
فراخور حال شکستہ بال کے سامان مہمانی مہیا کر رکہتا اور اب بہی جو کچہہ کہ ہو سکیگا اوسمین دریغ نہوگا خوک نے کہا کہ مین دور سے
آتا ہون اور اشتہا کمال رکہتا ہون جو کچہہ کہ حاضر ہو اسوقت مہربانی کر بوزینے نے اوس درخت کی انجیر گرانے شروع
کیئے خوک بکمال رغبت کہاتا تہا حتی کہ ایک دانہ اوس درخت مین باقی نرہا خوک نے کہا کہ ای عزیز گرامی ہنوز نفس حریص
غذا کی خواہش مین بیقرار ہے درخت دوسرا جہاڑ اور مجہے رہین منت کر بوزینے نے طوعاً و کرہاً دوسرا درخت جہاڑا مگر اوسمین بہی
خوک کی سیری نہوئی اشارہ اور درخت کیطرف کیا بوزینے نے کہا کہ ای یار عزیز انصاف ہاتہہ سے ندے میرا ایک
مہینے کا قوت تو نے ایکدم مین کہا لیا اب مجہے مقدور نہیں ہے کہ زیادہ اس سے متواضع ہون خوک برہم ہوا

له ... عمری
... ۱۲
سه ...
سزاوار

اور کہا کہ ایک مدت یہ جنگل تیرے تصرف میں رہا آج سے میری ملک ہوا تو اب یہاں سے راہ لے بوزینہ نے کہا کہ کیسا کہر چھین لینا
بڑا ظلم ہے خیال جفا کا چھوڑ دے کہ ظلم اچھا نہیں ہوتا ہے اور آزردہ کرنا مظلوموں کا بہت مضرت رکھتا ہے خوک ایسی جواب سے زیادہ تر
آزردہ ہوا اور کہا کہ ابھی تجھ کو اس درخت سے نیچے گرا کے سزائی قرار واقعی دیتا ہوں یہ کہا اور جست کر کے شاخ درخت پکڑا شاخ
بار خوک سے ٹوٹ گئی اور وہ ایسا سرنگون گرا کہ مہرہ گردن ٹوٹ کے اصل جہنم ہوا اے شیر یہ مثل اس واسطے بیان کی ہے کہ تو بھی اسی طرح
حق غیروں کا کھاتا ہے جبکہ یہ گروہ غربا بھوک سے مرجائیگا اقربا اور عزیزان کے تمام عمر تجھے بد دعا دینگے اور پہلے کام تیرا خلق
آزاری اور خونریزی تھا اور اب حالت زہد میں رزق مظلوموں کا غصب کرتا ہے غرضکہ ہر حال میں تیرے ہاتھ سے عالم کو آرام
نہیں ملتا ہے اور جانوروں کو کسیطرح تیری جور سے مخلصی نہیں ملتی ہے تیرے ظلم کا وہ حال تھا کہ زہد اور صلاح کا یہ حال ہے مناسب ہے
کہ لذت تن پروری سے درگذر اور لذت روحانی کی فکر کر **بیت** اسیر لذت تن ماندہ وگرنہ ترا ٭ چہ عیشہا است کہ در ملک جان مہیا نیست ٭
شیر نے جبکہ شغال سے یہ نصایح سنے میوونکو بھی ترک کر کے فقط آب و گیاہ پر قناعت کی اور طاعت خدا میں مشغول ہوا اور کبھی
کبھی ان بیتوں کو پڑھتا تھا **نظم** ایدل ازینجہان دل آزار درگذر ٭ وز تنگنائے گنبد دوار درگذر ٭ کاینجہان نہ لایق اہل
بصیرت است ٭ مردانہ وار ازسر این کار درگذر ٭ چون میتوان بگلشن روحانیان رسید ٭ سعی نما وزین رہ پرخار درگذر ٭ در بحر
حرص نفس چو غواص شوخ چشم ٭ غوطہ مخور ز گوہر شہوار درگذر ٭ یہ ہے داستان بعضے بدکرداروں کی کہ لوگوں کو اپنے عذاب میں مبتلا
کرتے رہتے ہیں اور عاقبت کا کچھ اندیشہ نہیں کرتے ہیں آخر کو اسیطرح کی بلا میں کہ جو اوروں کے حق میں روا رکھتے ہیں خود مبتلا
ہوتے ہیں اسکے بعد راہ راست پہچانتے ہیں جیسا کہ شیر نے جب تک اپنے جگر گوشوں کو آتش بیداد صیاد سے کباب ہوتے نہ دیکھا
لیا خونخواری اور بدکرداری سے دل نہ اوٹھایا اور جب تجربہ اسے حاصل ہوا پھر اس عالم غدار سے کنارہ کیا اور اسکی آسایش بے اصل
کیطرف التفات نکیا اور پھر کسی طرح سے عشوہ اس بیوفائی جادو وش کا خریدا نکیا **بیت** نوشتہ اند برایوان جنت الماوی ٭ کہ ہر کہ
عشوہ دنیا خرید وای بوی ٭ اور جو کہ خردمند ہیں وہ زیادہ تر اسکے سزاوار ہیں کہ اس اشارات کو سمجھیں اور ان تجربوں کو اپنی حال
اور مآل کا پیشوا کریں اور بنائے کار دنیا اور آخرت اسی ایک قصہ کافی پر رکہیں جو اپنے اور اپنے فرزندوں کے حق میں پسند نکریں
اوروں کے واسطے بھی روا نہ رکہیں تا کہ ذکر جمیل انکا حالت حیات اور ممات میں شہرۂ آفاق رہے **نظم** گویا یہ جہان صحرای وحشت
خیز ہے ٭ یا کوئی دریائے آفت خیز ہے ٭ تھے جو نادان آہ بس آکر گھر گئے ٭ تھے جو دانا وہ کنارہ کر گئے **باب گیارہواں**
حضرت افزون طلبی اور اپنی کام سے باز رہنے میں رائے دابشلیم نے داستان پسندیدہ سننے کے بعد فرمایا کہ ای فقیر صاحب
تدبیر برہان روشن اور دلیل واضح مثال بیان کی بدکردار ناعاقبت اندیش کے کہ عالم کے ایذا پہنچانے میں مبالغہ کرتا تھا اور جسطرح اوروں کی
طرح آپ بھی اسی بلا میں مبتلا ہوا ہو تو توبہ کی پناہ میں آیا بیان فرمائی تو اب التماس یہ ہے کہ وہ داستان کہ جو کیا ہوں حرص سے تعلق

رکھنی ہے یعنی حقیقت اوس شخص کے کہ جسکے کام پر مائل ہوا اور وہ کام اوسکے طور کے موافق اور حال کے مناسب ہو بیان فرما
حکیم کامل نے اوس عبارتین کہ صفا اور لطافت مین آبحیات کے برابر اور شیرینی اور حلاوت مین ہمسر شربت نبات ہتی بیان کی اور
دعا دی **بیت لمولفہ** رہے مدام تو با بخت و تاج و جاہ و حشم ٭ کہا کرے تجہے خلقت یہ شاہِ شاہان ہے ٭ اور کہا کہ بادشاہ
عالم پناہ بزرگون نے فرمایا ہے لِکُلِّ عَمَلٍ جَزَاءٌ وَلِکُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ یعنی واسطے ہر عمل کے جزا ہے اور واسطے ہر مقام کے مقال ہے
اور جامہ خانۂ غیب سے لباس خاص ہر ایک کے بالای والا پر جدا جدا سیا ہی اور خلعت خانہ بخشش سے ہر شخص کے قامت کے لائق
خلعت عطا فرمایا ہے ہر فرد سے ہر کام بن نہین آتا ہے اور ہر مرد ہر عمل کے لائق نہین ہوتا ہے **نظم** زغن را بہر طاؤس نزادند
مگس را پر عنقا ندادند ٭ ز سر کار آرزوی گل نشاید ٭ نسیم گل ز خار خوش نیاید ٭ ساقی الطاف نے خمخانۂ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا
لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ سے ہر کسیکو فراخور حال ساغر سرور دیا ہی اور شربت عنایت اور سر چشمہ رعایت سے کسیکو محروم نہین کیا ہے
کس نیست کہ نیست بہرہ مند از تو ٭ و لیک اندر خور خود بجرعۂ یا جامے ٭ پس ہر شخص کو چاہیئے کہ جو صفت کہ صانع ازل نے اوسکو
دی ہے اسیکا شغل رکہے اور ایسا کرے کہ اس کام کو بتدریج مرتبہ کمال کو پہنچاوے اور جو کوئی کہ پیشہ اپنا چھوڑ کے طرف
کار اوسکے مناسب حال نہین ہے رجوع کریگا بیشک مقام تردد اور حیرت مین گرفتار ہوگا پس ضرور ہے کہ جو راہ اختیار کی ہے بس
اسی سے منزل کو پہنچے اور اگر اوس سے باہر نکلیگا تو سراسیمہ اور سرگردان رہیگا مخلوق کو چاہیئے کہ اپنے طریق عمل پر ثابت رہے
اور ہر طرف کو دست ہوس دراز نکرے اور افزون طلبی کو شعار اپنا نہ بناوے اور جو کام کہ اسکا پیشہ ہے اوسمین مشغول رہے
جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہین **بیت** انجیر فروش را چہ بہتر ٭ کانجیر فروشد اے برادر ٭ اور اس محل کے مناسب حکایت
زاہد عبری زبان کی ہے کہ مہمان ہوس پیشہ نے ارادہ لغت عبری کے سیکھنے کا کیا اور اپنی بہی زبان بہول گیا رای دابشلیم
نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تہا اوسنے کہا **حکایت زاہد عبری** کہتے ہین کہ زمین قنوج مین ایک مرد صالح پرہیزگار دیندار
عبادت شعار تہا کہ پاکیزگی فطرت سے کدورت علائق کو زائل کرکے پردہ ظلمت کا پیش نظر سے اٹھا ڈالا اور غاشیہ اوسکی سجادہ کا
فتوحات غیبی سے ہر اہل اللہ کی دوش پر رہتا تہا تمام ہمت اوسکی احیای رسوم شرع پر مصروف تہی اور مرغ محبت الٰہی نے اوسکے
سینہ بے کینہ مین آشیانہ بنایا تہا اور اوسکے خورشید ضمیر نے ایک عالم تیرہ کو روشن کردیا تہا اور باوجود اس بے برگی کے
جو کچھ کہ خزانہ غیب سے اوسکے ہاتھ آتا تہا مہمانون کو کہلا دیتا تہا ایکدن مسافر اوسکے مکان مین وارد ہوا زاہد نہایت
خوش ہوا اور جو کچھ کہ تعظیم و تکریم مہمانداری کی چاہیئے بجا لایا بعد الفراغ طعام زاہد نے پوچھا کہ کہان سے تشریف لاتا ہے
اور ارادہ کس دیار کا ہے مہمان نے جواب دیا کہ قضیہ نا مرضیہ میرا دور و دراز ہے اگر خاطر عاطر اوسکی طول سے ملول نہو تو بیان
کرون زاہد نے کہا کہ جو کوئی گوش ہوش سے شنوا رکہتا ہے ہر قصہ سے حصہ اپنا حاصل کرلیتا ہے اور قطرہ مجازی سے دریای حقیقت مین در آتا ہے

بیت زہر بازیچہ رمزے میتوان خواندن زہر افسانہ فیضے میتوان یافت بدتو بے دہشت سرگزشت اپنی کہا اور جو منفعت
اور مضرت اس سفر مین دریافت کیے ہو اوسی مشرح بیان کر مہمان نے کہا کہ اے زاہد زمانہ اصل میری دیار فرنگ سے ہے اور
پیشہ میرا نان بائی تہا اور ایک دہقان تہا کہ اوسی مجھے دوستی تھی اور اکثر میری اوسکی صحبت رہتی تہی اور از راہ یاری وہ مددگاری
میری غلے سے کیا کرتا تہا اور قیمت اوسکی آہستہ آہستہ ایک زمانہ دراز مین لیقدر آمدنی مجہسے لیتا تہا اور بسبب اوسکی مہلت اور فرصت کے
کام میرا بآسانی بسر ہوتا تہا ایک روز مجھے مہمان کرکے اپنے باغ مین لیگیا اور شرائط میزبانی جیسا کہ قاعدہ ارباب ہمت کا ہے
بخوبی بجالایا اور بعد اکل و شرب کے باہم کلام مین مشغول ہوئے فیمابین کلام کے پوچھا اوس نے کہ منفعت تیری کسب کی کسقدر ہے کہا مینے
کہ صرف میری دکان کا آٹھ خروار غلہ ہے اور اوسکی نفع جو اوسپر متفرع ہوتا ہے وہ اسقدر ہے کہ اہل و عیال کی خورش کو وفا کرتی ہیں
انتہا یہ کہ دس کے بارہ ہوتے ہین **بیت** جو بین تر نفع تر کاری ندارم ٭ بدین دستور روزے میگزارم ٭ دہقان نے کہا کہ تیرا نفع کچھ بہی
نہین مجہے خیال تہا کہ اوسکا افادہ بسیار اور حاصل بیشمار ہوگا مینے پوچھا کہ ای خواجہ تیرا نفع کاشتکاری کسقدر ہی کہا کہ یہ میرے کام کا تہوڑا ہے اور
منافع بہت ہے کہ دس سے سو تک بہی قناعت نہین کرتا ہون بلکہ اوس سے بہی زیادہ کا طلبگار رہتا ہون متحیر ہوکر کہا مینے کہ ای خواجہ یہ دور از
قیاس ہے دہقان نے کہا کہ تعجب کر اس سے بہی زیادہ اسمین منفعت ہے مین تیری تسکین کرتا ہون الہی قیاس کر کہ ایک دانہ خشخاش کا کہ سب
دانون سے چہوٹا ہی جبکہ اوسکو زمین پر ڈالا وہ سبز ہوا ایک دانے سی قریب پانسو کے تبر نکلتے ہین اور زیادہ بہی ممکن اور ہر تبر پر ایک قبہ
ہوتا ہے اور ہر قبہ مین اتنے دانے ہوتے ہین کہ شمار اونکا کسی سے نہین ہوسکتا ہی اب خیال کر کہ نفع زراعت کا کسقدر ہوا
اور حکماے زراعت نے کہا ہے کہ زرع کے تین حرف ہین دو حرف اول کے زر ہین اور حرف آخر کو عین ہے وہ بہی نام زر کا ہی
پس یہ پیشہ زر بر زر ہے **بیت** دو حرف زرع زرست و یکے کیمیا ندہم آن زرست پس اینجا زرست بر سر زر ٭ یہ اشارہ
زراعت کیطرف ہے اور دہقانیت کے مہوسونکا یون اعتقاد ہے کہ کبریت احمر یہ ہے کما قیل **بیت** جستن گوگرد احمر عمر ضائع کردنست
روے بر خاک سیہ آور کہ اکسیر کیمیاست جبکہ یہ باتین زبان سے دہقان کے سنین سودا دہقانیت کا دماغ مین پیدا ہوا اور
دروازہ دکان کا بند کرکے زراعت کے اسباب مہیا کر نہین مشغول ہوا مین اور میرے محلے مین ایک درویش تہا صاحب کمال
پاک نفس اور نیک خصال جبکہ اوسی معلوم ہوا کہ مین اپنی حرفت کو ترک کرکے اور کے کام مین مشغول ہوتا ہون اوسنے براہ شفقت
مجھے بلایا اور کہا کہ ای کاریگر جو کچھ کارخانہ ربانی سے تیرے حوالے ہوا ہے اوسپر راضی رہ اور طلب افزونی کی نکر کہ شومی
حرص کی بہت بد ہے جو شخص کہ نقد قناعت مین رکہتا ہے پادشاہ اپنے وقت کا ہے اور جو کہ ذلت حرص مین گرفتار ہوتا ہی
مرتبہ دیو د دون مین شمار کیا جاتا ہے **بیت** قرص جو بین می شکن و مے شکیب ٭ تا نخوری گندم آدم فریب ٭ کہا مینے کہ
ای شیخ اپنی کام مین چندان فائدہ نہین دیکہتا ہون اور فائدہ دہقانیت کا بہت ہے ارادہ اوسکا کرتا ہون

کہ شاید اس شغل کے منافع سے میری اہل و عیال آسودگی بسر کریں اور معاش میری آرام تمام سے بسر ہو زاہد نے کہا کہ مدت
متمادی ہے تیرا اسباب معیشت اپنی حرفت سے مہیا ہوا کیا اور شرب زندگانی اس پیشے کے بدولت خس و خاشاک تردد سے
مصفا رہا اور یہ عمل کہ اب اختیار کرتا ہی شاید کہ تو اوسکے لوازمات پر قیام نکر سکے اور عہدہ اوسکی رسومات کا جیسا کہ
چاہیئے تجسے سر انجام نہ پائے اور جو کچھ کہ نہانخانہ آرزو سے تیرے خاطر پر خطور ہوا ہے شاید مطابق آرزو کے نہو پھر بجز
ندامت کچھ حاصل نہوگا فضولی نکر اور کام اپنا نچھوڑ اور جسنے کہ اپنا پیشہ چھوڑا اور وہ کام کہ لایق اپنے نہین ہی یا آپ اوسکی
لایق نہین ہے اختیار کیا تو اوسی وہ پہنچتا ہی جو اوس کلنگ کو پہنچا مینے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت کلنگ و گاذر** درویش
نے کہا کہ ایک گاذر دریا کے کنارے اپنے کام مین مشغول رہتا تہا اور ہر روز ایک کلنگ کو دیکھتا تہا کہ اوس چشمے کے کنارے
بیٹھ کے جو کرم کہ اوس چشمے مین پاتا تہا اوسی کو کہاتا تہا اور اوسی پر قناعت کر کے اپنے آشیانے مین بسر کرتا تھا
ایکدن باشہ تیز پرواز پیدا ہوا اور ایک تیہو[له] کو صید کر کے پیٹ بھر کہا لیا اور باقی چھوڑ دیا کلنگ نے خیال کیا
کہ یہ باشہ اس جثہ حقیر پر جانور بزرگ کو صید کرتا ہے اور مین اس ہیکل عظیم پر ایک محقر پر قناعت کرتا ہون ہر آئینہ
یہ صورت میری دنارت[عه] ہمت پر دلیل ہے لایق ہمت عالی کا یہ ہے کہ آج سے صید فقیر پر نظر نکرون اور کمند ارادہ
کو کنگرۂ آسمان کے سوار اور حلقہ پہینکون اسکے بعد اوسنے ترک شکار کرم کیا اور مترصد صید کبوتر اور تیہو کا ہوا اوس ہونی
سے تماشا پایا اور تیہو کا دیکھا تہا جبکہ حیرت کلنگ کے حال پر مشغولی پائی اور کرم کے پکڑنیکے شغل سے باز رہا گاذر نے
فراست سے دریافت کیا کہ جیسے کلنگ نے شکار باشے کا دیکھا ہی اپنے شکار سے ہاتھ اوٹھا لیا ہی یہ امر بے سبب نہین ہی اسواسطے
منتشر نظر گاذر کی کلنگ کی طرف رہتی تہی قضارا ایک کبوتر اوسکے قریب آ نکلا کلنگ اوٹھا اور کبوتر کا ارادہ کیا کبوتر نے پرواز کی
اور پانی سے گذر کے راہ خشکی کی لی کلنگ کہ اوسکے پیچھے آتا تہا کنارے پر دریا کے گر پڑا اتفاقاً اوس جگہ گل و لائے بہت
تھے کہ پانو ہر ایک کا پہنس جاتا ہی اتفاقاً کلنگ کے پانو بہی اوسمین در آئے جسقدر جہد زیادہ کی زیادہ تر پہنستا گیا دہوبی نے
کلنگ کو پکڑ کے گہر کی راہ لی ایک دوست راہ مین ملا پوچھا کہ یہ کیا ہی گاذر نے کہا کہ یہ کلنگ ہی چاہتا تہا کہ کام باشے کا سیکہے
وہ تو نہو سکا پر اپنی جان برباد کی اور یہ مثل اسواسطے لایا ہون کہ تا معلوم کرے تو کہ ہر کسیکو ایک کام کیواسطے پیدا کیا ہی چاہیئے
کہ اوسی کام پر قیام کرے اور جو ہر فنت کہ خلاف اوسکے پیشے کے ہی اوسی چھوڑ دی جبکہ اوس درویش نے یہ مثل فرمائی دغدغہ
میری حرص کا اور زیادہ ہوا اور کان میرے کہ محض حرص ہوا سے بھرے ہوئے تھے زاہد کی بات نے اونہین راہ نپائی
اور پیشہ نان بائی کا ترک کر کے تہوڑے سی پونجی سے اسباب زراعت کا درست کیا اور تخم ریزی کر کے دیدۂ انتظار راہ
حصول محصول پر رکھا ہے میشنے اس حال مین معیشت عیال مجہپر بال ہوگی سبب کہ نان فروشی سے ہر روز جسقدر حاصل

له تیہو بر وزن جیہو پرندہ ایست شبیہ بکبک لیکن از کبک کوچکتر معرب آن طیہوج ۱۲ ب
عه دنارت بالفتح کمینگی ۱۲ ک

ہو رہتا تھا کہ اہل و عیال کے شب و روز بسر ہوجاتی تھی اور زراعت مین انتظار ایک سال کا چاہیئے تا فائدہ اوسکا حاصل ہو
اسکے بعد مینے دلمین کہا کہ غلطی کی تونے کہ بات بزرگونکی نسنی اب مصارف روز مرہ سے درماندگی ہی اور کسیطرح یہ تکلیف
رفع نہین ہوتی ہے اب صلاح یہ ہے کہ کچھ روپے قرض لیکے دوکان نان فروشی کی پھر جاری کرون کہ اہل و عیال
ہلاک نہو جائین کہ موسم زراعت کٹنے کا آجائے بعد اسکے ایک تاجر شہری سے مبلغ چند قرض لیکے دوسری بار دوکان
جاری کی اور اپنی ایک ملازم کو اوس دکان پر مقرر کیا کبھی خبر گیری زراعت کی کرتا تھا مین اور کبھی دکان کے انتظام کیواسطے
بازار میں آتا تھا جبکہ دو تین مہینے گذرے اوس نوکر نے یہانتک خیانت کی کہ دکان مین کچھ باقی نرہا اور زراعت
مین بھی آفتین پہنچین کہ جو خرچ ہوا تھا دسوان حصہ بھی اوسکا ہاتھہ نہ آیا جبکہ یہ صورت پیش آئی اوس درویش سے
اپنا حال بتفصیل بیان کیا مینے پھر عابد ہنسا اور کہا کہ تیرا حال اوس مرد کے مانند ہی کہ ڈاڑھی اوسکی دو موئیہ تھی اور دونون
عورتونکے ہاتھہ سی برباد ہوئی مینے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت دو زن میانہ سال و نوجوان** درویش نے
کہا کہ ایک شخص کی دو عورتین تھین ایک ادھیڑ اور دوسری نوجوان اور آپ بھی ادھیڑ اور دو موئیہ تھا کہ جیسے کھچڑی اٹھی
کہتے ہین اور دونون عورتونکو دوست رکھتا تھا ایک شبانہ روز ایک کے گھر رہتا تھا اور دوسرے دن دوسری کے گھر اور عادت اسکی
یون تھی کہ عورت کے زانو پہ سر رکھہ کے سویا کرتا تھا ایکدن اوس ادھیڑ کی باری تھی اور اوسکی زانو پر سر رکھکے سوتا تھا اوسنے خیال
کیا کہ جتنے بال اسکی ڈاڑھی مین سیاہ ہین اگر یہ نہوان تو اوس جوان عورتکو تمام بال سفید دیکھکے اس سے نفرت ہوگی جسوقت
یہ سمجھیگا کہ اسکے تمام حرکات و سکنات سے نفرت پائی جاتی ہی اوسوقت اسکے بھی طبیعت اوس سی تنفر کریگی یہ ضرور میری طرف
کو رغبت تمام پیدا کریگا اس خیال مین جسقدر کہ ہوسکا اوس سے عرصۂ خواب تک سیاہ بال چنتی رہی اور اوس مرد کو کچھہ
اسکی خبر نہ تھی مصرع بر کندہ بآن ریش کہ در دست زن است ❊ دوسرے دن اوس نوجوان کی باری تھی اپنی عادت کی موافق
اوسکے زانو پر سر رکھکے سو گیا تھا قضارا اوسکی بھی خیال مین آیا کہ یہ بال سفید اسکے اگر باقی نرہین اور جبکہ یہ اپنی ڈاڑھی
آئینہ مین سیاہ دیکھیگا مقرر ادھیڑ عورت کی صحبت سے نفرت کر کے میری طرف کو لامحالہ رغبت کریگا یہ تصور کر کے جسقدر کہ
فرصت وقت کی تھی بال سفید چنتی رہی جبکہ اسیطرح چند روز گذرے کہ ایکدن سیاہ اور ایکدن سفید چنے جاتے تھے
آخر کار ایک بال بھی ڈاڑھی مین باقی نرہا اس مرد غافل نے ایکدن آئینہ مین دیکھا کہ منھہ خواجہ سرا کے مانند ہے آہ
کھینچی اور کہا کہ یہ میرا کیا حال ہوا ایک شخص نے لطیفہ گوئی سے کہا کہ جس مرد کی ڈاڑھی عورتونکی ہاتھہ مین ہوگی ڈاڑھی تو
کیا اگر اس مرد کی ناک اور کان بھی باقی رہین تو عجب ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ مصرع سعدی کا تیرے حسب حال ہے مصرع بتری وہ
ہوئی ای سعدی زن لی الذی نہ ادلی الذی ❊ درویش نے کہا کہ تیرا حال اوسی مرد دو موئیہ کے مانند ہے کہ کچھ لوبھی تونے نان ... کی دوکا

صرف کی اور باقی دستخابیت کے کام مین تلف کی اور تو آج دیکہتا ہے کہ نہ تنور معیشت مین روٹی ہی اور نہ مزرع زندگانی مین
خوشہ اور یہ دو شعر مؤلف کے تیرے ہی حسب حال ہین **ابیات** نہ تو صدکوہ الم اوٹھا او رزاریہ ہون تنکا نہ ہلا ÷ مجہسی تو سنا اے
کا دربا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا ÷ زاہد نے طوف حرم کا کیا ہندو نے بت کو کیا سجدہ ÷ ناکام وہ ہون مجہسی گویا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
جبکہ حکایت اُسکی سمجہا مین کہ پیر عابد نے جو کچہ کہا تہا وہ سچ ہوا اب مجہے سوا ندامت کے کچہ حاصل نہین ہے اگر تمام اثاث البیت
حوالے کرون تو بہی ایک شخص کے قرض سی چہوٹنا دشوار ہے یہ خیال کر کے شہر سے بہاگا مین منزل بمنزل ترسان اور ہراسان
چلا جاتا تہا کہ اثنا راہ مین سنا ہے کہ میرے عیال سب ہلاک ہوگئے اور املاک بسبب قرضخواہ لے گئی **مصرعہ لمؤلفہ** جو
ذرہ سی بچا اُسی رہال لگیا ÷ اب مین وطن کے جانیسے امید ہو کے منزل پیمائی کرتا ہون اور یہ بیت گویا کی اپنے ورد زبان کرتا
ہون **بیت** برا ہو زلیت کا کیا کیا الم دکہاتی ہے ÷ چہٹو وہ رنج سے پیوند جو زمین کے ہوئے ÷ اور دوا اور دول کی کسی صاحبدل سے
چاہتا ہون اور جراحت اندوہ پر لقائی اہل اللہ سے مرہم رکہتا پہرتا ہون شاید کہ اسمین التیام پائے جیسا کہ مؤلف
نے کہا ہی **بیت** مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجلونہ بخشیگا ÷ اگر اچہی ہی ہونگے زخم تو سنگ جراحت سے ÷ اب
اِس ساعت کہ میرا آئینہ دل آپکے مصقلہ زیارت سے مصفا ہوا ہے اور شربت عیش شیرینی کلام شکر بار سے مہیا ہے
اگرچہ رنج بہت اوٹہائے ہین مگر امید ہے کہ آپ کی برکت زیارت سی مقصود کو پہنچون یہ ہی شمہ میری سرگزشت کا کہ جو بیان
مین آیا **مصرعہ** سرگزشتم تراچہ پرسی سرگزشت از سر گزشت ÷ زاہد نے فرمایا کہ جو کچہ کہا تو نے اُسکے صدق پر میرے دل نے
گواہی دی اگرچہ زحمت مہاجرت و مشقت مسافرت بہت کہینچی تو نے لیکن تجربے بہی خوب حاصل کیئے اب یہ زندگانی
دو روزہ بہر کیف آزادانہ بسر ہو جائیگی غم بود و نابود دنیا کا ایک قلم دل سے محو کر ڈالنا مناسب ہے اور واسطے تسکین کے گوش
کا شیعر کفایت کرتا ہے **بیت** دیکہ کہدیتے ہین مت ہاتہ سے کہو دولت فقر ÷ شاہ کہتے ہین اُسی جو کہ گدا ہوتا ہی ÷ مہمان
اور میزبان دونون باہم خوش ہوئے اور ایک نے دوسرے کی صحبت غنیمت سمجہی اور یہ زاہد ایکمرد تہا قوم بنی اسرائیل سے اور زبان عبری
بہت فصاحت سے بولتا تہا اگرچہ اور علم اور زبانون مین بہی دستگاہ رکہتا تہا لیکن لغت عبری مین فصیح و لسن بانکا تہا اور اکثر اپنی
خواص سے زبان عبری مین کلام کیا کرتا تہا یہ مہمان فرنگی حقیقت لغت عبری سے مطلق آشنا نہ تہا لیکن کلام زاہد کا اس باتین سی بہت
بہاتا تہا جبکہ عرصہ زیادہ گزرا اور وہ فرنگی زاہد سے بے تکلف ہوا عرض کیا کہ مین امیدوار ہون کہ یہ زبان مجہی تعلیم کر اور دریغ نفرما
کہ بے سابقہ معرفت اعزاز و کرم میرا کیا تُنی اور تکلف ضیافت مین اتنی رعایت کی کہ رابطہ محبت قدیم مین کوئی اتنا نہ کر سکے اب
اس زبان مین بہی مجہے اپنا شاگرد کر کہ اسکا شوق مجہے ہر دم بیقرار رکہتا ہے اگر اس باتین تیری تعلیم سے مجہے دستگاہ ہوئی تو مین
تیرا بندہ احسان تمام عمر رہونگا زاہد نے کہا کہ مجہے اسمین کیا مضائقہ ہی کہ ایک شخص کو حضیض جہالت سے اوج دانش پر ترقی دون مگر

ہ اثاث بالفتح رخت خانہ و قماش خانہ چنانچہ دیگ و تابہ و بستر و ظروف و دیگر کالا و مال از ہر جنس کہ باشد ۱۲ ہ لقا بالکسر دیدن ۱۲ ہ با ہم گر پیوستن ۱۲ ہ بکسر اول میم و سکون صاد و فتح قاف آلہ زدن صیقل ۱۲ ہ بیان نقطہ کردن از عبری معنی نیکی و ان معنی باشد ۱۲ ہ عبری بالکسر نام زبانی ست ۱۲ ہ مضائقہ معنی بخیلی و تنگی ۱۲ ہ دستگاہ معنی مقدرت و سامان و طاقت و مایہ ۱۲ ہ حضیض معنی نشیب جائے پستی ۱۲

خیال میں یون آتا ہے کہ لغت عبری اور زبان فرنگی مین مغایرت لیبا اور مباینت بیشمار واقع ہے مبادا اسکی تعلیم سے
کلفت تیری خاطر کو پہنچے اور اسپر بہی سمجھے اس سے بہرہ حاصل ہو اور آزمانا بہی خطای فاحش ہے کہ ایکبار تو نے اپنی حرفت کو چھوڑ کے
اور غیر کی حرفت اختیار کر کے جان و مال برباد کیا اور ابتک بیکسی اور غربت مین گرفتار ہے مہمان نے کہا کہ حرفت اور ہنر ہے اور طلب
علم کی امر آخر ہے اور بارہا دیکھا ہے کہ جو کوئی کسی کام مین ثابت قدم رہا ہے مطلب کو پہنچا ہے اور جسنے کہ علم کی طلب مین
مشقت کی ہے آخر راحت پائی ہے اور تعلیم اور تعلم کسیطرح ضایع نہین ہوتا ہی جیسا کہ اس صیاد نے تہوڑی زحمت کہ علم کی جہت سے
اٹھائی تہی اور اندک خدمت علما کی بجا لایا تہا نعمت کلی اوسکے ہاتھ آئی اور مضیق احتیاج سے نجات پا کے وسعت آباد عیش کو
پہنچا زاہد نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تہا **حکایت صیاد اور طالب علمونکی** کہا اسنے کہ ایک مرد درویش صیاد پیشہ شکار
مرغ و ماہی سے گزران اہل و عیال کی کرتا تہا ایکدن دام بچہائے ہوئے بیٹھا تہا بہزار انتظار تین مرغ دام کے نزدیک آئے قریب تہا کہ
پہنس جائین اس اثنا مین آواز تند جدال آمیز آنے لگی صیاد ڈرا کہ مبادا اس آواز سے یہ مرغ وحشت ناک اڑ جائین تو تمام اہل
و عیال آج فاقہ سے رہین اسوا ندیشہ مین ٹٹی کی آڑ سے باہر آیا دیکھا کہ دو طالب علم مسئلہ فقہ مین بحث کرتے ہین اور مقال انکا
جدال کو پہنچا ہے صیاد نے اونسی سماجت کی کہ تم شور نکرو تا شکار میرا ضایع نہو جائے انہون نے کہا کہ اگر ہمین اس شکار مین شریک کر
لینے کی کس ایک مرغ ہمین بہی دے تو ہم م بخود ہو جائین صیاد نے کہا کہ الیخیر یز درمین فقیر صاحب عیال ہون اور قوت کتنے شخصون کا
انہین مرغون پر موقوف ہی اگر تم دو مرغ انمین سے لے جاؤ تو مین ایک مرغ سے دس آدمیونکی کیونکر تسلی کرونگا انہون نے جواب دیا کہ تو
ہر روز یہی کام کرتا ہے اور ہمنے مدتسے گوشت نہین کہایا ہی یہ ممکن نہین ہے کہ ہم دو مرغ نلین والا ہم اتنا شور کرینگے کہ مرغ اڑ
جاینگے نہین تو ہمسے شرط کر کہ دو مرغ ہمین دے کہ تا ہم طلبہ اور مدرس کے مہمانی کرین صیاد نے ہر چند معاذرت کی اور کہا کہ تمہارے
مدرس نے میرا جال نہین بنا یا ہی اور نہ تمہارے طلبہ نے میری رسی کو بٹا ہی اور نہ مدرس نے دانہ جال مین ڈالا ہی بلکہ میں نے زمین دوف
مین جال لگایا ہے بہلا یہ کب شرع مین درست ہے کہ میرا شکار دو ثلث تم نزدر لیلو تو جبکہ طلبہ نے کوئی عذر صیاد کا نہ سنا ناچار
ہو کے وعدہ کیا اور وہ تینون مرغ پکڑے اسکے بعد بہی صیاد نے انسے بہت عذر کیا کہ مجہپر رحم کرو اور یہ مرغ مجہسے نہ لو انہون نے
کہا کہ یہ بیفائدہ گفتگو ہے شرط کیموافق دو ہمارے حوالے کرنا ضروری صیاد نے مرغ انکے حوالے کیے اور کہا کہ مینے یہ رنج اپنے اوپر گوارا
کیا اور تحفہ مین گزرانا مگر وہ لفظ کہ تم جسمین بحث کرتے تہے مجہے بہی سکہا دو کہ مجہے انکے عوض اس سے فائدہ حاصل ہو کہ جیسے
تمہیں الفاظ کی بدولت دو مرغ تمہارے ہاتھ آئے انہون نے کہا کہ ہم خنثی کی میراث اور لفظ مین بحث کرتے تہے صیاد نے کہا کہ خنثی کے کیا معنی ہین انہون نے
کہا کہ معنی یہ ہین کہ خنثی کو نہ مرد کہینگے اور نہ عورت صیاد اس لفظ کو یاد رکہا اور بکمال ملال و کلال اپنے گہر آیا اور صورت حال اپنی عیال سے بیان کی اور
رات ایک ہی مرغ کے گوشت پر بسر کی دوسرے دن کہ مرغ زرین جناح سپہر شیانہ چرخ چہارم کنگرہ آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوا صیاد اپنی

اور دام پہینکا قضارا ایک ماہی دام مین آئی کہ ایسی مچھلی کسی نے نہ کبھی دیکھی نہ سُنی تھی کہ مانند لولو ملمع کے رنگ اوسکے حساب سے باہر تھے صیاد اوسکے شکل و شمایل سے متحیر ہوا اور دل مین کہا کہ کبھی ایسی مچھلی کسی نے نہین دیکھی ہے بہتر یہ ہے کہ اسے زندہ بادشاہ کے پاس لیجاؤن اگر بادشاہ کے پسند آئی تو یہ کلفت میری مٹجائے ایکطرف مین پانی بھر کے اور اُس مچھلی کو رکھ کے در دولت بادشاہی پر لایا قضارا بادشاہ اوس باغ مین بیٹھا تھا کہ اوسکے آگے سنگ خام کا ایک حوض بنایا تھا اور مچھلیان رنگارنگ کی اوسمین چھٹی ہوئی تھین اور تماشا اونکا دیکھتا تھا کہ ناگاہ صیاد نے اوس مچھلی کو پیشکش کیا بادشاہ نے ایسی مچھلی کبھی دیکھی نہ تھی دیکھ کے بہت خوش ہوا اور حکم کیا کہ ہزار دینار اسے انعام دو ایک وزیر بادشاہ کیخدمت مین گستاخ تھا اوسنے آہستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ صیاد اور دریا بہت ہین اور مچھلیان بیشمار اگر اسیطرح بادشاہ انعام دیا کریگا تو غالب ہے کہ خزانے مین کچھ باقی نرہے صیاد کو انعام فراخور استحقاق چاہیئے نہ ہزار دینار بادشاہ نے کہا کہ اب مین ہزار دینار زبان سے کہہ چکا ہون کیونکر اوس سے پھرون وزیر نے کہا کہ حضور ایک ایسا حیلہ فرمائین کہ خلاف حکم بھی نہو اور ہزار دینار بھی بر باد نجاوین وہ یہ ہے کہ بادشاہ اوس سے سوال کرے کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ اگر وہ کہے کہ نر ہے کہیئے کہ مادہ اسکی لا اور اگر کہے کہ مادہ ہے تو نر کی طلب فرمائیے اور یہ ارشاد ہو کہ اسکے بعد ہزار دینار تجھے ملینگے بادشاہ نے یہی سوال صیاد سے کیا صیاد مرد دیرینہ اور تجربہ کار تھا دریافت کیا کہ وزیر نے بادشاہ کو ایسا کچھ تعلیم کیا ہے کہ اس سوال مین کچھ سر ہے آخر اسے وہی لفظ یاد آیا کہ جو روز گذشتہ طلبہ سے سیکھا تھا عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مچھلی نہ مذکر ہے نہ مؤنث بلکہ خنثیٰ ہے بادشاہ کو یہ جواب اسکا بہت پسند آیا اور وزیر پر زجر فرمایا اور دو ہزار دینار اوسے انعام دیئے اور اپنا ندیم کیا فائدہ اس مثل سے یہ ہے کہ صیاد دو مرغ علما کے دینے سے اور ایک لفظ سیکھ یاد کرنے سے دو ہزار دینار پائے اور عنایت سلطانی سے سرفراز ہوکے مخصوص بارگاہ ہوا پس خیال کیا چاہیئے کہ رنج کشی علم کی اور خدمت علما کی کیونکر فائدہ نبخشیگی **نظم ناسخ** ترقی اگر اپنی چاہے بشر ٭ تو لازم ہے تحصیل علم و ہنر ٭ کہ عالم ہنر سے بشر کی ہے قدر ٭ جہان مین نہین بے ہنر کی کہیں قدر ٭ جگہ ہو سکیگی جو صف النعال ٭ تو پہنچا نے ناصدر اوسکو کمال ٭ زاہد نے کہا کہ اگر بقصد تعلم یا لغتہ کرتا ہے تو مین بھی تیری تعلیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا آخر ایک مدت تک تعلیم لغت عبری اوس مہمان فرنگی کو کر تا رہا لیکن کسی طرح زبان اُسکی اوس لغت سے آشنا نہوئی اور جہد و کوشش کچھ کام آئی **بیت المولفہ** نہو جس امر مین امداد تقدیر ٭ تو ہرگز کارگر ہوگی نہ تدبیر ٭ ایکدن زاہد نے اُس سے کہا کہ دشواری اختیار کی اور رنج عظیم گوارا کیا تو بھی تیری لسان اس زبان سے آشنا نہین ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ اب اسکو ترک کر اور اتنا سمجھ کہ جو میدان تیری جولان کے لایق نہین ہے اوسمین قدم نرکھ یعنی زبان اپنی اسلاف[1] کی نہ چھوڑ اور لغت اور حرفت خلاف آبا و اجداد کے اختیار کرنا عقل سے دور ہے مہمان نے کہا کہ ضلالت اور جہالت مین آبا و اجداد کے پیروی کرنا اسکو تقلید[2] حماقت کہتی ہین اور مین تقلید نہی اجہ کی اس امر مین کرونگا اور

[1] اسلاف جمع سلف بفتحتین گزشتگان ۱۲

[2] تقلید پیروی کرنا ۱۲

روش تحقیق کو نہ چہوڑونگا کہ تقلید کنندہ شیاطین کی اور تحقیق نیک ہادی ہے صدق و یقین کی زاہد نے کہا کہ مینے
از راہ نصیحت اتنا تجسے کہدیا آیندہ تجہے اختیار ہی مگر اندیشہ یہہ کرتا ہون کہ تو زبان عبری کے درپے ہی ایسا نہو کہ اپنی زبان
بہی بہولجاے اور زبان عبری بہی یاد نہ آسکے تو حال تیرا دس زاغ کے مشابہ ہو کہ چال کبک کی سیکہتا تہا اپنی بہی
چال بہول گیا مہمان نے پوچہا کہ یہہ قصہ کیونکر تہا **حکایت زاغ متعلد کبک** کہا کہتے ہین کہ ایک زاغ نے پرواز
مین دیکہا کہ ایک کبک عرصۂ زمین پر قہقہہ کنان خرامان ہی اور رفتار زیبا سی دل عالم کو صید کرتا ہی یہ دو بیتین گویا کی کہ
اوسکے حسب حال تہین پڑہنے لگا **ابیات** دیکہکر رفتار او ظالم ہوئی جاتی ہی خلق ✤ کم نہین تلوار کی چلنے سی عالم چال کا بہ مرے
جی او ٹہتے ہین سنکر ہی یہ طرز گفتگو ✤ ایک عالم جسپہ مرتا ہی وہ عالم قال کا ✤ زاغ کو خرام کبک خوش آیا اور اوسکے مناسب حرکات اور چستی
اور چالاکی رفتار سے متحیر ہوا اور ارادہ کیا کہ خرام اس کبک کا سیکہا چاہیے اسلیے ملازمت کبک اختیار کی اور اوسکے رفتار کے
سیکہنے مین خواب و خور بہول گیا ایکدن کبک نے کہا کہ ای زاغ مین دیکہتا ہون کہ تو ہمیشہ میرے پیچہے پہرتا ہی اور تو صدد میرے حرکات و
سکنات سیکہنے کا رہتا ہی کیا یہ خیال خام ہی زاغ نے کہا کہ ای زیبا خوخندان رو تیری رفتار میرا دل ہاتہ سی لیگئی ہی اور تماشائی
روش کا ہر دم خیال مین رہتا ہے سواسطی تیری خدمتمین حاضر رہتا ہون کہ اس رفتار کو سیکہ کے پا افتخار ہمسرونکی سر پر رکہون کبک
نے قہقہہ مارا اور کہا کہ ای نادان کہان تو اور کہان مین میرا خرام یہ امر ہی ذاتی اور تیری رفتار وہ بہی تیری صفت جبلی ہی
اوسے زایل کرنا اور اسے سیکہنا یہ دونون قبیل اجتماع ضدین ہی اور امر جبلی زایل نہین ہوتا ہے اور مقتضاے فطرت
تکلف سے تغیر نہین پاتا ہی تیری وضع اور ہی اور میری روش اور **ع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✤ اس خیال سے
درگذر اور اس اندیشہ سے ہاتہ اوٹہا اور یہ گمان تیرا محض باطل ہی زاغ نے جوابدیا کہ جو ارادہ مینے کیا ہی اوسے ترک نکرونگا
بیت کشتی صبر بدریاے غم انداختہ ایم ✤ یا بمیرم مدد یا بکف آید گہرے ✤ آخر زاغ ایک مدت تک کبک کے پیچہے پہرتا
رہا مگر روش اوسکی تو نہ سیکہ سکا بلکہ رفتار اپنی بہول گیا پہر چاہتا تہا کہ اپنی رفتار یاد آئے سو وہ بہی یاد نہ آئی یہ مصرعہ
جراءت کا اوسکے حسب حال ہی **مصرعہ** کہ بہولی اپنی بہی کوے چلے جو ہنس کی چال ✤ یہ مثل اسواسطی بیان کی ہی تا جانے
تو کہ رنج بیہودہ و سعی بیفایدہ کرنا مناسب نہین حکمانے کہا ہی کہ جاہل ترین خلایق کا وہ ہی کہ ایسے کام مین ہاتہ ڈالے
کہ لایق اوسکے منصب نہو اور یہ قصہ اوسکی مانند ہی کہ تونان بائی پن چہوڑکے زراعت مین مشغول ہوا آخر الامر سررشتہ
دونونکا برباد کیا **بیت** آرزو تہی وصل ہو تو دون تصدق جان تک ✤ جان بہی کہوئی مگر پہنچا نہ اس انجان تک ✤ مہمان نے
نصیحت زاہد کی قبول نکی اور تحصیل لغت عبری مین مشغول رہا تہوڑے سے عرصہ مین زبان قدیم بہی فراموش کی اور زبان
عبری بہی یاد نہ آئی یہ ہی داستان اوس شخص کی جو حرفت اپنی چہوڑنے کے اس کام کو کہ اوسکے لایق نہو اختیار کرے اور یہ بات

بادشاہون کیواسطے مفیدتر ہے کہ رعیت اور دوستونکی تربیت اور دشمنونکی استیصال کو اپنی اوپر لازم کرین اور نااہل اور بدگوہر کو مردم اصیل اور پاک طینت کے ساتھ برابری مین نہ لاوین کیونکہ مردم کم مایہ تہوڑی سی ثروت مین آپکو شہسوار میدان فتوت اور شجاعت ہی سمجھتے ہین اور یہ صورت آخر کو منجر بفساد ہوتی ہے رئیس کو چاہیئے کہ گوہر شناس کی مانند سنگ جواہر مین فرق کرے والا قدر اور قیمت مین جواہر کے فساد راہ پاویگا پس لازم ریاست یہ ہے کہ مرتبہ قوانین سیاست کو سمجھ کے اپنے اپنے محل پر صرف کرے اور اگر عیاذاً باللہ تفاوت مراتب درمیان سے اوٹھ جاوے اور اعلے اور ادنی ایک ہی ہو جاوین تو ہیبت جہانداری برہم ہو جائے اور خلل اور اضطراب امور کلی مین راہ پاوے

بیت

هر مرتبه ز وجود حکمی دارد
گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اسیواسطے سلاطین حکمت شعار روا نہین رکہتے ہین کہ مردم بداصل علم اور خط سیکھین یا مسائل فقہی اور قوانین اداب مین دخل پاوین کیونکہ جب یہ رسم جاری ہو کہ ارباب حرفت روش اصحاب دولت کی سیکہین اور ارباب دولت کام اہل حرفت کا اختیار کرین تو ہر آئینہ مضرت شائع ظہور کرے اور اسباب معیشت خاص و عام کے خلل پذیر ہون اور اس جہت سے اہمال ہر کام مین نمایان ہو اور شر اوسکا ہر مرد و زن مین سرایت کرے خردمند وہ ہے کہ محافظت قول حکما اور نصیحت اور موعظت علما کو واجب جانے تا فوائد اسکے اور ثمرات تجربے کے اُس سے حاصل ہون اور مضرت عیب ریب سے محفوظ رہے

نظم

کسی را گوئی در گیتی خردمند
که دل بر نکته دارد گوش بر پند

باب بارہوان فضیلت میں وقار اور ثبات اور قرار کی

دوسری بار شہریار کامگار متوجہ طرف حکیم نامدار کے ہوا اور زبان شکر بارسی ثنا کی اور کہا کہ ای پیر یگانہ و ای یکتای زمانہ بیان کی تونے داستان اُس شخص کی کہ حرفت اور لغت اجداد سی انحراف کرکے اُس چیز کے درپی ہوا کہ اُسکے حال کے موافق اور اطوار کے لائق نہتی اسیسے مطلوب دیدۂ ارادت سے محجوب کیا اور پہر کار اصلی پر بہی قادر نہوسکا اب ارشاد کر کہ بادشاہ کے واسطے کونسی خصلت ستودہ تر ہی اور مصالح ملک اور ثبات دولت اور استقامت امور اور استمالت قلوب کیواسطے کونسی چیز بہتر ہے اور مینے بارہوین وصیت مین دیکہا ہے کہ سلاطین کو چاہیئے کہ حلم کو پیرایہ روزگار اور تبرد باری کو سرمایہ کار اپنا کرین مگر مجہو اسمین تردد ہی کہ بادشاہونکیواسطے حلم بہتر ہے یا سخاوت و شجاعت حکر عمدہ سی عقدہ کشائی اور صواب نمائی اس امر کی کر اور بہید اس مسئلہ دقیق بہت واضح طرح سے بیان فرما حکیم دانادل نے کہا کہ ای بادشاہ زمانہ جان تو کہ بہتر صفت اور پسندیدہ خصلت بادشاہ کیواسطے یہ ہے کہ لشکر اور رعیت اوسکا شکر کرین وہ کیا ہی کہ حلم اور حسن خلق چنانچہ کلام سی سلطان سریر نبوت اور مالک مملکت رسالت علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات کے ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ سعادت دنیوی اور فلاح اخروی حلم اور نیکوخوئی پر مقرر کیگئی ہے کما قال النبی صلعم جیسا کہ کہا ہے مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ حُسْنُ الْخُلُقِ تینون آئتین کہ بادشاہونکو ضرور چاہیئے اور فضیلت ایک کی دوسری صفت پر معلوم کرنا بہی واجب ہے کہ تینون آپسمین ایک فرق رکہتی ہین یعنی شجاعت ہمیشہ کام نہین آتی ہے

گاہ گاہ احتیاج اوسکی ہوتی ہے اور سخاوت اور حلم دونو کار ہین اسلیے حلم در سخاوت شجاعت سے بہتر ہین اور فائدہ
سخاوت کا مخصوص محتاجون کے واسطے ہے مگر حاجت حلم کی سبکو ہے اور منافع خوشخوئی کے خاص و عام اور رعیت و سپاہ کو
شامل ہین اسواسطے حلم اون دونون صفتون پر فضیلت رکہتا ہے **نظم** خلق رکہنا ہے جسکی طینت مین ٭ وہی انسان ہے حقیقت مین
حسن خلق ہر کا کو ہوا ادا ہوا بحسن وہی جو ہووے بہتر ہین ٭ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اگر مجہمین اور تمام عالم مین ایک تار ہو اور سب اتفاق اسکی
توڑنیکا کرین امکان نہین کہ توڑ سکین یعنی اگر وہ ڈہیل دینگے تو مین کہینچونگا اور وہ کہینچین گے تو مین ڈہیل دونگا
یعنی کمال حلم اور وسعت عفو میری ایسی ہے کہ تمام اہل عالم کے ساتہہ مین بآسانی اور زندگانی بسر کرونگا کسی طرحسے شکستگی راہ
نپاوینگی **بیت** من نکہند آرم دادار خویشتن ٭ او نیز و یطبع من من نرم بخوبی او ٭ اب اتنا اور جاننا چاہیے کہ حلم اور تامل
نیک ترین خصائل سے ہے خلق اللہ کیواسطے خصوصاً بادشاہ کے واسطے اور ثبات و وقار سلطنت کا خلق اللہ کی دوستی کے
سبب سے ہوتا ہے اور احکام اونکے اہل جہان کے مال اور خون میں اسی سبب سے نافذ ہوتے ہین اور امر و نہی اونکا اعلی و ادنی پر بلا قید
اسی سبب سے جاری رہتا ہے پس اگر اپنا اخلاق موافق دیانت اور امانت کے آراستہ نرکہین تو ممکن ہے کہ درشت خوئی کے سبب سے
اہل اقلیم نفرت کرین اور خفت اور سبک وضعی اونکی ایک عالم کو آزردہ کردے اور بہت سی جانین اور اموال معرض ہلاکت اور تفرقہ مین پڑین
رباعی ناسخ غضب ہے حکم سلطان ہے تامل ٭ بہ لازم ہر کرے پہلے تامل ٭ تامل سے اگر غافل رہیگا ٭ بہت سے ملک مین ہوگا تخلل ٭
اگر بادشاہ آب سخاوت سے گرد احتیاج روے خلق اللہ سے وہو ڈالے یا آتش شجاعت سے خرمن حیات دشمن جلا ڈالے اگر سرمایہ حلم سے بے بہرہ ہے
تو ایک درشت خوئی مین چشمہ سخاوت کا گندہ ہو جائیگا اور ایک سخت گوئی مین ہزار دشمن جانی پیدا ہونگے اور اگر سخاوت مین قصور
اور شجاعت مین فتور بہی ہو تو مدارا اور دلجوئی اور حلم و خوشخوئی سے رعیت اور اہل لشکر کو شاکر اپنا کر سکتا ہے اور خلق اللہ کو
قید مدارا اور سلسلہ خدمتگزاری مین کہینچ سکتا ہے **بیت ناسخ** گو ترا اے رشک گل ہے روی خوش ٭ لطف تب اسکا
ہے جب ہوئی خوئے خوش ٭ اگر ثبات و وقار نہو گا تو حلم بہی ضائع اور بیکار ہو جائیگا کہ یہ تینون آپسمین لازم و ملزوم ہین
بیت باش ثابت در طریق بردباری ہمچو کوہ ٭ ہر کہ تمکین نیست دارد بیشتر دارد شکوہ ٭ بادشاہ کو چاہیے کہ حلم کی جگہہ متابعت
نفس کی نکرے اور غصے کیحالت مین اطاعت شیطان کی روا نرکہے کہ غضب ایک شعلہ ہے آتش شیطانی کا کہ بوستان خیر و صلاح
کو جلا ڈالتا ہے اور غصہ وہ درخت ہے کہ سوا ملال اور پشیمانی کے اور کچہہ پہل نہین لاتا ہے اور حلم پیغمبرون کے اخلاق مین سے
ہے اور اہل تحقیق اور ارباب تصدیق کے نزدیک مقرر ہے جبتک کوئی غضب پر غالب نہین ہوتا ہے صدیقون کے زمرے مین شامل نہین ہوتا
ہے اور کلمات حکما مین لکہا ہے کہ ایک بزرگ سے التماس کیا کہ منفعت خلق کی اور مضرت غضب کے بیان فرما جو اور یا کہ اقسام حسن خلق
کے بہت ہین اور ایسی مشہور و معروف ہین کہ محتاج بیان کے نہین ہین اور اقسام مضرت کے بہی علی ہذا القیاس اگر سبکو درج کرین

کلمونمین ادا کرتا ہون گوش ہوش سے سُن یہہ ہی کہ ترک کرنا غضب کا جامع ہی جمیع مکارم اخلاق اور محاسن خصال کا اور جسنے کہ غضب کو اپنی طبیعت پر غالب کہا لیس جمع کرنیوالا ہے تمام قبایح اعمال اور فضایح افعال کا **نظم** خشم و کین وصف سباع و دوان * ہر کرا خشم ست کین ہست از بدان * اصل خشم از دوزخ ست کین تو * جزو آن کل ست خصم دین تو * چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار * جزو سوی کل خود گیرد قرار * اور دوسرا اس بات کو جاننا چاہیے کہ بادشاہ کو وزیر ناصح کامل اور خردمند کی احتیاج اس جہت سے ہوتی ہے کہ اگر غرور جباری اور نخوت شہریاری اوسکو حلم و بردباری سے منحرف کرے تو وزیر حسنِ تدبیر بطریق نصیحت اوسے راہ راست پر لائے اور جادۂ ثبات و وقار پر ثابت قدم کہے اور مزاج اوسکا کہ عدالت سے منحرف ہوگیا اعتدال و استقامت کیطرف مایل کرے تا عنایت پروردگار اور برکت حلم و وقار سے جسطرف کہ منہ کرے فتح اور نصرت رفیق اور قرین اور اقبال و دولت ناصر و معین اوسکے رہین اور اگر احیاناً کبہی نفس امارہ اپنی خواہش نفس کیواسطے کرے تو صلاح بافلاح وزیر خوش تدبیر کی اوسکا ضرر زایل کردے جیسا کہ خصوصیت مین شاہزادہ منہکے اور برہمہ کے ہوا راے نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہے **حکایت** کہا کہتے ہین کہ بلاد ہند مین ایک بادشاہ تھا بھلار نام دفاین بیکران اور خزاین بے پایان کا مالک تھا اور سلاطین روزگار مین برگزیدہ تھا دو بیٹے رکہتا تہا کہ مہر درخشان اونکے چہرۂ رخشان سے روشنی قرض لیتا تہا اور ماہ تابان اونکی زیبائی رخسار اور نازکی عذار سے میدان سپہر مین گوی کے مانند غلطان و سرگشتہ تہا حاصل کلام یہ ہی کہ آراستہ با اگر حسن مجسم کہیے تو بجا ہی چنانچہ یہ بیت مولف کی اونہین کے حسب حال ہی **بیت** چلو تلوار رکھکر دوش پر تو اور چلو صاحب * پری کی سی ہی صورت صاف باتی پر لگا نا ہی * ایک کو سہیل کہتے تھے اور دوسرے کو اونہین اور اونکی ماں کا ایران دخت نام تہا کہ اوسکے رشک رخسار سے عروس آفتاب حجاب سحاب مین منہ چہپاتی تہی اور گیسوے عنبر بو اوسکے سنبل کو شرم سے پیچ و تاب مین رکہتے تہے پس یہ شعر گویا کہ اوسکے حرکات کا تتبع ہی **شعر** مُردی جی اوٹہتی ہین سنکر ہی یہہ طرز گفتگو ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم جان کا * دل بادشاہ کا اوس گوہر یکتا کے اور اون دونون فرزندون کے عشق و محبت واللہ اور شیدا تہا اور اونکی دیدار کے بغیر آرام جان اور سرور دل حاصل نہوتا تہا اور ایک وزیر تہا کہ اوسے بلار کہتے تھے اونکی لغت مین معنی بلار کے یہ ہین یعنی مبارک رو اور وہ وزیر یتا نت اور عقل مین مشہور تہا اور اوسکی رای صایب ہر مشورہ مین بے خطا تھی اور کیاست اور کاردانی اور فراست و مہربانی ہر حال مین اوسکے اقوال و افعال سے تراوش کرتی تھی اور یہ بیت گویا کہ موافق حال اوسکے ہے **بیت** ہوا وہ تیر سا شایستہ جو نہوتا تہا * کہلا ہی ناخن ابروسی عقدۂ تقدیر * اور دبیر خاص اوسکا کہ کمال نام رکہتا تہا نویسندہ تہا کہ عطارد سپہر اوسکے کمان بیان و تحریر کو نہ کہینچ سکتا تہا اور منشی فلک قدم تک ہم سر اوسکے صنایع کی مدارج کو نہ پہنچ سکتا تہا زبان کلک لطافت شعار اوسکے مخزن اسرار فصاحت تھی اور اوسکی صریر خامہ نظرافت آثار مطلع انوار بلاغت تھی جو درمعنی کہ رشتہ فکر مین

واسطے رونق بخش ہوتا تھا اور جو نقد حقایق کہ میزان خرد میں تولتا تھا تمام عالم اوسکو پسند کرتا تھا اور ایک فیل سپید
رکھتا تھا کہ میدان جنگ میں باد جہان پیما کے دشت پیمائی کرتا تھا یہ قطعہ گویا کہ اسکی شان میں ہی **قطعہ** جو دیکہون فیل فلک
رتبہ کو نزے تو کہون ہہ بزرگ کوہ پیہ ای خسرو جہان بان ہی ہہ نہین ہین دانت یہ فرہاد کے ہین دست دراز ہہ نہین ہے
سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہی ہہ اور دو فیل سیاہ رنگ تنومند اور عظمت اعضا مین مانند کوہ الوند کے میدان وغا مین
گردن کشون کے سرپامال کرنے تھے یہ قطعہ گویا کہ اونہیں کے شایان ہی **قطعہ** یہ جلد رو ہی کہ پل مین نظر سے غایب ہو ہہ
اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہی ہہ کریگا نفی عدو کے تر سے یہ ثابت ہی ہہ کہ دونون دانت نسی ایک شکل لا نمایان ہی اور دو شتر
بچے کوہ کوہان ہامون نورد رکہتا تہا کہ ایک شب مین اقلیم کو طے کرتے تھی اور وقت لو کے پرندون سے میدان تیز گامی مین
گوئی سبقت لیجاتے تھے **بیت** ہامون نورد کوتن و دل تحمل کردہ خوش ہہ تا سوز ہر شب بارکش ہر روز تا شب خارکش ہہ اور
ایک سمند تہا تند رو تیز گام سیمین سم زرین لگام کہ عنان گردش مین باد جہان پیما سے سبقت لیجاتا تہا اور صبا گیتی نورد اوسکی گرد کو نہ
پہنچ سکتی تہی یہ قطعہ گویا کہ اوسکے مناسب حال ہے **قطعہ** ہے اسپ فلک سیر زرا غیرت خورشید ہہ ڈانٹی تو اگر اوسکو تو
بس ہانکے برابر ہہ جاوی کبہی شرق کبہی مغرب وہ چھلاوا ہہ بجلی سا کبہی گنبد گردانکے برابر ہہ اور دشمن اگر کبہی تو وہ ترک
پری سے خصلت کو جو دیکہو تو ہی انسان کے برابر ہہ اور ایک تیغ کمر تھی کہ ملیاری مین جواہر اور لآلی قیمتی سی آراستہ اور
پیراستہ تھی اور اوسکے جوہر ذاتی ایسے تھے کہ جیسے صفحہ الماس پہ پیہ مور نمودار ہون دیا تختہ مینا پر مگس نے پر افشانی کی ہے ایسے ہی
اسواسطے کہتے تھے کہ خون افشانی مین ابر بہار پر ترجیح رکہتی تھے اور چمک مین برق کی چشم اعدا کو خیرہ کرتی تہی **ابیات**
تلوار تری روز وغا برق نظر آئے ہہ سر دشمنون کے قطرہ باران کے برابر ہہ گر کاٹ ساون مین تری تیغ دو دم کا ہہ ہو ملک عدو شہر خموشان
کے برابر ہہ ہی دوست کو تلوار تری سے نوح کی کشتی ہہ اور ذات عدو کے لیے طوفان کے برابر ہہ بادشاہان سب کہ مذکور جنکا ہو چکا ہے عزیز رکہتا
تہا اور سلاطین ہفت اقلیم پران سب کے سبب سے مباہات کرتا تہا اور اوسکے ولایت مین ایک گروہ برہمہ تھا کہ اونہین سی ایک شخص کو
سب برہمنون نے برگزیدہ کرکے اوسکی پیغمبری کے معترف تھے اور وہ راہ حق سی سبکو منحرف کرکے اپنی دین ایجادی کی تعلیم دیتا تہا
اور ضلالت جہالت مین اوس گروہ کو سرگردان اور گمراہ کر رکہا تہا ہر چند بادشاہ اوسکو اضلال اور اغوای خلایق سی منع کرتا تہا
مگر وہ اپنی عادت کو ترک نکرتا تہا آخر بادشاہ نے تعصب دین اور حمیت ملت متین سی ہزار آدمی اونہین سی مع برہمن ابلیس خصلت کے قتل کیے
اور گہر اور مال اونکا لوٹ کی زن اور فرزند انکی اسیر کیے بعد اسکے چارسو برہمن اُس جماعت کے کہ فنون علم مین رتبہ اور انواع دانش سی بہرہ مند
اور ظاہر اوس دین سی بہی تائب ہوگئے تھے واسطے تعلیم کے ملازم بادشاہ سریر اعلی کی تھے اور بنفاق اطاعت کرتے تھی اور فرصت انتقام
مدفع کینہ خواہی کے منتظر تھے قضارا ایک شب بادشاہ سریر عشرت پر استراحت کرتا تہا کہ ناگاہ سات آوازین مہیب پے در پے خواب مین سلسلہ

ہول سے بیدار ہوا اور متفکر تھا کہ یہ کیا چیز تھی اسی خیال مین بار دیگر سو گیا پھر دیکھتا کیا ہے کہ دو مچھلیان سرخ کہ اونکی شعاع سے دیدۂ
نظارگیان خیرہ ہوتے تھے دم کے کھڑے ہین اور مرحبا کہتے ہین بادشاہ دوسری بار بیدار ہوا اور اندیشہ دور و دراز مین پڑا
تیسری بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک تاز اور دو بطین رنگین اور بزرگ اوسکے پیچھے سے اڑین اور آگے آکے اونہون نے بادشاہ
کو دعا دینا شروع کیا پھر بادشاہ پر ربودگی غالب آئی اور دیکھا کہ ایک سانپ سبز رنگ پھر خال زرد و سفید مین بادشاہ کے
پانوسے لپٹ گیا بادشاہ اسکے خوف سے بیدار ہوا اور یہ تماشا کہ پردۂ خیال سے ملاحظہ کیا اندوہگین تھا اسکے بعد پھر سو کل خواب
اور ہوکشان کشان عالم مثال مین لیگئے اس بار دیکھتا کیا ہے کہ سرتاپا تمام مرجانکی مانند خون مین آلودہ ہے بادشاہ بیدار ہوا
اور نہایت مضطرب ہوکے چاہا کہ محرمان حرم سرا کو آواز دی کہ ناگاہ پھر نیند غالب ہوئی تو پھر دیکھتا کیا ہے کہ اشتر سپید راہوار کہ برق
جہندہ کی مانند کوہ گزرا اور عمر گرامی کیطرح خوش رفتار ہے اسپر بادشاہ سوار ہے اور مشرق کیطرف جاتا ہے اور ہر چند نگاہ کرتا ہے
کہ کسی ملازم کو سواد و فروش پیادہ کے نہین دیکھتا ہے پھر خواب سے بیدار ہوا اور چھٹی بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک آگ اوسکے سر پر روشن ہے
اور اسکی روشنی اسکے اطراف اور جوانب کو گھیرے ہے اس صورت کے مشاہدہ سے ہراسان ہوکے بیدار ہوا ساتوین بار پھر غافل
ہو گیا دیکھا کہ ایک مرغ اسکے سر پر بیٹھا ہوا پیشانی پر منقار مارتا ہے اس بار بادشاہ نے خوفناک ہوکے ایسا نعرہ مارا کہ سب
ملازم کہ گرد بادشاہ کے خفتہ و بیدار تھے سراسیمہ ہوکر دوڑے بادشاہ نے سبکو تسکین دی اور کہا کہ خیریت ہے ابھی اپنی اپنی
جگہ جا کے پھیر وا اور اس خواب ہولناک کی ہیبت سے مانند مار دُم بریدہ اور مردم مار گزیدہ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور یاد خود کہتا تھا کہ
کیا نقش گوناگون تھا کہ کلک قدرت نے دکھایا اور کیا لشکر فساد انگیز تھا کہ بے در پے آیا **بیت** ز شستن یکی عربدہ آشوب گنگز ست
مارفتہ بکی فتنہ بلای دگر آمد بعد اس تصور مین تھا کہ یہ صورت واقعہ کی کسسے کہون اور حل اس مشکل کے کس عالی فہم سے طلب کرون اور محرم
اس راز کا کسی بناؤن اور شہزادہ اس قضیہ کے کسسے کہون **مصرعہ** این درد کرا گویم و درمان ز کہ پرسم القصہ شب بہزار رنج
بسر کی جبکہ عارض صبح روشن تہمکن زلف شب تار سے درخشندہ ہوا اور نقاب ظلمت دن کے آگے سے اٹھایا گیا بادشاہ
اوٹھا اور برہمنونکو کہ حلال ہر مشکل اور علم تعبیر مین کامل جانتا تھا بلایا اور تعجیل کہ بادشاہونکو منع ہے عمل مین لایا یعنی غلبۂ اضطرار
مین بلا تامل تمامی حالات خوابکے جسطرح دیکھے تھے اُن سے بیان کیئے برہمنون نے واقعات ہولناک سنکے اور اثر خوف و ہراس کا
ناصیۂ شاہ پر دیکھ کے کہا کہ یہ خواب بہت سنگین ہے اور تمام عمر ایسا خواب ہولناک ہماری کانون نے کبھی نہ سنا تھا
اور کوئی معبر بلا تامل تعبیر اسکی کر نہین سکتا ہے اگر بادشاہ اجازت فرمائے تو ہم غلام باہمدیگر اتفاق کرکے وہ کتابین
کہ فن تعبیر مین رکھتے ہین انسے رجوع کرین اور تامل تام جو کچھ کہ دریافت کرین اور وہ تعبیر جسمین شائبہ شبہ و شک کا نہ ہو
اُسے عرض کرین اور اوسکے دفع ضرر کی راہ ڈھونڈین بادشاہ نے اجازت دی یہ وہان سے باہر آئے اور

خلوت کی اور خبیث ضمیر اور ناپاکی سیرت سے سلسلۂ انتظام کو تحریک دیکر بایکدیگر کہا کہ اس ظالم جفاکار نے تہوڑے دن ہوئے ہین
کہ ہماری قوم کے ہزار آدمی قتل کیے ہین اور مال و متاع ہمارا تاراج کیا ہی آج سررشتہ انتقام کا ہاتھ آیا ہے کہ اس سبیل سی کینہ
ہمارا حاصل ہوگا اور اب جو اوسنی اس حادثے مین ہمین اپنا محرم کیا اور ہماری تعبیر اور تقریر پر اعتماد کیا ہے اب فرصت کو فوت
نکیا چاہیے اور کینۂ دیرینہ کی لینے مین تاخیر نہ کیجیے کہ پھر ایسا موقع نملیگا **بیت لمولفہ** آتش غم سے جل رہا ہے عدو ٭
اب تم شبیر سے بجھائے آب ٭ راہ صواب کی یہ ہی کہ اسبات مین ہمکلام بے محابا کرین اور نہایت تہدید سے اوسی ڈرائین اور کہین
یہ سب خواب مخاطرۂ عظیم پر دلیل ہے کہ ہر ایک اوسمین سے ہیم جان کے مقتضی ہی اور دفع اوسکی مضرت کا یہ ہی کہ خواص ارکان دولت اور
اعیان حضرت اپنی جان تصدق کرنے پر راضی ہون اور گہوڑا کہ وہ خاصہ بادشاہ کا ہی اور تینون فیل اور دونون شتر
اور شمشیر گوہر نگار سے قتل کیے جائین اور ان سبکا لہو حوض مین بھر اجاے اور بادشاہ ایک ساعت اوسمین بیٹھے اور ہم افسون
اوسپر دم کرین اور وہ خون بادشاہ کے بدن پر ملین اور بعد اسکے آب خالص سے بدن بادشاہ کا دہوئین اسکے بعد بادشاہ
نادر اور فارغ بیٹھے اگر بادشاہ اسی قبول کری اور عزیز اور مقرب بادشاہ کے اس حیلے سے ہلاک ہوجائین اور وہ تنہا رہجائے تو تہوڑے
سے عرصہ مین اوسکی ہی ذات کی تدبیر کرسکتا آسان ہے ہمارا دل کہ اوسکے خار آزار سے مجروح ہے اسصورت مین گل مراد تھام
آتا ہے اور دشمن قوی جبکہ ضعیف ہوگیا تو اوسی سعی مین ہلاک ہوسکتا ہے **بیت** دل اگر خار جفا دیدہ است امید کہ باز ٭ گل امید
بچیند ز گلستان مراد ٭ غرضکہ اس غدر و خیانت سی کفران نعمت پہ اتفاق کرکے بادشاہ کے پاس آئے اور کہا کہ بادشاہ کی عمر دراز
ہو تعبیر اس خواب کی سوا ہجوم رنج و بلا اور محنت و عنا اور کچہہ نہین پائی جاتی ہے اور دفع بلا کے لئے تدبیر از روے علم نجوم
صحیح یون ٹہرتی ہے جو بادشاہ ہماری بات کہ عین نیک اندیشی و محض خیرخواہی ہی سمع رضا سے قبول فرمائے تو جو ہجوم بلا
کہ ان خوابونکی تدبیر سے پایا جاتا ہے اور اوسمین کسیطرحکا شبہ و شک نہین ہی تو مقرر دفع ہوجاے اور اگر ہماری غرض پذیرا نہوگی
تو بلای عظیم کے منتظر اور زوال بادشاہی اور قطع زندگانی کے منتظر رہے بادشاہ اس بات کے سننے سی ڈرا اور دایرۂ حیرت
مین پڑکے از خود رفتہ ہوگیا اور بعد تامل کے پوچھا کہ تفصیل اس اجمال کی بیان کرو برہمنون نے کہا کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل یعنی اگر
کہتے ہین تو تمام سلطنت آزردہ ہوتی ہین اور اگر نہین کہتے ہین تو خدا آزردہ ہوتا ہی اور ہم کو نمکی سے منسوب ہوتے ہین یہ سنکر
بادشاہ زیادہ تر گہبرایا اور مبالغہ کیا کہ جلد تفصیل اسکی بیان کرو آخران ہفت رون نے قیل و قال صد لعب پہنچا کی عرض کیا کہ
وہ دو ماہی کہ دم پر کہڑے ہین وہ دونون فرزند بادشاہ کے ہین اور وہ سانپ کہ بادشاہ کے پاؤن مین لپٹ گیا تہا
وہ ایران رخت شاہزادی ہی اور وہ دو بطین رنگین دو پیلان سیاہ ہین اور وہ قاز بزرگ پیل سپید ہی اور وہ شتر اہوار اور وہ
سمند خوش رفتار شہریار ہی اور وہ دو فراش پیادہ شتران بختی ہین اور وہ آتش کہ فرق بادشاہ پر روشن تہے

که نقد زندگی * خاص از بهر تماشا صحبت احباب ہے * ہی پے سیر و تماشا گلشن عمر عزیز * پر یہ محتاج بہار صحبت احباب ہے * حضرت سلیمان علیہ السلام نے بات اوسکی پسند فرمائی اور شربت زہر آمیز فراق سی کہ نام اوسکا آبحیات تہا اجتناب کیا **بیت** ہرچہ احباب جدائی دہ است * دور شرش دار کہ دوری بہ است * بادشاہ نے کہا کہ یہ مثل اسواسطے لایا ہون کہ تم جانو اے براہمہ کہ مین زندگانی اپنی بغیر اس جماعت کے نہین چاہتا ہون اور اپنی موت اور انکی موت کو برابر جانتا ہون ہر آئینہ ملک صدد زوال اور انتقال مین ہے اور یہ راہ خطرناک ہی طی کرنا ہے اور وحشت خانہ لحد مین سونا ہی مسلم ہے پہر عمر دو روزہ کیواسطے کیون الیسی امر نا ملایم پہ جرأت کرون اور اپنے ہاتھ سی بنیاد دولت و عشرت اور نام و نشان کو برباد کرون اگر ہوسکے تو کوئی اور تدبیر کرو اور چارہ اسکا بوجہ احسن نکالو والا یہ کام مجھسے زنہار نہ ہوسکیگا براہمہ نے کہا کہ پادشاہ کی لقا ہو سخن حق تلخ اور نصیحت بے خیانت درشت معلوم ہوتی ہی مگر حتی الوسع ہم خیراندیشی سے زبانین بند نہ کرینگے ہمین بادشاہ کی راے سے تعجب ہے کہ اوروں کو اپنی ذات کے برابر کرتا ہے اور اورونکی لقا کیواسطے اپنی جان عزیز اور ملک موروثی سے کنارہ کرتا ہی اور نصیحت مشفقانہ نہین سنتا ہے اور خیرخواہونکی بات پر اعتماد نہین کرتا ہے اور اس کام مین کہ موجب فرح تمام اور سبب آسائش خاص و عام ہے قبول نہین فرماتا ہے اور خردمند اور ونکو اپنی ذات کے واسطے البتہ چاہتی ہین نہ غیر ونکیواسطے اپنی ذات کو برباد کرتے ہین اور پادشاہ پر پوشیدہ نہین ہے کہ آدمی رنج بسیار درجۂ استقلال کو پہنچتا ہے اور کلید خزانہ ملک کو کوشش بسیار سے ہاتھ آتی ہے اسکو کھونا اور عمداً ترک زندگانی کرنا اور سریر دولت اور کامرانی کو دیدہ و دانستہ چہوڑنا روش خرد سی فرسنگون دور ہے اگر ذات بادشاہ کی باقی ہے تو زن و فرزند بہت ہو رہینگے اور جو ملک برقرار رہیگا تو اسباب تجمل اور ملازمان کافی بادیانت بہت جمع ہو جائینگے پادشاہ نے جبکہ فضولی انکی گوش زندگی اور اونکے دمدمی اور سحر بیانی سے متردد اور متالم ہوا اور بارگاہ سی اوٹھ کے خلوت مین آیا اور روے و نیاز زمین خاک پر ملتا تہا اور آب حسرت دیدۂ اشکبار سے برساتا تہا اور آتش نا امیدی سی خرمن صبر و سکون کا جلتا تہا اور کہتا تہا کہ یہ ابر فتنہ ناکہ باران بلا برستا ہی کہانسی پیدا ہوا اور یہ لشکر غم کہ متاع حیات کے سوا اور کچہ نہین لوٹتا ہے کہانسے وارد ہوا **بیت** من بودم و گنجی و حریفی و سرودی * غم را کہ نشان داد و بلا را کہ خبر کرد * بھلا عزیزون کے مرگ کو کسطرح گوارا کرون اور بے ہمدمونکے کیونکر زندگانی بسر کرون اور فرزندونکے بغیر کہ روشنائی چشم اور قوت دل ہین اور حالت حیات مین امیدواری اور بعد موت کے بجائی مہر نتیجہ شہر یاری ہین کسطرح انکی موت پر راضی ہون بہ قول فردوسی فخر شاعران کے **بیت** ندارد پدر ہیچ بائستہ تر * ز فرزند شائستہ تر * **ایضاً** مشہور زمانے مین یہ مصرع ہے سلف کے * بہتر نہین کچہ باپکے فرزند خلف ہے * اور ایران دخت کہ چشمۂ خورشید تابان رشحہ اوسکی چاہ زنخدان کا ہے اور مطلع ماہ درخشان پرتو اوسکی عکس روے درخشان کا ہے اور منطقہ اوسکا ایام دوستی کی مانند تابندہ

و خرم اور زلفین لیالی فراق کیطرح درہم اور صحبت اوسکی دلربا اور مصاحبت اوسکی راحت افزا ہے اوسکی بغیر زندگانی ہے کیا لطف پاؤنگا اور بلا وزیر کہ اوسکی راے روشن شبہاے حادثات کو آفتاب کی طرح سوز کرتی ہے اور پرتو اوسکی شمع ضمیر کا نور ہے ظلمت زدا بغیر اوسکی رونق ملک مال اور افزونی خزانہ اور حصول اموال اسطرح سے کون کرسکیگا اور کمال دبیر کہ انشا پردازیمین نقش بند سپہر بلند اوسکا شاگرد ہے اور الفاظ اوسکی مانند لآلی دلکشا ہین اور حسن خط اوسکا طرہ لغزا ہے اگر وہ نہو تو مصالح ملک و حوادث شکون مین مددگاری کریگا اور احوال اعدا سے اور اندیشون کے دشمنی سے کون مجہے ہر وقت اطلاع دیگا جسوقت کہ دونون ناصح کہ مانند دست و پا اور دیدۂ بینا تمام ملک کے ہین اگر فرد بقا پر خط فنا کہینچا جائیگا تو ہر آئینہ فوائد نصیحت اور آثار کفایت منقطع ہو جائینگے اور وہ پیل سپید کہ جسم اوسکا مانند جرم ماہ اور بچرخ دوار کے سربلند اور سریع السیر ہے اگر وہ نہو تو معرکہ کارزار مین کسپر سوار ہونگا اور وہ پیل سیاہ کہ عرصہ ہیجا مین خرطوم سے صف دشمن کو زیر و زبر کر ڈالتا ہے ہنگام نبرد نوع مخالف کو کیونکر برہم کرونگا اور اگر وہ دو اشتر کہ بیک صبا کی طرح سریع السیر ہین نہوینگے تو ضرورت کے وقت کسسے خبر منگواونگا اور فرمان اپنا ممالک محروسہ کو اس شتابی سے کیونکر پہنچونگا اور وہ سمند دوندہ صرصر تک پولادرگ باد کردار صبا رفتار کے سوا کہ رخشندہ گی مین آتش حسرت سے دل خرش ستم مین افروختہ کرتا ہے اور سرعت اوسکی دیدۂ شبدیز خسرو سے اشک گلگون بہاتی ہے کیونکر عزم رزم اور ارادہ سلحشوری اور عنان گردی کرونگا اور گوی طرب چوگان نشاط سے کیونکر لیجاونگا اور تیغ شیر بران کہ آتش فتنہ اوسکی آبدار ایسا ہیبت سے یکقلم افسردہ ہوگئی ہے اور آب اوسکی آبروی ملک ہے بغیر اوسکے کسطرح سے قبضہ جنگ کی خاطر جمع کرونگا جبکہ اس بات سے بے بہرہ ہوا اور جماعت متعلقون کی اپنے ہاتھ سے برہم کی مینے پہر ملک سے کیا تمتع اور عمر سے کیا لذت حاصل ہوگی بقول مولف کے **بیت** تو نہین آنکہون کے جب آگے تو دل خرم نہین بجنبش مژگان کف افسوس سے کچہہ کم نہین ۞ القصہ بادشاہ نے ایک شبانہ روز دریاے فکر مین غوطہ زنی کی مگر وہ گوہر تدبیر کہ جس سے سررشتہ امید کا ہاتہ آئے نہ پایا آخر یہ راز ارکان دولت پر شایع ہوا کہ بادشاہ فکر عظیم مین پڑا ہے بلادوزیر نے اندیشہ کیا کہ اگر بادشاہ کچہہ اشارہ نہ کرے اور استکشاف مین اس راز کے مبادرت کرون تو یہ حرمت ادب سے دور ہے اور اگر توقف کرتا ہون تو مراسم اخلاص اور آئین اختصاص کے منافی ہوتا ہے آخر ایران دخت کے پاس آیا اور یہ رباعی ثنا بیہ مولف کے پڑہی **رباعی** اوڑہے ہے ازل سے تو ردائے عفت + دیکہا نہ سنا تو نے سواے عفت ٭ عفت تیرے واسطے ہوئی ہے پیدا ٭ مخلوق ہوئی ہے تو براے عفت ٭ اور عرض کیا کہ راے عالی پر مخفی نہین ہے کہ بندی نے جس روز سے کہ خدام بارگاہ سپہر احتشام مین شرف انتظام پایا ہے کوئی راز کار کا مجہہ سے مخفی نرہا ہے اور کسی مشورہ مین بادشاہ نے میری بغیر عمل نہین فرمایا ہے کل سے دو بار برہمہ کو بلاکر مشورت کی ہے اور آج بہی خلوت اون سے کرکے متفکر اور رنجور بیٹہا ہے اور تو ملکہ روزگار اور مونس شہریار ہے اور رعیت اور لشکر سب تیری عنایت کے

اسیدوار ہین اور نجہی اکثر امور مین بادشاہ کا ثانی جانتے ہین مناسب یہ ہے کہ تو شہریار کی پاس جا کے صورتحال دریافت فرماتا اوسکے تدارک مین ہم سب مشغول ہون ورنہ یہ براہمہ عذر پیشہ بداندیشہ ہین مبادا کہ خباثت ذاتی سے کوئی فریب کے بادشاہ کو اوس کام پر حریص کرین کہ انجام اوسکا حسرت اور ندامت کو نکلے اور جب بات ہاتہہ سے جاتی رہتی ہے تو تاسف کچہہ کام نہین آتا ہے **مصرعہ** علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ایران دخت نے جواب دیا کہ چند روز سے مجہمین اور پادشاہ مین شکر رنجی ہے اوس دلشکنی کنایہ و اشارہ مین گاہ گاہ کچہہ بات ہو جاتی ہے اسکی مجہے شرم آتی ہے کہ بادشاہ کے حلوت مین بے طلب چلی جاؤن اور بے محابا استفسار حال کرون وزیر نے کہا کہ ای ملکہ جہان اسی ہدیۃ الاحباب کہتے ہین یہ خفگی نہین ہے بلکہ سبب رسوخ نبای محبت اور موجب ثبات قاعدہ مودت ہے **بیت لمولفہ** آپکو ناز چاہیے مجکو نیاز چاہیے * سچ ہے برای دوستی ناز و نیاز چاہیے اس محل مین تکلف کو برطرف رکھا چاہیے کہ بادشاہ مکرم عظیم اور اندیشہ دور و دراز مین پریشان خاطر ہے اور خدمتگار ایسے محل مین گستاخی نہین کر سکتے ہین اور بغیر تیرے کلید صلاح کی اور کوئی اس قفل مشکل کو کہول نہین سکتا ہے اور مینے بارہا یہ بادشاہ سی سنا ہے کہ جب ایران دخت میرے آگے آتی ہے اگرچہ اندوہگین بہی ہوتا ہون تو خوش ہو جاتا ہون اور اوسکے دیدار ہمایون سے غم اور ملال سب دور ہو جاتا ہے اب تو تشریف لیجا اور دریافت کر اوسکا **فالہ** خدام پر منت رکھہ ایران دخت بادشاہ کے پاس آئی اور کہا **بیت** غمت مباد و گزندت مباد و رنج مباد * کہ راحت دل و آرام جان دفع غمی * اسکے بعد عرض کیا کہ موجب تفکر اور سبب حیرت کا کیا ہے اگر براہمہ سے کچہہ سنا ہے اور وہ لایق کرنیکے ہے تو خدام کو بہی اوسی مطلع کیجیے تا بموجب اوسکی موافقت کرکے شرایط خدمتگذاری سب بجالائین بادشاہ نے کہا کہ سوال اوس چیز کا نکیا چاہیے کہ جواب جسکا موجب رنج و ملال ہو کہ لَا تَسْئَلُوا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ یعنی سوال نکرو تم اون چیزون سے کہ اگر ظاہر کیجائین واسطے تمہارے وہی چیزین آزردگی مین ڈالے تمکو یعنی رنج مین ڈالین تمہین ایران دخت نے کہا کہ یہ رنج اگر متعلقات کی طرف رجوع کرے تو غم نہین ہے کہ سلامتی ذات مبارک تدارک جمیع آفات کا ہے **مصرعہ** ہزار جان گرامی فدای جان تو باد اور اگر عیاذاً باللہ وہ فقط نفس نفیس عالی سے متعلق ہے تو اوسمین اضطراب فرمانا اور غمناک بیٹہنا نچاہیے **مصرعہ** مرد ثابت قدم آنست کہ از جا نرود * بلکہ عزیمت مردانہ کے مناسب ہے کہ یہ عزیمت نشان ہے صبر ثبات کا کہ عمدہ صفات سلاطین سے ہے اور جزع اور فزع رنج کو زیادہ کرتا ہے اور بے صبری دشمن کو خوشوقت اور دوست کو رنجور کرتی ہے اور جو حادثہ آدمی پر آئی اوسمین مضبوط رسی صبر کی ہاتھہ مین لے تو آخر کار چہرۂ مراد پیش نظر آتا ہے اور بند زلف مطالب کا جبہی ہاتہہ آتا ہے کہ قضای الہی پر راضی ہے **بیت لمولفہ** صبر ہے آفات مین لازم کہ ہو انجام خوب * ہے زمانہ مین صبوری کے برابر کام خوب * بادشاہ کی لایق یہ ہے کہ جو کام کہ حادث ہو طریق اوسکی تلافی کا کمال گیا سنا دو فور فراست اور نہایت ثبات اور قایم مزاجی سے کرے کہ وہ امر سیر مشتبہ اور پوشیدہ نرہے خصوصاً

وہ بات کہ اختیار اوسمین نہو زیادہ تر اوسمین ثابت قدم ہی اور مضطر نہ ہو بلکہ طبیعت کو خوش رکھے کہ وہ محض پروردگار
پہ موقوف ہی پس کریم جو کچھ کرتا ہے خصوص صابرونکی واسطے وہ بہتر ہے اور دوسرے خوبی اس امر مین اور ہی کہ انسان اوسمین
کسیطرح ملزم نہین ہوتا ہے اور جسمین کہ کچھ اللہ تعالے نے آدمی کو اختیار بخشا ہے وسمین خطا کا بھی احتمال ہے اور خطا الزام
وملال کا باعث ہوتی ہے اگر وہ امر ایسا ہی کہ بجز دعا چارۂ تدبیر سے باہر ہی تو سب بندگان شاہی بدل و جان دعا راحت سلطان
مین شبانہ روز مصروف ہو جاوینگے اور اگر قابل تدارک کے ہی تو ان بیتونکے موافق عمل فرمائے **نظم** ہم گنج داری ہم خدم ٭ ہم
ملک داری ہم حشم ٭ بیرون منہ از خلوت قدم ٭ بر باب عالم زن علم ٭ رخ جانب مقصود کن ٭ اندوہ را نابود کن ٭ احباب را
خوشنود کن ٭ بردار از دل بار غم ٭ بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ براہمہ نے کہا ہی اگر ایک حرف اوسمین سے گوش کوہ مین کہدون
تو اطراف اوسکے مانند طور کے برہم و درہم ہو جائین اور اگر ایک جز اوسکے روز روشن پر ظاہر کرون تو مانند شب کے تیرہ و
تار ہو جاوے ای ایران دخت اوسکی تفتیش مین مبالغہ تو کرتی ہے مگر سننے کی تو تاب لا سکیگی ایران دخت نے پھر مبالغہ کیا
بادشاہ نے اوسکے پاس خاطر سے حال ظاہر کیا کہ مینے کل رات یہ خواب ہولناک دیکھے ہین اور اوسکی تاویل اور تعبیر براہمہ سے
پوچھی تھی اون ملعونون نے یہ تعبیر دی کہ تجھ دلدار اور دونون فرزندان عالی مقدار اور وزیر صافی ضمیر اور دبیر خوش تحریر اور پیل سفید
مردافگن اور اون دونون پیلان کوہ پیکر صف شکن اور دونون شتر خارا فرسا خارکن اور سمند صرصر رفتار کو شمشیر گوہر نگار سے
قتل کرکے اور پھر اوس شمشیر کو بھی توڑ ڈالا چاہیے تب اوس خواب کا ضرر دفع ہو ایران دخت نے جبکہ یہ کلام بادشاہ کا سنا
دود اندوہ آتشکدۂ دل سے اوٹھا اور روزن دماغ سے باہر نکل گیا نزدیک تھا کہ چشمۂ چشم سے قلزم محیط جوش زن
ہو لیکن ازبس کیاست اور بردباری مین موصوف تھے دل کو تھانبا اور کہا **بیت للمولفہ** تو رہے باقی بلا سے گو فنا
ہو جائین ہم ٭ سب بلا تیری پڑیگی ہم پہ فدا ہو جائین ہم ٭ بادشاہ کو اس بات سے اندوہگین ہونا نچاہئے اگر جائین خانہ زاد و نیکو
بادشاہ کی ذات پر فدا ہونگے تو اور کس کام آوینگے اگر ذات بادشاہ کی باقی ہی تو اولاد اور بھی ہونا ممکن ہے اور خدمتگذار
اور اسباب تجمل کے کم ہونیسے کوئی نقصان سلطنت مین نہین آتا ہے اور خدا کرے کہ ضرر خوابکا دفع ہو جاوے اور بادشاہ کا
دل اس رنج سے فارغ ہو مگر اس طائفہ غدار پر اعتماد زنہار نہین چاہیے کہ یہ دشمن دوست نما ہین اور بادشاہ کے نزدیک اگر قتل
کرنا اس گروہ کا ضرور یہی ٹھیرے تو بھی بلا تامل اور بغیر خوب سمجھے ایسے امر دشوار مین جلدی نفرمائیے کہ خونریزی کا
دشوار ہے اور جانوران بیگناہ اور نادر الوجود کی اساس حیات کو منہدم کرنا بلاے ایمان اور گناہ بے پایان ہی اور اگر
نعوذ باللہ بے سوچے اور سمجھے خون ناحق جلدی مین ہو جاوے تو عذاب ابدی پڑا ہے پھر تاسف اور پشیمانی فائدہ نہ بخشیگی اور
حسرت اور افسوس کچھ کام نہ آویگا کہ مردہ کو زندہ کرنا دائرہ قدرت بشر سے باہر ہے ان براہمہ کو کبھی دوست نہ جانے

اور حکمای دین اسپر متفق ہین کہ بدگوہر لئیم ہیرا بہ راستی اختیار نہین کرتا ہی اور علم و دولت اُسی زیور دنما سے آراستہ
نہین بناتا ہی اگر طوق مرصع کتے کی گردن مین پڑی تو ناپاکی اُسکی متغیر نہوگی اور خزک کو اگر ہزار بار آبحیات سی شست وشو
کیجیئے تو نجاست اُسکی طہارت سی تبدیل نہ پائیگی البسون ہی کے علم کے حق مین یہ اشارہ ہی کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَاراً
اور مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین **بیت** علم گر بر دل زنی یارے بود ٭ علم گر بر تن زنی مارے بود ٭ اور علم تیغ کی مانند
ہے کہ اوس سے ہر کسیکو مار سکتے ہین وہ لوگ کہ پاک طینت اور پاکیزہ سرشت ہین نفس بد اور شہوت کو اوسی شمشیر علم سے
قتل کرتے ہین اور وہ کہ لیے خبیث اور ناپاک سیرت ہین خرد اور روح کہ انسان اُس سی مرتبہ شرف پہنچتا ہے اوسی تیغ سے
ذبح کرتے ہین اور جو آلہ کہ دشمنون کے ذبح کیواسطے ہی کہ اُس سے دوستونکو آزار پہنچاتے ہین ایک محقق کامل نے اسی معنی مین
اشعار موزون کیئے ہین **ابیات** بدگہر را علم و فن آموختن ٭ دادنِ تیغ بدست راہزن ٭ تیغ دادن در کف
زنگی مست ٭ بہ کہ آید علم ناکس را بدست ٭ حیلہ آموزان جگر ہا سوختہ ٭ دغلہا و مکر ہا آموختہ ٭ ای شہریاران برہمنونکی
غرض تعبیر سے یہ ہے کہ فرصت انتقام کی فوت نہو اور بہت سی زحم کہ سیاست سلطانی سی اُنکی دلمین موجود ہین چاہتے
ہین کہ اس صلاح زہر آمیز سے کہ قانونِ شفا جسکا نام کہا ہے اُنپر مرہم رکہین یعنی پہلے فرزند کہ قوت روح اور بجائے
ذات شریف کے ہین وہ نظر سے بادشاہ کی خدانخواستہ اُٹھ جائین تا بادشاہ دل شکستہ اور بی ارادہ ہو جائے اسکے بعد حکما
اور وزرا اور امرائے شفیق کہ ارکان دولت ہین اور آبادی ملک اور افزونی خزانے کی اُنکی کفالت اور کوشش سے متعلق ہے
ضائع کرین تا بادشاہ کو سراسیمہ و مضطر دیکھ کے رعیت اور دلیر اور لشکری ناامید ہون اسکے بعد اسباب حشم اور خدم اور جہاندارنگ
مانند اسپ و پیل اور شتر اور شمشیر کے برباد کرین تا بادشاہ تنہا بے سروسامان رہجائے جبکہ شہریار کو دل شکستہ اور
تنہا کر پائین تو چند روز مین جو داعیہ کہ سالہای دراز سے مکنون خاطر رکہتے ہین اوسی قوت سی فعل مین لائین آخر تک
مجبور بسبیل نہین مار سکتی ہین جبکہ امکانِ قدرت دیکھین آشوب فتنہ برپا کرین اسصورتمین کہ خدا ناکردہ فرزند اور رفیق اور
سامان جہانداری باقی نرہے تو دشمنون کو چہار طرف سے برانگیختہ کرین لیکن بادشاہ کو چاہئے کہ دشمنونکے فریب سے کسی حال
مین غفلت نکرے **نظم** دشمن غدار سی ایمن نہو ٭ مار سے آزار سی ایمن نہو ٭ دوستی مین جب وہ قابو پائیگا ٭ تب کمال دشمنی
دکھلائیگا ٭ اور باینہمہ اگر قول برہمنکا بادشاہ کی نزدیک اولی ہے تو تاخیر نفرمائے اور اگر توقف مناسب ہے تو ایک تدبیر اور
بہی ہے اگر ارشاد ہو تو عرض کرون بادشاہ نے کہا جو کچھ کہ تو نے بیان کیا میری بہی اعتقاد مین یہی ہے اور جو کچھ
کہنا ہے اوسی جلد کہہ ایران دخت نے عرض کیا اس کام مین مشورہ کار بدون حکیم کا ضرور ہے کہ وہ مسالک اخلاق طریقت
اور محرم اسرار حقیقت ہی اور کوہ خضرا سے گوشۂ غار مین منزوی ہے اور پاس انفاس ایکدم فروگذاشت نہین کرتا ہی بلکہ اس شغر پر گویا کے

اوسکا عمل ہے **شعر** زبان کے بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے ۃ نظر کی بندہ پردہ اُٹھ گیا پس حایل کا ۃ اگرچہ
اصل مین ان برا ہمہ سے نزدیک ہے مگر صدق و صفا اور دیانت و وفا مین بہت دور ہے مشورہ اس ُ ہد کا نہایت مناسب ہے
بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور فی الحال سوار ہو کے کارندون کے پاس آیا اور دیدار حکیم سے کہ مجمع فیوض نامتناہی تھا مستفیض
ہوا حکیم ہی شرط تعظیم بجالایا اور کہا کہ میرا کلبہ حزان مقدم شہریار سے منور ہوا لیکن سبب تکلیف فرمائی کا کیا ہی اور تغیر بشرہ مبارک
کس باعث سے ہے اور نشان غم کا ناصیۂ ہمایونسے پایا جاتا ہے کون چیز اسکا باعث ہوتی ہی بادشاہ نے کیفیت خواب اور برہمنون کی
تعبیر تفصیل سے بیان کی کارندون نے انگشت تعجب بدندان تفکر و تاسف سے کاٹی اور کہا کہ بادشاہ نے غلطی کی جو یہ خواب اس طائفہ
غدار سے کہا اور یہ مکار اہلیت اسکی نہین رکہتے ہین کہ یہ خواب انسے بیان کیا جاتا جہت یہ ہے کہ نہ عقل رہنما رکہتے ہین اور نہ
دیانت بیجا اور بادشاہ کو اس خواب بشارت آمود پر شادی کرنا چاہئی اور اسکے شکرانے مین صدقات بیکران مستحقون کو دینا لازم ہے
اور دلائل سعادت اور شواہد عزت و عظمت تعبیر سے اس خواب کے ہیدا اور ہویدا ہین دمبدم اجرای امور خواہش کے موافق ہونگی اور
ساعت بساعت مہم دولت انتظام نہ پائینگے دوران تابع اور گردون غلام اور ملک داعی اور فلک بکام رہیگا اور تعین
تعبیر ہر خواب کی یہ تفصیل عرض کر کے کید ان بدسگالون کا دفع کرتا ہون **مصرع** گر بدست تو خدنگ است مراہم سر سینہ بداوہ
دو ماہی سُرخ کہ دم پر کہڑی دیکہے ہین وہ دونون قاصد ہین کہ بادشاہ سراندیپ کی طرف سے آئین گے اور دو پیل قوی ہیکل اور
چار سو رطل یاقوت رمانی کہ انار اوسکی رشک رنگ سے پر خون ہو جائے اور جرم آتش اوسکی شعاع کی غیرت سے نہان خانہ سنگ مین
منہہ چہپائے وہ بادشاہ کو پیشکش گزرانین گے اور وہ دو بطین اور ایک قاز کہ پیچہے سے اُڑ کے روبرو بادشاہ کے
آئین تہین وہ ایک شتر اور دو گہوڑے ایسے ہونگے کہ رعد خروش برق روش تیز ہوش سخت کوش کہ بادشاہ دہلی کا بطریق ہدیہ
حضرت کو بہیجیگا اور وہ سانپ بادشاہ کے پاؤن سے لپٹا تہا وہ تلوار ہے ایسی آبدار کہ روز جنگ کسی نرم سخت پر نہ اٹکے اگر خود
دشمن کے پڑے تو تنگ مرکب سے مانند برق کے گزر جائے اوسکی مدح مین یہ بیت مؤلف کے واقع ہی **بیت** ہی دوستا کو تلوار تری کا
نوح کی کشتی اور آپ عدو کی لیئے طوفان کے برابر ہے وہ بہی بطریق ہدیہ بادشاہ دہلی پیشکش کریگا اور وہ خون کہ بادشاہ نے اپنی جسم
مبارک کو اوس سے آلودہ دیکہا ہی وہ خلعت ہی ارغوانی رنگ مکلل بجواہر کہ دار السلطنت غزنین سے بطریق ہدیہ جامہ خانہ بادشاہ
مین آئیگا اور وہ اشتر سپید کہ بادشاہ اوسپر سوار تہا سپید ہاتہی ہے کہ سلطان بیجانگر کا بادشاہ کی خدمت مین بہیجیگا اور بادشاہ
اوسپر سواری فرمائیگا اور وہ آگ کہ بادشاہ کے سر پر چمکتی ہے وہ تاج ہے کہ سیلان کا بادشاہ ہدیہ بہیجیگا - اور وہ تاج ایسا
ہوگا کہ کنگرہ اسکی قدر کا کنگرہ قصر مینا رنگ سے برابری کریگا اور اسکی گوہر فشانی سے ہر مو بادشاہ کے سر کا رشتہ گوہر کی مانند
درخشان ہوگا اور جو مرغ کہ بادشاہ کے سر پر منقار مارتا ہے اسمین تہوڑا سا اندیشہ کراہیت کا ہے - لیکن

چندان ضرر اوسمین نہین ہی نہایت اوسکی یہ ہی کہ چند روز کیواسطے کسی دوست اور یار مہربان پر اعتراضی ہوگی اور ملال اوسکا
صلاح اور فلاح پر انجام پائیگا یہ ہی تاویل اور تعبیر بادشاہ کے خواب کی کہ ساتھ بار رسول بادشاہونکی درگاہ عالی مین
حاضر ہوکے ہدیہ گذرانینگی اور بادشاہ اون ہدیونسے شادکام اور تازہ دل ہوگا اور ثبات دولت اور دوام عمر سے برخورداری
پائیگا لیکن لازم یہ ہے کہ شہنشاہ بار دیگر نا اہلونکو اپنا محرم اسرار نکرے اور بغیر دوستی کبھی مشورہ نہ فرمائے اور لایق دانشمندی
یہ ہے کہ مردم بیباک ناپاک بدگوہر زشت سیرت کے مشورے سے پرہیز کرنا فرض جانے اور اپنی نفس نفیس کو کہ گوہر قیمتی ہے
مردم عقلمند اور ہمت لئیم مشرب کے سلک مین منسلک کرے جبکہ اوس پیر مبارک نفس مسیحا دم نے بادشاہ کے دل مردہ کو
حیات تازہ اور سینہ پژمردہ کو نشاط بے اندازہ بخشی سجدات شکر ادا کیئے اور کہا کہ عنایت یزدانی میری مددگار تھی
کہ اس جناب حکمت مآب مین رہنمونی کی کہ مین بسبب برکت انفاس متبرکہ کے اس شدائد غمسے رہائی پاکے شادکام ہوا اور یہ
اشعار گویا کے شکریہ مین پڑہے **ابیات** مین آتش غمسے جل رہا تھا ٭ تن سے مرا جی نکل رہا تہا ٭ مسیحا ہی خدائی آب رحمت
غم کی ہوئی برطرف حرارت ٭ صد شکر کہ مل گیا مسیحا ٭ مرکو کیا ہی زندہ گویا ٭ الحمد للہ دایماً ابداً ابدا اسکے بادشاہ
بادل شاد مستقر دولت کو آیا بعد سات روز کے متواتر رسول ہدیہ اور تحفہ کے ساتھ جسطرح سے کہ حکیم نے کہا تھا درپے
آنے لگے ساتوین دن بادشاہ نے دونون بیٹون اور بلار وزیر اور ایران دخت اور دبیر کو خلوت مین بلایا اور کہا کہ
عجب طالع مینے کہ خواب اپنا دشمنون سے بیان کیا اگر رحمت الہی متوجہ میرے حال پر نہوتی اور ایران دخت راہ تدارک نبتاتے تو صلاح
ان ملاعین کی مجہی اور تمام میرے اقربا اور اتباع کو ہلاک کر چکے تھے اور حق یہ ہے کہ سعادت جیسی یاری کرے اوسکو چاہیے کہ مشفقون
کی نصیحت کو عزیز رکہے اور ہر کام مین تامل فرمائے اور احتیاط کو ہاتھ سے نہ دے اور مینے اسکے خلاف عمل کیا تہا **مصرع**
ہرکہ بے تہ بہ کاری کرد سامانے نیافت ٭ اسکے بعد فرمایا کہ عزیزونکی خاطر اس واقعہ سے خالی ملال اور کلال سے ہوگی لازم ہے کہ
یہ ہدیہ ان پر تقسیم کرون خصوصاً ایران دخت کہ وہ اس حادثے کی تلافی کے باعث ہوئی ہی اور بلار وزیر نے کہ ایران دخت کے
اس تدارک کی صلاح بتائی ہے مقدم ہین بلار نے کہا کہ غلام اسیواسطے ہوتے ہین کہ حوادث مین اپنے سینے کو سپر بلا کرین کیونکہ یہ
بڑا کام ہی **مصرع** ہر کہ سر تو دارد بیروای سر دارد ٭ اور خادم کہ ولی نعمت پر اپنی جان نثار کرنیکا دعوی رکہتے ہین اگر ایسی موقع مین
وہ توقع بخشش و انعام کی رکہین تو وہ جان نثار نہین ہین مگر ملکہ زمان نے اس حالت مین البتہ بہت سعی کی ہی اگر اس تبرکات
مین سے تاج مرصع یا جامہ ارغوانی اسمین سے ایک چیز جو ملکہ پسند کرے اور حضور عنایت فرمائین تو بجا ہی بادشاہ نے حکم کیا کہ ان دونون
چیزون کو حجرہ خاص مین لیجائین اور پیچہے سے بادشاہ بھی مع بلار وزیر اوس حجرہ مین تشریف لایا اور حرم بادشاہ مین ایک کنیز بزم افروز
نام تہی کہ بادشاہ کی منظور نظر تہی از بس خوش طلعت کہ خورشید غیرت اوسکے تبسم سے پردۂ غربی مین چہپتا تہا بادشاہ اوسکا بہت مایل تھا

باوجودیکہ ایران دخت حسن طلعت مین فتنہ جہان اور لطافت مین آشوب زمان تھی تو بھی بادشاہ بزم افروز کو اوسکے ساتھ
نوبت مین برابری دیتا تھا یعنی ایک شب وروز ایران دخت کے پاس اور ایک شبانہ روز بزم افروز کے ساتھ رہتا تھا بادشاہ
نے ہر حجرہ مین دونونکو بلاکے کہا کہ پہلے اسمین سے ایک کو ایران دخت پسند کرلے اور وہ باقی دوسرا حصہ بزم افروز کا ہے ایران دخت کو
میل تاج کیطرف بہت تھا اوسنے بلار وزیر کیطرف دیکھا یعنی بلار جسکی طرف اشارہ کردے اوسکو مین لون بلار نے اشارہ طرف
جامہ کے کیا کہ بادشاہ کی نظر بلار کے اشارے پر جا پڑی ایران دخت نے دلمین کہا کہ اگر مین جامہ لیتی ہون تو بادشاہ اس
اشارے کو دیکھ چکا ہے خدا جانے کیا بدگمانی کرے اسیواسطے اوسنے تاج اوٹھالیا اور بلار بھی ڈرا اور اوسنے اپنی آنکھ اوسیطرح
کہ جسیے اشارہ کیا تھا کھلی اور کج رکھی تا بادشاہ اشارے پر مطلع نہو اور اسکے بعد چالیس برس بادشاہ کی خدمتمین حاضر رہا جب بادشاہ کے
پاس آتا تھا آنکھ کو کج کرلیتا تھا تا بادشاہ کو اس اشارے کی بدگمانی نرہے اگر دونون سے یہ دانشمندی نکی ہوتی تو دونونکی جان مقرر
برباد جاتی **بیت** ہرکس ملار کار بر عقل نہاد بد بیشبہ شد از بند بلاہا آزاد ۞ جبکہ ایران دخت نے تاج سے سرفرازی پائی اور بزم
افروز کی بھی خلعت ارغوانی سے عزت افزائی ہوئی اسکے بعد بادشاہ ایک رات بزم افروز سے اور ایک شب ایران دخت سے بسر
کرتا تھا ایکدن کہ نوبت ایران دخت کی تھی بادشاہ معمول کے موافق ایران دخت کے حجرہ مین آیا اور ایران دخت بار وصل عالم افروز
اور زلف دل آویز تاج مرصع سر پر رکھ کاسہ زرین پر از شیر و شکر ہاتھمین لئے ہوئے بادشاہ کے آگے کھڑے تھے اور
بادشاہ اوس کاسے سے جرعہ نوشی فرماتا تھا اور نظارۂ جمال ایران دخت سے دل و دیدہ خوش کررہا تھا اوسی حالت مین بزم
افروز وہی جامہ ارغوانی پہنے ہوئے سامنے سے گذری بادشاہ نے جبکہ اوس عذار شگفتہ اور رخسار ماہ دو ہفتہ پر نگاہ کی کہا نے
سے ہاتھ کھینچا اور یہانتک شوق غلبہ کیا کہ بے تحاشا طرف بزم افروز کے متوجہ ہوا اور ایران دخت سے بطور مطائبہ کی کہا کہ یہہ
تاج بزم افروز کے سر کے لایق تھا کہ تو نے اوٹھالیا ایران دخت مارے غیرت کے بیخود ہوگئی اور وہی کاسہ شیر بادشاہ کے سر پر ڈالدیا کہ
ڈاڑہی اور بدن بادشاہ کا آلودہ ہوگیا اور وہ تعبیر کہ حکیم نے کہی تھی ظہور اوسکا متحقق ہوگیا یعنی بادشاہ آتش غضب سے شعلہ بنگیا
اور بلار وزیر کو بلاکے یہ احوال بیان کیا اور کہا کہ اس گیسو بریدہ نادان کو میرے آگے سے لیجاکے گردن ماردے خلق جانے کہ جو بادشاہ
سے بے ادبی کرتا ہے یہ سزا اوسکی ہوتی ہے اور مین اس حکم سے ہرگز نہ پھرونگا ناچار بلار ملکہ کو باہر لایا اور اپنے دلمین کہا
کہ اس کام مین متابعت بادشاہ کی نہ چاہیے کہ یہ عورت فصاحت و بلاغت مین بے مثل اور کیاست و فراست مین بے بدل
ہے اور بادشاہ بغیر اسکے دیدار کے صبر نہ کرسکیگا اور اسکے نفس پاک اور رائے روشن کی برکت سے کتنے لوگ ورطۂ ہلاکت سے بچے ہین پس
کام مین الشتابی بکاری مناسب نہین ہے بہتر یہہ ہے کہ تامل کرون ایسا نہو کہ سوال کیوقت جواب سے منفعل ہون پہر کیف دو تین دن توقف
کرنا مناسب ہے اگر بادشاہ اس حکم سے پشیمانی کھینچے تو حیات اوسکی اولی ہے اور اگر اسکے قتل پر اصرار او مبالغہ کرے تو قتل اسکا بعد اسکے

کچھہ دشوار نہوگا مجھے اس تاخیر مین فائدہ کئی موجود ہین اول یہ کہ قائم رہنا ایک شخص کی ذات کا دوسری رضامندی بادشاہ کی کہ اگر اوسکے قتل سے نادم ہوا اور اوسی زندہ پائے تو کتنا خوش ہو تیسرے اسبات کا احسان تمام سلطنت پر ہی کہ ملکہ نے فرزند اور اقربا اور ارکان دولت بادشاہی قتل سی بچا لیئے ہین یہ احسان سبکو شامل ہے اسلیئے بعد ایران دخت کو اون محرمونکے ساتھہ کہ بادشاہ کیطرفسے حرم سرا مین خدمت کرتی تہین ایک مکان محفوظ مین چہپا کے رکہا اور مبالغہ کیا کہ ملکہ کی تعظیم اور تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرین اور آپ شمشیر خون آلودہ ہاتھہ مین لیکے اور غمگین صورت بنا کے بادشاہ کی روبرو آیا اور کہا کہ مین حکم بادشاہ کا بجالایا اور اوسے اوسکی سزا کو پہنچایا بادشاہ کی صولت غضب اوسوقت فی الجملہ کم ہوئی تہی سنتے ہی اس بات کے اوسکے جمال و کمال اور حسن و عقل اور صلاح کو جو یاد کیا بہت رنجور ہوا اور اثر ندامت کا ہر چند چاہتا تہا کہ چہرہ پر ظاہر نہو تو بہتر ہے مگر اپنے دلمین آپکو ملامت کرنا شروع کیا کہ کیا کیا مینے کہ حلم اور تانی کو برطرف کیا اور اپنی محبوبۂ دلنواز کو تہوڑی سی خطا پر کہ حق بجانب اوسکے تہا تلف کیا لازم تہا کہ ایسا حکم نکرتا اور آب حلم سے آتش خشم کو بجھاتا جب وزیر نے علامت ندامت بادشاہ کی چہرہ پر مشاہدہ کی کہا کہ بادشاہ کو غمناک ہونا نہ چاہیئے کہ تیر شست سی نکلا ہوا پھر نہین آتا ہے اور مردہ زندہ نہین ہوتا ہی اندوہ بیفائدہ کرنا جسم کو نزار اور دل کو بیقرار کرتا ہے اور حاصل اس سے دوستونکی اذیت اور دشمنونکی راحت کی سوا اور کچھہ نہین ہوتا ہے اور جو کوئی سُنے گا کہ بادشاہ نے ایسا حکم فرمایا اور اوسکے بعد پشیمان ہوا تو وقار اور ثبات بادشاہی مین بدگمانی کریگا لازم تو یہ تہا کہ بادشاہ اسقضیہ مین ملائمیت فرماتا اور تیزی اور خشونت سے منحرف رہتا تو آج ندامت پیش نہ آتی اگر بادشاہ فرمائے تو مین قصہ بادشاہ یمن کا عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر **حکایت بادشاہ یمن** وزیر نے عرض کیا کہ ملک یمن مین ایک بادشاہ تہا رای پیر اور بخت جوان رکہتا تہا دیدۂ گردون نے اس سرعت گردش پر مدت حسنیا مین ایسا آفتاب آسمان سلطنت پر ندیکہا تہا اور گوش روزگار نے صف جہاندار مین ایسا جہاندار نہ سنا تہا **بیت**

بزم مین نہار وہی تابان آفتاب ✤ رزم مین دشمن کو تہا مہر سحاب ✤ داد و دہش سے رام تہا سارا جہان ✤ شاکر انعام تہا سارا جہان ✤

اور یہ بادشاہ شکار دوست بہی تہا ایکدن شکارگاہ مین مرکب اپنا چپ و راست دوڑایا اور نظر تامل سی ہر جانب دیکہا مگر وحوش و طیور سے کوئی صید نظر نہ آیا ایک جگہ ایستادہ ہوکر متحیر ہر طرف نگران تہا قضارا ایک خارکش پوست آہو کا نہایت خلاص سے اوڑہے ہوئے اُس بیابان مین خارکشی سے تعب اوٹھا کے ایک پتہر کو تکیہ کئے ہوئے بیٹھا تہا بادشاہ دور سے سمجھا کہ یہ آہوی ایک خدنگ سے ہوا ہوگا اُسپر مارا **ابیات** شعلۂ تیری کہ در آورد عرق ✤ جست بران سوختہ خرمن چو برق ✤ فتنہ محابای بلا ہے نکرد ✤ بیکر خطای و خطای نکرد بد القصہ بادشاہ نے جبکہ تیر مارا اور اوسکے نزدیک پہنچا اُس مسکین کو دیکہا سینہ مجروح اور تن پر خون دیکہا سخت غمناک ہوا اور ناخن ملامت سی چہرہ ندامت کو نوچتا تہا اور اُس جلدی کرنے سی ہزار خجالت اور حسرت کرتا تہا لیکن خارکش زندہ تہا

پادشاہ نے اوس سے عذر بہت کیا اور مرہم پٹی کے واسطے ہزار دینار سُرخ اوسے عطا کیئے اور گہر تک پہنچا دیا اور عنان انفعال طرف
دار السلطنت کے پھیری اور ایک زاہد کے صومعہ مین آیا کہ وہ عفت اور عبادت مین اُس شہر مین مشہور تھا اور یہ ستدعا کی کہ
ایسی نصیحت مجھے فرما کہ دنیا مین باعث مزید جاہ اور آخرت مین شفیع گناہ ہو زاہد نے بطریق کشف و کرامت کے کہا کہ ای پادشاہ
وہ خصلت کہ دولت دنیا اور سعادت عقبی کو جامع ہو یہ ہے کہ غلبہ غضب کیوقت غصے کو فرو کرے اور کسی امر مین جلدی نکرے
اور جو کام کہ کرے سو حلم اور تامل کے ساتھ کرے **ابیات** کسے کہ برفروزد آتش خشم ؛ مدارا زوی طریق مردمی چشم ؛
غضب چون انجمن تو سن کند گرم ؛ عنان در کشش بجا تا شود نرم ؛ پادشاہ نے کہا جانتا ہون کہ چاشنی شربت زہر آمیز
بردباری کا کام عقل مین ذائقہ تمام رکہتی ہے لیکن غصہ کیوقت اپنی نفس پر حاکم نہین ہو سکتا ہون اور جسوقت کہ آتش غضب
مشتعل ہوتی ہے فرو کرنے پر قادر نہین ہوتا ہون زاہد نے فرمایا کہ مین تجھے تین رقعے لکھے دیتا ہون تو ان مین ایک معتمد خاص صاف
اخلاص عاقبت باش کو سپرد کر اور کہدے کہ جب غصے کی علامت تیری پیشانی پر مشاہدہ کرے ان مین سے ایک رقعہ تجھے دکھا دے
یقین ہے کہ تیری نفس کو تسکین ہو جائے اور اگر اسپر بھی آتش غضب منطفی نہو تو دوسرا رقعہ دکھاوے اور اگر اسپر بھی نفس سرکش رام
نہو تیسرا رقعہ پیش کرے امید خدا سے ہے کہ وہ غصہ تیرا شفقت اور ملائمیت سے مبدل ہو جائے پادشاہ اس بات سے خوش ہوا
اور زاہد نے تین رقعہ لکھ کے ایک ملازم معتمد شاہی کو سپرد کیئے مضمون اُس پہلے کا یہ تہا کہ اقتدار کیوقت باگ اختیار کی نفس
اماّرہ کے قبضے مین دے کہ تجھے ورطہ ہلاکت ابدی مین ڈالیگا اور دوسرے رقعہ کا مضمون یہ تہا کہ غصے کے وقت زیردستون پر رحم کیا
تا جز اکیوقت وہ پادشاہ کہ جو تجھپر بہی زبردست ہے مہربانی فرمائے بلکہ مضمون اس حدیث شریف کا یاد رکھ کہ ارحم
ترحم لیعنے رحم کر کہ تجھپر بہی رحم کیا جائے اور خلاصہ تیسرے رقعہ کا یہ ہے کہ حلم کر نہین حد شرع سے تجاوز نہ کرنا اور کسی
حال مین انصاف سے نگزر **نظم** اگرچہ دی ہے خدا نے تجھے جہانداری ؛ مگر یہ کیجیو زنہار مردم آزاری ؛ نہ ناز کر جو ہے مانند برق خندہ
کرتی اسپر کی بنیاد ناگرپہ سمجھ لے عاریتاً کارخانہ عالم ؛ اگر تو دانش و فرہنگ سے نہین عاری ؛ پادشاہ زاہد سے رخصت ہو کے اپنے مکان مین
آیا اور ہمیشہ حلم کو دوست رکھتا تہا اور غصے کیوقت یہ تینون رقعے اسے دکھا دیتے تھے اسی واسطے لقب اس پادشاہ کا ذو الرقاع یعنی صاحب
رقعونکا تہا اور انہین رقعون کے باعث ساتھ اس لفظ کے ملقب ہوا تہا اور ایک پادشاہ کی کنیز تہی کہ نہایت خوبرو پاکیزہ خو تند
ماہ خدا یا قوت لب سیمین غبغب کبک رفتار طوطی گفتار **بیت** ماہ رو تمسکبوئے دلکشی ؛ جانفزائے دلفریبے مہوشے ؛
نرگس بیمار فریفتہ اوسکی چشم مخمور کے تہی اور دل عقیق یمانی اوسکے رشک لعل شکربار سے پُرخون تہا اور خوبرویان خطا و ختا
اوسکی چین زلف مین اسیر اور عشوہ فروشان کشمیر خواہش سلسلہ جعد مُعنبر تاب مین پابزنجیر تہی **بیت** دیکھے گر خورشید
رخ کو غش کری ؛ ماہ جو دیکھے جبین غشغش کرے ؛ اور جمال حال اسکا پاکدامنی سے شیفتہ اور جمال زیور عفت اور پارسائی سے

مزین تھا بادشاہ کا دل اوسکی شمایل پر اس درجہ مایل تھا کہ ملکہ حرم خاص اور صاحب اعزاز باختصاص سے کنارہ کرتا تھا اور عروس بادشاہ
کی ہمشیرہ غیرت حسرت سے خوناب روتی تھی اور واسطے اوسکے دفع کے ہزاروں حیلے ڈھونڈھتی تھی القصہ ایکدن اپنا غم و غصہ
مشاطہ حرم سرا سے ظاہر کیا اور قتل بادشاہ اور دفع کنیز کے لئیے مددگاری چاہی مشاطہ نے کہا تو اتنا بتا کہ بادشاہ اوسکی کون سے عضو
پر زیادہ راغب ہے ملکہ نے کہا کہ بیشتر میں نے خلوتمیں دیکھا ہی کہ بادشاہ اوسکے سیب غبغب پر منہہ رکھ کے بوسہ لیتا ہے اور اوس
حال میں یہہ شعر گویا کا پڑھتا ہے **بیت لمولفہ** سیب ہو گیا جنت آنکھوں میں اونکا عمل بہ خلد میں جب مجکو وہ سیب ذقن یاد آگیا پس مشاطہ
نے کہا کہ طریق آسان میرے اختیار میں ہے کہ بادشاہ جلد تر اوس سے ہلاک ہو جائیگا وہ یہہ ہی کہ تہوڑی زہر ہلاہل مجکو دیکہ اوسکو
نیل میں ملا کے او رحجرہ میں کنیز کے جا کے ایک خال اوس نیل سے اوسکے سیب ذقن پر بنا دوں جبکہ بادشاہ حالت مستی میں اوسپر منہہ رکھیگا
فی الفور ہلاک ہو جائیگا اور تو اوس رنج سے فراغت پائیگی خاتون اس بات سے خوش ہوئی اور زہر ہلاہل اوسی منگا دیا مشاطہ نے
اوسیطرح کہ ذکر اوسکا ہو چکا نیل کو ملا کے کنیز کے پاس گئی اور حالت آرایش میں اپنی سیاہ کاری سے خال اوسکی ذقن پر بنا آئی
بادشاہ کا ایک غلام تہا کہ حرم سرا میں محرمیت رکھتا تہا قضارا بیٹھے پردہ خاتون اور مشاطہ کے کلام کو سنتا تہا اور مشاطہ کا جانا
کنیز کے پاس اور اسکے زنخدان پر خال کا بنانا دیکھتا تہا داعیہ وفاداری اور حق گذاری اوسی اسپر لایا کہ کنیز اور بادشاہ کو اس حال سے
خبر دے لیکن کسیطرح فرصت نہ پائی اور اُن تک پہنچ نہ سکا آخر بادشاہ بستر کنیز پر حالت مستی میں سو گیا غلام پر شفقت حق شناسی
غالب ہوئی آہستہ آہستہ سرہانے کنیز کے آکر گوشہ آستین سے اثر نیل کا اوسکی ذقن سی پاک کرنے لگا کہ اسی حالتمیں بادشاہ
بیدار ہوا دیکھا کہ غلام نے ہاتہہ زنخدان کنیز پر دراز کیا ہی حرارت حمیت بادشاہ کو غضب پر لائی اور تلوار لیکر غلام کے
مارنیکا قصد کیا غلام خلوت سے باہر بھاگا بادشاہ اوسکے پیچھے تلوار کہینچے نکل آیا وہی حتمہ خاص دروازہ پر کہڑا تہا جبکہ بادشاہ
کو غضبناک دیکھا ایک رقعہ بادشاہ کو دکھایا دریائے خشم بادشاہ موج زنی سی موقوف ہوا دوسرا رقعہ دکھایا اسپر بھی آتش تہرنے
تسکین نہ پائی جبکہ تیسرا رقعہ دیکھا تو بادشاہ کو نہ ہوش میں آیا اور شربت ناگوار غضب کے گہونٹ پینے لگا جبکہ اوندکے غضب
سے تسکین ہوئی غلام کو بلا کے کہا کہ یہ بے ادبی کس راہ سی تو نے کی سچ بیان کر غلام نے حال موبمو بیان کیا بادشاہ نے
ملکہ کو بلایا اور اسکی تفتیش میں مبالغہ کیا ملکہ نے انکار کیا اور کہا کہ غلام جہوٹھ کہتا ہے مینے بارہا دیکھا ہے کہ یہ فاجر کاراوس
کنیز سے افعال کی مانند اکثر کام کیا کرتا تہا اور مین شرم کے مارے اور اس اندیشے سے اسکے ظاہر کرنیمیں جرأت نکرتی تہی کہ گمان گلو
کر یہ رشک کے سبب سے تہمت کرتی ہی الحمد للہ کہ بادشاہ نے آنکھ اپنی سی دیکھ لیا اب اس مفسد کے قتل کرنیمیں توقف کرنا سیاست سلطانی
کو زیان رکہتا ہے اور غفلت جب موقع پر واقع ہو تو وہ مراتب علم سی بہتر ہے **بیت** خاکیز بہر خلق نباید بہ دیگر بیانی تیغ آہنی
بادشاہ نے غلام کیطرف دیکھا غلام نے عرض کیا کہ ای بادشاہ کامران اور عشاہ ان زمان ممکن ہے کہ ابتک بقیہ اس نیل کا مشاطہ کے بیانی

ہوا اگر آپ اپنے حضور اسیدم پادشاہ اوسے طلب فرمائے تو یہ شبہہ زائل ہو جائے پادشاہ نے اوسیدم مشاطہ کو مع ڈبیا
طلب کیا اور قدرے نیل کہ اوسمین باقی تہا اوسمین سے ایک کتے کو تہوڑا سا کھلایا بس اودھر کھانا اور ادھر مرنا اوسکا جبکہ
حقیقت حال پادشاہ پر منکشف ہوئی ملکہ کو قید اور مشاطہ کو قتل اور غلام کو آزاد کیا اور سرداری ایک مملکت کی اوس غلام کے
سپرد کی اور اوس پادشاہ نے جو حلم کیا تو مضرت مشاطہ سے بچ رہا اور برکت بردباری اوسکی بیکاری نے کچھ ضرر نہ پہنچایا اور
اتنا بڑا بھید اوسپر ظاہر ہوگیا اور دوست اور دشمن کھل گئے اور یہ مثل اسواسطے عرض کی ہے کہ پادشاہونکو کسی کام مین
تعجیل نہ چاہیئے کیونکہ **نظم لمولفہ** حکم سلطان برنگ آتش و آب ٭ دم مین کردی خراب عالم کو ٭ حکم مین شہ نہ اضطراب کرے ٭ کہ نہو
اضطراب عالم کو ٭ پادشاہ نے کہا کہ مجھسے واقعی اس حکم مین غصہ کے سبب سے خطا ہوئی باری تجھے ازراہ خیرخواہی یہ لازم تھا کہ اوسے
بچا رکھتا بلکہ یہ بات تجھی سے بہت تعجب کی ہوئی کہ ایسی شخص بےنظیر کو ایک ہی حکم مین ہلاک کیا اور نہ تامل کیا اور نہ
مجھسے کچھ کہا وزیر نے عرض کیا کہ پادشاہ کو ایک عورت کیواسطے اتنی فکر نچاہیئے اور لوگ کہ حرم سرائے پادشاہی مین ہین
اونکی صحبت سے باز نرہیے **بیت** گر سرو برفت نارون ہست ٭ ور لالہ نماند یاسمن ہست ٭ پادشاہ کو مخوای کلام وزیر سے البتہ مفہوم ہوا
کہ ایران دخت مقرر قتل ہوگئی آہ سرد دل پر درد سے برلایا اور گرداب اندوہ مین زیادہ تر مبتلا ہوا اور یہ اشعار مولف ذکر کرتا تھا
ابیات بھلا ہو خاک میری زیست جب جدا ہو جائے ٭ انیس جان و دل آرام و نکتہ دان افسوس ٭ ملایا خاک میں اوس رشک ماہ تاباں کو
زمیں پہ کرپڑا کیوں نہ آسمان افسوس ٭ اور یہ کہتا تہا کہ صد افسوس وہ رونق گلزار گل کے مانند تہوڑی سی زندگی رکہتی تھی۔
اور دست فرخ کہ وہ نہال ریاض کامرانی آفت خزان سے بےبرگ و نوا ہوگیا پھر منہ طرف وزیر کے کیا کہ مین سخت اندوہناک ہون
ایران دخت کی ہلاکت سے وزیر نے کہا کہ تین شخص ہمیشہ اسیر اندوہ اور بستہ بند غم رہتے ہین ایک وہ کہ بدکاری پر ہمیشہ ہمت مصروف
رکہے دوسرے وہ کہ حالت قدرت مین نیکوکاری اختیار نکرے اور تیسرے وہ کہ بغیر خوب سمجھے کام کرے اور انجام پر نگاہ نکرے تو
ضرور ندامت کھینچیگا پادشاہ نے کہا کہ ای بلارکوی خون ایران دخت مین کیون توقف نکیا بس تیری فہمید باطل نے اوسکو
ہلاک کیا وزیر نے عرض کیا کہ تین شخص کی فہمید باطل ہے ایک وہ کہ جامہ سپید پہنکے شیشہ گری کرے کہ کپڑے میرے سپید ہین گے
دوسرے گازر کہ لباس مکلف پہنکے پانی مین کہڑا ہوکے کپڑے دہوئے اور تیسرے جو سوداگر کہ زن خوبصورت پائے
اور اوسی وطن مین تنہا چھوڑ کے دور دست اختیار کرے اور میری خو نہین ملکہ کے سعی نہین کی ہے بلکہ فرمان پادشاہ کا بجا لایا ہون
اسبات مین میری طرف ملامت عاید نہین ہوتی ہے وہ شخص کہ اوسکی نظر عواقب امور مین محیط نہو اور ایسی متوقع پر ہے اور مین
سے ملاحظہ نکرے اور فکر صائب سے تدبیر نفرمائی اسکا یہی حال ہوتا ہے **بیت** مثل شایستی کرے از رو خرد لوبد ٭ دار زر خرد او دچینز ار چو نمود سے ٭
پادشاہ نے کہا کہ اس بات سے درگذر اور اوسکی فکر کر کہ جسکے فراق نے مجھے اندوہگین کر رکھا ہے وزیر نے کہا کہ دست تدارک اوس کام سے

نہ پہنچیگا اور اس قضیے میں پشیمانی کچھہ فائدہ نکریگی اور ایسی موقع مین جو کوئی کہ خوض کرے اور وہ کام کہ ندامت اُسمین نفع ندے
اوسپر عمل کرے اوسی وہ پہنچتا ہے کہ جو اُس کبوتر کو پہنچا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت کبوتر** کہاکہتی
ہین کہ ایک کبوتر کے جوڑے نے اوّل تابستان مین کچھہ دانے زمستان کے واسطے ذخیرہ کیے تھے اور وہ دانے اندکی نمی رکھتے تھے
جبکہ گرمی آخر ہوئی اور وہ دانے حرارت سے خشک ہو گئے جو کہ اول مین امادہ نظر آتے تھے اب کم نظر آنے لگے اور کبوتر اُس عرصے مین غائب
تھا جبکہ آشیانہ مین پھر آیا اور اون دانوں کو تھوڑا سا پایا اپنی مادہ کو ملامت کیا اور کہا کہ یہ دانے ہمنے قوت زمستان کے واسطے فراہم
کیے تھے کہ جب شدت سرمایہ مین برفباری کے سبب سے صحرا مین دانہ نرہیگا تو ہم اُس سے اپنی اوقات گزاری کرینگے یہ وقت
کہ کوہ و دشت مین دانہ بہت ہے تو نے کسواسطے ان ذخیرہ کو کھا ڈالا اور طریق احتیاط کو ملحوظ نرکھا کیا تو نے یہ بیت نہین سُنی
تھی کہ **بیت** کنون کہ برگ نویت ہست جہد کن بذخیرہ بنہ از بہر بینوائی خویش ٭ مادہ نے جوابدیا کہ مینے ان دانون
مین سے ایک دانا بھی نہیں کھایا ہے کبوتر جو دانے کم دیکھتا رہا اور نکرتا تہا اور اُسے مارتا تہا آخر کار وہ تنگ ہوکر چلی گئی جبکہ فصل
جاڑے کی آئی اور برفباری ہونے لگی اور رطوبت در و دیوار مین ظاہر ہوئی اور دانے نم ہوکے پھر زیادہ نظر آنے لگے اُسوقت
کبوتر سمجھا کہ سبب دانون کے کم ہونیکا گرمی اور خشکی تھی کبوتری نے نہین کھائے تھے بعد اسکے پشیمان ہوکر گریہ وزاری کرتا تہا اور کہتا تھا
کہ جدائی دوستکی بھی بہت سخت چیز ہے فائدہ اس مثل سے یہ ہے کہ مرد عاقل کام مین شتابی نکرے تا مانند کبوتر کے سوز جدائی
مین مبتلا نہو بادشاہ نے کہا کہ اگر مینے قتل مین جلدی کی تو تو نے فعل مین جلدی کی اور مجھے اس رنج مین ڈالا یہ کہا اور یہ شعر
مؤلف کا پڑھا **بیت** بتنگ ایسا غم فرقت سے ہون ہمدم و بس ہی مرتا ہے بتا دیتی قضا گر گھاٹ مجکو تیغ قاتل کا ٭ وزیر نے
کہا کہ تین شخص اپنے آپ کو رنج مین ڈالتے ہین ایک وہ کہ لڑائی مین اپنے ذات سے غافل رہے اور چپ و راست کی خبر نرکھے وہ آخر زخم کاری
اوٹھاتا ہے دوسرے وہ کہ وارث نہین رکھتا ہے اور مال حرام کا جمع کرتا ہے وہ مال تاراج حوادث سے برباد ہو جاتا ہے اور
وبال اُسکی گردن پر علے الدوام باقی رہتا ہے تیسرے پیر مرد کہ عورت نوجوان نکاتا کو نکاح مین لاتا ہے اور اُسپر فریفتہ ہوتا ہے
اور وہ عورت ہر روز اُسکی موت خدا سے مانگتی ہے پادشاہ نے کہا کہ اس امر سے نافہمی تیری بہت ثابت ہوتی ہے وزیر نے
کہا کہ نافہمی دو قسم کے لوگونکی حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتی ہے ایک وہ کہ اپنا مال دوسرے کے پاس امانت رکھتے ہین اور امتحان اُسکی
دیانت کا پہلے نہین کر لیتے دوسرے وہ کہ اپنے اور دشمن کے قضیے مین احمق کو وکیل اور حاکم کرتے ہین اور مینے اس کام مین نافہمی
نہین کی ہے نہایت یہ ہے کہ متابعت حکم پادشاہ مین دیر نہین کی ہے پادشاہ نے کہا کہ مجھے ایران دخت کا بہت غم ہے
وزیر نے کہا کہ پانچ عورتون کیواسطے غم کرنا روا ہے ایک وہ کہ اصل کریم اور ذات شریف اور جمال زیبا اور عقب کامل رکھتی ہو
دوسرے وہ کہ دانا اور بردبار اور مخلص اور یکدل اور بیکر ہو تیسرے وہ کہ ہر کام مین نصیحت کرے اور خفگی کیوقت بھی مشفق اور

شفیق نہیں ہے اور چوتھے وہ کہ نیک اور بد اور خیر و شر مین موافقت اور متابعت کو شعار اپنا کرے پانچوین وہ کہ خجستہ فال اور مبارک
نفس اور اپنے شوہر کے حق مین نیک قدم ہو اور ایران دخت ان سب صفتون سے آراستہ تھی غم کرنا اوسکے واسطے بجا ہے
اور بادشاہ اوسکی ۔ اسطے جتنا اظہار ملال کرے لائق ہے کیونکہ بے یار وفادار زندگی سے لذت ہی اور نہ زندگانی سی راحت
بادشاہ نے کہا کہ ای بلار تو گفتگو مین دلیری اور سرکشی یہان حد ادب سے تجاوز کرتا ہی مین ایسا دیکھتا ہون کہ تجسے دوری کرنا پڑا لازم
وزیر نے کہا کہ تین شخصون سے دوری بہتر ہے ایک وہ کہ نیکی اور بدی اوسکی نزدیک یکسان ہو اور ثواب اور عذاب اور خدا ستمگار کو
نالو سمجھتا ہو دوسرے وہ شخص کہ ظاہر کو ملاہی سے اور باطن کو مناہی سے پاک نرکہی بادشاہ نے کہا کہ مین تیری آنکہون مین حقیر نظر آتا ہون
کہ ایسی بے ادبی کے کلام کرتا ہی وزیر نے کہا تین گروہ بزرگونکی آنکہون مین ہمیشہ حقیر نظر آتے ہین اول بندہ گستاخ کہ ہمیشہ آقا کے ساتھ
ہمنشین ہو اور خواجہ بہی گاہ گاہ اوسی ہزل کہی اور فحش دوست بہی ہو دوسرے مرد خائن کہ خواجہ کے مال کی مختاری پائی اور اوس مال مین
خیانت کثیر کرے کہ چند مدت مین آقا سے بہی زیادہ مالدار ہو جائے اور اوس مال پر نازش کرے اور آقا سے آپکو بہتر جانے تیسرے
وہ بندہ کہ بغیر استحقاق کے محل اعتماد آقا کا ہو جائے اور خواجہ کے اسرار پر مطلع ہو کر زیادہ حد سے تجاوز کرے بادشاہ نے کہا کہ تو
نا آزمودہ بہتر تہا اور مینے تجہی آزمایا یہ صبر کیا وزیر نے جواب دیا کہ آٹھ شخصونکو آزمانا نہ چاہیئے مگر آٹھ جگہ پر آزمانے کی تو
مضائقہ نہین ہے ایک یہ کہ مرد شجاع کو جنگ مین اور مزارع کو زراعت مین اور بزرگون اور رئیسونکو وقت غضب کے اور سوداگر کو
وقت حساب کے اور صاحب دولت کو وقت حاجت کے اور مرد اصیل اور اشراف کو وقت نکبت کے اور زاہد کو کوشش
ثواب آخرت مین اور عالم کو تقریر اور مباحثہ کیوقت غرض کہ بادشاہ کلام لینت سے جتنا غیض آتا وزیر جواب اوسکا تیغ آبدار سی تیز تر
دیتا تہا اور حدت جواب اوسکی مانند شمشیر تیز کی گلوی شاہ پر اترتی تہی اور بادشاہ حلم اور تحمل کرکے اوس تہر ناگوار کو نوش
فرماتا تہا **رباعی** تحمل کند ہر کرا عقل ہست ٭ نہ عقلی کہ خشمش کند زیر دست ٭ تحمل چو زہرت نماید نخست ٭ ولے
شہد گردد بطبع درست ٭ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ بے ادبی میری اور تحمل بادشاہ کا حد در گزرا اسکے بعد وزیر نے زبان ثنا
کہولی اور کہا کہ سایہ دولت ظل اللہ مفارق اہل عالم پر پاینده رہی اور آفتاب بہشت اوج شرف در زوروزہ عظمت سے
تابندہ کہ مین طریقہ بے ادبی مین جرات کرتا تہا اور امتحان ذات ستودہ صفات کیواسطے اور عالی ہمتی کی تصدیق کیلیئے اقدام کرتا
تہا اور میری یہ تہی تا ایسی موقع مین کہ ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہے مبلغ حلم اور بردباری اور قدر گزر شاہنشاہی کو یہ کلی دریافت
کروں و الا کیا طاقت کہ غلام ناچیز حرف بیہودہ کا تا جدار عالم سے زبان پر لاتا بادے الحمد للہ اگر خرد چراغ دانش ہاتھ
مین لیکے شبیہ شہریار کو ڈہونڈے تو زنہار اس عالم مین نہ دیکھی سبحان اللہ کیا ذات پاک ہی حلم اور تمکنت سے
آراستہ اور کیا نفس نفیس ہے تربیت صبر و وقار سے پیراستہ بزرگی ایسی ذات بابرکات کیواسطے زیبا ہے اور بزرگواری لو

تاجداری ایسی ہے ذات قدسی صفات کے لئے سزاوار ہے پادشاہ نے کہا کہ ای بلار تو خوب جانتا ہے کہ میںنے بنای سلطنت
مرحمت اور رافت پر رکھی ہے اور بنیاد شہریاری شفقت اور کم آزاری پر قایم کی ہے اور کبھی اُس گروہ کی تادیب واسطے کہ از راہ نخوت
تمرد اختیار کرتے ہیں اور بمقام معارضہ اور موازنے میں قدم رکھتے ہیں تو کوئی اشارت مصلحۃً کر دیتا ہوں کہ وہ آداب جہانداری اور
تمہید قواعد شہریاری کے واسطے ضرور اور لازم ہوتی ہے ورنہ دریاے ہمت ہمارا ایسی با تو بیز موج خشم کو کب اُٹھنے دیتا ہے قطعہ
میں نہیں خاک ہوا خوار کری جو دُر دُر ہے میں نہیں آگ جو پہنچے مجھے بادی ضرر ہے نہیں سیماب جو ہو آگ سی مجکو پرہیز ہے میں نہیں آب
کہ مدر جو کرے خاکستر ہے مگر میں حکم قتل ایران دخت میں کثرت غضب سے بے اختیار تھا جیسا کہ اسپ تیز رو عراقی سکندری
بھی کھا جاتا ہے مگر یہ عادت اُسکی نہیں ہوتی ہے وزیر نے کہا کہ اسطرح حکم نادر ہے اور اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْمِ یہ مشہور ہے لیکن کسی
تاریخ میں دیکھا نہیں ہے کہ پادشاہ کامگار اور رئیس صاحب اقتدار با شمشیر براں در حکمران سند حکومت پر بیٹھا ہوا اور غلام گنہگار
روبرو کھڑا ہو کے کلام بے ادبی کے ایسی بے محابا کرے اور وہ حلم عظیم اور عفو عمیم سے درگذر فرمائے پادشاہ نے کہا کہ جب گنہگار اور فرمانبردار
اپنے گناہ کا قائل ہو اور اعتراف کرے تو اس صورت میں مرد کریم کو قبول عذر سے چارہ نہیں ہوتا ہے اَلْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ
مَقْبُوْلٌ وزیر نے کہا کہ میں اپنے گناہ کا معترف ہوں اور بڑا گناہ یہ ہے کہ پادشاہ عالیجاہ کے حکم میں تاخیر کی میںنے یعنے
ایران دخت کے قتل میں تاخیر جایز رکھی معہذا اس گناہ کے ہول سے کہ قتل ایران دخت میں کیوں تعجیل نہ کی میںنے اپنے کو زندہ درگور
جانتا ہوں اب جو حکم کہ پادشاہ کا ہو اوسکا سزاوار ہوں۔ جب پادشاہ نے مژدہ ایران دخت کی حیات کا سُنا فرحت بے
اندازہ حاصل ہوئی اور شکر پروردگار بہزار زبان سے کرنے لگا اور سجدات شکر الٰہی غیر متناہی ادا کئے اور نعرہ شادی سپہر برین
پر پہنچایا اور کہا کہ میں اسبب سخت متحیر تھا کہ تیرا کلام سراسر قتل پر ایران دخت کے دلالت کرتا تھا اور تیری فراست اور
کیاست سے بیقین کامل تھا کہ تو ایسے کام میں مقرر توقف کریگا کہ تجسے زیادہ میرا کوئی مزاج داں نہیں ہے کہ میں شدت سوز
غضب میں یہ حکم دی بیٹھا تھا والا ایران دخت تو میرے لوازم اسباب زندگانی سے ہے وزیر نے کہا کہ تکرار اور
حجت میری اسواسطے تھی کہ حقیقت مزاج بادشاہ کو بواقعی دریافت کروں کہ حضرت اوس حکم سے نادم ہیں یا نہیں اگر پادشاہ
کے مزاج کو اوسیطرح سے مصر پاتا تو قتل ایران دخت میں اختیار باقی تھا پھر کچھ تاخیر نکرتا جبکہ سمجھا میں کہ خاطر مبارک اوسکی بقا پر
مائل ہے اسلئے گناہ اپنا اظہار کیا جبنے پادشاہ نے کہا کہ رسائی تیری فہم کی انتہا رتبہ آج مجھے متحقق ہوئی اور آج سے خوب
سمجھا ہوں کہ تجسے زیادہ دانا اور حکیم دانا دل کسی پادشاہ کو میسر نہوا ہوگا اس خدمت بے پایاں کا ثمرہ تجھے جلد پہنچیگا اب جا
اور ایران دخت سے میری طرف سے معذرت کر کے التماس کر کہ اب شکوہ اور غصہ لسے کم کرے اور عذر میرا قبول کر کے تشریف
لائے اور اپنے شربت وصال سے جان تازہ مجھے بخشے اور یہ اشعار مولف کے میری طرف سے پڑھیو ابیات ایک عوض آتی

نہیں تیرے بغیر ٭ لاکھ شکلیں دل کو دکھلاتے ہیں ہم ٭ ہجر میں جز غم تکھایا ہے کچھ ٭ یار کھانیکی قسم کھاتے ہیں ہم ٭ آتش غم
تیرے خورشید رو ٭ شمع ساں اب تو جلے جاتے ہیں ہم ٭ ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہیں ٭ زلف شبگوں کی قسم کھاتے
ہیں ہم ٭ بلار وزیر ایران دخت کے پاس آیا اور اشارت نجات اور بشارت حیات پہنچائی ایران دخت بمجرد آنیکے وزیر
بادشاہ کے پاس چلے آئے اور شرط بندگی و آداب بجا لائی اور ہزار زبان سے بعد اظہار قصور منت داری اور شکرگذاری
ادا کی بادشاہ نے کہا کہ یہ احسان بلار کا ہے کہ وہ شرط دانشمندی بجا لایا اور حکم میں تامل کیا ورنہ میں تو آپ اپنے گلے پر چھری
پھیر چکا تھا وزیر نے کہا کہ حکم اور رافت خسروانہ اور فرط کرم شاہنشاہی پہ مجھے وثوق تمام تھا اُس سبب سے یہ توقف ہوا تھا
والا غلام کو حکم ہونے میں کیا مجال تامل تھی بادشاہ نے کہا کہ ای بلار دل قوی رکھ کہ تیرا ہاتھ میرے مملکت میں کشادہ ہے
اور تیرے حکم نے میرے حکم سے برابری پائی جو کچھ کہیگا یا کریگا اُسمیں اعتراض نہ پائیگا بلار نے کہا کہ پہلے احسان بادشاہ کے
اتنے ہیں کہ اگر ہزار سال شکر اونکا کیا کروں تو ایک تمنکا بھی شکر ادا نہ ہوسکیگا اور یہ اشعار مولف کے میرے حسب حال ہیں **اشعار**
گر سو ہوں طوطی میری مثل گل صد برگ ٭ ہو شکر نہ تیرے گل احساں کے برابر ٭ گویا کی زباں ہی تیرے اوصاف میں قاصر ٭
ہے گرچہ سخندانی میں حساں کے برابر ٭ لیکن غلام کی اتنی عرض ہے کہ ایسی کاموں میں شہریار تعجیل نہ فرمایا کریں تا صفای عاقبت
کدورت ندامت سے سالم رہے بادشاہ نے کہا کہ اس نصیحت کو سمع قبول سے سنا مینے اور آئندہ بغیر مشورے کے
کسی امر میں جرات نکرونگا اسکے بعد وزیر اور ایران دخت کو خلعت گرانبہا سے سرفراز کیا اور آپ کلبۂ مفارقت سے کلبۂ
مواصلت میں تشریف لایا اور مجلس طرب کو آراستہ کیا ساقی زیبا رو ساغر زریں سے صاف دوستوں کا کام دہن بھر ڈالتا
تھا اور باغبان گلشن نشاط نہال سرور کو جویبار مستی سے آب دیتا تھا **بیت** جسدا بادۂ نشاط انگیز ٭ بازار عیش
عشرت تیز ٭ مطرب خوش آواز آہنگ نوای رود و ساز سے مرغ دل کو تھہر از بس لاتا تھا و نغمات دل آویز عیش و شادمانی کیطرف
ہر دم تاکید ترغیب کرتی تھی اور آہنگ عود و بلبل ہزار داستان کیطرح نغمہ سرائی کر رہی تھی اور نالہای دلکش چنگ آئینہ سینہ سے
زنگ غم کو دور کرتی تھی **ابیات مولف** مطرب نغمہ زہرہ خوش گلو ٭ ساقی مانند ماہ نوشرو ٭ وہ نغمہ کہ تن میں
جس سے جان آئے ٭ وہ مے کہ بدن میں جس سے جان آئے ٭ نغمہ دم عیسی کی مانند ٭ مے آب حیات سے بھی دہ چند ٭ وہ مے کہ مثال آب حیوان
پائے وہ بادہ بدن میں جس سے جان آئے ٭ غرضکہ وہ تمام روز عیش و عشرت میں بسر کیا جبکہ دوسرا دن ہوا بادشاہ برآمد ہو کے
تخت عدالت پر بیٹھا اور دربار عام کیا اوسوقت بلار وزیر نے اصالتاً اپنی طرف سے اور وکالتاً بادشاہ کے عزیزوں
اور متعلقوں کی جانب سے براہمہ کی فتنہ انگیزی کی داد چاہی اور کہا کہ ان بیگناہوں کی خون ریزی کے واسطے تعبیر خواب کی
جو ان مفسدوں نے تجویز کی تھی پاداش اونکا خدا شناس پر واجب ہے کہ اس کا انصاف فرمائیے بادشاہ نے حکم کیا کہ حکیم کاریدو کو

باعزاز تمام لائین جبکہ حکیم حاضر ہوا حکم اس قصیئی کا حکیم کو کیا حکیم نے حکم دیا کہ بعضونکو دار پر کھینچوا اور باقیون کو ہاتہیونکے پانؤکے تلے پامال کروا اور کہا کہ سزا خاینون اور بد اندیشونکی یہی ہے **رباعی مؤلف** آسمانکی جو تعدی سے جہان گردشمین ہے ٭ راندن اسکے عوض مین آسمان گردش مین ہے ٭ بہر خونریزی کیا کرتی ہے تلوارونکو تیز ٭ انتقام اسکا جو ہے ہردم فلک گردش مین ہے ٭ جبکہ یہ حال بیراہمہ کا ہوا بادشاہ نے حکومت تمام مملکت کی وزیر کو سپرد کی اور ایران دخت کیساتھ عشرت مین بیٹھ کے تمام عمر بسر کی اور اس بیت کو اکثر تکرار کرتا تھا **بیت** شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان ٭ کہ در عالم کسے احوال فردا رانمی داند ٭ یہ ہے داستان حلم اور ثبات کی اور ترجیح اسکی بہت اخلاق ہی اور فائدہ اس بیان سے سننے والون کو یہ ہی کہ نصیحت علما اور حکما کو ہر حال مین اپنا دستور کرین اور بنائے کار دنیا و دین کو قانون حکمت اور قاعدہ گیاست پر رکہین اور تعجیل اور سبک وضعی سے منحرف ہو کے وفاداری اور بردباری کی جانب میل کرین اور جس سے کہ عنایت ربانی سی اختصاص ہو ہر آئینہ تاج تواضع سے سر اوسکا سرفرازی پائیگا کیونکہ تواضع اور حلم سی دشمن بہی دوست بنجاتے ہین بلکہ دوست مرتبہ اقربا سے زیادہ تر ہو جاتے ہین **قطعہ لمؤلفہ** اگر ہو حلم سے تیرا سروکار ٭ تو سب اغیار ہو جائین ترے یار ٭ برائی تو کریگا گر کسی سے ٭ مقرر تجکو بہی پہنچیگا آزار ٭

باب تیرہوان قبول غدار اور خیانت شعار سی ملوک کے اجتناب کرنیمین ہے

جبکہ دابشلیم نے یہ داستان حکیم بیدپا سے سنی ٭ بہت ثنائی اور کہا کہ میری عقل نے تیرے فیض بیان سے روشنی پائی اور حل مشکل کے طاقت میرے ادراک کو حاصل ہوئی اور سنی مینے صفت حلم و بردباری کی اور دریافت کی مضرت خفت اور سبکساری کی اور معلوم کی فضیلت ثبات اور وفاداری کی اور بہت سے منافع اوسکے ضمن مین بسبب حکایات اخلاق بادشاہونکی واضح ہوئی اب بیان فرما یہ داستان کہ بادشاہ شخص امین اور معتمد کے ملازم رکہنی مین کیا کرے اور یہ بیان فرما کہ کون گروہ قدر تعلیم اور پرورش کے خوب جانتا ہے اور شکر نعمت کو کامل وجہ سی ادا کرتا ہی **بیت لمؤلفہ** حکیم کہن نیک بد آزما ٭ ہوا اسطرح سی وہ دستان سرا ٭ کہ ای بادشاہ جو تحفہ دولت کہ کار خانہ نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ سی ظہور پکڑے اور جو عطیہ سعادت کہ منصہ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ پر جلوہ دکھاے جناب سلطنت قباب کے واسطے مخصوص ہی اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھے **نظم** جبتک کہ دہوئے شبنم گلزار سحر ٭ رخسار لالہ گل نسرین و ارغوان ٭ گلزار جاہ و دولت و حشمت ترا رہی ٭ یارب بیرنگ گلشن فردوس بیخزان ٭ اور قوی تر رکن اسکا کہ جو بادشاہ نے فرمایا پہچاننا اہل ہنر کا ہے اور بادشاہ کو چاہیئے کہ نقد اپنے ملازمونکا بواقعی محک انتخاب پر آزمایش کرے اور عیار عقل سی نصیحت اور اخلاص ہر ایک کا بخوبی دریافت فرماے اور حقیقت حال اونکی بواقعی معلوم کرے اسکے بعد اعتماد اونکی پرہیزگاری و دینداری اور صلاحیت اور دیانت کے لائق کرتا ہی کیونکہ سرمایہ خدمت

سلاطین رہتی ہی اور سند آتی بغیر خدا ترسی اور دیانت کے اسکا وجود نہیں پکڑتی ہی اور وحشت و شورش انکا خوف لوز خیبت سے
إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اور جو ملازم بادشاہ کا کہ خدا ترس ہو لیس بادشاہ کے اعتماد کے لائق ہوتا ہی اور عیب کو
بہی امید واری ایسی ہی شخص سی ہوتی ہے اسواسطے حکیم سخندان سعدی علیہ الرحمۃ نے یہ مضمون نظم کیا ہی **نظم** خدا ترس را
بر رعیت گمارد کہ معمار ملک است پرہیزگار ❊ وزیر از خدا یا بد اندیشناک ❊ بد از خوف سلطان رحیم ہلاک اور جو شخص کہ وابستہ دروغگوئی ہے
سانپ کی مانند قول و فعل اسکا زہرناک ہی پس ایسی شخص کو محرم راز نہ کرنا چاہیے اور اسرار ملک و مال مین مجال دخل نہ دینا ضرور ہے کہ ایسی
شخص سے بہت خلل پیدا ہوتے ہین اور اشرار اسکے ضرر کا بہت دنون مین ظاہر ہوتا ہی **بیت سعدی** حکومت بر مردان بادو ناروا ست
کہ از دست او دست ہا بر خداست ❊ [illegible] نے کہا کہ یہ بات تفصیل کی محتاج ہے کیونکہ مردم فرومایہ صفت نیک سے بظاہر آراستہ ہوتے
ہین اور آخر کو حال اونکا کہانا ہے اور ایسا شخص رئیس کی ندامت کا باعث ہوتا ہی **بیت** نا پاک اصل اگرچہ در اول وفا کنند ❊ آخر از آن
بگردد و عزم جفا کنند ❊ برہمن نے کہا کہ تفصیل اسکی یہ ہے کہ رئیس کے خدمتگزار کو تین صفتین لازم ہین پہلے امانت کہ مراد مین پسندیدہ
خلائق اور خلوص ہوتا ہی اور محرمیت اسرار ایسی ہی شخص کو سزاوار ہی دوسرے راستی کہ صفت اسکی سعدی علیہ الرحمۃ نے دو مصرعون ادا کی ہے
بیت راستی موجب رضائے خداست ❊ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ❊ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہی الصِّدْقُ
يُنْجِي وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ اور دروغگوئی عیب عظیم ہے بادشاہونکو دروغگو سے احتراز فرض ہے تیسرے اصل پاک اور ہمت عالی
رکہتا ہو کہ مرد شریف راہ بیوفائی مین قدم نہین رکھتا ہی اور فرومایہ اور بے ہمت انعام و احسان کی قدر نہین جانتا ہی اور بلکہ جدھر کو ہوا
پہری دیکھیگا ادہر ہی پھر جائیگا اور مطلق شرم نکریگا **بیت** در طریق دوستی ثابت قدم چون کوہ باش ❊ چون صبا تا چند ہر دم ہر گل
کوئے دگر ❊ بادشاہ کو چاہیے کہ ملازمونکی نیک اخلاقی پر نگاہ رکھے اور اونکی عقل کا حال دریافت کرتا رہی کہ خوبی
اس گروہ کی دانش سی ہے لیکن لقمان دانش کا اتنا خیال مین رکھی کہ عاقل دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ ہے کہ رائے جسکی
ہر حال مین صلاح اور رفاہ کیطرف مائل ہے اور دوسرا وہ کہ انتقال ذہن سے دور دور پہونچتا ہی مگر ہمیشہ مد نظر اسکی فساد
کیجانب رہتی ہے تو لازم ہے کہ اس مفسد کو کبھی غافل نہ جانے کہ انجام مفسد کی رائے کا کبھی بخیر نہین ہوتا ہی اس سے اجتناب واجب ہے پس
عاقل وہی ہے جو سلیم الطبع ہی ایسی کی سیر اختیار کرے کہ انجام اسکی رائے کا بخیر ہوتا ہے ہر چند کوئی کہ اس صفت سے موصوف ہو بادشاہ اسکی
پرورش و عزت افزائی مین اہتمام رکھے اور آہستگی اور تدریج اور ہی مراتب ترقی کو پہنچائے تا حرمت اور ہیبت اسکی سب کے دلون مین
رفتہ رفتہ متمکن ہوتی جائے حکما نے کہا ہے کہ رئیس چاکرونکی تربیت مین طبیب حاذق کی مانند ہو جبتک حال بیماری اور مدت
ملال اور کیفیت علت اور اسکی اسباب اور علامات کو منکشف تمام اور استفسار تمام سے دریافت نہین کرتا ہی اور تا کلیات اور جزئیات
عوارض اور دلائل نبض و قارورہ پر وقوف کامل اور تصور شامل حاصل نہین رکھتا ہے تب تک اسکی معالجے مین شروع نہین کرتا ہے

اسی طرح بادشاہ کو بھی چاہیئے کہ چاکروں کے حال کا تعرف از جزئی و کلی جب تک حاصل کرے اور اندازہ کردار اور مقدار گفتار اور طریقہ ہنجار اور سلیقہ کاروبار ہر ایک کا خوب پہچان نہ لے تب تک غافل تربیت اور پرورش نکرے اور بے سمجھی کسیکا اعتماد نکرے تا باعث حسرت اور ندامت نہو اور اصل اللباب یہ ہے کہ ملازم رئیس کا ایسا امین اور کاردان ہو کہ ملک و مال اور رعیت و سپاہ بہ سبب اوسکے صیانت کی جمیع اضرار و اشرار سے محفوظ رہیں اگر مقرب رئیس کا بدنفس ہے اور اسکی بات رئیس کے نزدیک مقبول ہی تو ممکن نہیں ہے کہ بیگناہ معرض تلف اور تنیق میں پڑیں اور باعث بدنامی اور خرابی عاقبت رئیس کیواسطے نہو اور اُس کلمات کے مانند حکایت زرگر اور سیاح کی بہت چسپاں ہے راے دابشلیم نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت زرگر و سیاح** برہمن نے کہا کہ ملک حلب میں بادشاہ نامدار تھا اکثر سلاطین اوسی خراج و باج دیتے تھے اور بادشاہ کی ایک لڑکی تھی ماہ پیکر مہر طلعت نہ بہار و مشکین مو کہ بوے مشکبار اوسکی مشام عالم کو معطر کر رہی تھی **بیت** غضب چتون عجب یا مکھڑا قیامت قد و بالا تھا ٭ خدا نے سر سے لے پاؤن تلک سانچے میں ڈھالا تھا ٭ بادشاہ اُس در بے بہا کو دیدۂ اغیار سے درج عصمت میں نہاں رکھتا تھا اور مانند گوہر شاہوار صدف ستر و صلاح میں پرورش دیتا تھا ایکدن اُس دختر کیواسطے زیور بنانا منظور ہوا اور ایک زرگر کاریگر کی احتیاج ہوئی اوسی شہر میں ایک زرگر کہ فنون مینا کاری میں یگانہ روزگار تھا بادشاہ نے اوسکی اُستادی کا شہرہ سنکے بلایا اور طریق زیور سازی کا پوچھنے لگا زرگر از بس ظریف اور شیرین زبان تھا بادشاہ کو کلام اُسکا خوش آیا فرمایا کہ ہمیشہ حاضر رہا کرے وہ حاضر رہتا تھا اور روز بروز سخنان عجیب اور ہنرہاے غریب سے بادشاہ کو شیفتہ اپنا کرتا تھا اور ساعت بساعت بادشاہ اسکی عزت افزائی فرماتا جاتا تھا حتی کہ محرم حرم سلطنت ہوا اور شاہزادی کہ آفتاب اور ماہتاب بھی اوسکے سر سایہ انگن ہوتی نہی اوسکو بیس پردہ راہ دی اور اُس بادشاہ کا ایک وزیر تھا از بس فہیم و صاحب رای سلیم بعد الشان جہان کشا اوسکی فتحنامہ ہفت اقلیم اور فکر عالم آرا اسکی حافظ تخت و دیہیم تھی جبکہ وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ عزت افزائی مین زرگر کے حد اعتدال سے تجاوز کرتا ہے اور مبالغہ اوسکے انعام و اکرام کا حد حساب سے گذر گیا محض خیر خواہی سے عرض کیا کہ سلاطین سابق نے اہل حرفہ کو مقام اہل مکنت میں کبھی جگہہ نہیں دی ہے علما کے خیال میں یوں آتا ہی کہ یہ شخص اصل کریم و نسل پاک سے نہیں ہے کیونکہ اسکی طبیعت ہمیشہ مردم آزاری اور جفا کاری پر مائل رہتی ہے اور یہ عادت مردم شریف کی نہیں ہوتی ہی ایسے شخص سے مہر و وفاداری اور آئین حق گذاری کی توقع نہ کہنا چاہیئے **بیت** ہر کہ از ناکس طمع دارد وفا ٭ از درخت بیدمی جوید ثمر ٭ اور اکثر مشاہدہ کیا ہے کہ جب شہر یار اپنی عادت کے موافق کسیکو کچھہ عطا فرماتے ہیں یہ غلام بد اصل یہانتک ملال کرتا ہی کہ اپنی ستجانے سے تنگ ہوا ہے اور حکما کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ علامت ارذال کی ہے کہ نہ انعام و اکرام دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے ہیں کہ کوئی کسیکو کچھہ دے یا کسی طرح کا کرم کرے اسکے مناسب حال شعر مولف کا ہے **بیت** وہ بغض سے جلے وہ مردود حق ہی ٭ جو کوئی کسیکا برا چاہتا ہی ٭ بلکہ بادشاہ

کیواسطے وہ لوگ سزاوار ہین کہ اصالت نسب اور شرافت فضیلت اونمین جمع ہو اور نخالطت جاہل بدکردار کی لایق شان
پادشاہونکے نہین ہے کیونکہ صحبت ایسے شخصونکی بہت خلل پیدا کرتی ہے اور جسمین کہ خست ذات وخیانت نیت موجود ہے
وہ کبھی لحاظ امانت اور دیانت نہین کرینگا پس ایسے شخص سے خیر کی توقع زنہار نچاہیئے **مثنوی** کسی از امانت ندارد نصیب
اگر بد کند زو نبود از وے غریب ❊ خیانت ز ہر فعل او بدترست ❊ تمامی بدیہا ازو بدترست ❊ پادشاہ نے کہا کہ یہ جوان
صورت نیک رکہتا ہے اور صورت نیک دلیل سیرت خوب کی ہے عرب کہتے ہیں **الظاہر عنوان الباطن** یعنی ظاہر خبر
دینے والا باطن کا ہے اور بزرگونے کہا ہے کہ حسن عنوان یعنی آغاز نامہ کا لطافت مضمون کی خبر دیتا ہے **بیت لمولفہ**
جانتے ہین حال دل عاقل فقط رخ دیکھکر ❊ خط کا مضمون جان لیتے ہیں لفافہ دیکھکر ❊ اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی **اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ** اور ایک نسخہ مین عند حسان الوجوہ بھی لکھا ہے خلاصہ معنی حدیث شریف کا
یہ ہے کہ طلب کرو اپنی احتیاج نیک صورتوں اور شگفتہ رو شخصوں سے نکتہ اسمین یہ ہے کہ حسن صورت نمونہ ہے لطافت معنی کا **بیت**
آنکہ اخلاق ظاہرش خلق ❊ نیک بینی گمان بد مبرش ❊ وزیر نے عرض کیا کہ دبیرستان حکمت مین نیکصورت کو نیک سیرت پر
قیاس کرنے کی تعلیم نہیں دیتے ہین اور حقیقت نیکخوئی کی بجز اوصاف پسندیدہ ثابت نہیں جانتے ہیں کیونکہ بہت صورتیں زیبا
اور دلکش دیکھی ہیں کہ خالی معانی سے ہوتے ہیں چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک حکیم نے جوان خوبصورت کو دیکھا اور دل حکیم کا
اوسکی مصاحبت پر مایل ہوا جبکہ امتحان کیا عیب کثیر کے سوا کوئی خیر اور ہنر نپایا حکیم نے اوس سے دوری اور پرہیز اختیار
کیا اور کہا کہ خانہ خوب تھا اگر اہل خانہ بھی نیک ہوتا تو کیا خوب ہوتا یعنی صورت خوب ہے اگر سیرت بھی خوب ہوتی تو
بہتر تھا **بیت** رہ معنی ہر کہ در صورت ندید ❊ ماند بیہم ❊ از یکے خیزد دو شکر وان یک زہر لوریا ست ❊ چنانچہ بیشتر زن
رقص پیشہ اور نغمہ بازاری کو دیکھا ہے کہ جتنا زیادہ حسین ہوتی ہے زیادہ تر فسق وفجور مین مبتلا ہوتی ہے یہ کلیہ
صورت پر موقوف نہیں بلکہ حسان الوجوہ سے مراد یہ ہے کہ خوش خلق اور خندہ رو ہو پادشاہ نے کہا کہ لطافت صورت
کی اعتدال مزاج پر دلیل ہے اور صاحب مزاج معتدل مین قبول تاثیر تعلیم کی استعداد ہوتی ہے اور جو اسنے بسبب کم سنی ہونیکے
تربیت نپائی ہی تو کیا عجب ہے کہ بعضے اخلاق حمیدہ اوسکے راہ اعتدال سے منحرف ہوگئے ہوں اب جو ہم اسکی تربیت پر متوجہ
ہیں یقین ہے کہ تہوڑے عرصہ مین کسب اوصاف ستودہ کر کے مرتبہ کمال کو پہنچے کیونکہ آفتاب اپنی اثر صلاحیت سے سنگ خارا کو
لعل آبدار بناتا ہی اور تقویت صفائی آب ہوا سے خون سیاہ مشک تاتار اور قطرہ باران اثر موسم سے گوہر یکتا ہوا رہتا ہی **رباعی ناسخ**
تربیت سے ہی آدمی شخص ناسخ بہتر ❊ ہے آتش وآب وخاک وباد اصل بشر ❊ پارس سے جو ہربی ہوئی آہن ہو زر ❊ دانے کو ہو تربیت تو نخل ہی شجر ❊ وزیر نے
عرض کیا کہ اے پادشاہ وہ شخص کہ جوہر اصلی رکھتا ہے اسکو تربیت کرنا لایق ہی کیونکہ ہر سنگ جوہر نہین ہوتا ہی اور ہر خون مشک اذفر نہین بنتا ہے

توقع خیر کی اُس سے رکھنا چاہیے لئیم کو اگر سو بار تغیر و تبدل دیجائے اُسکا جوہر اصلی اپنی حال سے متغیر نہین ہوئیگا اسی باب میں ایک
عزیز نے قطعہ لکھا ہے **قطعہ** سگ را گس بشوی آل افتادہ ست بہ نقالیپے ہر گس نشود دیدہ سگ ہرگس اگر کنی متقلوب بہ قلیب نغیر سگ
ہرگس نشود یہ جبکہ یہ بات محقق ہو چکی تو چاہیے کہ کوئی ایسی ناپاک سے اختلاط نکرے تا ورطۂ مذلت مین گرفتار نہو جیسا کہ
وہ ملک زادہ کفشگر کی صحبت سے سرحد وادی ہلاکت کو پہنچا شاہ نے کہا کہ اسکا قصہ کیونکر تھا **حکایت ملک زادہ و**
کفشگر کہا کہتے ہین کہ بلاد فارس مین بادشاہ تھا نیک سیرت عدل دوست کہ بنیاد جہانداری کی عاطفت اور
رعیت پروری پر رکھی تھی اور سریر سلطنت کو بساط عدل و داد سے تمکین کیا تھا **بیت** کشادہ رحمت او دست عدل بر عالم بہ کشیدہ ہمتا او بپائے
ظلم در زنجیر بہ اور اُسکی شان مین رعایا و برایا اُس مملکت کی یہ اشعار گویا کے ورد زبان کہتے تھے **ابیات** ترے کرم سے شہا
ملک عیش و راحت مین بہ دل کشادہ و طبع شگفتہ ارزان ہے بہ جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز بہ غضب
مین برق ہے تو اور کرم باران ہے بہ اُسکو رب العالمین نے ایک فرزند دیا کہ آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے پیدا اور انوار
جہان آرائی اُسکی طلعت سے ہویدا تھی اور اس فرزند کے کتف پر ایک داغ سیاہ تھا کہ جسے ہندی مین لہسن کہتے ہین بادشاہ اُس
داغ سیاہ کے دیکھنے سے متغیر ہوا اور حکمائے زمان سے خواص اُس داغ کے پوچھے اُنہون نے کہا کہ ہمنے کتب نجوم مین دیکھا
ہے کہ جو کوئی ایسا نشان رکھتا ہے مخاطرے مین پڑتا ہے مگر آخر کو کشور گیر اور مالک تاج و سریر ہوتا ہے بادشاہ اس مژدے سے خوشدل
ہوا اور اس فرزند کی پرورش مین مبالغہ تام کرنے لگا اور بادشاہ کے ہمسایہ مین ایک کفشگر رہتا تھا بے احتیاط و ناپاک بادشاہ
بسبب رعایت ہمسایگی کچھہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا کہ تنگی اُس سے بسر اوقات کرتا تھا شاہزادہ جبکہ چار سال کا ہوا اور طبیعت لہو و لعب
مصروف ہوئی اکثر حجرے مین کفشگر کے آکر کھیلا کرتا تھا وزیر اس حال سے آگاہ ہوا اور اُسکے حجرے مین جانے سے شاہزادہ کو منع کیا
در بادشاہ سے عرض کیا کہ لڑکون کا نہال طبیعت نہایت نازکی رکھتا ہے جسطرف کہ جھکائین اُوسی طرف کو جھک جاتا ہے اور بعد
مدت دراز کے پھر اُسی دستور پر باقی رہتا ہے صلاح یہ ہے کہ بادشاہ شاہزادہ کو کفشگر کی صحبت سے باز رکھے تا اُسکے اخلاق مذموم
شاہزادہ کی طبیعت سرایت نکرین اور دعوان ہمنشینی اُسکی اس کوکب سلطنت کو حضیض تنزل مین نڈالے اور بہت سے نقصان اسمین
متصور ہین کہ ایسی صحبت مین خبث نفس کے سوا اور کچھہ پیدا نہیں ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کفشگر سے مانوس ہو گیا
ہے ممکن ہے کہ اگر اُسکی صحبت سے منع کرون تو ملول ہو اور اُسکا ملال خاطر میرے اندوہ افزائی کا باعث ہے اسلیئے خیال کرتا ہے
کہ چندے تامل کرون جبکہ ہوشیار ہو جائیگا اوسوقت تھوڑے سے منع کرنے سے مان جائیگا اور بسبب فہمیدگی ملول نہین ہونیکا
کہ اوسوقت مین امتیاز نیک و بد کا حاصل ہوگا وزیر نے سمجھا کہ مزاج بادشاہ کا ازبس اُسکے حال پر مصروف ہے کہنا
میرا فائدہ نبخشیگا لہذا سکوت اختیار کیا اور بادشاہ نے کفشگر کو بلا کے کہا کہ تو ہمارا ہمسایہ ہے اور میرا جگر گوشہ تجھسے مانوس ہو گیا ہے چاہیے

کہ تو ہر دم انیس اور رفیق اوسکا رہا کرو اور ہر بات مین محافظت کیا کر کفشگر نے زمین ادب کو چوم کر کہا **بیت** گل طرح شہ
ہو گل آفتاب بہ خزان ہو نہ اس باغ مین بار یاب بہ اس بندہ ناچیز کو اس منصب جلیل کی قابلیت کہان ہے اور استحقاق
خدمت عالی کا اپنی مین مشاہدہ نہین کرتا ہون لیکن شہریار نامدار کی نظر وہ کیمیا اثر ہے کہ خاک کو زر صافی بنا دیتی ہے اور سنگ
ناقص سے لعل آبدار پیدا کرتی ہے **بیت للمؤلفہ** ہوا ہی اکسیر گر تو یا نور کی خاک پر بہ خرمن گل ہو اگر گزرے خس و خاشاک پر بہ
القصہ بعد قیل و قال بسیار خدمت ملک زادہ کی قبول کی اور اسکے بعد بلا دہشت شاہزادیکو اپنے گھر اوٹھا لاتا تھا اور کبھی اوسکی
بارگاہ شاہی مین آتا تھا اور جسقدر شاہزادہ اوس سے زیادہ مانوس ہوتا تھا بادشاہ کفشگر سے زیادہ تر خوش ہوتا تھا اور کفشگر بھی
طریقہ شاہزادہ کی خدمت کا بطور پر ادا کرتا تھا کہ روز بروز خدمت مین بادشاہ کی قریب ہوتا جاتا تھا آخر کار مشار الیہ میر کار کا
ہوا اور دن بھر شاہزادہ کو سیر باغ و بوستان دکھاتا اور شب کو تماشای رقص و سرود مین مشغول رکھتا تھا اور گاہ تمام شب باغین
سیر کرتا تھا حتی کہ ہر کام شاہزادہ عالیمقام کا بجرائی پر اوس بد انجام کے منحصر ہوا اتفاقاً بادشاہ کو سفر ضروری درپیش آیا کفشگر
کو بلا کے مجدداً شاہزادیکو اوسکے سپرد کیا اور انواع تاکیدات کرکے امیدوار انعامات فراوان کا فرمایا کفشگر نے بجان و دل فرمان شاہ
قبول کیا اور کہا کہ ای شہنشاہ خاطر جمع رکھہ کہ میری جان نثار شاہزادہ پر نثار ہونیکو خلق ہوئی ہے جبتک تن باقی رہیگی شاہزادیکی
سپرد بلا رہیگی آخر بادشاہ روانہ ہوا اور کفشگر شاہزادیکی خدمت گزاری مین مصروف رہا اور نواحی شہر مین ایک باغ
بادشاہی کہ نمونہ خلد برین تھا شاہزادہ بیشتر اوس باغ مین سیر کو جاتا تھا بادشاہ کے جانیکے بعد شاہزادے نے ایکدن کہا
کہ آج اوس باغکو چلو کفشگر مع چند غلام اور پرستار کہ ہمیشہ خدمت مین شاہزادی کے معین تھے روانہ اوس باغکو ہوا اور شاہزادہ بھی
تاج مرصع بر سر اور جامہ مکلل در بر پہنے ہوئے باغ مین آیا کفشگر نے دیکھا کہ آج شاہزادہ تاج مکلل بہ جواہر بر سر اور
جامہ مرصع در بر رکھتا ہے کہ خراج ہفت اقلیم اوسکی قیمت ارزان ہے اسلیئے اوسکی سرشت لئیم نے خیانت کی تحریص
کی اور دلمین کہا کہ یہ تاج اور جامہ ہاتھہ ہی سو تجار بالدار کا بلکہ راس المال ہزار دریا اور کانون کا ہے اور درینولا بادشاہ بھی دور گئے ہوئے
اور یہان اوسکی میری طرف سے مطمئن ہے صلاح یہ ہے کہ اس لڑکی کو کسی شہر دور دست مین لیجاؤن اور مع اسباب فروخت
کرکے تمام عمر با سائیش بسر کرون **بیت للمؤلفہ** مطلب اپنا ہاتھہ آتا ہے نہ چھوڑنا چاہیئے بہ آج موقع ہے کہ سارے
عہد توڑنا چاہیئے بہ آخر اوس بدکردار غدار نے آتش پر فتنہ برانگیختہ کی اور آبروی امانت اور دیانت کی خاک مین ملائی یعنی
اپنے غلام رازدار سے مشورہ کرکے شاہزادہ کو مع جمیع خدام دارو بیہوشی پلائی جبکہ سب بیہوش ہوگئے شاہزادیکو
صندوق مین بند کرکے پشت پر اونٹ کی باندھا اور آپ بھی ایک سمند باد پیما پر سوار ہوکے اور اوس غلام کو بھی ایک گھوڑی
تیز رو پر سوار کرکے اور دو گھوڑے اور ایک اونٹ کوتل ہمراہ لیکے روانہ ہوا صبح کے ہوتے ہی منزل

اور دور دراز طے کر گیا راہ میں تھوڑا سا وقفہ کر کے پھر سوار ہو کے بلیغا روانہ ہوا حتی کہ اس بادشاہ کی حد عمل سے گذر کے
اور بادشاہ کے شہر میں جا پہنچا اب اُدہر کا حال سنا چاہیئے کہ خادم جو ہمراہ شاہزادے کے تھے دو پہر دن کے بعد جب داروغہ
باغ نے بیہوش دیکھے روغن بادام سرکہ کہنہ میں حل کر کے انکی دماغ میں پہونچایا جبکہ سب ہوش میں آئے اور ڈہونڈہا تو
شاہزادے اور کفشگر کا نشان نہ پایا آخر شہر میں آ کے ملکہ کو خبر دی کہ آپکے فرزند کو کفشگر لے بھاگا ملکہ گریاں و بیخاک سر
باغ میں آئی اور بیتابانہ اوس باغ کا ڈہونڈہا سراغ نپایا اور آہ دردناک کھینچی اور ہر طرف لوگ دوڑائے وکیل تمام
شب گریہ وزاری میں بسر کی صبح ہوتے ہی فرمان پروردگار پہنچا ارجعی الی ربک یعنی شمع حیات اوسکی تندباد کل من علیہا فان سے
فانی ہو گئی آخر اس حادثے کی خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ پھر کے دارالامارۃ کو آیا اور فراق زن و فرزند میں جزع اور فزع کرنے لگا
آخر بجز صبر چارہ نتہا شکیبائی اختیار کی **بیت** مر گیا جب دوست پھر تدبیر کا یارہ نہیں * آدمی کو غیر استرجاع کچھ چارہ نہیں
کفشگر شاہزادے کو ملک شام میں لیگیا اور بردہ کیا شاہزادے کو مع جواہر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچا دو سال سوداگر کی صحبت میں شاہزادے نے
نشو و نما پائی اسطرح کا حسن و جمال نکلا کہ یوسف ثانی کہنا اوسکی ذات کو زیبا تہا جس وقت کہ وہ سرو ناز پرور گھر سے باہر آتا تھا ایک عالم جان نثاری پر
مستعد ہوتا تہا اور ہر کوئی اوس سہی قامت کی درازی عمر کیواسطے دست دعا اوٹھاتا تہا **بیت** بہر طرف کہ گذشتی برای دیدۂ بد *
ہزار دست دعا آستین بجنباندے . بازرگان کہ ایک مرد جہاندیدہ تہا اپنے دل میں کہتا تہا کہ اس غلام کا رہنا میرے پاس مصلحت
نہیں ہے کیونکہ اگر میں مخفی رکہوں تو وجود اور عدم اسکا برابر ہے اور اگر گھر سے باہر لاتا ہوں تو آتش فتنہ مشتعل ہوتی ہے اور کوئی
طاقت اسکے دیکھنے کی نہیں رکہتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس تحفے کو بادشاہ پارس کے پاس لیجاؤں کہ وہ کریم النفس ہے یقین ہے کہ جو چند
اسکی قیمت سے مجھے انعام ہووے پس سوداگر اوسے پارس میں لایا اور بسبیل تحفہ بادشاہ کو گذرانا دس برس ہوئے تھے کہ وہ بادشاہ
سے جدا ہوا تہا اور اب چودہ سال کو پہنچکے مانند ماہ تمام اپنی منزل کو آیا **بیت** وہ مہ چاردہ سالہ ہے میرا راحت جان * مثل ہالہ ہو
مہ چاردہ جسپر قربان * بادشاہ فرزند کے حال سے غافل تھا بطور ہدیے اس غلام کو قبول کر کے حلقۂ غلامان خاص میں داخل کیا روز
بروز پرورش اُسکی زیادہ کرتا تہا کہ تمام غلاموں میں اُسنے امتیاز پایا اور وہ جوہری کہ خزانہ بادشاہی اُسکے سپرد تھا اُس سے
شاہزادے کو انس پیدا ہوا ہمیشہ اُسپر عنایت کرتا تہا اور جو تحفہ کہ بادشاہ اوسے دیتا تھا وہ جوہری کو شریک حصہ کرتا تہا اور
جوہری بہی علے ہذا القیاس اسطرح پیش آتا تہا جب کہ جوہری کو یقین ہوا کہ یہ میرا فریفتہ ہو چکا ہے اور اُسکے گوہر لئیم نے طمع
خام کا خیال کیا اور دل میں کہا کہ غلام کو فریب دیکر تا انگشتری بادشاہ کی مجھے لا دے کہ اُس مہر سے کاغذ درست کر کے خزانہ
بادشاہ کا ویران کروں اور ذخیرہ وافر اور مال النفیس اپنے گھر لیجاؤں اسکے بعد غلام سے کہا کہ اے نازنین ہمیشہ تو اہل کمینہ کی حق میں الطاف
فرماتا ہے اسلیئے میں بھی چاہتا ہوں کہ ایک خدمت پسندیدہ تیری ایسی کروں کہ عوض تیرے احسان کا ادا ہو جائے سو وہ یہ ہے کہ بادشاہ کی انگوٹھی پر

اُس نقش کو اپنے نگین انگشتری پر کہدوائے بادشاہ ہوجائے گویا وہ مُہر مہر سلیمان ہو کہ نقش اسکی خاتم کا جو کوئی اپنے پاس
رکھے عالم اسکا مطیع اور فرمانبردار ہوجائے اگر تو متحمل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ جسوقت خواب غفلت میں مستغرق ہو انگوٹھی کو
اوسکی اُنگلی سے نکال کے میرے پاس لے آئے تو اُس نقش کو ایک اور نگین پر کندہ کر کے تیری انگشتری پر رکھوں شرط یہ ہے کہ
وزارت اپنی مجھے عنایت فرما **بیت** خوان پائے تو مجھ کو کوئی نوالہ دینا ٭ باغ ہاتھ آئے تو کوئی گل لالہ دینا ٭ شاہزادہ
یہ فریب بکی اُسپر راضی کیا شاہزادہ بیچارہ ناتجربہ کار اُس مکار کے فریب میں آگیا تب جب بادشاہ سو گیا اُسنے دست جرأت
بڑھا کے آہستہ انگشت بادشاہ سے انگشتری کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ حرکت تونے کیون
کی اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جوہری کا نام نہ لیا اور تقریر مین عاجز ہوا بادشاہ نے غضب مین
آ کے سیاف کو اُسکے قتل کا حکم کیا جلاد نے دستور کیموافق جامہ اُسکے بدن کا دور کیا بادشاہ نے خال سیاہ غلام کے شانے پر دیکھا
بس دیکھتے ہی بیہوش ہوگیا جلاد سانحے کو دیکھ کے متحیر ہوا اور قتل میں تامل کیا جبکہ بادشاہ ہوش میں آیا اور ملجاظ اول خطوط
خال فرزند کے دیکھے اور یہ نشان کہ جسکے خواص حکمانے بیان کیئے تھے اوسنے مشاہدہ کر کے پہچانا کہ یہ میرا وہی فرزند گم
گشتہ ہے اسکے بعد سر و چشم چومنے لگا اور کہا کہ ای فرزند صحبت کفشگر مکار سے فراق تیرا حاصل ہوا مجھے اُسوقت شاہزادے نے
اپنا حال گذشتہ اور یہ حال تازہ کہ جوہری نے مجھے اس بے ادبی پر تحریص دی تھی والا میں ایسی بے ادبی کیون کرتا ہو بہو بیان
کیا اور بادشاہ نے جوہر یکو سزائے مقتول دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آیندہ ناکسونکی صحبت سے پرہیز کرتا ان صورتونکی مانند
پھر کسی حادثے میں گرفتار نہو فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بد اصلونکی صحبت شاہ کو بندہ اور
بندیکو سرافگندہ کرتی ہے اور یہ زرگر بھی اُنہیں لوگونمیں سے ہے محافظت اور احتراز اس سے ضرور چاہیے اور حال یہ ہے کہ حضرت
اُسکی پرورش میں سرحد افراط سے درگذری ہیں مصلحت یہ ہے کہ اوسکے تقرب میں جانب اعتدال ملحوظ رہے کہ تا خلل کلی پیدا نہ ہو کہ
اُسکا تدارک حد امکان سے باہر ہوجائے بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات نکیا اور کہا کہ سلاطین تا تمکین بغیر تلقین خرد کسی کام
میں شروع نہیں کرتے ہیں اور بے مدد الہام غیب کسی راہ خبر میں قدم نہیں رکھتے ہیں حق میں انسان کے شرف ذات اور کمال صفات
میں نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ دخل نہیں ہے بزرگی اور اکرام انسان کا فضل و ادب ہے نہ اصل و نسب پر کیا نہیں سنا ہے
تو نے اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰیکُمْ خلاصہ یہ ہے کہ اکرام تمہارا کون ہے کہ نزدیک اللہ کے متقی ہو تم میں **نظم** از
خویش کشا سینہ را ٭ بایکن نسبت دیرینہ را ٭ آب گہرہای کہن را مجوی ٭ در چہ کہن گشت بود زر دروی ٭ اور شریف اور بزرگوار وہ شخص
ہے کہ بادشاہ وقت اُسے برگزیدہ کرے ایک بادشاہ عالی قدر نے کہا ہے کہ جسکو ہم اوٹھاتے ہیں اُسکا فرق فرقدان سے گذر جاتا ہے اور جسکو
کہ ہم گراتے ہیں کوکب اوسکی بخت کا حضیض نکبت میں گر پڑتا ہے نظم ہمارے لطف کی اگر شورہ زار میں بھی وزان ہو تو وہ

رشک گلستان ارم ہوجائی اور اگر برق قہر مانی ہماری آتش فشان ہو تو خرمن مملکت ایکدم مین جلجائے **رباعی** آتش خشم سے شہ کر نظر بین جسکو مردود ہو رو سیہ ہوتا ہی برباد وہین صورت دود ہو شہ اگر خار کو مقبول کرے تو دم بین ہو رشک گلزار بنے صورت نار نمرود ہو اور ہمنی اس جوان کو اوٹھایا ہی اور اوسکا سر حرمت ذروہ رفعت کو پہنچایا ہے یقین ہمارا یہ ہی کہ کبھی نہ خط غلط کیطرف کہینچے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کو اوسکی طرف رغبت تام ہے خاموش ہو رہا اور کبھی پھر اوسکا ذکر نہ کیا جبکہ چند روز گزری اور زرگر نے اپنی دست اختیار کو دراز کیا جادۂ اعتدال سے پانو باہر رکھا یعنی امید و بیم اور وعدہ وعید سے خلق کے مال مین تصرف شروع کیا ایکدن شاہزادی کی زیور کیواسطے جواہر کی احتیاج ہوئی وسینہ حکاجواہر مطلوب تھا خزانہ شاہی مین نہ پایا اور نہ جوہری بازار مین ہاتھ آیا زرگر کو کسی اوسکی دشمن نے خبر دی کہ فلانے جوہری کے دختر کے پاس ایسے جواہر بیش بہا ہین زرگر نے آدمی بہیجی جوہری بچے نے انکار کیا کہ ہرگز ایسے جواہر میرے پاس نہین ہین ہر چند اوسنی عذر کیا زرگر نے نہ مانا القصہ زرگر نے دختر شاہ سی کہا کہ مینے سنا ہی کہ اوس سوداگر بچے کے پاس ایسا درّ شہوار ہے کہ جوہری فلک نے ایسا دانہ کبھی آنکھ سے نہین دیکھا ہی اور عجب ہے کہ دریا نے درّ یتیم کو مہد صدف مین پرورش کیا ہے غواص نظر نے نظر اوس گوہر یکدانہ کا کبھی مشاہدہ نکیا ہے **بیت** نہ زہرہ مین ہے یہ درخشندگی ہو نہ ہی چاند مین ایسی رخشندگی ہو اور وہ یاقوت خوش آب اوسکے پاس ہین کہ شکم کان مین ایسے یاقوت خورشید نے بصد خون جگر اونکی پرورش ہوئی ہے اور چند پارہ زمرد ہین کہ اسطرحکا رنگ اور سنگ اور ڈہنگ رکھتی ہین کہ دیکھنے والی کی آنکھین اونکی چمک اور دمک سی خیرگی کرتے ہین اور مردم دیدہ کی اونکی مشاہدہ سی روشنی بڑہتی ہے **بیت** ز نور بصر فزود معلوم شد ہو کز سبزہ سود روشنی چشم فزون ہو اور چند دانے لعل کے ہین کہ گلنار فارسی کی طرح نظر مین مبصروان کی آتش افروزی کرتے ہین اور چند فیروزے صاف اور خوشرنگ ہین کہ مینای سپہر اونکی لطافت وصفائی رنگ سی رشک کرتا ہے **بیت** یاقوت برنگ لعل خندان ہو فیروزی ہین مثل خط جانان ہو یہ ترغیب دیکی کہا کہ ملکہ کیطرف حکم دیتا اوس جوہری بچے کو ساتھ اوس سب جواہر کے حاضر کرے اگر بہ قیمت مناسب بیچے تو بہتر ہے والا بہ تکلیف تشدید اوس سے لیئے جاوین ملکہ نے جوہری بچے کو بلایا اور کہا اوسنی سوگند کہائی کہ اسطرحکے جواہر مین نے خواب مین بہی نہین دیکھی ہین اور جو کچہ میرے پاس ہین سو سب حاضر ہین یہ کہا اور سب دانے کہ جو اوسکے پاس تہی روبرو رکہدیئے زرگر نے وہ پسند نہ کیئے اور ملکہ کو کہا کہ یہ بدسرشت جبتک کہ سزا نہ پائیگی نہ بتائیگی شاہزادی کہ جام جہالت سے مست اور بیہوش تہی اور بدکے فریب اوس دیوسیرت کا شامل ہوا اور تسیرے نخوت سلطنت اور شیطان نے مددگاری کی اوس عاجز بیگناہ کو شکنجہ عذاب سخت مین کہینچا وہ ضعیفہ اوس عذاب الیم کی کب متحمل ہو سکتی تہی بیس ادہر آہ کہینچی اور اودہر جان بحق تسلیم کی جبکہ یہ حال گزرا وزیر نے بادشاہ کو آگاہ کیا بادشاہ عادل مزاج کب تحمل ایسی ستم کا رکہتا تہا غیرت عدل سے آفتاب اوسکی آنکہون مین سیاہ ہوگیا اور اوسکی وارثون کو بلوا کے نہایت دلجوئی کی اور بہت کچھ انعام دیا

به فرمان مجمع غالب عالم ۱۲۸۵

اور بہار اور الطاف بیشی آباکہ اندوہ انکا برطرف ہوگیا اور اوس لئیم بدکردار کی مصاحبت سی شاہزادے پایۂ اعتبار سے ساقط
ہوگئی اور عتاب قہر سلطانی مین گرفتار ہوئے اور زرگر کو بھی سزا کیواسطے طلب کیا وہ شیطان سیرت پہلے ہی سے روپوش
ہوگیا تہا اور شاہزادیکی ملنے بیٹی کو شہر سے باہر ایک باغین بہیجدیا باین خیال کہ جب قہر سلطانی کم ہو دیگا تو بلالونگی زرگر اسی
شہر مین چندے مخفی رہا جب سنا کہ ملکہ چار باغین فروکش ہے زرگر جہیکر شاہزادیکی پاس آیا شاہزادی نے زرگر کو دیکھکر
کہا کہ ای بدبخت شوم خو بوم دیدار پہر آیا تو کیا اور کوئی فتنہ خوابیدہ کو بیدار کریگا دور او دفع ہو کہ بار دیگر یہان آنا تیرا وبال جان
ہو جائیگا زرگر مایوس ہوکر پہر گیا اور سر بصحرا پہرتا تہا اتفاقاً ایک بیشی مین رات ہوگئی شکاریون نے درندونکی گرفتاری کیواسطے اوس
جنگل مین گڑہا کہود اتہا اور ایک بندر اور ایک سانپ اور ایک ببر یہ سب پہلے سی اوس گڑہے مین گر چکے تہی یہ زرگر بہی ہمیشہ
اورکی راہ مین کنوان کہودا کرتا تہا قضارا اوسی کنوئین مین گرا **بیت لمولفہ** ظلم کرتا ہی زبان جاہ مین یہ چاہ کہودتا ہی
اپنی راہ مین یہ جماعت گڑہے مین ایکجا تہی اپنے اپنے رنج سے اورکی ایذا پر متوجہ ہوتے تھے چند روز اسی طرح گذرے
تھے ایک سیاح رحم دل شہر سے بارادۂ سفر نکلا اتفاقاً اوسی گڑہے پر آیا حال انکا دیکھکے پریشان خاطر ہوا اور دلمین کہا کہ یہ
شخص بنی آدم مین سے اور اس بلا مین بڑا ہی قریب ہے کہ ہلاک ہوجائے مروت سے دور ہی کہ اسی ورطۂ ہلاکت مین چہوڑدون
جسطرح ہوسکے اسے نکالون اور ثواب اس عمل کا اسدن کیواسطے کہ لا ینفع مال ولا بنون ذخیرہ کرون آخر اسنے رسی اوس
گڑہے مین لٹکادی پہلے اوس رسی مین بندر چمٹ گیا اوسنے باہر کہینچ لیا دوسری بار رسی ڈالی سانپ لپٹ گیا اوسکو بہی
باہر کہینچا تیسری بار شیر نے پنجہ رسی مین ڈالا وہ بہی باہر آیا جبکہ یہ تینون باہر نکلے سیاح کو دعا دی اور کہا کہ تو نے احسان عظیم ہم پر کیا اسوقت
ہم کوئی عوض اسکا نہیں کرسکتے مین بوزینہ نے کہا کہ یہ پہاڑ کہ شہر کے متصل ہے اسمین میرا مسکن ہے اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائے
تو کچھہ طریق بندگی میرے وسعت اختیار مین ہے سو بجالاؤن ببر نے کہا مین فلانی بیشے مین رہتا ہون اگر مجہے سرفراز کری تو غلامونکی مانند تیری
بندگی کرون سانپ نے کہا کہ بارہی شہر مین مسکن رکہتا ہون اگر اسجگہ تشریف فرما ہو تو جو کچھہ ہوسکے خدمت بجالاؤن اور کہا کہ
ایک نصیحت اور کرتا ہون کہ سننا اور عمل کرنا اوسکا فرض ہی وہ یہ ہی کہ اس شخص کو کہ کوئین مین ہی ہرگز نہ نکال کہ اکثر آدمی بدعہد ہوتے ہین پاداش
نیکی کی بدی کرتے ہین ان کے جمال ظاہر پر فریفتہ ہونا نچاہیے اور انکی قبیح باطن اور ناپاکی طینت سے اجتناب واجب ہے
بیت بگذر از صورت و بنگر بصفا وارا زانکہ ٭ آدمی شکل بود گو بتر از دد باشد ٭ اکثر اہل روزگار آرایش صورت پر مالوف
ہین اور اصلاح معنی سے غافل **مصرعہ** دیدہ را یوسف اندو دل را گرگ ٭ علے الخصوص یہ شخص چند روز کہ ہمارے ساتھہ رہا ہی
اسکی خصلت اور خو کو بخوبی پہچانا ہے اور اسکے بشرہ سی علامت بیمروتی اور بیوفائی کی پائی جاتی ہے **بیت** از وفا هیچ مرزخوبان
کہ هیچکس نشنید ٭ هیچ در زرگر از هر بوی وفا ٭ اور اگر میرے کہنے پر عمل نکریگا تو ایکدن اسکی ہاتہہ سی پشیمانی کہینچے گا +

[illegible]

سیاح نے سانپ کے کہنے پر عمل کیا اور رستی کو ڈال کے زرگر کو نکال لیا زرگر نے بعد شکر گذاری شمہ حال تباہی بادشاہ کی بے التفاتی کا اور اپنی خواری اور ذلت کا بیان کیا اور یہ التماس کیا کہ اگر کبھی مجھے سرفراز کیجیے تو جو کچھ خدمتگذاری ہو سکے تو وہ میری سعادت ہے سیاح نے کہا کہ مینے مدت سے ترک تعلق کیا ہے اب چند روز سیاحی کرونگا اور تماشا عالم کا دیکھونگا لیکن اگر موت نے امان دی اور زندہ آیا تو البتہ تا مقدور ارادہ ملاقات کا کرونگا یہ کہا اور سبکو وداع کر کے روانہ ہوا ہر ایک اپنی اپنی جگہہ کو گیا اور زرگر شہر میں آکے ایک گوشے میں چھپکر بیٹھا اور بادشاہ وزیر کی فضیحت نہ سننے سے منفعل تھا اور بیٹے کیطرف التفات نکرتا تھا اور کسی کی سفارش اوسکے حق میں نہ سنتا تھا اس قصہ میں ایک سال گذرا سیاح نے اکثر بلاد اور ولایت کا تماشا دیکھا اور چند صد دینار سرخ بہی ہاتھ آئے آخر ارادہ وطن کا کیا اور خیال کیا کہ ہرچند سفر مجھے دسیلۂ الظفر ہوا ہی کہ فلاح ساعت بساعت پیش آتی ہی اور سعادت دارین منھہ دکھاتی ہی یعنی مال و زر بہی ہاتھ آیا اور کار ثواب بہی حاصل ہوئی لیکن وطن کی ہوس نہایت سازگار اور چشمۂ وطن خوشگوار ہی آخر طرف وطن کے روانہ ہوا ایکدن نزدیک اوس کوہ کے کہ جسپر شیر کا مسکن تھا شام ہو گئی اوسجگہہ مجبوری ٹھہرا کہ دود زدخو نریز فتنہ انگیز کہ بیخ خنجر گذار جنکی تیر سینہ شگاف سی حذر کرتا تھا اور سپہر دوار اونکی تیغ کے ہولسی سپارہ اپنی منھہ پر رکہتا تہا بالین سیاح پر آئے او نقد وجنس جو کہ اوسکے پاس تھا سب لے لیا اور ہاتھ اور پانو اوس بیچارے کے کمند سے باندھکے ایک خطرناک ٹیلے کے تلے کہ شاہراہ سے بہت دور تھا چھوڑ دیا سیاح دل ہی کہتا تہا کہ ابہی زبان جلتی ہے شکر کیون نہیں کرتا ہے غرضکہ تمام شب ہاتھ پانو بند سے اور زبان شکر کھلی تھی جبکہ صبح ہوئی اور طاقت درد کے تحمل کی نرہی فریاد آغاز کی

بیت پیر سد گر کند دلم فریاد ٭ لیک فریادرس نمی بینم ٭ اشک حسرت آنکھوں سے جاری تہی اور سوز سینہ سے فریاد کرتا تھا اور کہتا تہا کہ افسوس مہلکہ میں کوئی میرے حال سے خبردار نہوا اور عبث بیابان مرگ ہوا **بیت للمولفہ** کس سے اظہار کرون حال پریشاں اپنا ٭ کوئی دلسوز نہیں جز دل نالاں اپنا ٭ صبح کو شیر بھی تلاش معاش کو اپنے مسکن سے باہر آیا تھا اور اوس ٹیلے کے حوالی میں پھرتا تہا آواز دردناک کان میں آئی اور اوس آواز سے بوے آشنا آتی تھی اوس آواز پر ٹیلے کے قریب آیا جبکہ سیاح کے سر پر پہنچا اور پہچانا اور اپنے محسن کو بستہ بند بلا دیکھا سیلاب خون آنکھوں سے جاری ہوا اور کہا کہ اے دوست اس جگہہ کیوں پڑا ہے اور حال تیرا کیا ہے سیاح نے کہا کہ ای یار مہربان اس محنت آباد دنیا میں کوئی راحت بے جراحت حاصل نہیں ہوتی ہے اور خزانہ روزگار غدار میں کوئی گنج بے لطافت بے زخم اژدہای رنج و آفت ہاتھ نہیں آتا ہی

بیت للمولفہ فائدہ بھی یہاں تو نقصان ہے ٭ سنگ کھاتے ہیں باردار درخت ٭ اور جو کوئی کہ اس نکتہ سی آگاہ ہوا ہی اوسکو نہ کاوش خار آزار گیتی سے مانند ابر خزاں کے اشک حسرت گرانا مناسب ہے اور نہ جلوۂ گلہاے تازہ بر موسم بہار کی نا منتظر طرب کی فردانا لائق ہے کیونکہ اوس غم کو ثبات اور نہ اس شادی کو قرار ہی **ابیات** گویا ہی یہ نقر عارفان است ٭ نہ غم بہشت جو نہ

نہ شادی ہست ٭ آسمان جسکو سیر کرتا ہی ٭ ہیضے میں وہ ہی مرتا ہے ٭ جسکو پانی سے سیر آسنی کیا ٭ ہو گیا آخر اوسکو استسقا ٭
کس سے اس کمہاد انے نیکی کی ٭ کہ نہ ساتھ اوسکے اک بدی بھی کی ٭ اسکے بعد قصہ چورونکا اور مال لیجانیکا اور اپنے باندہ کے
ڈالجانیکا تفصیل بیانکیا بندر نے کہا کہ دل خوش رکھو ٭ **بیت** در نومیدی بسے امید ست ٭ پایان شب سیہ
سپید ست ٭ اور میں بقدر طاقت تدارک اسکا کرتا ہوں اور مقدم یہ ہی کہ تیری رہائی ہو اسکے بعد سیاح کے دست و پا کے
بند کاٹے اور اوسجگہہ کہ اپنا گھر خس و خاشاک سے بنایا تھا لیگیا اور جو میوہ تر و خشک موجود تھا حاضر کرکے التماس کیا کہ
آج کے دن اس مکان سے پانو باہر رکھنا اور فراغ خاطر سے بستر آسایش پر آرام کرنا اور میں ایک کام کیواسطے جاتا ہوں یہ
کہا اور روانہ ہوا چورونکے نشان پا پر جاتا تھا اور جو کہ تمام اسباب اور زر لیکے ساری رات چلے تھے صبحکو کوفتہ ہوکے
ایک چشمے پر سو رہے تھے اور اسباب کھول کے رکھدیا تھا اور با دل ایمن اور خاطر مطمئن آرام کیا تھا چاشت کیوقت بندر بھی جا
پہنچا اور اُنکو غافل پاکے فرصت غنیمت جانی اور نستاری کو پھاڑ کے اسباب نکالا پہلے خریطہ زر کا اوٹھا کے ایک گوشے میں
گڈھا کہود کے دفن کردیا اور دوسری بار باقی اسباب لیجا کے دوسری جاہ میں دفن کیا یہانتک کہ اسباب چوروں کا کچھ
باقی نرہا اور آپ ایک درخت پر جا بیٹھا اور منتظر اونکی بیداری کا تھا جبکہ چور بیدار ہوئے اور زر اور اسباب میں سے کوئی چیز نہ دیکھی حیران
ہوکے ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے ایک اُنمیں کہ عاقل تھا اُسنے کہا کہ ای برادران چشمے پر آمد و شد آدمیونکی نہیں ہے اور دوسرے
آدمی کے قدم کا نشان نہیں پایا جاتا ہی یہ کام کسیطرح آدمی سے نہیں ہوا ہے غالب ہی کہ یہ چشمہ جگہہ دیووں اور پریونکی ہو اور ہم
گستاخانہ اس جگہہ آئے اور دست و پا دراز کرکے سو رہے اسلیئے یہ حرکت اُس قوم سے ہوئی ہی اور یہ بھی جگہہ شکر کی ہے کہ اونہوں نے
ہمیں قتل نہیں کیا اب بہتر یہ ہی کہ یہانسے بھاگیں اور نیم جان کہ باقی رہی ہی اسے سلامت لیجائیں اس کے بعد با دل تنگ اور
ترسناک بھاگ گئے اور بندر اونکی معاودت سے خاطر جمع کرکے اپنے گھر آیا اور صورت حال یار سے کہی اور اس شب سیاح کو اپنے
گھر میں رکھا جب کہ دن ہوا بندر سیاح کو چشمے پر لایا اور جو کچھ کہ زر اور لباس اوسکا چور لیگئے تھے سپرد اوسکے کیا سیاح نے
اپنا مال لے لیا اور جو رخت کہ چورونکا ہاتھ آیا تھا اوسنے نہ لیا اور شکرگذاری کرکے بندر کو رخصت کیا اور آپ روانہ ہوا اور چند
فرسنگ راہ گیا تھا کہ اتفاقاً گذر اوسکا ببر کے مسکن پر ہوا جبکہ ببر مانند شیر ژیان کے نمودار ہوا سیاح نے دوڑ کر چاہا کہ بھاگے
ببر نے آواز دی کہ خوف نکر کہ مجھے حق تیرے احسانکا بھولا نہیں ہے اسکے بعد نزدیک آکے کمال محبت سے پیش آیا اور التماس کیا
کہ ایکساعت توقف فرما سیاح اُسکی رضامندی کیواسطے متوقف ہوا ببر تلاش میں تحفے کہ مہمان کے لایق ہو ہر طرف دوڑتا
پھرتا تھا کہ گذر اوسکا اوسی چار باغ میں کہ بادشاہ کی بیٹی رہتی تھی ہوا دیکھا کہ شاہزادی لب حوض زیور قیمتی پہنے بیٹھی ہے
ببر نے ایک پنجے میں کام اوسکا تمام کیا اور سب زیور لیکے سیاح کے آگے دہرا اور بہ منت کہا کہ آپ کی نذر ہے سیاح نے

زیور لیکی شکرگزاری کی اور شہر مین آیا اور اپنے دل مین کہا کہ جب تک ہم اور سیاح سے حسن عہد درست پایا زرگر تو انسان ہے کہان تک
میرے احسانونکا عوض نکریگا اور اوسے جواہر شناسی مین بہی مہارت ہے یہ جواہر اوسکی معرفت خوب بکیگا اس خیال مین
زرگر کے پاس آیا اور ماجرا اوسکو بیان کیا زرگر باعزاز تمام پیش آیا اور اوسدن بادشاہ کی دختر کے قتل کا شہرہ تمام شہر مین
ہو رہا تہا زرگر نے کہا کہ وہ جواہر کہان ہے دیکہون سیاح نے زیور مرصع نگار نکال کے آگے رکہا دیکہتے ہی زرگر نے
پہچانا اور دل مین کہا کہ یہ زیور تو شاہزادی کا ہے خوش ہوا اور کہا کہ یہ زیور ایک سلطنت کے خراج کی قیمت رکہتا ہے ای سیاح دل خوش رکہ
کہ تجہے احتیاج سے فارغ کئے دیتا ہون اور باخود کہا کہ آج وقت ہے اور موقع تیر کا نہین ہے یہ خوب وسیلہ بادشاہ سے صفائی کا ہاتھ
آیا کہ وہ بیٹے کے غم مین مبتلا ہے اور تلاش قاتل مین بیٹہا ہی اگر نشان اسکے زیور کا پائیگا تو اوسکی جلد مین پہر ہی مرتبہ میرا کر دیگا اور
سیاح کو قتل کریگا زرگر نے کہا کہ تو خاطر جمع سے بیٹہ مین زیور لیکے جوہریونکے پاس جاتا ہون اور اسکے بعد مع زیور در دولت بادشاہی پہنچا اور کہا کہ
ملکہ کے قاتل کو مع زیور پہنچے گرفتار کیا ہی بادشاہ نے اوسے بلایا اور زیور کو دیکہا کہا کہ سیاح کو لاؤ نندگی سیاح کو بادشاہ کے روبرو لیگیا بادشاہ نے
حکم دیا کہ اسے آج تمام شہر کے گرد پہرائین اور رات کو قید کرین کل اسے قتل کرونگا بیچارہ سیاح بیگناہ آہ آہ کرتا تہا اور کہتا تہا کہ اے
زرگر جو تو نے دوستی مین کیا کوئی دشمنی مین ایسا نکریگا عوض احسانکا یہی تہا مینے کہنا اس سانپ کا نہ مانا وہی ندامت اوٹہائی اگر
ہر چند اسکی سزا اور جزا مجہے ملے تو بہی تہوڑی ہے مگر بادشاہ کو یقین ہوا کہ کلام اوسکا مکاری سے ہے اور گنہگار یہی ہے بموجب
حکم کے اسے تمام دن شہر مین پہراتے تہے اور وہ سانپ بار ہا کے دور سے دیکہتا تہا آخر اوسنے پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جسنے
گڑہے سے مجہے نکالا تہا غمگین ہو منتظر فرصت کا تہا کہ شب ہوئی او سیاح کو زندان مین لیگئے جبکہ رات کو فرصت پائی سانپ
پاس اسکے آیا اور کہا کہ مینے نکہا تہا کہ انسان بدگوہر وفادار نہین ہوتا ہے اور احسانکے عوض مین بدی کرتا ہے اور تو نے جو
نصیحت میری نمانی اور زرگر بداصل کو کنوئین سے نکالا مین اسیدن سمجہا تہا کہ تیرا انجام ندامت پر ہوگا بیت من ہمان روز
ز فرہاد طمع ببریدم که عنان دل شیدا بکف شیرین داد سیاح نے کہا کہ ای دوست مہربان تجہل کر نیش نمک ملامت دل کے
جراحت پر چہڑکتا ہے اس سے سوز دل و آزار خاطر کے سوا اور کچہہ حاصل نہین ہوتا ہے اور مجہہ پر رنج کیا کم ہے کہ تیری نصیحت نمانی سے گرفتار
جہان اور مبتلائے غم جان ہوا اب صلاح بتا کہ اس بلا سے رہا ہون سانپ نے کہا کہ تدبیر یہ ہے کہ مین جا کے بادشاہ کی ماں کو
کاٹتا ہون ایک خلقت عاجز آئیگی پر وہ صحت نپائیگی یہ بوٹی لے اور بادشاہ کی ماں کو پلا دینا فی الفور صحت
پائیگی شاید کہ اس جلد مین تیری رہائی ہو جائے سیاح نے شکرگزاری کی اور سانپ بوٹی دیکے روانہ ہوا اور جا کر بادشاہ
کی ماں کو کاٹا اور بادشاہ تمام شب سرہانے ماں کے بیٹہا رہا اور معالجہ مارگزیدہ اطبا سے پوچہتا تہا طبیب بہی
جو کچہہ تریاق وغیرہ آنکی دوائین مقرر مین دیتے تہے کچہہ فائدہ نہوتا تہا جبکہ صبح کاذب ہوئی سانپ نے بام پر آکر

آواز دی کہ علاج بیمار گزیدہ کے نہایت مجرب سیاح بیگناہ کے پاس کہ زندان مین محبوس ہے موجود ہی بادشاہ نے کہا کہ دیکھو مہرکیون
شخص ہے ہرچند کو ڈھونڈھے پر لوگون نے ڈھونڈھا ان کسیکا نہ پایا یقین ہوا کہ ہاتف غیب نے آواز دی ہی سیاح کو زندان سے بلایا اور دوا کی
درخواست کی سیاح نے کہا **بیت** ہمیشہ در عدل کمال احسانت بہ جو کعبہ مقصد حاجات اہل عالم باد بہ علاج اس مرض کا میرے پاس ہے
اور امید خدا سے رکھتا ہون کہ ملکہ جہان اسی دم صحت پائیگی لیکن امیدوار ہون کہ اول بادشاہ میری پریشانی کا حال
سن لے اور عدل شاہی کے یہی زیبندہ ہے کہ گوش ہوش مظلومونکی فریاد پر لگا رکھے اور جو بادشاہ کہ شنوای حال مظلومونکی
نہین کرتا ہے وہ جہانبانی کے سزاوار نہین ہوتا ہی سخن راست سیاح کا بادشاہ کے دل پر اثر کر گیا اور بطریق لطف کہا کہ حال اپنا
از ابتدا تا انتہا بلا دہشت بیان کر سیاح نے سب حال اپنا بہ سبب اوس جرأت کے کہ راستگویونکو ہوتی ہے دلیرانہ اور شرح کے
بیان کیا بادشاہ کو یقین ہوا کہ یہ بیگناہ ہی اسکے بعد سیاح نے بوٹی جو دو دھ مین گہول کر بادشاہ کی رانکو پلائی فی الحال اسنے شفا پائی بادشاہ
نے سیاح کو ندامت کر بہا او انعام کثیر سے سرفراز کیا اور زرگر غدار مکار ناحق شناس کو دار پر کھینچا آخر اپنے کردار کو پہنچا **نظم** درین الملکات
آنکہ بد کرد بہ نہ بر حال کسان با حال خود کرد بہ اگر خواہی نکو باشی نکو باش بہ ہمیشہ راست کار و راست گو باش بہ نقل ہی بادشاہونکی
فائدہ کیواسطے کہ کن شخصونکو مصاحب اپنا کرین اور متعلقونکے حال کا تفحص کرتے ہین اگر بادشاہ ملک کا اوس بے اصل و بے ادب کی پرورش نکرتا
تو بیٹی بادشاہ کے قصور عظیم مین مبتلا نہ ہوتی او بطریق جزا کے پنجہ شیر سے جان اپنی نہ کہوتی اور اگر بادشاہ قول مظلوم سنکر
کان نہ سنتا تو حق باطل ہی اور راست دروغ سے جدا نہ ہوتا بادشاہ کو لازم ہے کہ بغیر تحقیق واقعی کے پرورش نااہل کی نکرے اور
سیاست کیوقت ترحم اور نیکی کے موقع پر بدی تجویز نہ فرمائے اور فرض مقتضائے کہ بارگاہ دولت انکی لیئے استادہ کیا ہی اور
کارفرمائے قدرنے کہ نوبت جہانداری واسطے انکی بجائی ہے تو لازم ہے کہ ایسی سعی کرین کہ وہ کام انسے ظہور پائے کہ باعث نیکنامی
دنیا اور سبب نجات عقبی ہو **قطعہ** ہر ستے نظر بکسے کے کند سپہر بہ ہر نوبتے زمین بکسے کی دہد زمان بہ چون کام جاودان نتوان یافتن بسعی
خرم کسی کہ ماند ازو نام جاودان بہ **باب چودہواں مشتمل ہے عدم التفات اور انقلاب زمانے پر** جینے
بنانے کارکو قضا و قدر پہ رکہنا بہتر ہے جبکہ راے کشور آرا نے یہ داستان کہ فائدہ جسکا انہ بیکران ہے حکیم پر
فنون سے بجان و دل ممنون ہوا اور کہا **قطعہ** ای تشنگان بادیہ شوق یافتند بہ از بحر طبع روشنت آب لال علم بہ بردا شتہ
ضمیر منیرت بدست فکر بہ روزی ہزار بار نقاب از جمال علم بہ کہ تصدیع جناب حکمت مآب کے زیادہ حد سے گذری اور تکلیف ہی
اسطرف سے حد بے ادبی کو پہنچی اور نزدیک ہے کہ طناب اطناب کی قطع ہو جائے مگر جو از راہ تلطف تیرہوین وصیت سے فیضیاب
فرمایا تو نے اور داستان ملوک اور تربیت ندما اور متعلقون کی سنی اور جو خلل کہ ارزال کی صحبت اور سفلونکی مصاحبت
سے پیدا ہوتا تہا اوس سے مطلع ہوا مین اب عنایت فرماکے مضمون وصیت آخری کا کہ چودہوین ہے مفصل بیان فرمائی اور حکایت

بھی شہرہ آفاق ہی پاکے تیرا بندۂ احسان ہوں اول یہ فرما کہ کریم مزاج اور عاقل کامل کیوں بستہ بند بلا اور خستہ رنج و عنا ہوتے ہیں اور لئیم اور جاہل اور نادان فارغ کس سبب سے بفراغت ورفاہیت زندگانی بسر کرتے ہیں وجہ اسکی اور سبب جلب منفعت اور دفع مضرت کیا ہے اور کس تدبیر سے محفوظ رہنا اور کونسی تدبیر سے مقصود کو پہنچنا ہوسکتا ہے برہمن نے جواب دیا کہ اے پادشاہ دولت اور سعادت کے واسطے مقدمات اور اسباب بہت ہیں جو کوئی کہ اسی حاصل کرکے اُس راہ پر چلے سزاوار جاہ و حکمت اور شائستہ عزت و رفعت ہوتا ہے مگر اُسکے نتیجے اور ثمرات تقدیر الٰہی سے متعلق ہیں اور اصل ان سبکی تقدیر ہے اور اسکی بعد حکم پادشاہ ہی کیونکہ بغیر مشیت ایزدی کے سب وسیلے باطل ہوجاتے ہیں بلکہ بارہا دیکھا ہی کہ بہت سے دانایان شہینہ کو محتاج پھرتے ہیں اور اکثر جاہل اور نادان کہ ہرگز لیاقت شوکت کی نہیں رکھتے ہیں اور تقدیر اُنکو سلطنت پر بٹھاتی ہی **قطعہ** گنج شاہی دہند در نازو بہ ہنر پیشہ نیم نان ندہند بہ سفلہ بصدر و اہل دانش را بہ غلط رہ بر آستان ندہند **ایضاً لمصنفہ** آیا ہی نظر عجب طرح کا یہ باغ ٭ ہر پھول اسیر رنج کا نٹونکے فراغ ٭ دیکھو ہے عجب ہوا یہانکی اُلٹی ٭ بلبل ہے قفس میں بند آزاد ہے زاغ ٭ غرضکہ یہ سب حکم یزدانی ہے ہرچند کسیکی خرد کامل ہو کہ اُس سے وجہ معاش سرانجام کرسکتا ہو مثلاً حرفت کہ نزدیک عقلا کی آسان ہر دیا جال زیبا کہ دلونکو صید کرتا ہے وہ بھی سبب نافع کا ہوتا ہے لاکن جبتک قضای الٰہی اُنکی یار نہو یہ سب ہیچ ہے اور کوئی ثمرہ ان سے مترتب نہوسکیگا لاکن جو کہ پسندیدہ عقل ہے مآل کار اُسکا بخیر ہوتا ہی اور ثمرہ نادانیکا بیشتر پشیمانی کو کھینچتا ہے چنانچہ ایک پادشاہزادے کی یہ حکایت شہر نستور کے دروازے پر لکھی تھی یادگار اور اسباب کیواسطے ایک داستان نگین اور قصہ شیریں ہے رائے نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت پادشاہزادہ نستور کہا کہتے ہیں کہ ولایت روم میں ایک پادشاہ تھا کامگار اُسکے دو فرزند تھے نہایت فضل و ہنر سے آراستہ جبکہ اُس پادشاہ نے داعی اجل کو لبیک کہا بڑے بھائی نے باپکے خزانے پر قبضہ کیا اور ارکان دولت کو نہایت شیریں زبانی اور چاپلوسی سے مائل اپنا بنایا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر آئین پدر کو جاری کیا جبکہ چھوٹے بھائی نے دیکھا کہ ہما ے سلطنت بڑے بھائی کے سر پر سایہ افگن ہوا سمجھا کہ مبادا بھائی مجھے شریک سلطنت جان کے ضرر پہنچائے اس خوف سے ترک غربت اختیار کی **بیت** ز شہر خویش بلطم سیر سفر دارم ٭ بجز غم تو ندارم چہ توشہ بردارم ٭ شاہزادے نے راہ دور و دراز تنہا اختیار کی سر شام حد منزل کو پہنچا اور اپنی تنہائی اور غریبی پر روتا تھا اور کہتا تھا کہ پہلی ہی منزل میں یہ کرب و بلا ہے تو انجام میں کیا ہوگا القصہ وہ شب تنہائی میں کاٹی دوسرے دن کہ خورشید تابان نے تیغ افق سے سر نکالا کہ شاہزادے نے چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جوان خوشرو بیچیدہ مو ہمراہ ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک محبوب ہے کہ قبلے کمال حسن اُسکے قامت پر دوختہ اور دل آفتاب اُسکے رشک شمع جمال سے سوختہ ہے جبکہ شاہزادے نے بغور وہ خط دلکشا اور رخسار ماہ وش مشاہدہ کیا دلمیں کہا کہ الحمدللہ محنت سفر کی اسکی راحت موافقت سے آسان ہوجائیگی بلکہ

اوس شخص کی آوارگی گھر سے بہتر ہے کہ جسکے ہمراہ ایسا محبوب ہو اسکے بعد وہ دو یاسمن جوانی اور وہ دو نہال جو بیادہ زندگانی
باہم کی ملاقات سے اسقدر خوش ہوئے کہ بیابان الم کو گلستان ارم تصور کرتے اور خارہ مغان مشقت کو سامان حشم و خدم سمجھتے
تھے **رباعی** گرد و خم زلف تو در چنگ آید ٭ از حال بہشتیان مرا ننگ آید ٭ در بے تو بہ صحرائے بہشتم خوانند ٭ صحرائے بہشت
بر دلم تنگ آید ٭ اور دوسری منزل میں ایک سوداگر بچہ نہایت ہوشیار کاردان صاحب تہور دوراندیش تمام خرد کہ ہنگام کا تہیہ
کامل سے رشتہ شب کو گردن روز پر باندھتا تھا اور وقت ضرورت فکر رسا سے جنس خورشید کو چار بازار فلک سے
ارزان خرید کرتا تھا **بیت** حریفے چابکے شیریں زبانے ٭ لطیفے ہوشیارے کاردانے ٭ وہ بھی ان کے ہمراہ ہوا
یعنی سعادت سے اس شکل مثلث میں ظہور کیا نہیب دہقان زادہ زور آور کہ ابواب زراعت میں بصارت شامل اور تمام
کشتکاری میں مہارت کامل رکھتا تھا اور علم فلاحت میں صناع بیبدل تھا کہ اگر چوب خشک کو زمین سخت میں گاڑ دیتا تو
تھوڑے عرصے میں نہال اوسکا کمال کو پہنچ کے میوہ افشانی کرتا تھا اور فن دہقانیت میں برکت قدم اُسکی یہ اثر رکھتی تھی
کہ جس خاک پر پانو رکھتا تھا بے اسکے کہ تخم اُسمیں بویا جائے زراعت بارور ہو کر لہلہاتی تھی وہ مصاحب اُنکا ہوا جبکہ یہ چار رکن
رکین یکجا ہوئے دوستی بدرجہ اتم انمیں پیدا ہوئی اور مضمون خَیْرُ الرُّفَقَاءِ اَرْبَعَةٌ نے ظہور پایا اور یہ آپس کی مصاحبت سے
باہم ایسے خوش تھے کہ عزیز اور اقربا اور دیار و دیار کو فراموش کر کے منزل پیمائی کرتے تھے اور کربت سفر سے مطلق ملول نہوتے
تھے بلکہ ملاقات اور اختلاط سے آپس کے خرم و مسرور رہتے تھے القصہ بعد قطع مسافت شہر لکھنو میں پہنچے اور کنارے شہر کے
واسطے آسایش کے ایک جگہہ بہتر سمجھ کے ٹھہرے لیکن کسیکے پاس کچھ زادراہ اور کوئی دینار و درم باقی نرہا تھا ایکنے
اُن یاروں میں سے کہا کہ وقت یہ ہے کہ ہر ایک اپنا ہنر دکھائے اور جد و جہد سے کچھ حاصل کرے تا چند روز اس شہر میں بسر کریں اور محتاج
اُنکو قوت کے ہوں شاہزادہ نے کہا کہ کام عالم کا تقدیر الٰہی پر موقوف ہے اور کوشش اور جہد اور سستی اور کاہلی اوسمیں زیادتی اور نقصان
نہیں کر سکتی ہے پس چاہیئے کہ عاقل طلب دنیا میں فکر مکری اور عمر عزیز کو ایسے مردار کے پیچھے کہ باوجود ناپائداری کے دشمن خیز
اور بیوفا بھی ہے رایگان نکرے **نظم** اینجہاں بر مثال مردار یست ٭ کرگساں گرد او ہزار ہزار ٭ این مران را ہمی زند مخلب ٭
و آں مراین را ہمی زند منقار ٭ آخر الامر بہ بیوند ہمہ ٭ وز ہمہ باز ماند این مردار ٭ اور کم و زیادہ اوسمیں نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ یعنی ہمنے تقسیم کیا ہے رزق کو اونمیں یعنی مخلوق میں پس تقسیم خدا کو کسکی مجال ہے
جو کم و بیش کر سکے اور دوسرے یہ ہے کہ حریص کا انجام کار وبال و نکال پر ہوتا ہے **ابیات** گرچہ ہست نقد بدست آدمیم ٭
بیشتر از روزی خود کے خوریم ٭ پس ز پے آنکہ نہ روزی ہست ٭ این ہمہ تشویش کشیدن چراست ٭ راہ رضا گیر بہ بہر کہ منشو ٭
شو بہ حرص ہمچو کمینہ و خرسند شو ٭ اسکے بعد جوان بیابانی نے کہا کہ حصول زر کے واسطے حسن ایک وسیلہ ہے مشتہر ہے کہ ہر جگہ

کہ جیم جمال جلوہ آرا ہوا غالب ہے کمال کی وہان کمی نہوا جیسا کہ ڈالی ظرافت ظہور پکڑے رافت اور مہربانی ہر طرف سے منھ کہاے
سوداگر نے کہاکہ سرمایۂ حسن ہزار معاملات مین ایک نقد ہے مگر بہت کم تھاکہ اندک عارضی سی زائل ہوجاتا ہی مگر حصول
دولت اور نعمت کیواسطے رائے درست اور تدبیر صائب اور کار شناسی سعادۂ گزارسی بہتر کوئی چیز نہین ہے اور جسکا پایۂ معیشت یعنی
جگہہ سے لغزش کریگا سوائے پنجۂ عقل اور فکر درست کے اور کوئی اوسکی دستگیری نکر سکیگا بیت کریگا عقل سی کوئی اگر کام نہوگا بیز
دنیا مین وہ ناکام ہے دہقان زادہ نے کہاکہ عقل اور تدبیر ہر جگہہ کام نہین آتی ہے اور ہر وقت اوسکے فائدہ سی مترتب نہین ہوتے
ہین کسواسطے کہ اگر گردش دولت کی حاصل کرنیکی سبب ہوتی تو جو کوئی کہ دانائی مین سب سے بیش اور رائے درست مین سب سے بیشتر
ہوتا تو لوای دولت میدان سلطنت مین وہی بلند کرتا سو ایسا نہین ہوتا ہے اور مینے بہت عاقلونکو دیکھا ہی کہ زندان
احتیاج مین گرفتار ہین اور وہ لوگ عقل سی بہرہ نہین رکھتے ہین بوستان تنعم اور مالداری مین خوش گزران کرتے ہین بیت
فلک بمردم نادان دہد زمام مراد ہے تو اہل فضلی و دانش ہمی کنایت بس ہے بلکہ برکات کسب سے بہی آدمی کامگاری اور مسرتکو پہنچتا
ہے اور وسیلہ ہنر و فائدہ حرفت سی زیور رشاد کامی اور بہجت سی آراستہ ہوتا ہی نظم نا سخ کسب کرزر اسی پایگا ہے عقل
سے کچہہ ہاتھ آئیگا گرچہ مین بادشاہ حقا نہ مین زراہل کسب کے محتاج ہے جبکہ نوبت کلام تمام ہوئی پہر سب نے شاہزادے
التماس کیاکہ اب کوئی نکتہ بیان فرمائیے شاہزادے نے کہاکہ مین کسی مذہب پر ہون کہ پہلے سی شمہ اوسکی تقریر کا بیان کیا
تہا اور تم ہر فیقونکی بات بہی درست ہے کہ پیرایۂ حسن اور سرمایۂ عقل اور کسب سے کچہہ حاصل ہوتا ہی اسکا ہی منکر نہین ہون مگر مدعا
یہ ہے کہ اگر جمال کو حکم قضا پردے کے پیچہے سی جلوہ نہ دکھائے تو ستارۂ حسن افق اقبال سی طلوع نکرے اور جبتک اسکا گزار قدر
دروازہ دکان مشیت نہین کہولتا ہے متاع عقل و دانش بازار قبول مین رواج نہین پاتا ہے اور فائدہ کسب کا ایک نوالہ ہے کہ
حوالہ کرنے سے تقدیر ازلی کے نصیب ہر مند درنج ہوتا ہی اور نفع زراعت کا ایک توشہ ہی کہ خرمن ارادت لم یزلی سے مزارعان
دہقنت کو پہنچتا ہے اور بے مقتضائے حکم ربانی جو خط کہ اندیشۂ رنگ آمیزی سی لوح خیال پر کہنچا جاتا ہے اور مضمون عزیمت خواہان کا
کہ بے امداد تقدیر و رفق تدبیر سے پڑہا جاتا ہی انجام اسکا ایک افسانۂ لاحاصل ہوجاتا ہی بیت چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود نداشت
فسون ما بر اگشتہ ست افسانہ ہے پس ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالی چاہی تو مقصود ہر کسیکا بے محنت اور تعب بہی حاصل ہوا ہی اور اگر
اللہ تعالی کا ارادہ اسکے حصول پر نہو تو کوشش کچہہ کام نہین آتی ہی پس گردن کو حکم الہی پر اور سر تسلیم کو تقدیر ربانی کی نیچے رکہا
چاہیے ورنہ خسر الدنیا و الآخرہ موجود ہی مصرع در ان رضا بقضا دادن است و لیس مجیسا کہ اس پیر دہقان اپنا کام
عنایت الہی کے سپرد کیا اور نہو طلبی تو نہین مطالب حاصل کرکے قید محنت سی آزاد ہوگیا تینون یارون نے پوچہا ہے کہ یہ قصہ کیونکر
تہا حکایت پیر دہقان کہا کہتے ہین کہ شہر سراندیپ مین ایک دہقان تہا کہ ہاتھ اوسکا کشادہ اور اسباب

زراعت سے آمادہ تھا چنانچہ چند روز مین تین سو دینار سرخ اوسنے جمع کیے اُس مال سے خوش رہتا تھا اور اُسمین سے کچھہ
صرف نکرتا تھا ہر روز اُنہین کھول کے آگے رکھتا تھا اور شمار کرتا تھا اور اُس زعفران زار طرب افزا سے لب عیش کو خندان
کرتا تھا ایکدن عادت مستمرہ کے موافق گن رہا تھا کہ تھیلی مین رکھے کہ ایک آشنای قدیم نے دروازے پر آواز دی دہقان نے بحکم
استر ذہبک سرخ فسرکہ آشنا کو علم اسکا نہو جلدی سے اشرفیونکو ایک سبو مین ڈالدیا اور جلد باہر آکے اُس آشنا کی کسی
کام کے واسطے ایک قریہ کو گیا اور جانے کے وقت اپنی زوجہ سے تاکید کر گیا کہ کھانا پکا رکھنا جبکہ دہقان گیا عورت نے چاہا
کہ اُس پکائے گھر دیکھو خالی سمجھ کے گھر سے باہر لیکے آئی اور منتظر تھی کہ کوئی آشنا صورت نظر آئے تو اُس سے پانی منگلوائے
قضارا ایک قصاب گائے کی خریداری کے واسطے اس قریہ مین شہر سے آیا تھا اوسطرف اتفاقاً اوسکا گذر ہوا زن
دہقان نے کہ اُس سے تعارف رکھتی تھی کہا کہ اتنی تکلیف کرکہ یہ گھڑا مجھے کنوئین سے بھر لادے رستائی نے قبول کیا اور وہ گھڑا اُسکے
ہاتھ سے لیلیا اور اُس عورت کو یہ علم نتھا کہ اسمین اشرفیان ہین قصاب گھڑے کو پس پشت رکھ کے کنوئین کیطرف چلا
راہ مین اُسے معلوم ہوا کہ کوئی چیز اوس گھڑے مین کھڑکتی ہے جبکہ گھڑے مین ہاتھ ڈال کے دیکھا تو توڑا اشرفیونکا پایا خوش ہو کے
چھپالیا اور کہا **بیت** دولت آنست کہ بیخون دل آید بکنار ورنہ باسعی و عمل باغ جنان اینہمہ نیست اور ستایش اور منت حضرت
اللہ تعالی کی بجالا کے کہتا تھا کہ بے شائبہ محنت اور مشقت اور بے مقابلہ رنج و اذیت یہ نعمت بی نہایت ہاتھ لگی دولت بغایت مجھے
عنایت فرمائی اب شکر گزاری اس نعمت غیر مترقب کی واجب ہے اور حرفت بھی چھوڑنا مناسب نہین ہے اور اُسکو برای وقت
احتیاج ذخیرہ رکھنا چاہیے اسکے بعد اُس قصاب نے زر کی خوشی مین پانی اور گھڑا سب بھولا اور نئی زر سے کہ ہمراہ لایا تھا ایک گائے
فربہ خرید کرکے گھر کی راہ لی جبکہ اُس قریہ سے نکلا اور شام ہوئی دلمین اندیشہ کیا کہ یہ زر میرے پاس ہے اور اُس خطرناک
کیونکر امان ملیگی اور اگر دفن کرتا ہون تو مبادا نشان اُس مکان کا بھولجاؤن اور اگر کسیکے پاس قریہ مین امانت رکھتا ہون تو
رسم امانت داری کی اس زمانے سے اوٹھہ گئی ہے صلاح یہ ہے کہ ان دینارونکو کسی حیلے سے گائے کے حلق سے اُتار دون جبکہ گھر مین پہنچکے
اُسے ذبح کرونگا بجنسہ نکال لونگا اسکے بعد بیچاری گائے کو اُس بلا مین مبتلا کیا اور گوسالہ سامری کی مانند پر زر کرکے گھر کی
طرف روانہ ہوا قضارا راہ مین اُسکا بیٹا ملا بعید کام اور کہ قصاب کو ضرور تھی اُسکا بیان بیٹے سے کیا اور ان کاموں کے واسطے قصاب نے بیٹے کو
پہر اور گائے کو بیٹے کے سپرد کیا اور بیٹے کو اُس زر سے آگاہ کیا اس عرصہ مین دہقان بھی گھر کو پھر آیا تھا اور ایکدن اُس دہقان نے منت مانی تھی کہ ایک گائے فربہ
قربانی کرونگا جبکہ ایسی فربہ گائے دیکھی واسطے خریداری کے متوجہ ہوا اور جو قیمت کہ مانگی اوس سے زیادہ دیکر اوس گائے کو لیکر گھر آیا اور ارادہ قربانی کا
کیا اسکا تئین اُسی اشرفیونکا توڑا پایا دل آیا کہ اُس سبو سے نکالکے جائے محفوظ مین رکھے ہر چند تلاش کیا سبو کو نپایا عورت سے پوچھا
کہ گھڑا کیا ہوا عورت نے تمام حقیقت بیان کی دہلن دہقان کے دل مین اوٹھا اور زار زار رونے لگا اور خرد و ریز مین سوالی تھی ڈرا لگی تھی

بیت جامۂ کہ بگزیند بہر مال و منال ٭ یقیں بداں تو بر و بہشتن ہمی خندد ٭ دہقان ایکساعت ورطۂ تحیر میں رہا آخر
دل کو راضی بقضائے الٰہی پر کیا اور کہا **مصرع** بگذاشتیم تا کرم او چہا کند ٭ اسکے بعد گائے کو قربانی کیا اور پیٹ چیرا تو ٹوٹا تھیلا
بجنسہ اوسکے پیٹ سے نکل آیا خوشی سے بیہوش ہوگیا جبکہ ہوش میں آیا مرہ اوٹھایا اور چاک کرکے چومتا تھا اور آنکھوں سے لگاتا تھا
اور اپنے دلمیں کہتا تہا کہ ایسا امر عجیب اور سانحہ غریب کسیکی آنکھ نے دیکھا تہا اور نہ کانوں نے سُنا تہا کہ جسطرح سے یہ زر ہاتھ
آیا اگر بار دیگر ایسا حادثہ پیش آیا تو بغیر اس زر کے زندگانی نہوگی اب احتیاط واجب ہے اسکے بعد وہ دہقان ہمیشہ اُس
توڑے کو پاس رکھتا تھا اور اُسکی عورت ہمیشہ اس بات پر اوسے ملامت کرتی تھی کہ یہ عمل طریق توکل سے دور ہے اور ذخیرہ رکھنا یہ دلیل
ہے خدا کی رزاقی پر اعتماد نہ کرنیکی کیونکہ اللہ تعالیٰ ضامن رزق کا ہے اور اپنے بندونکو ہر حال میں روزی پہنچاتا ہے پھر ذخیرہ کرنے
کے کیا معنے اور عاقل کامل وہ ہے کہ مال کے جمع کرنیمیں حرص نرکھے اور دیدۂ توکل کرم پر کریم کارساز کے کھلے رکھے کہ کوئی فرد عالم
ایسا نہیں ہے کہ اُسکے خوان احسان سے روزی نپاوے اور یقین کرنا چاہیئے کہ روز ازل سے جو مقدر ہوا ہے زیادتی اور نقصان اسمیں
ممکن نہیں کہ پیشانی تقدیر میں بیش و کم کی گنجایش نہیں ہی ہے دہقان نے کہا کہ اے عورت عالم اسباب میں تدبیر کے بغیر کام
نہیں نکلتا ہے ظاہر میں رعایت اسباب کی کرنا اور باطن میں ساغر شراب توکل پینا چاہیئے **رباعی للمؤلف** زنہار نہیں ہے یہ
توکل ہے کرنا ہی ہر امر میں تغافل ٭ ہشیاری بھی کر خدا کو بھی سونپ ٭ یک جا ہو توکل و تعقل ٭ عورت خاموش ہو رہی اور دہقان
نے وہ اشرفیاں کمر میں باندھیں اور اپنے کام میں مشغول ہوا ایکدن چشمۂ آب پر غسل کرنیکو گیا اور وہ اشرفیاں کمر سے کھول کے
کنارہ رکھدیں جبکہ نہانے سے فارغ ہوا کپڑے پہن کے روانہ ہوا اور اشرفیاں اوسی جگہہ بھول گیا مقارن اُسکے ایک
شبان بکریونکے پانی پلانیکو اُسی جگہہ وارد ہوا اور وہ اشرفیاں لب چاہ دیکھ کے جلد اوٹھالیں اور اپنے گھر کو بھاگا
اور گھر میں آ کے شمار کیں تو تین سو دینار سُرخ تھے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دولت خداداد مجھکو ہاتھ آئی ہے اسے حفاظت سے
رکھوں اور معاش اپنی حرفت قدیم سے کیا کروں اور یہ مبلغ روز سیاہ کیواسطے رکھ چھوڑوں بعد اسکے دم کو لے رہا اور کسی سے
یہ مذکور نکیا اور اپنے شبانیمیں مشغول رہا لیکن اوسکے بعد اُس سادہ لوح نے دل اپنا یہانتک اُن اشرفیوں سے لگایا کہ ایک
حالت عشق کی پیدا ہوئی جبکہ دہقان کو گھر جا کے اشرفیاں یاد آئیں با دل محزوں اور با دیدۂ پُر خوں پھر اور بہت سے
تلاش کی پر مطلب کو نپہنچا آخر مایوس ہو کے گھر آیا اور صورتحال اپنی زوجہ سے بیان کی چونکہ پہلے سے عورت کا دل شوہر کی
اس حرکت سے بھر رہا تھا کہ جب یہ کیفیت سُنی زبان ملامت کھولی اور کہا کہ اے نا عاقبت اندیش اُس زر کے حفظ میں یہ
مبالغہ کیا تو نے اور ہمارے نفقے سے تنگی رکھی اب اُس زر کی حسرت میں آنکھونکو نمناک اور دل کو غمناک رکھ دہقان نے
کہا کہ سچ کہا تو نے **بیت** بدرد دوری اگر مبتلا شدیم رواست ٭ کہ روز وصل نگفتیم شکر نعمت او ٭ مخفی ہے اور عجب مخفی تماشا

کر زرکے جمع کرنے میں سعی بفائدہ کی اور اہل و عیال پر تنگی معاش رکھی کوئی عاقل ایسا نہ کریگا کہ صرہ زر کو کمر میں باندھ کے محنت کرے اور اہل و عیال کو تکلیف روا رکھے مگر عوض اُسکا یہی تھا کہ کارخانہ تقدیر سے ایسا نقش ظاہر ہوا کہ اسطرح سے میں گرداب تحیر میں پڑا اب کہ ساحل نجات کو پہنچ نہیں سکتا ہوں یہ باعی گویا کہ میرے حسب حال ہے **رباعی** ہر چند بہاں حصول دولت مجکو ۔ لیکن نملا گنج قناعت مجکو ۔ غفلت سے میں افسوس نہ سمجھا کہ یہ حرص ۔ کردیگی گرفتار مصیبت مجکو ۔ اس کے بعد دہقان اسی غم میں مبتلا رہا اور یہ نذر کی کہ اگر پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ مجھے مال دیگا تو میں جمع نکرونگا بلکہ صرف بیجا میں کوشش کرونگا اسکے بعد توکل سے توسل کر کے کلید اپنی قفل بستہ کی حضرت معبود کو تفویض کی اور یہ بیت مولف کی تکرار کرتا تھا **بیت** گر توکل رزق بے اندازہ ہے ۔ ہر جگہ اللہ کا دروازہ ہے ۔ اور اُدہر شبانکا یہ حال تھا کہ اوس توڑیکو اپنے بغل میں رکھتا تھا اور بکریونکو چراتا تھا ایکدن ایک کنوئیں کے پاس بیٹھا نگہبانی کرتا تھا کہ ایک غول سوارونکا دور سے نظر آیا ڈرا کہ مبادا یہ سوار اشرفیاں مجھ سے چھین لیں اُس توڑیکو اُسی کنوئیں میں ڈالدیا اور بکریاں لیکے اپنے گھر کو بھاگا اتفاقاً وہی دہقان مزدوری کے واسطے گھر سے باہر نکلا تھا جبکہ قریب اُس کنوئیں کے پہنچا باد سخت تند وزان ہوئی اور دستار اوسکے سر سے اوڑ کے اوسی کنوئیں میں جا پڑی دہقان جلد اُس کنوئیں میں اُترا اور دستار اپنی کنوئیں میں ڈھونڈہنے لگا ناگاہ وہی توڑا اشرفیوں کا اُسکے ہاتھ آیا یہ وہ مثل ہے کہ ایک شخص گدہا ڈھونڈتا تھا یاقوت پایا دہقان شکر الٰہی بجالایا اور اپنی گھر میں آکے یہ قصہ اپنی عورت سے کہا اسکے بعد جو شمار کیا تو وہی تین سو عدد پوری تھی دہقان نے کہا کہ اوسی قدر کہ میری گم ہوئی تھی اُتنے ہی دینار اللہ تعالیٰ نے غیب سے مجھے عنایت کیئے اسکے بعد جو اوسنے نذر کی تھی اوسکو وفا کیا یعنی اُنکو خرچ کرنا شروع کیا کچھ اُسمیں سے نفقہ عیال کا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں صرف کرتا تھا یہانتک وہ دو سو دینار خرچ ہو گئے اور وہ شبان شب کو اس چاہ پر آکے کنوئیں میں اُترا ہر چند تلاش کیا اپنے یوسف گم گشتہ کو نہ پایا یعقوب وار رو رہا اور کہا کہ اوس مال کے بغیر کہ محبوب جانی تھا زندگانی سے کیا راحت ملیگی اور یہ بیت ناسخ کی پڑہتا تھا **بیت** کاش ہوں دل کی طرح دیدۂ بیدار جدا ۔ کسکا نظارہ کرونگا کہ ہوا یار جدا ۔ اسیطرح سے شبان حیران و پریشان متاسف کنان پھرتا تھا ایک مدت کے بعد شہر میں آیا اور گذرا اوسکا اوسی دہقان کے گھر ہوا دہقان جلد بیسے اوٹھا اور اپنی عادت کے موافق اس شبان کو مہمان کیا اور کھانا کھانیکے وقت کلام باہم کرنے لگے دہقان نے دیکھا کہ آثار ملال کے شبانکے چہرے پہ ظاہر ہیں کہ بار بار اشکباری کرتا ہے دہقان نے سبب رونیکا پوچھا شبان نے کہا کہ کیونکر شکستہ دل نہوں کہ یہ بیت میرے حسب حال ہے **بیت** انگشتری گم شد ست از سلیمان گم شدی ۔ ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستی ۔ اور کہا تین سو اشرفیوں کا میں مالک تھا اور قوت دل اور راحت جان اور نور بصر اور سرور سینہ مجھے اُنہیں سے حاصل تھا فلانے دن ظالموں کے خوف سے

غلانے کنوئیں مین ڈالدین تھین دوسرے دن جو ڈہونڈہا تو اثر انکا نہ پایا دہقان نے جبکہ یہ بات سنی متحیر ہوا اور عورت کے
پاس جاکر کہا کہ اس مال کو مین حلال جانتا تہا اور دست تصرف اسپر دراز کیا تہا سو وہ حق اس مہمان کا ہے اور مین غفلت کے
سبب ورطہ وبال مین پڑا اب جسقدر کہ رہا ہے وہ اس مہمان کو سپرد کردون اور جو کہ خرچ ہوچکا ہے اگر اللہ تعالے نے اپنے
کرم سے میسر کیا تو اوسی ادا کرونگا ورنہ اپنی عمر استغفار مین بسر کرونگا واللہ عالم ہے کہ مجھے بے علمی نے ورطۂ
بازخواست مین ڈالا اور اس حال کا افشا بھی مکروہ نہین فی الحال تین سو اشرفیون کا مطالبہ ابھی کرے گا
اور مین اس کے ادا کرنے مین عاجز آونگا عورت نے یہ بات بہت پسند کی کہ حق حقدار کو پہچانا اور قناعت اور توکل سے سازکرنا
واجب ہے ہاں حق تعالی عوض انکا ہمکو پھر عنایت کرے جو کہ توکل اختیار کرتا ہے جلد مقصد کو پہنچتا ہے دہقان نے سو
دینار جو باقی رہی تھے بر سبیل ہدیہ شبان کے آگے رکھے شبان نے کمال منت سے اوٹھا لیے اور گنے تو پوری سو اشرفیان تہین
شبان نے دل مین کہا کہ یہ فال نیک ہے امید ہے کہ باقی دو سو بھی ملجائین اور ان سو کو نہایت محافظت سے رکھا چاہیے تا پھر
رنج مین گرفتار نہوں کہ حدیث شریف مین آیا ہے لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ اسکے بعد ایک چوب سبتی بہت موٹے
کہ جسے لٹھ کہتے ہین اس شبان کے ہاتھ مین تہی اوسی تہوڑا چیرا اور مجوف کرکے وہ اشرفیاں اوسمین بھردین اور ہر دم اپنے
ہاتھ مین رکھتا تھا ایکدن دریا بزرگ پر کھڑا تھا کہ وہ چوب دستی گر پڑی ہر چند اسنے جہد کی نپائی حیران اور پریشان گھر کو
آیا اور وہ دریا شہر کے نیچے سے نکلا تہا اتفاقاً وہی دہقان کناری پر ایک جگہہ غسل کرتا تہا کہ وہ چوب دستی بہتی
ہوئی اوسکے پاس آنکلی اوسنے اوٹھا لیا اور گھر مین لیئے آیا اوسوقت عورت اس دہقان کے کہانا پکا رہی تھی اور لکڑی
جلانے کی باقی نرہی تھی دہقان نے اسلیے کہ کہانا نیم پخت نرہے اُس لاٹھی کو جلانے کے واسطے چیرا کہ ناگاہ وہ سو
اشرفیان نکل آئین شکر خدا بجالایا اور موافق معمول کے پھر اسکا خرچ کرنا شروع کیا چندروز کے بعد پھر شبان دہقان
کے گھر آیا پہلے حال سے بھی حال اسکا ابتر پایا دہقان نے پوچھا کہ سبب اتنے غم کا کیا ہے اسنے قصہ ان اشرفیوں کی عصا
مین رکھنے کا اور عصا کے دریا مین گر پڑنیکا سب بیان کیا دہقان نے کہا کہ سچ کہہ اول بار یہ اشرفیان تو نے کہاں
پائین اور کیونکر جمع کین تعجب شبان نے جو یہ حال ہو بہو اور درست پرست جو کہ گذرا تہا بیان کیا دہقان نے تبسم کیا اور کہا کہ حمد
بیحد خداے پاک کے واسطے سزاوار ہے کہ حق کو اوسکے مرکز پر قرار دیتا ہے ای شبان جان تو کہ یہ چشمہ زر کا اسی
پر مین بھی بہول آیا تہا اور چاہ سے بھی جس نے نکالا تہا اور یہ سو دینار جو تجھکو دیئے تھے وہ بھی اوسیکا بقیہ تھا اور یہ
بار بھی تیرا عصا کہ جسمین بھی سو دینار تھے میری ہی پاس آیا کہ اوسی مین سے آجتک خرچ کرتا ہون شبان متحیر ہوا
اور کہا کہ اس بوالعجبی سے معلوم ہوتا ہی کہ روزی کسیکی کوئی نہین کہا سکتا ہے غرض اس مثل سے یہ ہے کہ تا یار لوگ بھی

حبل المتین قناعت ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور دایرہ توکل سے قدم باہر نرکھیں اور عجائبات زمانہ سی کہ نتیجہ
قضا و قدر ہے غافل نرہیں اور فرصت حیات کی غنیمت سمجھ کے مال اور کمال اور جمال پر اعتماد نکریں کہ حقیقت
ہر امر کی پس پردہ قضا و قدر مخفی اور مستور ہے کسیکو معلوم نہیں ہے کہ انجام کام کا کیا ہے القصہ وہ دن اس گفتگو میں کٹا
دوسرے دن کہ سنبل غالیہ بیز شب سیاہ اس سپہر سے گوشۂ خفا میں چھپا اور باغبان قدرت نے گل صدبرگ آفتاب کو
چمن افق سے بصد آب و تاب نمایان کیا دہقان بچہ اوٹھا اور کہا کہ تم فارغ دل بیٹھے رہو میں آجکے دن اپنے ثمرہ
مجاہدہ سی جو کچھ کہ پیدا کر لاتا ہوں وہ تمہاری آگے رکھتا ہوں کل کے دن جو باندگی تم سبکی رفع ہو جائیگی تو پھر اپنی اپنے
طور پر معیشت کی تدبیر کرنا دوست سب اس بات پر راضی ہوئے اور کہا کہ بہتر ہے اسکے بعد وہ دہقان زادہ شہر
سے باہر آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر میں کونسی چیز کی خریداری بہت ہوتی ہے لوگوں نے کہا کہ اسجگہ ہیمہ سوختنی
کی قدر بہت ہی اور نہایت قیمت سی بکتی ہی جوان فی الفور کوہ کیطرف روانہ ہوکر ایک پشتارہ کلان ہیمہ خشک کا باندہ لایا اور
دس درم کو بیچکے طعام مطبوخ بازاری خرید کرکے یاروں کا آگے رکھدیا لیکن جبکہ شہر میں آنے لگا دروازی شہر پر لکھا آیا کہ
نتیجہ ایکدن کے کسب کا دس درم ہے حاصل الامر اسدن سب یاروں نے دہقان زادہ کی کسب سے کھانا کھایا دوسرے دن کہ حسن
جہان آرای خورشید نے عالم تیرہ کو اپنی لمعۂ جمال سی درخشان کیا جوان زیبا رو سے کہا کہ آج تو اپنی جمال سے کچھ کام کر کہ یاروں کے
معاش کا باعث ہو زیبا رو اٹھ کے باہر آیا اور دلمین سوچا کہ میں تو ہنر کچھ نہیں رکھتا ہوں اور بغیر حصول مقصود کے پھر آونگا
بھی نہیں عجب مشکل میں پڑا ہوں کہ راہ رفتن و نہ روی بازگشتن ہے **رباعی لمولفہ** ہے زلف کی مانند مرا عقدۂ دل
مثل دہن تنگ ہے کھلنا مشکل ٭ پانی تو کہاں جز آب تیغ ابرو ٭ دانیکے عوض فقط ہی عارض کا تل ٭ اس فکر میں ایک
کوچۂ شہر میں بیٹھا تہا کہ ناگہان ایک عورت خوبرو موکہال ہمراہ اور تجمل فراوان رکھتی تہی اس جوان کے پاس سے
نکلی جبکہ نظر جوان زیبا رو پر پڑی اور وہ خط دلنواز اور روی دلفریب دیکھا عنان صبر و شکیب ہاتھ سی جاتی رہی اپنی
کنیز سے کہا کہ اس رخسارۂ زیبا کو دیکھ کہ گل سرخ اسکے رنگ سے شرمساری آب خجالت میں غرق ہوتا ہے اور اس
قامت رعنا پر نگاہ کر کہ سرو سہی اسکی نازکی اور لطافت سے پا بگل ہو رہا ہے **بیت لمولفہ** ایسی کس سرو
روان کی چال ہے ٭ کبک جسکی چال کا پامال ہے ٭ اور یہ شعر میر مغفور کا پڑھا **بیت** آہ کیا تن ہی کہ گل کو بھی حسد
جس تن پہ ہی ٭ کیا بدنکا رنگ ہے نہ جسکی پیراہن پہ ہے ٭ اور کہا کہ اگر تعریف اس لب کی کروں تو لعل ہے
شکر آمیز اور اگر توصیف اس خط کی رقم کروں تو بلاے فتنہ انگیز ہے تقدیر بہ بشر نہیں مگر ملک کریم ہے کہ یہ حسن و جمال حد آدمزاد
سے بہت زیادہ ہے ای کنیز وہ تدبیر کر کہ یہ ہماری سعادت سے دام میں پہنسے کنیز نے جوان کے پاس آکے کہا **نظم** ای نور دیدۂ آرزو ہائے
جان کہینچتی ٭ شیرین لبی از شکرستان کہینچتی ٭ شور پسینہ از لب تو بہ بازار کائنات ٭ آخر بگو کہ تا نمک از خوان کہینچتی ٭ ای نازنین
میری بی بی نیازمندیکی بعد کہتی ہی کہ تو اس شہر میں مسافر نظر آتا ہے اور مسافر شکستہ دل ہوتا ہی اور میرا مکان نہایت سرور انگیز

اور مقام فرحت خیز ہے اگر تشریف لائے اور ایکساعت کرم فرمائے تو زندگی جاوید مجھے حاصل ہوتی ہے اور میں مسافر نکی خدمت ہمیشہ سے سعادت جانتی ہوں اور تیرا کچھ نقصان اس میں نہیں ہے جوان نے کہا کہ میں حاضر ہوں اسکے بعد آس کنیز کیساتھ جا کے مہمان ہوا اور تمام روز اسکے ساتھ بعیش و آرام بسر کیا اور شام کو رخصت مانگی عورت نے سو اشرفیاں دیکے بہزار مشکل رخصت کیا جوان نے آتیکے وقت دروازہ شہر پر لکھا کہ ایکروز حسن وجمال کی اجرت سو اشرفیاں ہیں اور اسی لاکے یاروں روبرو رکھدیا تیسرے دن جبکہ صبح ہوئی سوداگر بچے سے سبنے کہا کہ آج تمہاری باری ہی اسنے قبول کیا اور روانہ شہر کے باہر جا کے دیکھا کہ کشتی اسباب تجارتسے بھری ہوئی کنارے دریا کے لگی ہے اور شہر کے سوداگر نرخ توڑنیکے واسطے قیمت بہت کم کہتے ہیں سوداگر بچے نے قیاس کیا کہ اسمیں فائدہ زیادہ ہے یکمشت تمام کشتی خرید کی اور متفرق کرکے اسباب بیچ لیا ہزار درم نفع بدرست حاصل ہوا سوداگر نے دروازے پر لکھا کہ حاصل ایکدن کی عقل کے ہزار روپے ہیں اور وہ لاکے یاروں کی آگے رکھدیے جبکہ چوتھا دن ہوا شاہزادے سے سبنے کہا کہ تو ہمیشہ لاف تو کل مارتا ہے اب اسکا نفع اور حاصل آج دکھا کہ کیا ملتا ہے شاہزادے نے یاروں کا کہنا قبول کیا اور بہت عالی کیساتھ کہ خالی شائبہ ریب سے تھی روانہ ہوا اسدن بادشاہ شہر کا قضا کر گیا تھا ایک خلقت ماتم داری میں مشغول تھی شہزادہ بھی اسی جگہ پہنچا اور ایک گوشہ میں بیٹھ کے تماشا سب دیکھتا تھا کہ ایکدن دربان نے خیال کیا کہ لوگ حالت ماتم میں گرفتار ہیں اور ایک شخص اجنبی گوشہ میں بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہے شاید جاسوس ہے اونے شاہزادے سے آویزش کی اور سخت وسست کہا اسنے آتش غضب کو آب تحمل سے سرد کیا اور اس برت کے موافق مطلق دم نہ مارا **بیت** سفیہ از درشتی کند بر غرور ٭ ز من غیر نرمی نیاید ظہور ٭ اسکے بعد جنازہ بادشاہ کا گورستان کو لیچلے اور سب وضیع و شریف ساتھ گئے تمام مکان خالی ہو گیا مگر شاہزادہ اسیجگہ بیٹھا ہوا تماشا در و دیوار کا کرتا تھا کہ دربان نے پھر آکے دیکھا کہ وہ شخص اسی طرح بیٹھا ہے بہت آزردہ ہوا اور اس بیچارے بیگناہ کو قیدخانے میں بھیجدیا جبکہ شب ہوئی اور شاہزادی کی خبر یاروں کو نہ ملی سمجھے کہ اوسنے بناء کار کو توکل پر رکھا تھا جبکہ صورت نبنی شرمندگی سے منہ چھپا کے کسیطرف راہی ہوا کاش ہم اوسے تکلیف نہ دیتے تو دل اُسکا شرمندہ نہوتا یہی جگہ اُسکا تاسف کرتے تھے اور وہ زندان میں خدا کو یاد کرتا تھا اور بیک خیال سے کہتا تھا کہ **بیت** خبرمن برسانید بیاران چمن ٭ کہ ہم آواز شما در قفسے افتادست ٭ بعد سوم کے اشراف اور ارکان دولت جمع ہو کے کہا کہ کسی ایسے کو کہ لائق سلطنت کے ہو تخت پر بٹھایا چاہیے کیونکہ بادشاہ کا کوئی وارث نہتا اور دربان نے ذمیں کہا کہ جاسوس پکڑا ہے کیا عجب ہے کہ اُسکا کوئی ہمراہی بھی ہوا اور ہمیں مالک کو خبر دی اور وہ تخت کہ بادشاہی سے خالی سمجھ کے کچھ فساد کرے پس بہتر یہ ہے کہ میں حال اُسکا ارکان دولت سے ظاہر کروں اُنہوں نے یہ خیال کرکے سب حال اُسکا بیان کیا امیان دولت نے مجلس سے شاہزادے کو بلا کے حال پوچھا جبکہ سبکی نظر اسکے جمال مملکت آرا پر پڑی سمجھ کہ یہ شخص جاسوس نہیں ہے ایسی ذات شریف سے

ایسا کار رذیل نہیں ہوتا ہے شہزادہ تعظیم بجالائے اور استفسار حال کیا کہ اپنے مولد اور نژاد سے مطلع کر اور اس جگہ آنے کا
کیا باعث ہے شاہزادے نے کمال فصاحت سے کلام کیا اور اصل اور نسب اپنا بیان کیا اور کیفیت وفات پدر اور تغلب اور
غصب بھائی کا ظاہر کیا اتفاقاً ایک گروہ اُس بلد کے تجار کا اسجگہ وارد تھا دیکھتے ہی شاہزادے کو پہچانا اور سب ارکان دولت سے
حال اس شہزادہ کا اور حسب نسب اسکا کہ سلطان ابن سلطان ہے بیان کیا مجموع اکابر اُس سلطنت کے دیکھنے سے جمال باکمال کے
اور سنتے ہی اس حال کے متفق الکلمہ ہوئے کہ لائق اس تخت کے یہی شخص ہے کہ اصل پاک اور نسب پاکیزہ رکھتا ہے بے شک افتتاح
ابواب عدالت اور عاطفت میں بیعت کیواسطے اس سے بہتر دوسرا شخص نہ ملیگا اور یہ مقرر اپنے اسلاف کی راہ جاری کریگا کہ انوار سعادت
اس جبین کی جبین سے پیدا ہیں غالب ہے کہ فضائل موروثی مفاخر کسبیکے ساتھ جمع کرکے خلق کو آسودہ رکھیگا اور لمعۂ فیض
یزدانی کہ اسکی جبین مبین سے لامع ہے استحقاق جہانبانی اور استعداد کشورکشائی پر دلیل قوی اور حجت ساطع ہے اور علامت شہریاری
اور آیات تاجداری کہ اُسکے حال سے روشن ہیں غالباً کسی صاحب نظر سے مخفی نرہی ہوگی **بیت** برحشمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید
بر عقل و دانش او بخندند مرغ و ماہی ✽ غرض بتعجیل تمام کے اوسی تخت پر جلوہ افروز کیا اور توکل کی برکت سے ایسی سلطنت
خداداد ہاتھ آئی جو کوئی کہ مقام توکل میں ثابت قدم رہے تو نتیجہ اُسکا دنیا و دین میں ضرور ملتا ہے **ف** کلید توکل چو آید
بدست مہ در گنج و اقبال توان کشود ✽ بہ چوگان صدق اندرین عرصہ گاہ ✽ رسیدان توان گوی دولت ربود ✽ اور اوس
شہر میں یہ رسم تھی کہ اول روز بادشاہ کو فیل سفید پر سوار کر کے تمام شہر میں پھراتے تھے تا وضیع اور شریف اوسکے جمال روشن سے
آنکھیں منور کریں چنانچہ اُس سے بھی یہی معاملہ کیا جبکہ شاہزادہ اُس دروازے پر پہنچا کہ جہاں اُن تینوں یار وفانے اپنے اپنے
ہنر کا فائدہ لکھا تھا حکم دیا کہ اسجگہ پر لکھدو کہ کسب اور جمال اور عقل کا اوسوقت فایدہ ہوتا ہے کہ قضائے آلہی اوسکے موافق
حکم کرے اور حال توکل کا یہ ہے کہ میں روز اول زندان میں مقید ہوا اور دوسرے دن تخت زرنگار پر بیٹھا اہل بصیرت کے
عبرت کیواسطے یہ امر کافی ہے اسکے بعد پھر کے ایوان پادشاہی میں داخل ہوکر اجراے امور سلطنت میں مشغول ہوا **قطعہ**
بخت چون برتخت دیدش تہنیت ہا کرد و گفت ✽ ایکہ برتخت جہانداری تو میدانی نشست ✽ چون جہانداری کمر بربند و عالم برکشا
وقت کار آمد دگر بیکار نتوانی نشست ✽ اسکے بعد شاہزادے نے تینوں یاروں کو بلایا پھر صاحب عقل کو وزیر ثانی کیا اور زرگر
بچے کو داروغگی اسباب خاص کی دی اور صاحب جمال کو خلعت گران بہا اور مال بے پایان دیکے فرمایا کہ ہرچند مفارقت دوست
عزیز کی سخت ہے لیکن رہنا تیرا اس شہر میں اچھا نہیں ہے کہ تا عورتیں اس شہر کی تیرے جمال پر مفتون ہوکر فسق و فجور نکریں بعد اسکے
بزرگان مجلس کیطرف منہ پھیرا اور کہا کہ تمنے بہت شخص دیکھے ہیں کہ ہنر اور دانش میں مجھ پر ترجیح رکھتے ہیں لیکن ملک بغیر عنایت
یزدانی ہاتھ نہیں آتا ہے چنانچہ منطوق تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ سے معلوم ہوا ہے کہ بجز اُسکے حمایت کی ایک برگ کاہ کوئی

نہین ملا سکتا ہے **نظم** اے مقصد ہمت بلندان ٭ مقصود دل نیازمندان ٭ از قسمت بندگی و شاہی ٭ دولت تو دہی
بہر کہ خواہی ٭ توفیق تو گر نہ رہنما باد ٭ این راہ بعقل کے کشا ید ٭ اور کہا کہ ہمراہی اسپر سبب کسب مین کوشش کرتی تہی
اور نہ اوسکو ایک دست آویز حاصل تہی اور نہ مین دانش اور قوت پر اعتماد رکہتا تہا اور نہ کسی کی مددگاری کا امیدوار
تہا بلکہ بنائے کار محض توکل پر رکہی تہی اور بموجب اس بیت کے عمل کرتا تہا **بیت** سر قبول بباید نہاد گردن طوع ٭ کہ
ہرچہ حاکم عادل کند ہمان داد است ٭ حاضران مجلس مین سے ایک سخندان نے اوٹھکے عرض کیا کہ جو کچہہ زبان مبارک
پر جاری ہوا گوہر ہے الماس خرد سے سفتہ اور زہی محک دانش پر آزمودہ کہ جہانداری عقل اور حکمت پر موقوف نہین
بلکہ نعمت خداداد ہی وہ ایسا ہے کریم جسنے جو دیا اوسکے لائق دیا **بیت** از خوان نعمت بی انتہاے او ہر کس
بقدر حوصلہ خود نوالہ میبابد ٭ خوش نصیبی اس دیار کی تہی کہ تجہسا پادشاہ حق شناس تاجدار ہوا اور خوبی طالع ساکنان
اس مرزبوم کی تہی کہ سایہ تجہسی ہما سے سعادت کا ان مرغان شکستہ بال پر پڑا **بیت لمولفہ** مبارک ہی وہ منزل
جلوہ گر ہو جسمین ماہ ایسا ٭ اسکے بعد دوسرا ترانہ سنج ہوا کہ اے پادشاہ جوان بخت مین چند ابیات لائق
نثار فرق مبارک کے کہ گنجینہ سینہ مین ہین سو عرض کرتا ہون **نظم** آیا شہے کہ کف کامگار زر بخشت ٭ کمند
در سر گردون کامران انداخت ٭ شد از نزول حوادث جو آسمان ایمن ٭ بر ان دیار کہ چتر تو سائبان انداخت ٭
اسی طرح سے ہر ایک ندیم فراخور حال اپنی بات کہتا تہا اور صحیفہ مناقب سلطانی سے خوش بیانی کرتا تہا سبکے بعد
ایک پیر پاک ضمیر خوش تقریر نے دست بستہ ایستادہ ہوکر عرض کیا کہ ای پادشاہ قدر و قضا کے باب مین
جو کچہہ کہ زبان گوہرفشان سے نکتہ بیان فرمایا تو نے موافق اسکے بندہ کی بہی سرگذشت ہے اگر ارشاد ہو تو
پادشاہ نے کہا بیار تا چہ داری یعنی لاؤ جو کچہہ کہ رکہتا ہے تو **حکایت** پیر نے کہا کہ مین ایک بزرگ کی
خدمت مین تہا جبکہ بیوفائی دنیا کی پہچانی مینے اور فریب اس زال دستان کے خوب آگاہ ہوا کہ یہ عروس
شوہر کش اپنی شیفتوں کو ہمیشہ ناامید رکہتی ہے اور یہ معشوقہ غدار ناسازگار بہت سی عاشقون کو خاک مین ملا چکی ہے
اپنے دل سے کہا مینے کہ ای احمق اوسکی دوستی میں آپکو کیون پہنساتا ہے تو کہ جسکا ہاتہ لاکہون پادشاہان کامگار
کے سینون پر رکہا ہوا ہے اور اسنے خرمن جمعیت کتنے پادشاہونکا بادستی سے برباد کیا ہی اس پیرزال کے
خیال سی درگذر اور اس رہگذر مین کہ دمبدم تیاری کوچ کی ہے گہر اپنا نہ بنا **ابیات لمولفہ** عالم امکان سرا فرخانہ
ہے ٭ جو بناے اسمین گہر دیوانہ ہے ٭ جسجگہ رہنا ہے مجکو تا ابد ٭ چاہیئے اوسکی عمارت مین ہو کد ٭ خواب غفلت سے
بیدار ہو اور وقت تنگ ہے اور مرکب عمل کا لنگ اور عمر کوتاہ ہی توشہ اوٹہا کہ راہ دور و دراز در پیش ہے **بیت** آن
طالب امروز بہرگوشہ ٭ بود کز پے فردات بود توشہ ٭ راہ تو دور آمدہ منزل دراز ٭ بے برگ رہ و توشہ منزل اسباز ٭ آخر کار اس فکر سی نفس میرا کشتہ
ستفیہ ہوا اور اسکے بعد نشاط تمام اور رغبت صادق سی خداے کریم کیطرف متوجہ کیا مینے اور خدمت دنیا اور صحبت اہل دنیا سے ہاتھ اوٹہا اور ایک مدت بازار

دیکھا مینے کہ ایک صیاد دو ہدہد بیچتا ہے اور وہ دونون آپسمین اپنی زبان مین ایک دوسریکا غم کہانا ہے در اپنی گرفتاری
سے پژمردہ ہہکے آزادی اپنے خدا سے طلب کرتا ہے مین اُن کی زبان کو سمجہتا تہا جبکہ یہ حال اُنکا دیکھا تو رحم آیا مجہے
کہ انکو چہوڑا دون شاید کہ انکی آزادیکی برکت سے خدا کی رحمت کا سزاوار ہون آخر صیاد نے دو درم انکا مول کیا اور
میرے پاس وہ دو درہم اور کچہہ نہا اسواسطے مین متردد تھا اور نفس میرا رخصت نہ دیتا تہا کہ وہ دو درم اُنپر خرچ کرون
آخر توکل خدا پر کرکے دونون درم صیاد کو دئیے اور انہین آزاد کیا مینے وہ اوڑکے دونون ایک دیوار پر جا بیٹھے
حق شناسون کے طور سے دعا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اب ہاتھ ہمارا تیرے احسان کے عوض کرنیمین کوتاہ ہے لیکن انہون اس
تلے ایک صندوقچہ جواہر قیمتی کا مدفون ہے اوسی لئے کہ یہ ہم تیری نذر کرتے ہین مجہے اونکی گفتار سے تعجب آیا اور کہا مینے کہ
طرفہ حال ہے کہ صندوقچہ جواہر کا نیچے زمین کے دیکھا تمنے اور دام کو نیچے تہوڑے سے غبار کے چہپا تہا اُس سے
غافل رہے ہدہد نے جوابدیا کہ قضای آلہی جبکہ نازل ہوتی ہے دیدۂ عقل خیرہ اور آنکھ باریک بینی کی تیرہ ہو جاتی
ہے اور مقتضائے قضا و قدر کسیسے دفع ہو نہین سکتا ہے اُس محل مین عاقل کو بصیرت اور نہ عارف کو معرفت رہتی ہے
اور یہ حکایت قول شاہ کی واسطے کہ باب قضا و قدر مین صادر ہوئی گواہ عادل ہے اور حکمانے بہی تاکید اس مینکی کی ہے
قطعہ گر کار تو نیک است بتدبیر تو نیست ٭ ور نیز بد است ہم بتقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا پیشہ کن و شادی کن ٭ این نیک
و بد جہان بتقدیر تو نیست ٭ اسکے بعد کہا کہ اے شاہ مینے اس دیوار کے نیچے کہودا اور صندوقچہ جواہر کا پایا اب آسمین اسلئے
ظاہر کرتا ہون کہ شہریار اپنے خزانہ عامرہ مین پہنچادے بادشاہزادے نے کہا کہ جو تخم تو نے بویا تہا اسکا پہل پایا شرکت
اوسمین کسیکی نہین ہے اور یہ جواہر حکمت کہ اسوقت رشتۂ تقریر مین پروئے تو نے ہمارے واسطے کافی ہین کہ کوئی جواہر زیبا تر
سخن نیک سے نہین ہے کیمیائے سخن مس طلب کو زر کامل عیار کرسکتی ہے حاضرین مجلس نے ذہن رسا شاہزادے کے آفرین کی
اور بدل و جان بہان مضبوط کرکے عنان فرمانروائی قبضہ اختیار مین شاہزادیکی سب نے سپرد کیا اور اوسکے سایۂ دولت مین آرام
تمام زندگانی بسر کرتے تہے مصرعہ تا آن زمان کہ نوبت ایشان تمام شد ٭ یہ ہے داستان منافع توکل اور نتایج تفویض
قضا و قدر کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر عنان اختیار ہماری ہاتھ مین ہوتی تو کوئی کام اپنے مراد کے خلاف وجود نہ پاتا اور
حال یہ ہے کہ ہزار نقش اگر ہم خیالات کے بنائین تو ایک بہی اسطرح جیسا کہ جو ہمارے آئینہ تصور مین ہے ظہور مین نہ آئیگا بیت
اگر بمحل حال جہانیان نہ قضاست ٭ چرا مجاری احوال برخلاف رضاست ٭ جبکہ برہمن بید پانے یہ فصل تمام کی
اور مضمون ہوشنگ کے وصایا کا کل داستانون کے ساتھ جو بیان مین آچکا ادا کیا
تسلیم بشرط خدمت کی بجا لایا اور فرمایا کہ حضرت کے برکت ہمت سے نقاب خفا
مقصود سے اوٹہا اور جو کہ مطلوب تہا برکت صحبت رفیع منزلت سے حاصل ہوا منت ہے
اوس خدا کے کہ تم کو کہ سعی میری باطل نکی اب التماس یہ ہے کہ جو تحفہ بطریق اخلاص پیشکش کرون

میں حکیم روشندل اوسی بنظر بے نیازمندانہ قبول فرمائیے برہمن نے کہا کہ ای بادشاہ مینے دار دنیا سے گوشۂ عزلت اور
توشۂ قناعت اختیار کیا ہے اور دامن اپنا لوث تعلق فضول سے دہویا ہے امکان نہیں رکہتا ہے کہ کسی طرح سے
بار دیگر اسکی کلفت میں آلودہ ہوں میں **بیت** بدنیا تا تواں آسودہ بودن ٭ دریغ آید مرا آلودہ بودن ٭ اور اگر
بادشاہ چاہتا ہے کہ میری کچہہ خدمت کرے اور طوق منت کا میری گردن پر ڈالے تو متوقع اسکا ہوں کہ ان کلمات
حکمت آمیز کو رشتۂ تالیف میں منسلک کرکے مقتدای بادشاہان اور پیشوای طریق کمال سمجھے اور ہمیشہ اسی سبب سے مجھے
خاطر عاطر سے فراموش نکرے اور دعا سے منفرت سے دریغ نفرمائے کہ کہا ہے دعاء الامام العادل لا یرد یعنی دعا
امام عادل کی رد نہیں ہوتی بلکہ دعا بادشاہ عادل کی اجابت سے نزدیک ہوتی ہے رائے دابشلیم نے ارشاد برہمن کا
قبول کیا اور رخصت ہوکے اپنے دار الخلافہ میں پہر آیا اور جو جواہر حکمت کہ درج گوش میں لایا تھا انہیں رشتۂ تالیف
میں انتظام دیا اور ہمیشہ سرحادثے اور ہر مہم میں اعتماد انہیں نصیحتوں سے کرتا تھا **بیت** آنکہ او پیروی پند خردمندان کرد
آخر الامر بسر منزل مقصد رسید ٭ وانکہ شد منحرف از جادۂ آں راست رواں ٭ راہ گم کرد وز مطلوب نشانے نشنید ٭
جبکہ خجستہ رائے نے یہ حکایت دلپذیر بدایت سے نہایت تک تقریر فرمائی بادشاہ ہمایوں فال مانند گل سیراب طرب نشاط سے
شگفتگی کرتا تھا اور اسکے نہال حال نے چمن اقبال میں سرفرازی شروع کی اور وزیر کو بسبب نہائی اس حکایت کے عواطف بادشاہانہ
کا امیدوار فرمایا اور اسکے دیدۂ دل کو حصول مقصد سے روشن کیا اور دلیں کہا کہ بعد الیوم ستوررای اور قانون کارخانہ ملک
ستانی اس نصیحت سامی کے موافق کرونگا کہ ان باتوں نے میرے دل پر عجب طرحکی تاثیر کی ہے کہ ایکدم سر رشتہ خاطر سے
کم نہیں ہوتا ہے اور وہ باعث یہ ہے کہ ناصح صاحب اخلاص پاک طینت ہے اور اگر ناصح راستگو نہو اور سخن ہر چند نفس الامر میں
نیک ہی ہو لیکن ناصح کی آلودگی کی جہت سے کہ وہ صاف باطن نہیں ہوتا ہے تو اوسکی سیاہ دلیکی باعث وہ سخن کچہہ تاثیر نہیں کرتا ہے
اور ان حکایات عجائب اور روایات غرائب سے کہ بے شائبہ ریا اور بے سبب غرض اس حکیم دانا دل نے تقریر فرمائی میرے
جان و دل میں اثر ہوگیا ہے وزیر نے بادشاہ کو دعا دی اور کہا جو کچہہ بافیض ترجمان حکمت نشان شاہنشاہی سے
گذرا عین صدق اور محض صواب ہے واقعی ہے کہ اہل مکر و فریب اور دروغگو اور ریا کی بات بے فروغ ہوتی ہے زبانہ آتش کے
مانند کہ تہوڑے سے صدمے میں سرد ہوجاتی ہے اور کلام اہل صدق وصفا کا تاثیر میں صبح صادق کے مانند ہے کہ دمبدم روشنی
اوسکی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور شعلہ نور خورشید لمعانیکے مانند ساعت بساعت ترقی پذیر تو ہی بادشاہ نے وزیر خجستہ رائے کو دوبارہ
سرفراز کیا اور وزیر نے بہی صفات پسندیدہ اور انوار اخلاق ستودہ شاہی کو مشاہدہ کرکے دعا اور ثنا کو اسطرح تمہید کی **نظم**
ای بادشاہ جہان فریدون حشمت بہ نمایاں سبقت لیگیا تو سبقت کیا فیض کیا عقل ہر کیا عدل و کرم ٭ تابان ہو تیرا ہمیشہ نجم دولت اس دعا پر مجلس ختم ہوئی

اور ہمایوں فال نے بھی رای داشلیم لکھے دستور پر لطافت اس حکایات کی اپنے اوراق اعمال پر ثبت کیے اور ذکر جمیل یادگار چھوڑ گیا نظم دو چیز حاصل عمرست جیر ذنام نکو ٭ وزیں چو درگذری کل من علیہا فان ٭ مباش در پے آزار و کام خلق برآر ٭ کزیں دو کار برآری سعادت دو جہان ٭ یہ چھ کلمہ چند کہ بمقتضائے زبان قلم اسکی شروع کرتے ہیں بامید امداد غیبی جرأت کی ہے اور جسطرح کہ سارے ناقص ہیں تقاضا کیا تم زدہ کلک بیان ہوا اب امیدوار فاضل محاسن اطوار اور عمائد عالی مقدار اور صاحب علم باوقار سے یہ ہوں کہ اس بے مایہ کی عبارت ناسنجیدہ اور کلمات ناپسندیدہ پردہ اعتراض نہ کھولیں اور از راہ ذرہ پروری و فقیر نوازی جو خطا اس فقیر کی دیکھیں بجز حرف صواب لولیں بلکہ بنظر اصلاح جو کہ مناسب حال دیکھیں وہی بلا تامل درست فرمائیں مصرع بر کریماں کارہا دشوار نیست ٭ شکر ہے خدای عز و جل کا کہ ترجمہ انوار سہیلی کا چودہویں ذیقعدہ ۱۳۱۵ ہجری وقت صبح کے ہنوز نیر اعظم نے علم نورانی افق مشرق سے بلند نکیا تھا کہ مقام دارالسلطنت لکھنؤ میں ختم ہوا الحمد للہ علی ذلک باطناً و ظاہراً والسلام علی سید الکاملین وآلہ وصحبہ متوالیاً و شکراً ای کریم کارساز تیرے نام پاک سے ابتدا اس اوراق کی ہوئی تھی سو اوسکی برکت سے خاتمہ اسکا بخوبی ہوا ورنہ اس بے بضاعت ناچیز کو کب اسکی لیاقت تھی کہ اس عہدہ کو سر انجام دیتا یہ محض تیری قدرت نمائی تھی کہ ایسے بے بضاعت ناچیز کے ہاتھ سے یہ دریا کوزے میں ہوا۔ اب امیدوار ہوں کہ ایسی مقبولیت سے عنایت فرما کہ از وضیع تا شریف خریداری اسکی بجان کریں اور یادگار اس فدوی بیمقدار کی تا قیام قیامت رہے اور جو کوئی کہ اسکا مطالعہ کرے حسبۃً للہ واسطے اس عاصی کے خدائے کریم سے دعائے مغفرت چاہے کہ خصائل کریمانہ سے بعید نہیں ہے تاریخ ناسخ زہے نسخہ حکمت آمیز نافع ٭ کہ ہر باب اگر صد باب حکمت ٭ مسمی بہ بستان حکمت نمودند ٭ برائے تماشائے ارباب حکمت ٭ گل و برگ شاخ و ثمر جملہ حکمت ٭ شد ایں باغ سبز منبر با آب حکمت ٭ بلطف مسبب زیبا سنت تکسرش ٭ فراہم شدہ جملہ اسباب حکمت ٭ پے سال تاریخ اتمام ناسخ ٭ خرد گفت بستان سیراب حکمت ٭

سنہ ۱۳۱۵ھ

تمام شد

یہ بستان حکمت مخزن عقل و فراست سراپا زیب و زینت مطبع جوہر ہند دہلی محلہ بیپل مہادیو اندرون چھتہ صوفیجی میں جے نراین کے اہتمام سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع میں طبع ہوا

خاتمۃ الطبع

بفضل ملک الوہاب یہہ کتاب انتخاب مرتبہ بہ چہاردہ باب مسمی بہ **بستان حکمت**
مخزن عقل و فراست سراپا زیب زینت بار سوم بصحت تمام وسعی مالا کلام مطبع جوہر ہند
محلہ پیپل مہادیو مین منشی جے نراین کے اہتمام سی چھپی سندوستان صادق اور محبان واثق
کیخدمت فیضدرجت مین عرض ہے کہ انشائی لیلی نژاد کو ناقہ قرطاس پر
محمل نشین کر کے طبع وحشت زدہ نے وادی عبارت پر فصاحت مین
مجنون صفت ساربانی باہما معانی کی ہے جس جا گام ناکام اشتر الفاظ
کا غلطی سے بے پہلو پڑے تو اُسکو دست شفقت سے بخد صحت پہنچاوین
اور اگر اس گلدستہ نورستہ کی سیر بہار سے دلکو فرحت
ہو تو اس روسیاہ پر گناہ کے حق مین دعاے خیر کرین
تاکہ بوسیلہ نجات عالیہ درجات سے یہہ دل افسردہ
مثل گل پژمردہ باغ جنان مین سایہ طوبی کے
ہمسایہ سرسبز ہو بقول جامی **ابیات**

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ٭ زانکہ من
بندۂ گنہگارم ٭ آنکہ مارا کند
بہ نیکی یاد ٭ نام او در جہان
بہ نیکی یاد ٭